بعون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

کتاب حذاقت انتساب متضمن حالات تعمیرات قلعہ و باشندگان شہر دہلی مسمی بہ

آثار الصنادید

تصنیف جواد الدولہ سید احمد خان صاحب بہادر عارف جنگ سابق منصف دار الخلافہ شاہجہان آباد

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع مزین مطبوع ہوئی

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب تواریخ اردو درج کر دیئے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب تواریخ شاہان و راجگان اُردو	
ترجمہ تاریخ فرشتہ جو کہ ایک مشہور و مستند تاریخ شاہان دکن و سلاطین لاہور و بادشاہان دہلی و شاہان گجرات و مالوہ و بنگالہ و ملتان و کشمیر و سندھ وغیرہ ہے کامل دو جلدین۔	للعہ پ
ارشاد الملوک۔ ترجمہ بزبان اردو اسپیچ لارڈ لینسڈون صاحب بہادر سابق لفٹنٹ گورنر مغربی و شمالی و اودھ بالقابہ کاغذ سفید گندہ	ے پ
ترجمہ کارنامہ کالون صاحب مشتمل بر حصہ یعنی مجموعہ ارشادات خاص و مختصر تذکرہ کارروائیہائے انتظامی و عملی و ترقیات مقاصد گورنمنٹ آف ڈفرن فنڈ ممالک مغربی و شمالی و اودھ عہد حکومت عالیجناب نواب سر آکلینڈ کالون صاحب بہادر بالقابہ کاغذ سفید۔	عکار پ
تاریخ ٹاڈ راجستان مؤلفہ کرنیل جیمس ٹاڈ صاحب پولٹیکل ایجنٹ جسمین ریاستہائے راجپوتانہ کے صحیح حالات سنسکرت و عربی و انگریزی تاریخون سے جمع ہین بعہد سرپرستی مہارانا سجن سنگھ صاحب بہادر والی اودیپور	

نام کتاب	قیمت
اُردو ترجمہ ہو کر طبع ہوئی جسکی قیمت سابق مین پچاس روپیہ تھی مشہور مقام کے نقشے اور تصویرین بھی منقش ہین کامل دو جلد مین کاغذ سفید ولایتی۔	عمہ پ
تاریخ عہدنامجات و اقرارنامجات فیما بین سرکار و رؤسا متعلقہ ریاستہائے ہندوستان مولفہ سر چارلس ایچیسن صاحب بہادر مترجمہ پنڈت کنھیا لال کامل سات جلد مین تفصیل ذیل	دعمہ پ
(جلد اول) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ حصہ شرقی پریسیڈنسی بنگال مع آسام و برھما۔	للعہ پ سہر
(جلد دوم) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ ممالک مغربی و شمالی تا پنجاب مع نیپال۔	للعہ پ سہر
(جلد سوم) عہدنامجات وغیرہ متوسط ہند۔	للعہ پ سہر
(جلد چہارم) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ ریاستہائے راجپوتانہ و مالوہ وغیرہ۔	للعہ پ سہر
(جلد پنجم) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ رزیڈنسی مدراس مع جزیرۂ سیلون۔	للعہ پ سہر
(جلد ششم) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ پریسیڈنسی بمبئی	للعہ پ سہر
(جلد ہفتم) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ سندھ و دیگر ممالکت ایشیائی بیرونی۔	للعہ پ سہر

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

کتاب حذاقت انتساب متضمن حالات تعمیرات و قلعہ و باشندگان شہر دہلی مسمی بہ

آثار الصنادید

تصنیف جواد الدولہ سید احمد خان صاحب بہادر عارف جنگ سابق منصف دار الخلافہ شاہجہان آباد

مطبع نامی منشی نولکشور مین طبع مزین مطبوع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
شمۂ محراب رواق قدیم

تقریظ منظوم کہ جناب نواب محمد ضیاء الدین خان بہادر نے اس کتاب پر لکھی ہی

تکملۂ فاتحۂ نامِ خدا
حرزِ امانِ دلِ ایمان خدیو
نسخۂ فرقان کہ معنون بدوست
وسمۂ ابروے ہنر نامہ ہا
نامہ نگو روضۂ مینو سرشت
غرۂ غراے جبین سحر
شمع شب افروز شبستان ہند
مصطبۂ ناز خراباتیان
نقد گرانمایۂ فرزانگی
ابری وصد گریہ بچشم ترش
جنس گرانمایۂ دکان قدس

زیبِ سرِ لوحِ کلامِ خدا
از دمِ اہرمن و افسونِ دیو
لوحۂ عنوانش مزین بدوست
غازۂ رخسارۂ سرنامہ ہا
روکش ہر ہشت ریاضِ بہشت
قطعۂ الماس نگین سحر
طفل نوآموز دبستان ہند
صومعۂ راز مناجاتیان
قدر شکیبایۂ دیوانگی
برقی وصد خندہ بلب اندرش
حقۂ شہوار دُر کان قدس

فاتحۂ خطبۂ امّ الکتاب
ہیکل قدسی سماویست این
بہر سرآغاز صحف در خور است
خاصۂ این نامۂ مشکین پرند
طبلۂ مفتوحۂ عطر نسیم
آئینۂ روشن سیماے صبح
نام خدا نامۂ با برگ و ساز
مایۂ درک خردِ اندیشگان
نامۂ دو صد گونہ ہنر درج او
گلبن شاداب خیابان فکر
لجۂ سرچشمۂ آب حیات

لوحۂ دیباچۂ فصل الخطاب
بر صحف ادعیہ حاویست این
بے رقمش جملہ کتب ابتر است
کامدہ مطبوع دل ہوشمند
حقۂ مختومۂ دُرِّ یتیم
بادۂ مرد افگن میناے صبح
نامہ چہ مجموعۂ ناز و نیاز
علت سوداے جنون پیشگان
دخل صد اقلیم سخن خرج او
صاف مئے ناب خمستان فکر
دادہ بہ بینندہ زمردن نجات

تنگ نبات دہ بودش مروحہ
حرز گزین طاعت ایمانیان
نقطۂ سودای سویدای دل
قافلہ در قافلۂ حور و پری
شمسۂ منظر فیروزہ طاق
سرو خرامان لب جویبار
کین گہرین پیکر رنگین طراز
آن علوی گوہر عالی نسب
پایہ فراز علم خامہ ہا
صدر امین موتمن روزگار
کارگیای کدۂ دین و داد
منتج انصاف قضایای او
مرد سخن گستر پالودہ مغز
سینۂ صافی و مضامین پاک
حلقۂ بہزاد فستان گرد او
انچہ سگالد خرد از رنگ و بو
صیقل آئینۂ اسکندری
رائحۂ مجمر عود قمار
طنطنۂ شہپر روح الامین
شمع فروغانی فانوس دیر
غالیہ سای نسیم بہار
پیچ و خم جادۂ بیدای عشق
زیر و بم مطرب سر غولہ گوی

بال سروشان اولی اجنحہ
سود بہین فطرت یونانیان
خال سیاہ رخ سلمای دل
لعبت چینی و بت آذری
مرکز ہفت اختر زرین نطاق
برق درخشان سر کوہسار
کامدہ ہم دلکش و ہم دلنواز
سید عالی معالی حسب
حلہ طراز گہرین نامہ ہا
روح امین را بدم آموزگار
مرز خدائے دہ آئین و داد
حجت و برہان خرد و رای او
بردہ دل از خلق بگفتار نغز
جام بلورین و مے تابناک
مانی و بہزاد دو شاگرد او
ریختہ در کالبد گفت و گو
غازۂ رخسارۂ حور و پری
لخلخۂ نافۂ مشک تتار
شعشعۂ نیر چرخ برین
غلغل نصرانی ناقوس دیر
نافہ کشای غزال تتار
جاذبۂ شوق و تمنای عشق
پیچ و خم طرۂ مرغولہ موی

مطلع انظار تماشائیان
مرسلۃ الصدر مخلخل بران
خیمۂ لیلی است بصحرا زدہ
ماشطۂ شاہد زیبای حسن
محمل لیلای معانی نگر
زمزمہ در پردہ سرایم چرا
ریختۂ خامۂ میر احمد است
خازن گنجینۂ اسرار فیض
عالم انواع علوم اہم
منصف دانشور نصفت پژوہ
داد سرشتند در آب و گلش
بر در ایوان بلندی گرای
بر سخنش مجمع فرزانگان
در دل او جمع کلام شگرف
بر نمط شیوۂ کار آگہان
دانی اگر دیدۂ بینات ہست
لمعۂ بیضای کف موسوی
بارقۂ خاطر اشراقیان
در روشنا روزی جمع حرم
سرخوشی خندۂ کبک دری
بارقۂ ناصیۂ آفتاب
کوکبۂ سطوت شاہنشہی
رنگ لب نازک گلبرگ تر

مرکز سیارۂ مشائیان
درۃ الاکلیل بلند افسران
پردہ سوی بادیہ بالا زدہ
غازہ کش عارض عذرای حسن
ہودج سلمای معانی نگر
پردۂ معانی نہ کشایم چرا
خود سخن از نامۂ میر احمد است
ناظر آئینۂ انوار فیض
جامع اصناف فنون حکم
داور حق پرور باطل نکوہ
ہرچہ بجز داد برون از دلش
روز رخشش شمس و قمر جبہ سای
گرد چراغ آمدہ پروانگان
گوہر شہوار بدریای ژرف
بست طلسمی ز سخن در جہان
تا چہ فرو ریخت کہ این نقش بست
نفحۂ جانزای لب عیسوی
رشحۂ اقداح کف ساقیان
نور شب افروزی شمع حرم
دلکش جنبش بال پری
صاعقۂ برق و غریو سحاب
دبدبۂ قہرۂ ظل اللہی
داغ دل لالۂ خونین جگر

کاوش نیش مژہ سینہ کاو
طرز پر افشانی طاؤس باغ
کوکوے آشفتہ نوا فاختہ
برتری پایۂ فرہماے
بس کنم از رمز کہ در فن حرف
از روش رفتہ جہان ماوران
حال طبیبان کہ درین روزگار
جادہ نوردان یقین بیگمان
جمع فقیہان اولی الاحترام
قافیہ سنجان سخن دستگاہ
نغمہ سرایان ملایک قریب
بربط وچنگ و نی و قانون نوا
نیر رخشان نوائین نوا
گفت ہنر پیشۂ دانش گزین
بانی این منظرۂ کسروے
تابود این قبۂ خضرا بپاے

ریزش اشک جگر خون تراو
شیوہ پاکوبی آہوے راغ
ہر سر شمشاد قد افراختہ
فرخی سایۂ پر ہماے
رمز باندازہ توانگر دصرف
وانزا اثر دولت نام آوران
جوہر گل شان بود آموزگار
شبلی وطیفور وجنید زمان
روح قدس پایۂ سدرہ مقام
نغز کلامان معانی پناہ
بردہ بالحان ز ملایک شکیب
جان حزین ودل محزون نوا
گشت بتاریخ ترنم سرا
۱۲۶۲ھ
از سر جان روکش ارتنگ چین
ریخت درین منظرہ طرح نوی
تابود این خطۂ غبرا بجاے

جنبش پرّ گلہ سروران
نالۂ قمری وفغان ہزار
جالش مستانۂ کبک وتدرو
تیرگی شام غریبان دہر
ہست درین قصر دانش نشان
آنکہ درین دائرہ نابودہ اند
عیسوی اعجاز بہ نیروی دم
زمرہ پر دل کہ بدست تہی
صیرفیان زر اخبار دین
پہلوی وتازی وہندی کلام
نی بہ بن وناخن زہرہ شکن
آنکہ قلم بر ورق نامہ راند
از پے پیدائی تمثال طبع
صانع این قصر بلند رفیع
ذروۂ این گنبد نو ساختہ
طاق برافراختہ بر پای باد

برش تیغ نگہ دلبران
در چمنستان بسر شاخسار
بر نمط سایۂ شمشاد وسرو
روشنی صبح مقیمان شہر
خامہ بہ پہنای ورق گل فشان
کام دہ وکام روا بودہ اند
جان بہ تن مردہ صد سالہ دم
آستین افشاندہ بر گنج شہی
صیقلیان دل اخیار دین
انوری واخطل وسودا مقام
زخم بتار رگ ارواح زن
نام وی آثار صنادید خواند
جست بہ نیروی خرد سال طبع
یکسر انگیخت ز نقش بدیع
سود بگردون برافراختہ
گنبد نو ساختہ بر جاے باد

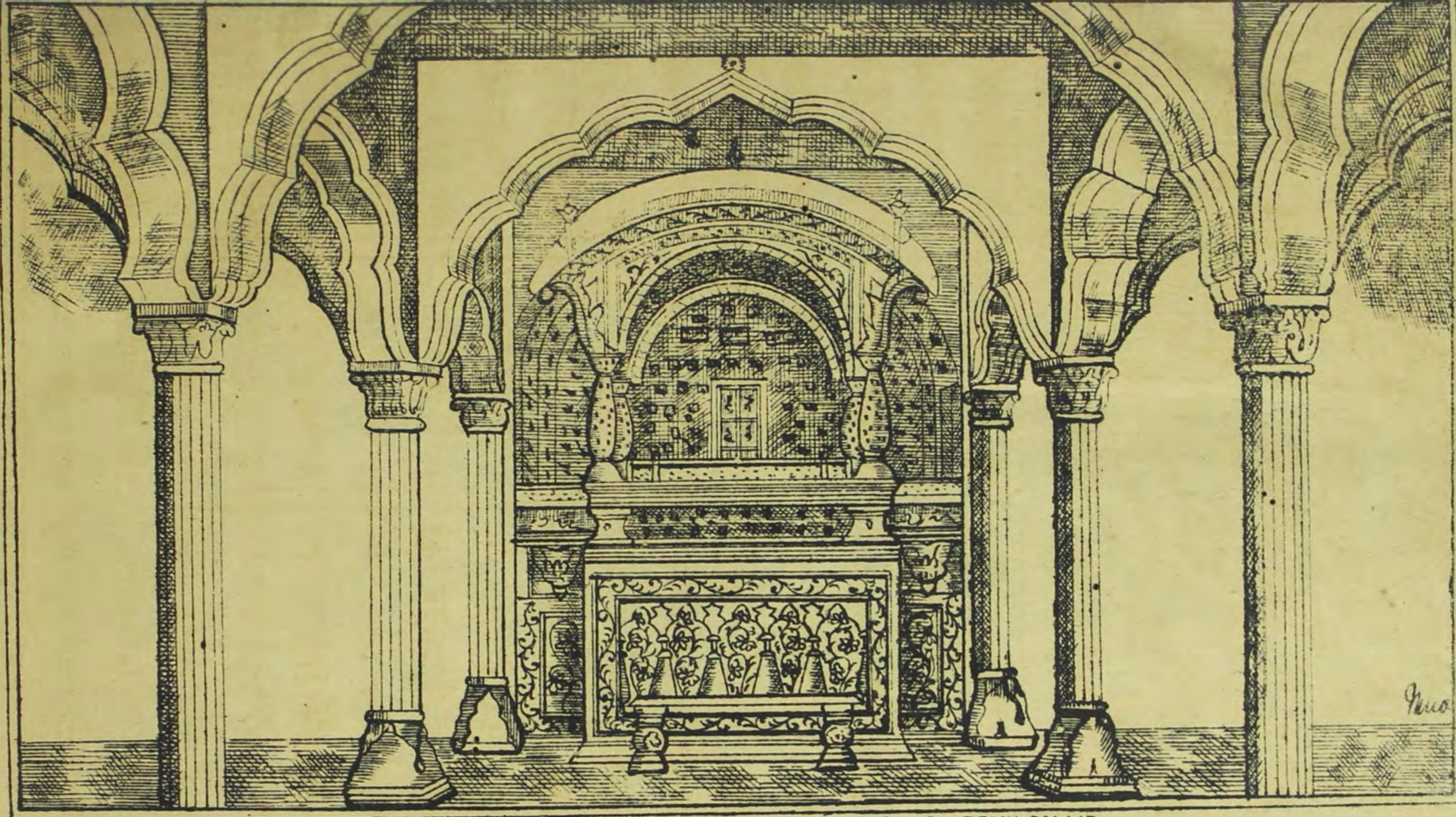

ROYAL MARBLE THRONE IN THE HALL OF PUBLIC AUDIENCE DELHI PALACE

نقشہ نشین ظل الٰہی با تخت سنگین واقعہ دیوان عام

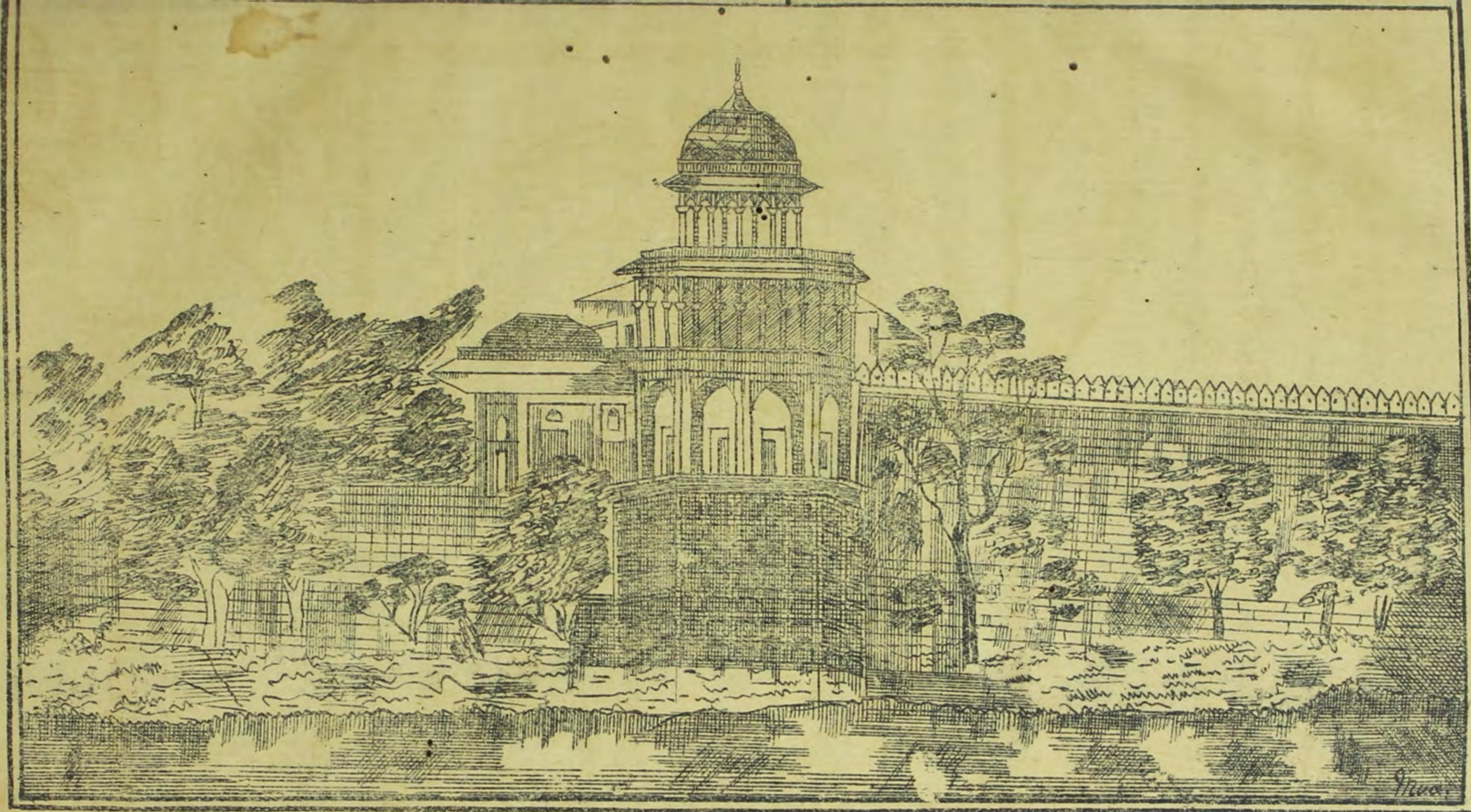

SHAH BOORJ ROYAL TOWER ON THE SIDE OF THE RIVER DELHI PALACE

نقشہ شاہ برج کا دریا کی طرف سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از نقش و نگارِ در و دیوار شکستہ | آثار پدید است صنادید عجم را

حمد اُس خالق الکائنات کی جس نے اٹھارہ ہزار عالم کو دو حرف کن سے پیدا کیا اور بعد ہزاران ہزار جلوہ ہاے رنگا رنگ کے پھر پردہ عدم مین لیجائے گا ۞ اور نعت اُس رسول الثقلین کی جسنے جن و انس کو وادی ضلالت سے نکالا اور بعد جزاے اعمال کے اور سزاے کردار کے پھر دار السلام مین پہونچائے گا حیز تحریر سے افزون ہے اور احاطۂ تقریر سے بیرون ۞ بہتر یہ ہے کہ فکر نا آل اندیش اِس داعیہ محال سے ہاتھ اُٹھا کر اپنے اندازہ سے پانون باہر نہ نکالے اور اِس امر صعب مین ہاتھ نہ ڈالے اسیواسطے خاکپاے اہل ہنر خوشہ چین معنی طرازان سخنور امیدوار رحمت صمد سید احمد مخاطب بہ خطاب جواد الدولہ عارف جنگ بیٹا سید محمد متقی خان بہادر مرحوم اور پوتہ جواد الدولہ جواد علی خان بہادر مرحوم اور نواسہ نواب دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر مصلح جنگ کا دانایان اولی الابصار اور صاحب طبعان روزگار کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ مدت دراز سے یہ اندیشہ دامنگیر تھا کہ اگر حیلہ گری زمانہ پر بہانہ سے اندک نجات حاصل ہو جاوے اور فلک ناتوان بین کے پنجہ سے کچھ مہلت ہاتھ آوے تو ایک ایسا نسخہ عجیب اور مجموعۂ غریب خامۂ چابک رقم کی مدد اور فکر آسمان پیر کی اعانت سے لکھا جاے کہ عمارات سواد حضرت شاہجہان حرسہ اللہ عن الفساد اور مکانات درون شہر باہر

قلعہ مبارک کا حال اُسمین مندرج اور اطوار و اوضاع ساکنین شہر کا احوال اُس مین مندرج ہو اور بہ سبب کثرت علائق اور ہجوم عوائق کے یہ امر صورت پذیر نہ ہوتا تھا الحمد للہ والمنۃ کہ کارسازی لطف الٰہی دستگیر ہوئی اور مراحم یزدانی نے اعانت کی کہ یہ آرزو پردۂ تقدیر سے بہ صفت حصول سے مزین ہو کر دیدۂ شوق مین جلوہ نما ہوئی اور یہ تمنا حجلۂ غیب سے چہرہ کشا عرصہ دراز تک آرام کو آرام نہ سمجھا اور آسایش کو آسایش نہ جانا جب یہ شاہد جادو طراز جلوۂ شیرین لبان سحر پرداز سے دلرباتر ہوا اور یہ شگفتہ گلزار گلشن وصال محبوبان دلکش سے جان فزاتر مطالعہ اِسکا کون و فساد روزگار سے آگاہ کرتا ہے اور مشاہدہ اِسکا انقلاب ادوار سے یہ نسخہ طرفہ عبرت گاہ ہے اور بے ثباتی عالم پر گواہ اسکے دیکھنے سے برای العین مشاہدہ ہوتا ہے کہ وہ بادشاہان جم اقتدار کہ سکندر دارا کو کمترین چاکر اور رستم و سام کو ادنے بندہ تصور کرتے تھے ایک مٹھی بھر خاک مین کیا بیکس و ناتوان پڑے ہین کہ اگر مور ضعیف اُنکی خاک کو پامال یا پیل دمان اُنکی مٹی کو لگدکوب کرے مجال مدافعہ کی نہین رکھتے **بیت** یکے بگور عزیزان شہر سیرے کن ٭ ببین کہ نقش املهاچہ باطل افتادست ٭ اِسکا پڑھنا غافل کو ہوشیار کرتا ہے اور عاقل کو ہوشیارتر اور اُسکا دیکھنا نادان کو خبردار کرتا ہے اور دانا کو خبردارتر اِسکو ناتوانون کے مزاج مین حکم مُل ہے اور نازک مزاجون کے دماغ مین حکم گل سیاحون کو اُس سے سیر عالم میسر اور تماشا دوستون کو اُس سے باغ و بہار بہر نظر اُسکی ورق کشائی فال خجستہ بنیاد اور اُسکی سیر شگون مراد **مثنوی** نشاط اندر آرد بخوانندگان ٭ مفرح رساند بدانندگان ٭ فسردہ دلان را در آرد بکار ٭ غم آلودگان را بود غمگسار ٭ نوازش کند سینۂ خستہ را ٭ کشایش دہد کار سربستہ را ٭ گرش ناتوانی تمنا کند ٭ خدایش بخواندن توانا کند ٭ دگر نا امیدیش گیرد بدست ٭ بدست آورد بر امیدے کہ ہست ٭ جب یہ نسخہ مرتب ہو چکا اور اُسکا حسن شاہدان خلخ و نوشاد سے زیادہ نظر آیا اپنے اندیشۂ معنی پرست مین یہ گذرا کہ اُسکو کسی نام اور بلند مرتبہ کے نام نامی اور اسم گرامی سے پیرایہ دیا جاوے اور اُسکو کسی جمشید اقتدار گردون وقار کے محامد پسندیدہ سے مزین کیا جاوے اِسی اثنا مین عالم بالا سے ندا آئی اور عالم علوی سے نوید پہونچی کہ زیور اِس شاہد حجلۂ غیب کا اسم سامی اُس عالی منزلت گردون بارگاہ کا ہو سکتا ہے کہ جسکا خیمہ جاہ فلک نہم سے بالاتر ہے اور اُسکے ادنی خادم کا مرتبہ سکندر و دارا سے والاتر دولت و اقبال کا طراز اور فضل منعام حقیقی اُسکا کارساز دارا کو اگر اُسکی اعانت

ہوتی تو سکندر سے شکست نہ کہاتا اور افراسیاب کو اگر اُسکی توجہ مدد کرتی تو رستم سے الزام نہ پاتا **نظم** سکندر رشک وہ ہے کہ در حملہ سانی ؏ شکوہی سکندر بدو گشت باز ؏ طرف دار انجم بہ مردانگی ؏ قدر خان مشرق بفرزانگی والی جہان دارا دربان صاحب دولت و اقبال خداوند جاہ و جلال مسند آرائے کشور فرماندہی و کشورستانی حاکم محاکم عدل سنجی و جہانبانی موید بتائید آسمانی بانی مبانی عدل نوشیروانی نصرت لوا دولت پیرا جہان کشا حاجت روا کامروائے خلائق و پسندیدۂ حضرت خالق عدل پرور انصاف گستر آسمان پایہ رفعت سرمایہ **معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خان فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی سر طامس تیافلس مٹکف صاحب بارونٹ بہادر صاحب کلان بہادر دار الخلافۃ شاہجہان آباد دام اقبالہ**

مثنوی للمولفہ

ممدوح زمانه را ستایم | صد دفتر وصف او کشایم
بندم ز گل بهار اوصاف | گلدسته بدست طبع وصاف
آرم بحضور بارگاهش | ریزم گل صد ثنا براهش
از بحر سخن گهر برآرم | بر فرق سرش گهر ببارم
هر لولوی شاهوار وصفش | هر گوهر آبدار وصفش
در سلک کشم بحسن ترتیب | ترتیب دهم بحسن تهذیب
مضراب ز نظم تار گفتار | صد نغمه برآورم ازین تار
وز هر بن مو ترانه گویم | صد رنگ بهر ترانه جویم
در جام سخن می معانی | ریزم بهزار کامرانی
هر عقده که افتدم بهر کار | بکشایم ازین شگرف اسرار
از باغ ثنا گلی بچینم | در گلشن مدح گل بچینم
آن غبطهٔ رحمت الهی | یکتا گهر محیط شاهی
افتاده ز فیض آن گهر سنج | در دامن آرزو دو صد گنج
گر از لب خود سخن برآرد | گنج گهر از دهن برآرد
بربود امید تشنه کامان | از بحر کفش زلال احسان
برتر ز قیاس قدر والاش | آنسوی خیال صدر بالاش
زیبندهٔ تخت و تاج و اورنگ | شاهنشه ملک عقل و فرهنگ
این تاجوران که تاجدارند | بر درگه او جبین گذارند
این گنبد آسمان که بالاست | خشتیش ز آستان والاست
هم عقل ازو بعقل مقرون | هم عدل ازو بعدل مرهون
افروخت ز تیغ شمع کافور | تاریکی ظلم برد ازین نور
صیتش بجهان چو کرد آهنگ | بگریخت ستم هزار فرسنگ
لعل لب اوست عمر جاوید | عکس رخ اوست صبح امید
هم فتح نصیب و هم ظفرمند | هم قلعه کشا و هم عدو بند
اقبال و ظفر معین کارش | تائید خدا رفیق و یارش
زیبندهٔ افسر سکندر | اجری ده ملک هفت کشور
افتاده ز هیبتش ستم زار | ظلم است ز جان خویش بیزار
هم آینه رای روشن او | هم رای منیر جوشن او
خورشید کاخ عالی او | هم پایهٔ چرخ کرسی او
عدلش بجهان صلای اقبال | رایش بدو کون محیط اجلال

آورده زرای روشن خویش — آئینه راز یک جهان پیش
افلاک زهیبتش گریزان — گردیده زکوکب اشک ریزان

درگوش ستم کشان عالم — آوازهٔ کوس او پیاپی هم
درکرده صدای انتقامش — آورده صلای لطف عامش

از دادگری بروزگاران — چون باد صبا به نوبهاران
هم داده نُژده وهم سخن سنج — داده بجهان جهان گنج

عدلش لب انتقام بگشاد — پاداش جفا بهر کسی داد
بلبل بچمن گشد چو ناله — گل را بخزان کند حواله

پروانه زشمع جان خود سوخت — آتش بدل عدوش افروخت
چون سنگ بشیشه ها فرو داد — سوزی بدروانش از شرر داد

بخشد بعطای جاودانی — صد بخش زخوان کامرانی
ممنون عطا کند فلک را — مرهون صلا کند ملک را

برروی فلک اگر ودیده — صد تیغ بروی او کشیده
از فرط علو آستانش — در بارگه جلال شانش

هم چرخ جبین بخاک مانده — هم خاک بعرش سر رسانده
گردن زده ظلم پروران را — خون کرده دل ستمگران را

این نیست شفق که از حسامش — در عرصهٔ رزم انتقامش
خون کش دل ساز کرده — برچهرهٔ خود طره از گرده

آهیخت چو تیغ بر سر چرخ — کرده بدونیم پیکر چرخ
هرکس که زلطف او برد بهر — بروی نرسد ز آسمان قهر

افگنده ززور بازوی خویش — خصمی که بود خصومت اندیش
بگریخت زبیش اسپ جاهش — شیر فلکی بعرصه گاهش

انداخته خوان لطف و اجلال — افروخته شمع عدل و اقبال
کرده بدو کون حکم جاری — بسپرده بخصم زخم کاری

تا تیغ جهان ستان علم کرد — زان تیغ سر ستم قلم کرد
افروخت بعقل عرش پیما — صد مشعل نور هفت غبرا

بودست بر آسمان اجلال — خورشید عالمش مه و سال
عالم همه زیردست اوبند — محکوم ووفاپرست اوبند

یک حکم از و زخلق تسلیم — یک جلوه از و زچرخ تکریم
افگنده ز پا درخت بیداد — از دست نشانده سبزهٔ داد

فرمان بر اوست روم تا شام — اجری خور او قباد و بهرام
عدلش چو بر آسمان ندا کرد — صد توبه زیک جفا ادا کرد

هیبتش چو نمود یک سیاست — بر هردو جهان شدش ریاست
آن لب که زحرف عدل او گفت — چون کرد ستم بیک نفس رفت

محو رخ اوست چشم اقبال — فرمان بر اوست ملک اجلال
تا ملک بکوس عدل بنواخت — بیخ ستم از جهان برانداخت

کار دو جهان بلطف خود کرد — عالم بکنار عدل پرورد
در پردهٔ چرخ دیر بنیاد — هرگز نشود بلند فریاد

هرکس بنهد بطاعتش گام — در جنبش چرخ یابد آرام
از هیبت او فلک نگون گشت — از عدل وی آسمان زبون گشت

آید ز ستم ازکفش سرخویش — بگریخته ظلم یا دل ریش
سرخوش زمی مدیح بودم — بیخود شدم وزبان گشودم

از پایهٔ خویش بیش رفتم — رفتم زمقام خویش رفتم
عقل آمد و گفت کای سخن سنج — از در سخن بدامنت گنج

از هوش ربودست این می ناب — هش دار و مقام خویش دریاب
ازبهر دعای او سخن گو — اسرار نهان این سخن جو

تار رشتۂ تار و پود انفاس   از بہر قماش تن کند پاس   دانش بجلال جاودان باد   وان ذات خلاصۂ جہان باد

اگر یہ نسخہ غریب اس قدر شناس کی نظر قبول سے مزین ہو جاوے زہے دولت اور جو یہ مجموعۂ عجیب اس ثانی عقل فعال کے زیور التفات سے مجلی ہو جاوے زہے سعادت ؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف ٭ ہرچند یہ کتاب نظر تماشائیان دقیقہ یاب مین رشک گلزار اور غیرت بہار ہے لیکن حقیقت مین بہار جب ہے کہ اس دریا دل کے سحاب الطاف سے سرمایۂ خرمی حاصل کرے اور گلزار جب ہے کہ اس بحر کف کے ابر عنایت سے سرسبزی پاوے مثنوی گر التفات خداوندیش بیارایہ ٭ نگارخانۂ چینی و نقش ارژنگی ست ٭ امید ہست کہ روے ملال درنہ کشد ٭ ازین سبب کہ گلستان نہ جای دلتنگی ست ٭ علی الخصوص کہ دیباچۂ ہمایونش ٭ زنام نامی شگفت نگار ارتنگی ست ٭ بہرحال جو کہ امید قوی ہے کہ ایسے آقا سے قدردان کی نظر عنایت سے مزین بزیور قبول اور یہ آرزو مجلی بحلیۂ حصول ہو گی اس نسخۂ دلکشا کو زیور اتمام سے آراستہ کر کر اس مناسبت سے کہ صنادید روزگار کے آثار اور اعیان مملکت ہند کے احوال و اطوار پر مشتمل ہے آثار الصنادید نام رکھا اور چار باب پر مرتب کیا

باب پہلا - شہر کے باہر کی عمارتون کے حال مین -

باب دوسرا - قلعۂ معلی کی عمارتون کے حال مین -

باب تیسرا - خاص شہر شاہجہان آباد کے حال مین -

باب چوتھا - دلی اور دلی کے لوگون کے حال مین -

نخلبند جان اور چمن آراے کن فکان سے امید یہ ہے کہ اس گلشن جنت نظیر کو آبیاری ابر رحمت سے ایسا سرسبز کرے کہ ہر ورق اسکا برگ طوبی کا ہمسر ہو اور ہر سطر اسکی سنبل فردوس کے برابر نہ شقایق اسکے مضامین رنگین کا مقابلہ کر سکے اور نہ نسرین اسکی شگفتگی عبارت کے برابر ہو سکے مطالعہ اسکا ارباب شوق کو مفید ہو اور سیر اسکی بہتر از ہنگامہ نوروز و عید غالبا دعاے نیم شبی اور نالہ سحری کارگر ہوا کہ جب تامل سے اس مجموعۂ دلفریب کو دیکھا تو جیسا دل چاہتا تھا اس سے زیادہ پایا اور جسقدر تمنا تھی بہتر اس سے نظر مین آیا لیکن ناظرین انصاف دوست سے توقع ہے کہ کجی اور اعتساف کو بالاے طاق رکھکر بنظر انصاف ملاحظہ کرین کہ مولف نے اسکی تالیف مین کیا دود چراغ کھایا اور کس قدر خون جگر پیا ہے اگر اس نظر پر صلہ تحسین سے شاد کرین کچھ بعید نہین شعر رسمی ا‌نگہ بدرمن کہ چو من ٭ خامہ گیری و صفحہ نگاری

باب پہلا

شہر کے باہر کی عمارتونکے حال مین

بیاد نقش عمارات شہریاران بین — کہ این سپہر جفا پیشہ چون بہ بست وشکست

واضح ہو کہ سابق مین آبادی اس شہر کی جانب جنوب تھی اور جتنے قدیم مکان ہین وہ اِسی جانب واقع ہین جس بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت مین قلعہ بنایا اور شہر بسایا وہ شمال کی طرف ہٹتا آیا اس سبب سے اِس شہر کے اور طرف مکانات قدیم بہت کم ہین مگر تغلق شاہ اور عادل شاہ نے قدیم آبادی کے جنوب کیطرف قلعہ بنایا تھا اِس جہت سے گویا انتہاے عمارات قدیم جانب جنوب کو تغلق آباد کا قلعہ ہوگیا ہے اب کہ ہمنے شہر کے باہر کی عمارتون کا حال لکھنا شروع کیا مناسب معلوم ہوا کہ انتہاے عمارت سے یعنے قلعہ تغلق آباد سے جملہ عمارات قدیم کا حال لکھین تاکہ اُس سے اِس دنیاے ناپائدار پر عبرت ہو اور اِس بوقلمونی روزگار پر بصیرت اہل بصیرت کے لیے یہ ایک آئینہ ہے کہ اُس سے عبرت بڑھتی ہے اور بے بصیرتون کو بصیرت ہوتی ہے

نظم

چنین ست رسم این گذرگاہ را — کہ دارد بآمد شد این راہ را
کہ داند کہ این خاک دیرینہ دور — بہر غاری اندر چہ دارد ز غور
چہ نیرنگ با بخردان ساختست — چہ گردن کشان را سر انداختست
یکی را در آرد بہنگامہ تیز — یکی را ز ہنگامہ گوید کہ خیز
کہ داند کہ این دخمہ دام دد — چہ تاریکیہا دارد از نیک و بد
اگر شاہ ملک ست وگر ملک شاہ — ہمہ راہ رنج ست یا رنج راہ

قلعہ تغلق آباد — یب

یہ قلعہ غیاث الدین تغلق شاہ بیٹے ملک تغلق کے جو غیاث الدین بلبن کے غلامون مین سے تھا بنایا ہے
اِس قلعہ کی تیاری ۷۲۱ھ ہجری مین شروع ہوئی اور بہت جلد تیار ہوگیا + کسی زمانہ مین یہ قلعہ بہت نفیس
و لطیف ہوگا لیکن اب بالکل خراب اور ویران ہے - اکثر جگہ سے فصیل قلعہ کی قائم ہے مگر اندر کے مکان
بالکل ٹوٹ گئے ہین کہ نام و نشان تک نہین رہا - بجز گڑہون اور پتھرون کے ڈھیر کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا
قلعہ کے بیچون بیچ مین ایک بہت بلند مکان بنا ہوا تھا اور وہ بادشاہ کی بیٹھک تھی اُسکو جہان نما کہا کرتے
تھے - لوگون کے ذہن مین یہ سما رہا ہے کہ اِس سے بڑا اور کوئی قلعہ نہین ہے - اور کہتے ہین کہ اِس قلعہ
کے چھپن کوٹ اور باون دروازے ہین - مین نے جو اِس قلعہ کو بخوبی دیکھا تو یہ خیال غلط معلوم ہوا
اور یہ بات تحقیق ہوئی کہ یہ قلعہ بہت بڑا نہین ہے بادشاہ نے مغرب کی طرف قلعہ بنایا تھا - اور تین طرف
یعنے مشرق اور شمال اور جنوب کی طرف تغلق آباد کا شہر آباد کیا تھا - اور شہر کی فصیل اور قلعہ کی فصیل اِس
خوبصورتی سے ملاکر بنائی ہے کہ یہ سارا شہر اور قلعہ ایک قلعہ معلوم ہوتا ہے - ہم نے اِس نقشہ مین جسقدر
کہ اصل قلعہ کی عمارت ہے وہان لفظ قلعہ کا لکھدیا ہے - یہ قلعہ شاہجہان آباد سے چھ کوس کے فاصلہ
پر جنوب کی طرف واقع ہے - اِس قلعہ مین راجہ ناہر سنگھ بلم گڈھ والے کی عملداری ہے - اور پچاس
ساٹھ برس سے اِس قلعہ مین گوجر آباد ہین اور اُنکو افعال شنیعہ کرنے کو بہت اچھا مامن ہاتھ آیا ہے
اور ایک چھوٹی سی پہاڑی پر یہ قلعہ بنایا گیا ہے - عمارت اِس قلعہ کی تمام چونہ اور خارا کے پتھر سے ہے -
دروازے بہت چھوٹے اور بہت پست جیسے اگلی عمارتون کے ہوتے تھے ویسے ہی ہین - لیکن اُس زمانہ
کی عمارتون مین بہت خوبصورت عمارت ہے اور نہایت مستحکم - اِس عمارت کو بنے ہوے پانسو چالیس ۵۴۰
برس کے قریب عرصہ ہوا اِسی قلعہ کے پاس مغرب کیطرف تغلق شاہ کا مقبرہ ہے

مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ — یج

یہ مقبرہ بہت نفیس بنا ہوا ہے - میرے ذہن مین اُس زمانہ کی عمارتون مین اِس سے سوا خوبصورت
کوئی عمارت نہوگی - اگرچہ عوام مین یہ مشہور ہے کہ اِس مقبرہ کو بھی غیاث الدین تغلق شاہ نے بنایا ہے

لیکن یہ بات غلط ہے بلکہ یہ مقبرہ ملک فخر الدین جونا سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے بیٹے کا بنایا ہوا ہے جسکو سلطان نے اپنی بادشاہت مین الغخان خطاب دیکر اپنا ولی عہد کیا تھا اور سلطان کے مرنیکے بعد اُسنے اپنا لقب سلطان محمد تغلق شاہ رکھا تھا - اِس سبب سے کہ باپ بیٹے دونون تغلق شاہ کے لقب سے مشہور تھے لوگون کو شبہہ پڑا ہے - یہ عمارت ۷۲۵ھ ہجری کے بعد بنی ہے کہ اُسکو پانسو سینتیس برس کے قریب عرصہ گذرا - اِس مقبرہ کی فصیل تو سنگ خارا اور چونہ سے بنی ہوئی ہے اور مقبرہ کے برج کی چاردیواری اندر باہر سے سنگ سرخ کی بہت خوبصورت ہے اور تمام برج سنگ مرمر کا ہے اور جا بجا سنگ سرخ مین سنگ مرمر کی دھاریان اور گل بوٹے نبت کاری کے نہایت نفاست سے لگے ہوے ہین اور سرخ سفید ملکر عجب عالم دکھاتے ہین - برج کے اوپر ایک کلسی سنگ سرخ کی لگی ہے مگر تھوڑی سی ٹوٹ گئی ہے - یہ مقبرہ بھی راجہ ناہر سنگھ بلم گڈھ والے کی عملداری مین واقع ہے اور اُسنے ناقدردانی سے اِس نفیس مقبرہ کو ایسا خراب کر رکھا ہے کہ اُسمین گاے بیل بند رہتے ہین اور زمیندار بستے ہین - اِس مقبرہ کے رہنے والے زمیندار اپنے تئین شیخ بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارے بزرگ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے وقت سے تغلق آباد مین آباد ہوئے تھے جبسے کہ اِس قلعہ مین گوجر آبسے ہم اِس مقبرہ مین آرہے

قبور مقبرہ

اِس مقبرہ کا برج اندر سے بھی بہت نفیس ہے کہ اُسکی نفاست نقشہ سے ظاہر ہے - اِس برج مین تین قبرین ہین - پہلی قبر جو گنبد کے بیچون بیچ مین ہے وہ قبر تو سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی ہے اور دوسری قبر کا حال میرے تئین کسی تاریخ کی کتاب سے تحقیق نہین ہوا - لوگ کہتے ہین کہ دوسری قبر اُسکے بیٹے کی ہے - مگر غلطی یہ ہے کہ اُسکا نام محمد عادل شاہ بیان کرتے ہین - محمد عادل شاہ غیاث الدین تغلق شاہ کا کوئی بیٹا نہ تھا - سلطان محمد تغلق شاہ جس نے اِس مقبرہ کو بنایا ہے البتہ اسکا بیٹا تھا اور اگرچہ سلطان محمد تغلق شاہ دریاے سندھ کے کنارے پر ۷۵۲ھ ہجری مین مرا ہے لیکن کچھ عجب نہین کہ اُسکی لاش کو لاکر یہان دفن کر دیا ہو - اور تیسری قبر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی بیوی کی ہے کہ مخدومۂ جہان اُسکا خطاب تھا اِن تینون قبرون کے تعویذ معلوم نہین

نقشہ نمبر ۲ متعلقہ صفحہ ۱۲ - باب اول

نقشہ مقبرہ کے برج کا اندر سے

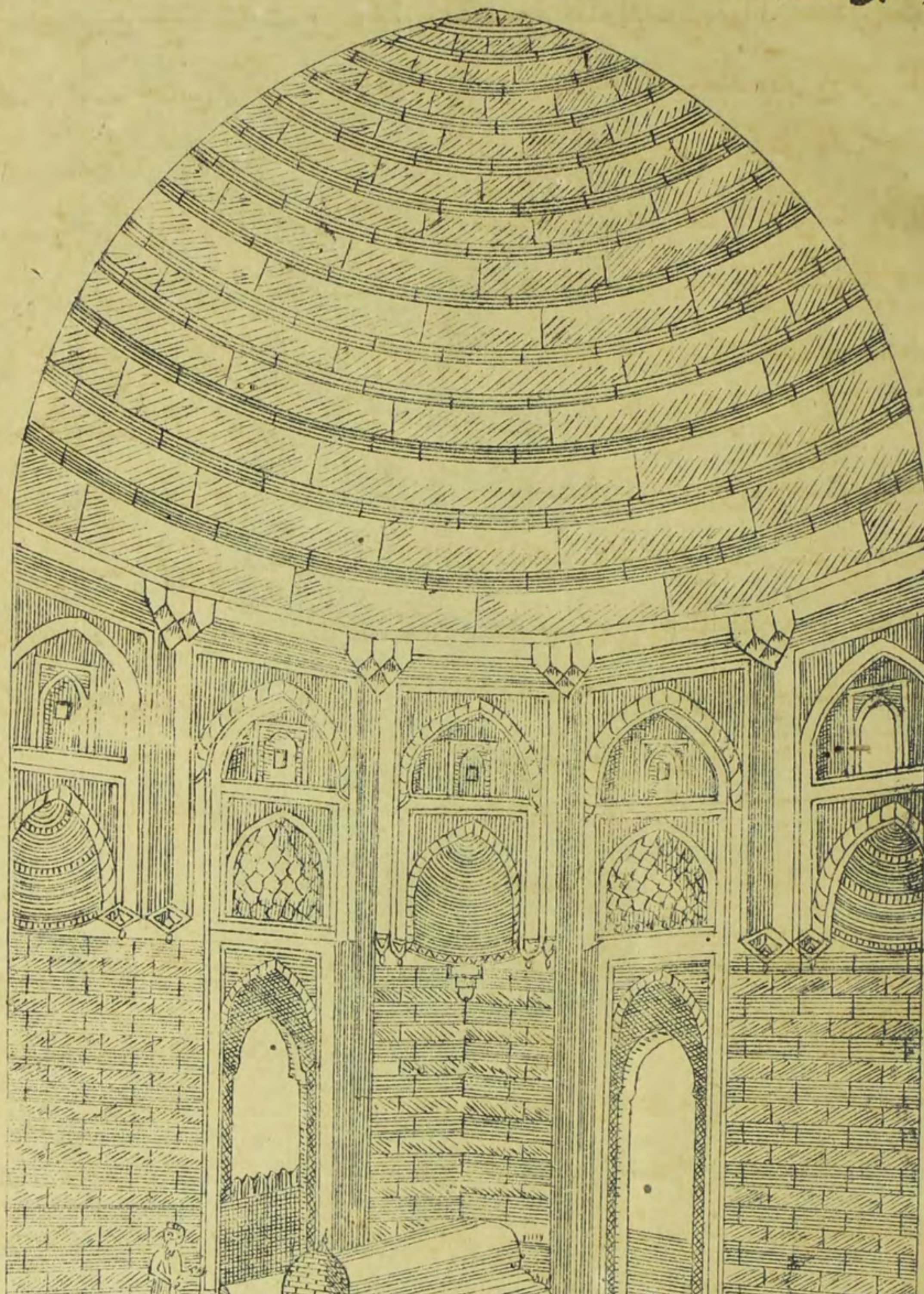

نقشہ نمبر ۳ متعلقہ صفحہ ۱۳ ۔ باب اول

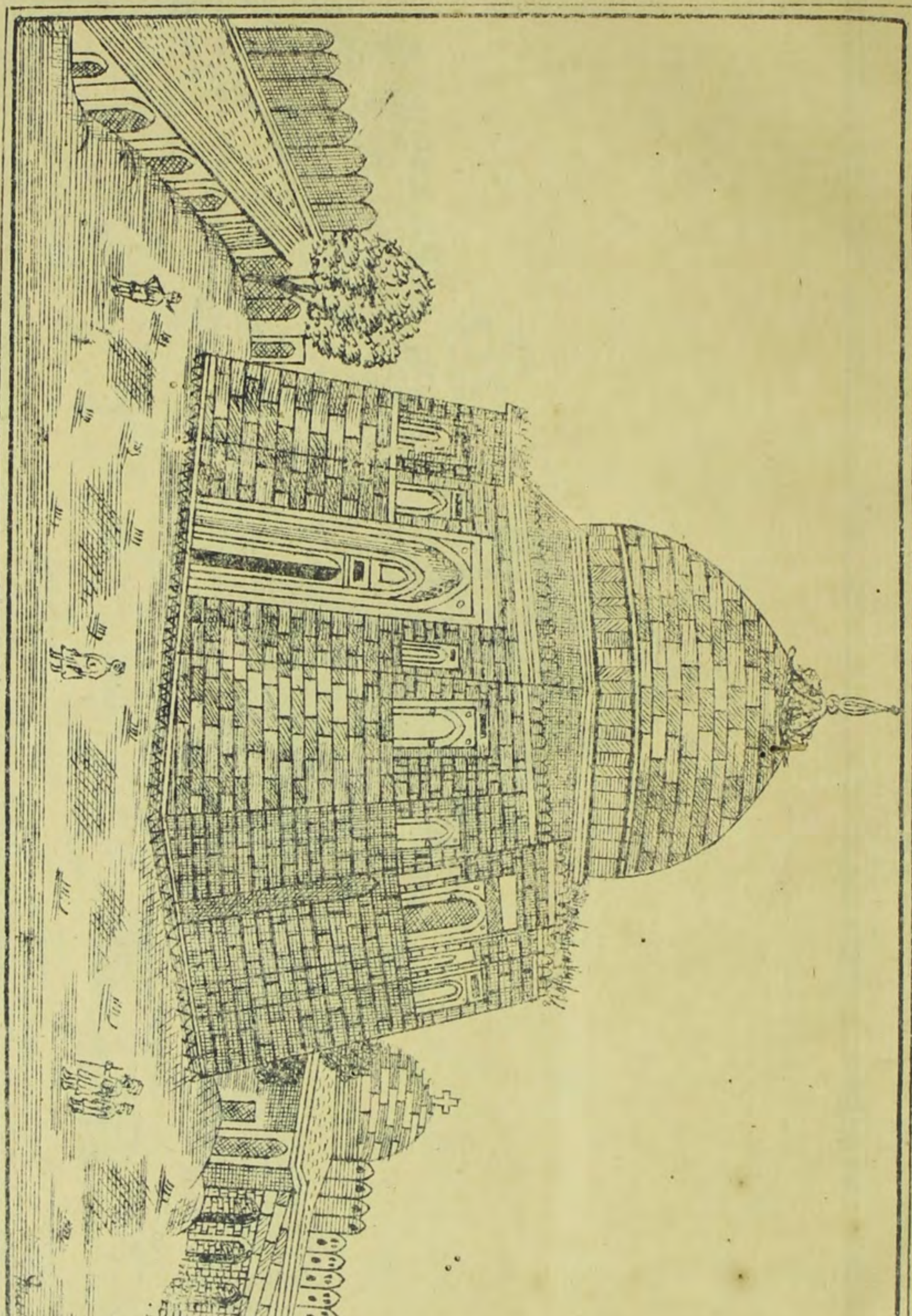

نقشہ مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ۔

نقشہ مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ معہ دروازہ و فصیل و برج

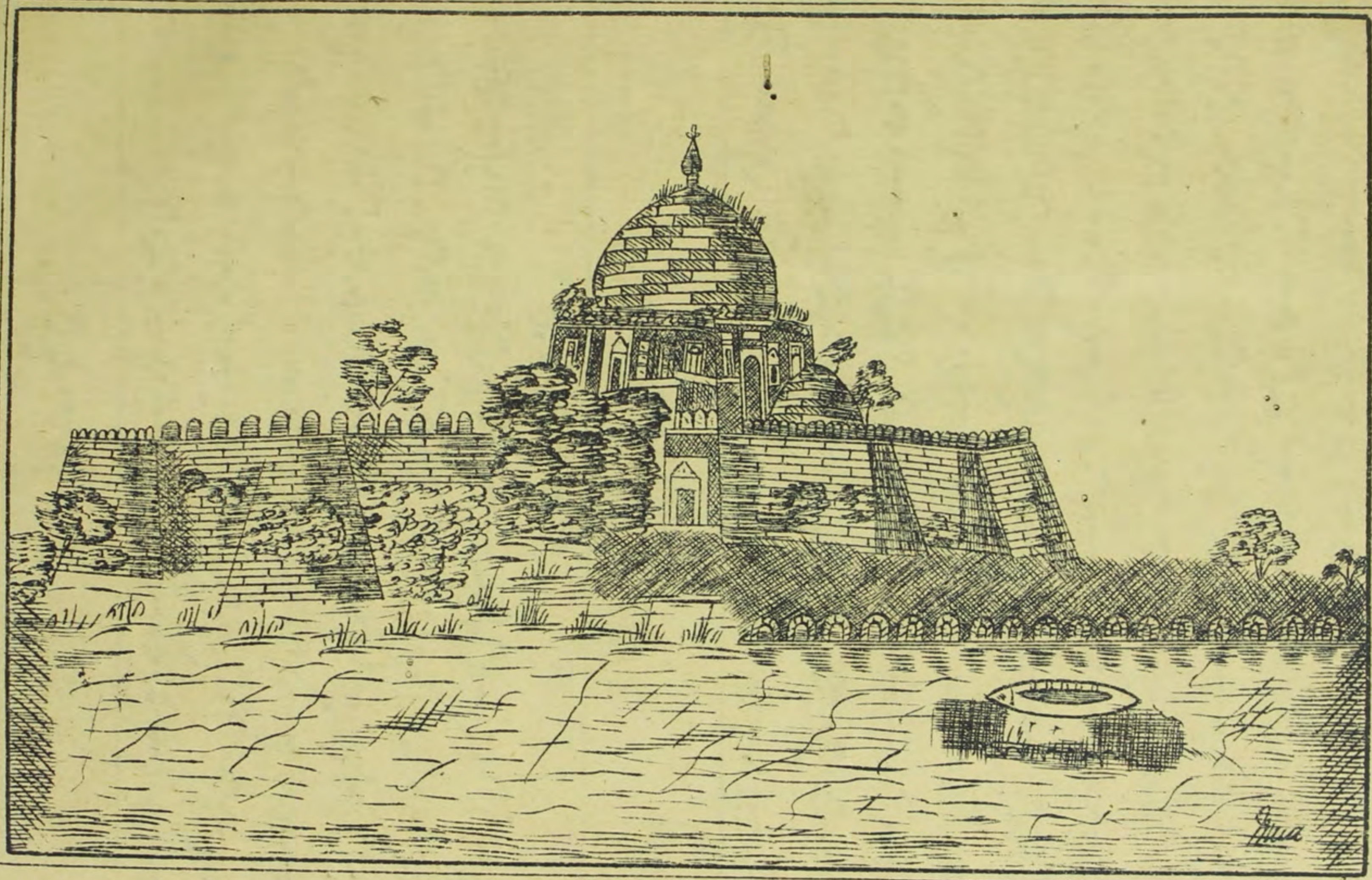

کہ کون لیگیا اور کیا ہوے اب اُن تعویذون کی جگہ کسی نے اینٹ اور چونہ سے قبرین بنا دی ہین۔

برج مقبرہ ع

اِس مقبرہ کا برج بھی بہت خوب اور اُسکی وضع نہایت مرغوب ہے قابل سیر و تماشا ہے اُسکی بلندی نقشہ سے ظاہر ہے کہ بلنے قد کا آدمی اُسکے اجارہ تک پہونچتا ہے آدمی کی طاقت نہین کہ اُسکی خوبی بیان کرسکے اِس گنبد کے مشرق اور شمال اور جنوب کی طرف محراب دار دروازے ہین اور مغرب کی طرف کے دروازے کا نشان بنا ہوا ہے مگر دروازہ نہین ہے معمارون نے اِس خوبی اور استحکام سے اُسکے پتھر وصل کیے ہین کہ دیکھنے سے تعلق ہے اِسکی مضبوطی اور استحکام دیکھکر خیال مین نہین آتا کہ یہ کبھی فنا بھی ہوگا اِسکے ایسے نفیس صحن مین جسپر جوتی سمیت پانون رکھنا اور فرش بچھا کر بیٹھنا بہت بے سلیقگی تھی گاے بھینس بیل بندھتے ہین اور گوبر کے ڈھیر پڑے رہتے ہین

فصیل مقبرہ ع

اِس مقبرہ کی فصیل اور دروازہ بھی نہایت شاندار اور بغایت خوبصورت ہے دروازہ تمام سنگ سرخ کا ہے اور اُسمین ایک دالان ہے تیئیس سیڑھیان چڑھکر مقبرہ کے صحن پر پہونچتے ہین فصیل اُسکی نہایت عجیب ہے سمجھ مین نہین آتا کہ بنانے والے نے اُسکی فصیل ایسی ٹیڑھی میڑھی کیون بنائی ہے شاید جسطرح کا پہاڑ ہوگا اسیطرح کی فصیل بنا دی ہوگی اگرچہ یہ مقبرہ تکونیہ کوٹ کر کے مشہور ہے یعنے مثلث پر یہ بھی غلط اسی واسطے کہ دونون ساقین اُسکی مستقیم نہین ہین اُنکے بیچ مین بھی ایک ایک زاویہ منفرجہ پیدا ہوگیا ہے اُسکی فصیل مین قلعہ کے طور پر برج دبارہ بنے ہوے ہین۔ ایک برج تو راس مثلث پر جانب جنوب ہے اور دوسرا برج ضلع شرقی مثلث پر اور تیسرا اور چوتھا برج قاعدہ مثلث پر جانب شمال اور غرب بنا ہوا ہے تیسرے برج پر ایک اور برج ہے اور اُسمین بھی کچھ نامعلوم قبرین ہین اور ضلع غربی مین مقابل برج ضلع شرقی کے پکا کنوان ہے کہ اُسکا پانی مقبرہ کے رہنے والون کے خرچ مین آتا تھا اُس فصیل کے اندر رنگ رنگ حجرے فقرا اور مساکین کے رہنے کو بنے ہوے ہین گرد اِس مقبرہ کے سلطان فیروزشاہ نے پانی کا بند بنایا تھا اور مقبرہ اور قلعہ کے دروازے مین پل باندھا تھا کہ اِس سبب سے اِس مقبرہ اور قلعہ کو عجیب رونق ہوگئی تھی

پُل مقبرہ ۵

اگرچہ مین یقینی نہین کہہ سکتا کہ یہ پل کس نے بنایا ہے- مگر تاریخ کی کتابون کے تتبع سے ایسا یقین پڑتا ہے کہ یہ پل سلطان فیروز شاہ بن سالار رجب کا بنایا ہوا ہے جو سلطان محمد تغلق شاہ کے بعد تخت پر بیٹھا تھا- اس بادشاہ نے اپنی سلطنت مین بہت سے پل اور پانی کے بند بنائے ہین کیا عجب ہے جو یہ بھی اسی نے بنایا ہو- اگر میری بات درست تصور کیجاوے تو ۷۵۲ھ ہجری کے بعد یہ پل بنا ہوگا کہ اُسکو پانسو دس برس کے قریب عرصہ گذرا اس پل اور پانی کے بند بندھنے کے سبب حقیقت مین اس قلعہ اور مقبرہ مین جان پڑگئی ہے مشرق کیطرف تو تغلق آباد کا قلعہ ہے اور مغرب کیطرف پہاڑ ہے اور جنوب کیطرف عمارت ہزار ستون ہے اور شمال کی طرف سے پانی آنکر تغلق آباد کے قلعے کے نیچے کو شون تک بھرا رہتا تھا اور اس مقبرہ کے گرد پانی بھر کر عجب عالم دکھاتا تھا- اور یہ مقبرہ کٹورہ سا معلوم ہوتا تھا پانی کی لہرین کھانا اور ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور پہاڑون پر سے سبزے کا دکھائی دینا جنت یاد دلاتا تھا- مقبرہ کے چارون طرف اِسقدر پانی بھرا رہتا کہ مقبرہ کے جانے کو رستہ نہوتا- اِسواسطے یہ پل مقبرہ کے دروازے سے قلعہ کے دروازہ تک بنایا گیا ہے- جبکہ مین اس مقام کا نقشہ کھینچنے گیا ہون اُسوقت مین بھی بہت پانی بھرا ہوا تھا اگرچہ اگلے زمانہ کی سی کیفیت کہان تھی مگر بے تکلف پانی کا لہرانا اور ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور ٹوٹی پھوٹی عمارتون کا دکھائی دینا مجھکو بہت پسند آیا اور بہت حسرت آئی کہ اگر یہ بند تیار ہوجاوے تو کیا اچھی سیرگاہ ہے افسوس کہ راجہ ناہر سنگھ بلم گڈھ والے کو جسکی عملداری مین یہ بند واقع ہے اُسکی آراستگی کا کچھ خیال نہین- باوصفیکہ اِس سے افزونی زراعت بھی متصور ہے یہ پل بعض جگہ سے ٹوٹ بھی گیا ہے اور ریت آجانے کے سبب اِسکے در بند ہوگئے ہین - اگلے وقتون مین بڑے بڑے نالے جو اس نواح مین جاری تھے اِس بند مین کاٹ کر ڈالے گئے تھے اور تالاب شمسی جو قطب صاحب مین واقع ہے اور اُسکا پانی بارہ مہینے جاری رہتا تھا- اُسکا پانی بھی اِسی جگہ ڈالا گیا ہے اور جس جگہ کہ اب جھرنہ ہے وہان بند موجود ہے کہ اُسکا حال وہان کی عمارتون مین لکھا جاویگا

عمارت ہزار ستون ۶

یہ عمارت بھی تغلق آباد کے قلعے کے پاس واقع ہے اِس عمارت کو ملک فخرالدین جونا سلطان غیاث الدین تغلق شاہ

نقشه نمره ٥ متعلقه صحيفه ١٤٣ - باب اول

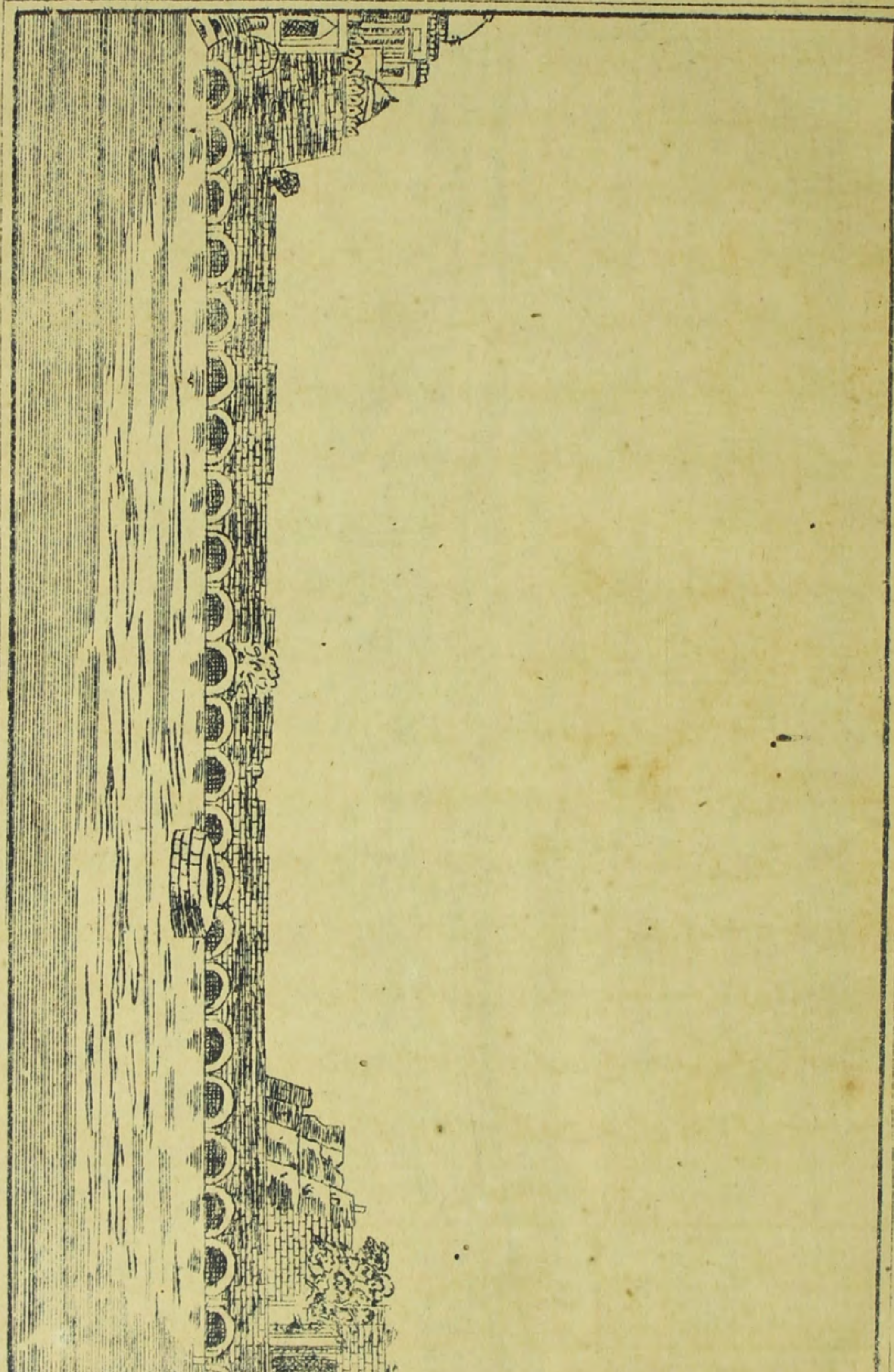

نقشہ نمبر ۲ - متعلقہ صفحہ ۱۴۲ - باب - اول

نقشہ عمارت ہزار ستون مسمی بہ محمد آباد و عادل آباد

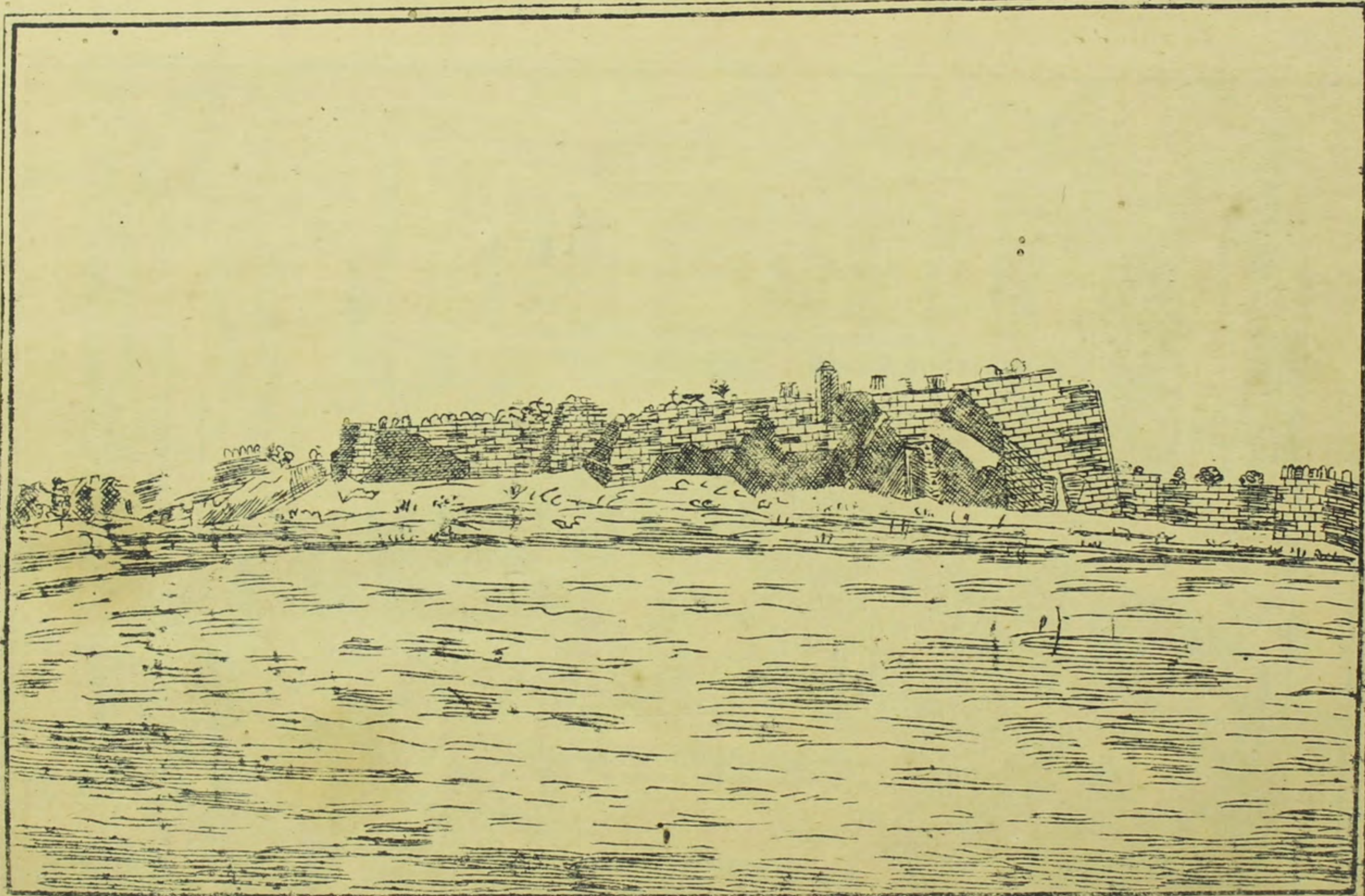

نقشہ نمبر ۲ متعلقہ صفحہ ۱۵ باب اول

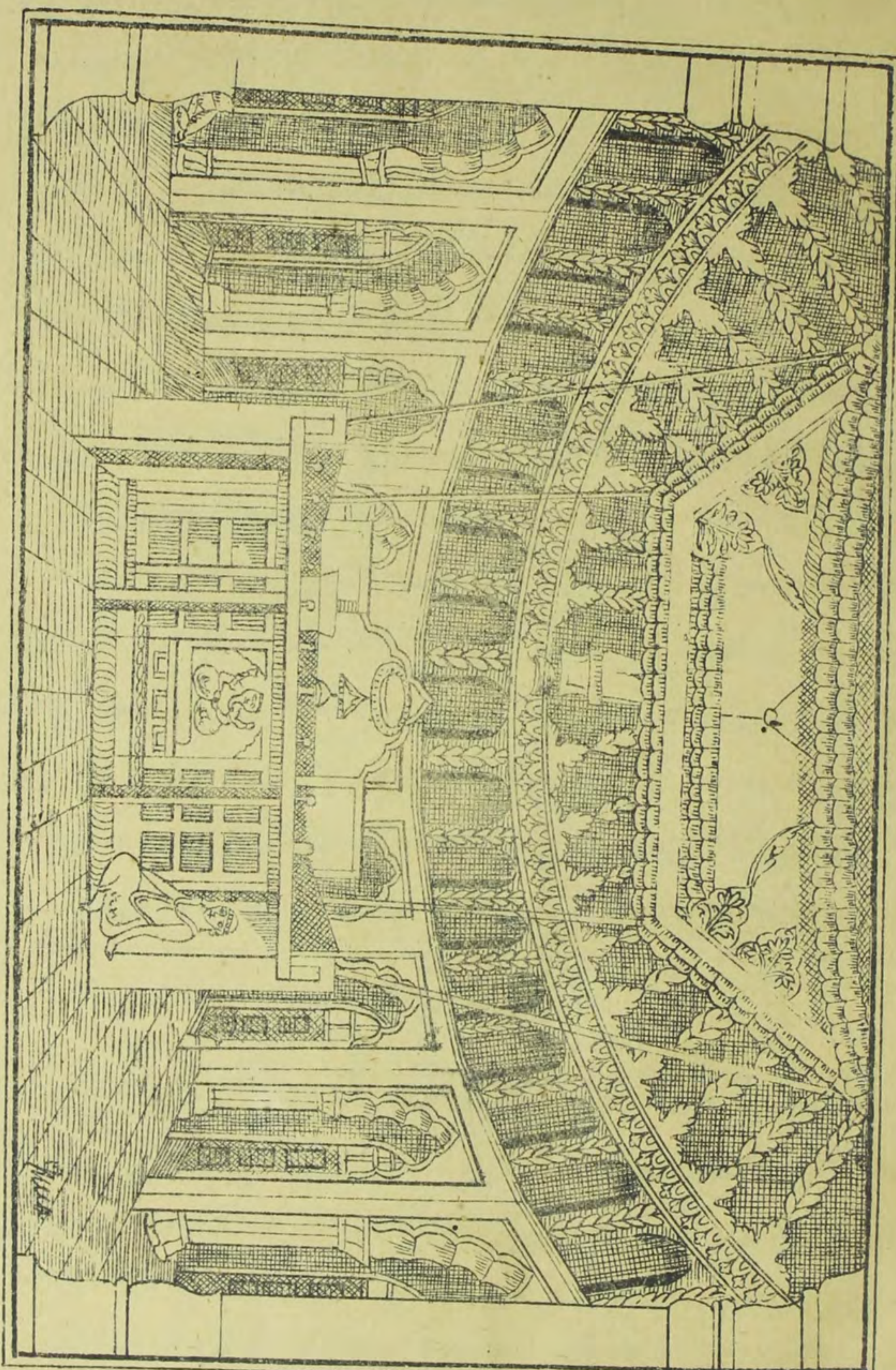

نقشہ صورت مندر کا

کے بیٹے نے بنایا ہے - جسکو بادشاہ ہونیکے بعد سلطان محمد تغلق شاہ کہا کرتے تھے - اِسی بادشاہ کی قبر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے مقبرہ مین ہے اِس عمارت کو بعضے تو محمد آباد اور بعضے عادل آباد کہتے ہین محمد آباد کہنے کا تو یہ سبب ہے کہ سلطان محمد تغلق شاہ نے اِس عمارت کو بنایا ہے - اور عادل آباد اِس سبب سے کہتے ہین کہ ملک فخر الدین جونا نے بادشاہ ہوکر اپنا لقب سلطان محمد عادل تغلق شاہ رکھا تھا - پھر اُسنے ایسا ظلم کرنا شروع کیا اور ہزارون بیگناہون کا خون کیا کہ اُسکے نام سے عادل کا لقب جاتا رہا اور اُسکی جگہ سلطان خونی کہنے لگے تھے اور اِسی سبب سے کہ اِس بادشاہ کے نام مین سے عادل کے نقطہ کو بالکل نکال ڈالا تھا اور عادل کے لقب سے مشہور رہا تھا جیسے تیمور مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ کے حال مین لکھا ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا کوئی بیٹا سلطان عادل شاہ کے لقب سے مشہور نہ تھا - غرضکہ اِسکے پہلے لقب کی مناسبت سے اُسکو عادل آباد بھی کہتے ہین اِس عمارت کی تیاری ۷۲۵ھ ہجری کے بعد شروع ہوئی اور ۷۲۶ھ ہجری مین بن چکی تھی کہ اُسکو پانسو چونتیس برس کے قریب عرصہ گذرا - اِس بادشاہ کے عہد مین بدر ساشی بہت بڑا شاعر تھا اُسنے اِس عمارت کے تمام ہونے کی تاریخ - فادخلوا ہا - نکالی ہے - کہتے ہین کسی زمانہ مین یہ عمارت بہت نفیس تھی اور ہزار ستون سنگ خارا کے اِسمین لگے تھے اور اِسی سبب سے اُسکو عمارت ہزار ستون کہتے تھے لیکن اب یہ عمارت بالکل خراب ہوگئی ہے ٹوٹی پھوٹی چار دیواری اور ایک آدھ دروازہ قائم ہے باقی سب کچھ گر پڑا ہے - یہ عمارت بھی راجہ ناہر سنگھ بلم گڈھ والے کی عملداری مین واقع ہے اور نہایت خراب اور ویران ہو رہی ہے اِس عمارت کو دیکھکر نہایت عبرت ہوتی ہے کہ کیسے بادشاہ جبار وقہار خونخوار کے رہنے کا مکان تھا جسمین اب گائین بھینسین بھیڑ بکریان چرتی ہین - فاعتبروا اولی الابصار

مندر کالکا

یہ مندر موضع بھابور کی سرحد مین شاہجہان آباد سے چھ کوس کے فاصلہ پر جنوب کی طرف واقع ہے - اور یہ مقام ہندوون کی بڑی پرستشگاہ ہے - اگرچہ ہندوون کے عقائد آدمی کی عقل سے باہر ہین لیکن اِس مندر کا جو حال ہمکو ہندوون کے مذہب کے موافق تحقیق ہوا ہے لکھدیتے ہین - کہ اگلے زمانہ مین جھکو کئی کرور برس ہوے ہونگے سنبھ اور اسنبھ - دو راچھس تھے اُنھون نے اِس زمانہ کے دیوتاؤن کو بہت ستایا تھا - آخر دیوتا لاچار ہوکر برھما تک فریادی گئے - برھما نے اُنسے کہا کہ مجھ سے تمہاری رچھیا نہین ہوسکنے کی -

تم مہامائی یعنی پاربتی کا استت کرو وہ تمہاری سہایتا کریگی جب اُن دیوتاؤن نے مہامائی کا استت کیا آخر کو
مہامائی نے کہا کہ تم کس کا استت کرتے ہو - اتنے مین مہامائی کے مُنہ سے ایک دیبی پیدا ہوئی کہ کوشکی اُسکا نام
تھا اُسنے کہا کہ یہ میری استت کرتے ہین اِسوقت کوشکی - دیبی نے اُن دونون راچھسون کو مارا اُنکے لہو کے
جو بوند زمین پر گرتے تھے اُس سے ہزارون راچھس پیدا ہوتے جاتے تھے - کوشکی - اُنکو مارتے مارتے
حیران ہوگئی - جون جون مارتی تھی ودن ودن ہزاردن پیدا ہوتے تھے اِس سبب سے کوشکی دیبی
بہت خفا ہوئی اُس خفگی مین کوشکی - دیبی کی بھون مین سے کالی - دیبی پیدا ہوئی کہ اُسکا ایک ہونٹ
تو پربت پر تھا اور دوسرا آکاس مین اور اتنا بڑا مُنہ پھاڑے بیٹھی رہتی تھی اور کوشکی دیبی جسکو مارتی تھی اُسکا
لہو زمین پر گرنے نہین دیتی تھی اور غریب سانی نگل جاتی تھی کہ اِس سبب سے اُن راچھسون کا شر دنیا سے
موقوف ہوا دواپر جگ کے اخیر اور کلجگ کی ابتدا مین جسکو آجتک قریب چار ہزار نوسو پینتالیس برس کا
عرصہ گذرا اِس کالی دیبی نے اِس پہاڑ پر جہان اب مندر ہے اپنا استھان کیا - جب پانڈونکو خبر ہوئی اسوقت
سے اُسکی پرستش کرتے ہین اور نہایت اعتقاد رکھتے ہین جو کوئی جاتا ہے ڈنڈوت کرکے پرگھما دیتا ہے اور نذر بھینٹ
چڑھاتا ہے اور مندر سے اسکو پرشاد ملتا ہے - جب مین اِس مندر کا نقشہ کھینچنے گیا ہون تو مجھکو بھی وہان کے پانڈون
نے بتاشے اور کشمش اور بادام ملاکر پرشاد دیا تھا اور مین نے لاچار اِس خیال سے کہ مبادا وہان کے پانڈے مجھکو
مندر کے اندر نجانے دین اور مندر کے اندر کا نقشہ نہ کھینچنے دین اِس پرشاد کو لے لیا اور ہر طرح سے پانڈون
کی خاطرداری کی شعر بہ تقلید کافر شدم روز چند ٭ برہمن شدم در مقالات ژند ٭ اگلے زمانہ مین اِس مقام کی
پرستش بہت کم ہوتی تھی لیکن اب بہت ہونے لگی ہے اور لوگ نہایت اعتقاد رکھتے ہین وہان کے پوجاری لوگون
کو یہ راہ بتاتے ہین کہ اگر جاتری اِس دیبی پر اپنا ہاتھ پانون زبان سر کاٹ کر چڑھا دیوے تو تیسرے دن دیبی جی
پھر دیدیتی ہین یہان کے پانڈون نے ایک یہ بھی عہد کر رکھا ہے کہ دن رات بارہ مہینے آٹھ پہر اِس مندر مین
گھی کا چراغ جلتا رہے کسی وقت نہ بجھے اور اُسکو دیبی جی کی جوت کہتے ہین - مہاراج سندھیہ نے موضع بھاپو
کو اِس مندر کے لیے معاف کردیا تھا پھر سو روپیہ سال ملا کیے اب سب کچھ بند ہے - یہان کے پوجاری کچھ
کھیتی سے اور کچھ پوجا کے چڑھاوے سے اپنی اوقات بسر کرتے ہین - اِس مقام پر ہر ہفتے منگل کے دن اور
ہر مہینے کی اشٹمی کو بہت سے جاتری جاتے ہین اور اپنے مذہب کے موافق پوجا پتری کرتے ہین چیت کی
اشٹمی اور اسوج کی اشٹمی کو یہان بڑا میلہ ہوتا ہے اور ہزارون آدمی جمع ہوتے ہین اور یہ میلا چھ ماہی کا

نقشۂ - نمبر - ۸ - متعلقہ صفحہ - ۱۷ - باب اول

اکاس مندر کالکا

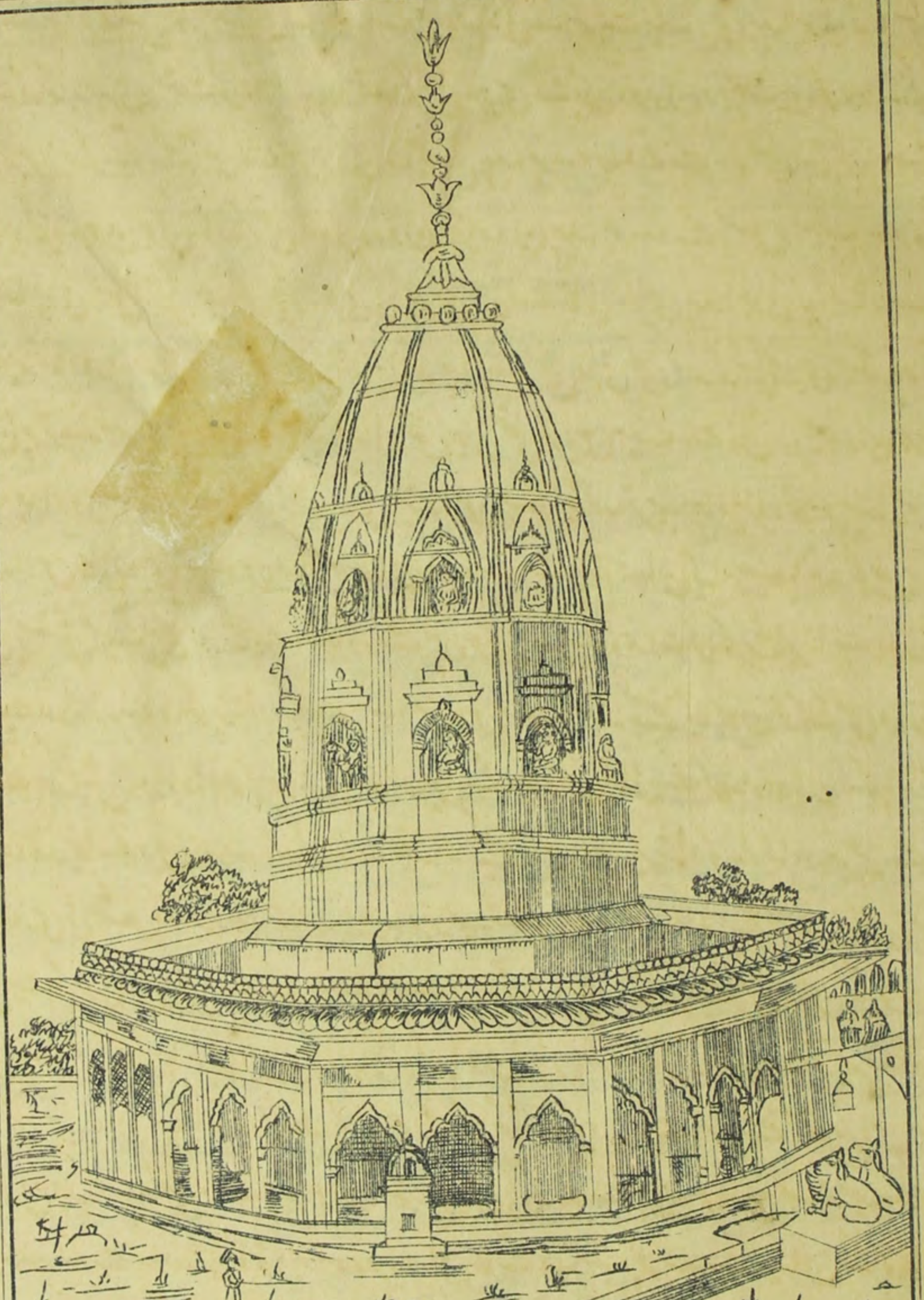

میلہ کہلاتا ہے۔ اِس مقام پر پانی کی لوگون کو بہت تکلیف ہوتی ہے ایک کنوان ہے کہ اُسمین گھٹنے گھٹنے پانی سے سوا نہین ہوتا اور پچانوے ہاتھ رسی جاتی ہے۔ کسی شخص نے دو تالاب بنائے تھے کہ وہ بے مرمت پڑے ہین اُنمین پانی نہین ٹھہرتا۔

مورت مندر ۔۔

اِس مندر مین کسی کی مورت نہین ہے ایک گول گول پتھر جیسے مہادیو کی پنڈی ہوتی ہے رکھا ہوا ہے۔ اور سبب اِسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندؤن کے اعتقاد کے موافق یہ کالی کا استھان ہے کسی کی مورت نہین بنائی گئی ہے اور اصل مین اِسکا نام کالی کا استھان تھا کثرت استعمال سے کالکا مشہور ہو گئی ہے پہلے اِس مقام پر کچھ مندر و ندر نہ تھا کالی کے استھان ہونیکے کئی ہزار برس بعد کسی شخص نے کہ اُسکا نام بخوبی تحقیق نہین ہوا اِس مقام پر بارہ در کا صرف لداؤ بنایا تھا۔ سمت ۱۸۲۱ مین کہ اُسکو آجتک بیاسی برس کے قریب عرصہ گذرا درگا سنگھ نامی نے اِسکے گرد سنگ مرمر اور سنگ سرخ کا کٹہرہ بنایا ہے اور اُس کٹہرہ کے بائین طرف فارسی اور شاستری خط مین یہ عبارت لکھی ہے سری درگا سنگھ برسوار سمت ۱۸۲۱ فصلی اِس مندر کے جتنے پوجاری ہین دونون وقت آنکر پوجا کرتے ہین اور گیارہ بجے ہر روز دیبی جی کا بھوگ لگاتے ہین اِس پتھر کو لال لال کپڑے گوٹے کناری لگے ہوے بہت بھاری پنہا رکھے ہین اور ایک پلنگڑی بہت خوبصورت بنا رکھی ہے۔ رات کے وقت اُس پلنگڑی کو کس کسا اور تکیہ لگا دگا کر کٹہرے کے اندر دیبی جی کے آگے لگا دیتے ہین اور یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ رات کے وقت دیبی جی اُسپر سکھ فرماتی ہین جب کسی کی مراد آتی ہے وہ شمیانہ اور پنکھا اور چھتر چڑھاتا ہے۔ چنانچہ اب بھی چاندی کے چھوٹے چھوٹے تین چھتر اور شمیانہ اور پنکھا چڑھا ہوا ہے اور اِس پتھر کو طرح بطرح کا گہنا پنہا رکھا ہے بہرحال نقشہ کے دیکھنے سے دیبی جی کے استھان اور کٹہرون کی ساخت اور لداو کی طرح بخوبی معلوم ہو سکتی ہے

اکاس مندر ۔۔

اِس مندر کی رونق اور شان نکالنے کو یہان کے پوجاریون نے چاہا کہ کوئی شخص اِس لداو پر برج بنوا دے کوئی شخص حامی نہین بھرتا تھا آخر کار پانڈون نے یہ تدبیر کی کہ دیبی جی سے حکم لیا جاوے جسکے نام کا حکم نکلے وہ مندر کا برج بنوا دے اِس ارادے پر شہر کے جتنے ہندو امیر تھے اُنکے نام کی چٹھیان دیبی جی کے آگے ڈالین اتفاق سے مرزا راجہ کدار ناتھ کے نام کی چٹھی نکلی یہ راجہ قوم کے بنیے تھے اور اکبر شاہ کے عہد مین نظارت کی پیشکاری کا

عہدہ رکھتے تھے - اور مرزا راجہ کا اُنکو خطاب ملا تھا - جبکہ راجہ جی نے سُنا کہ دیبی جی نے میرے نام حکم دیا ہے لاچار اِس حکم کی اطاعت واجب جانی اور مندر کے اکاس کے بنوانے کا ارادہ کیا - اور ذوقی کہار کی معرفت یہ کاس بنایا اِس لداو کے گرد غلام گردش سنگین ستونون کی بنی ہے - اندر کے لداؤ مین بارہ دروازے ہین اور باہر کی غلام گردش مین چھتیس در ہین اور بارہ ضلع کا یہ مندر بنا ہے اندر تو ہر ضلع مین ایک دروازہ ہے اور باہر کے ہر ضلع مین تین تین در ہین اس مندر کے اکاس کو بنے ہوے تیس برس کے قریب عرصہ گذرا ہے اور کہتے ہین کہ سات آٹھ ہزار روپیہ اِسپر خرچ ہوے ہین اور اب بہت سے مہاجنون اور بنیون نے اِس مندر کے آس پاس میلے مین جانے اور اُترنے کے لیے مکان بنوا لیے ہین - ہندون کے مذہب مین یہ بات ہے کہ یہ دیبی سنگھ پر سوار ہوکر یہان آئی ہین - اِسواسطے مندر کے آگے دو مورتین شیر کی سنگ سرخ سے بناکر بٹھا رکھی ہین اور اُنکی بھی پوجا ہوتی ہے - ان شیرون کے سر پر ایک بہت بڑا گھنٹہ لٹکا رکھا ہے اور پوجا کے وقت اُسکو بجایا کرتے ہین اور دیبی مائی کی جے کہکر چلاتے ہین - اور اِنھین شیرون کے پاس سنگ سرخ کا ایک ترسول بنایا ہے اور سنگ مرمر پر چرنون کا نشان کھدوایا ہے مصرعہ ہر قوم راست راہی دینی و قبلہ گاہی -

روشن چراغ دہلی ۲۰.

یہ ایک درگاہ ہے شاہجہان آباد سے چھ کوس کے فاصلے پر جنوب کی طرف - اور اِسمین شیخ نصیر الدین محمود کا مزار ہے اور یہ بڑے ولی اللہ سے ہین اور حضرت سلطان المشائخ کے خلیفہ اعظم تھے اور روشن چراغ دہلی اُنکا لقب ہے کہتے ہین کہ حضرت عبد اللہ یافعی نے حضرت مخدوم جہانیان سے طواف کعبہ مین پوچھا تھا کہ دلی مین اب کون بزرگ ہے مخدوم صاحب نے جواب دیا کہ اِس زمانہ مین شیخ نصیر الدین محمود سے دلّی کا چراغ روشن ہے جب سے آپکا لقب روشن چراغ دہلی ہوگیا ہے - آپکی صفات اور کمالات سے کتابین بھری پڑی ہین غایت شہرت سے حاجت بیان کی نہین - سلطان فیروز شاہ کو آپ سے بہت اعتقاد تھا - اور نہایت آپ کی خدمت کیا کرتا تھا - اِس درگاہ کا گنبد آپ کے جیتے جی سلطان فیروز شاہ نے سنہ ۷۴۹ ہجری مین بنوایا تھا - اور سنہ ۷۵۷ ہجری مین رمضان کی اُٹھارھوین تاریخ جمعہ کے دن آپ کا انتقال ہوا - اور اسی گنبد مین رکھے گئے - اِس گنبد کے بارہ در ہین اور سنگ خارا کے ستون لگے ہوے ہین سب درون مین سنگ سرخ کی جالیان لگا رکھی ہین جنوب کی طرف کے ایک در مین گنبد کے اندر جانے کا دروازہ ہے گنبد چونہ اور پتھر سے بنا ہوا ہے اور اُسپر سنہری

نقشہ نمبر ۹ متعلقہ صفحہ ۱۸ باب اول

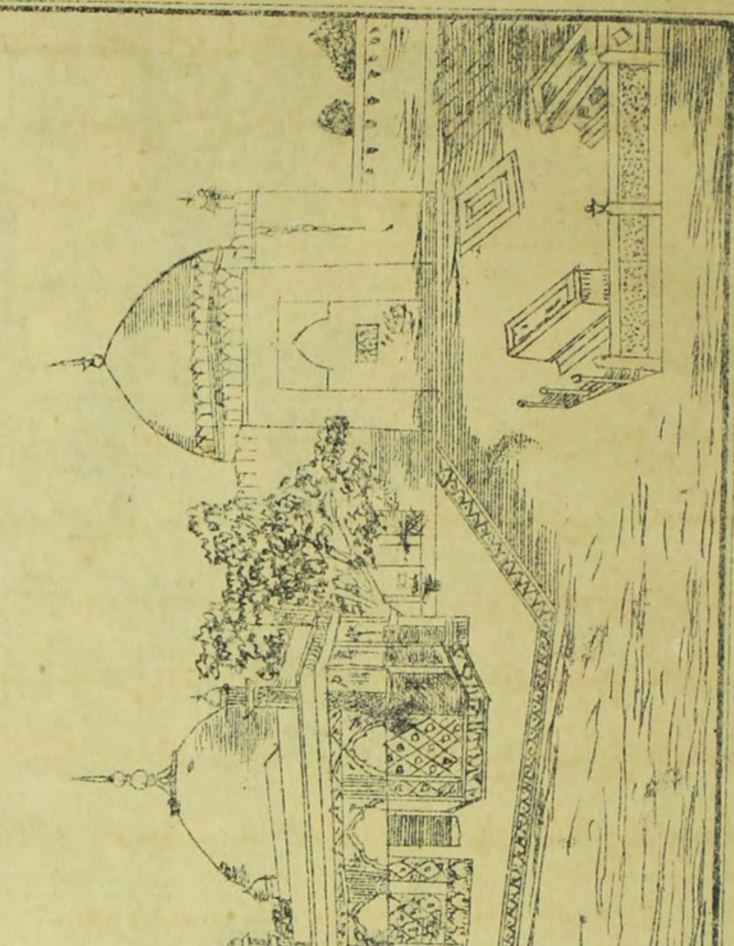

نقشہ درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی

نقشہ نمبر ۱۰ متعلقہ صفحہ ۱۹ - باب دل

نقشۂ دروازۂ روشن مع نقل کتبہ

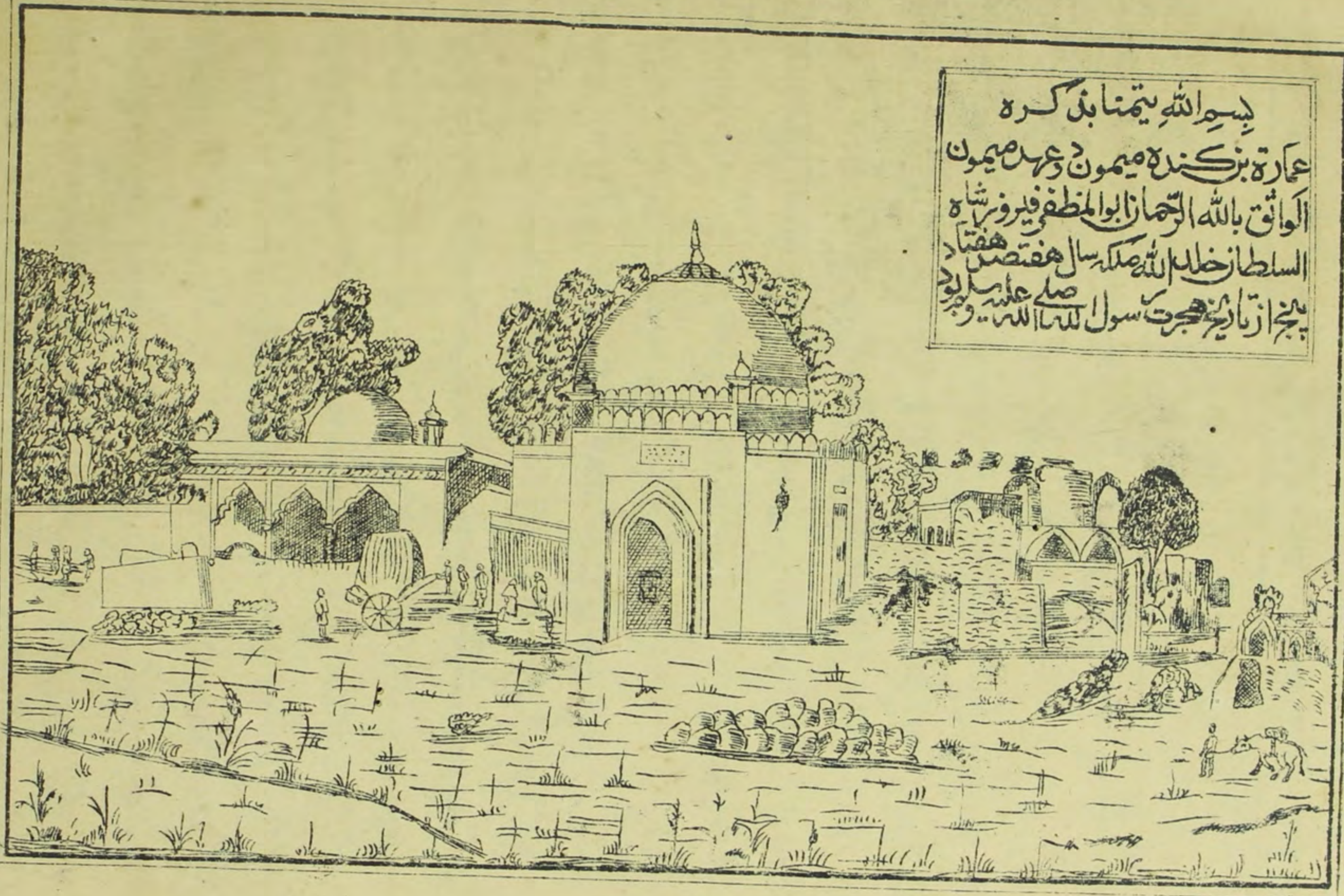

کلس ہے - اور گنبد کے اندر ایک سنہرا کٹورا لٹکتا ہے - اب قریب زمانہ مین اکبر شاہ کے عہد مین مرزا غلام حیدر
بادشاہزادہ نے اِس گنبد کے گرد بارہ دری سنگ سرخ کی نبوائی تھی اور حضرت نظام الدین کی درگاہ کے
ستون یہان لاکر لگائے تھے - مگر یہ بارہ دری ایسی بودی بنی تھی کہ دس برس کے بعد گر پڑی - اِس گنبد کے
پاس ایک مسجد ہے چونہ اور پتھر کی بنی ہوئی - کہتے ہین کہ فرخ سیر نے یہ مسجد نبوائی ہے اِس مسجد پر کچھ کتبہ نہین
ہے جس سے بننے کی تاریخ معلوم ہو لیکن فرخ سیر کی بادشاہت کو بحساب اوسط ایکسو پینتیس برس کے
قریب عرصہ گذرا تو اس حساب سے اتنی ہی مدت اِس مسجد کے بنے کو بھی ہوئی ہوگی - اِس گنبد کے پاس دو برج
اور ہین - ایک برج مین جو جانب غرب ہے حضرت شیخ فرید شکر گنج کی پوتی سوتی ہین :: اور دوسرے گنبد مین
جو شرق کی طرف ہے مخدوم زین الدین صاحب حضرت کے بھانجے کی قبر ہے - اور مخدوم کمال الدین صاحب
جن تک مولوی فخر الدین صاحب کا سلسلہ پہونچتا ہے اِس برج کے پاس مدفون ہین اور اُنکی قبر کے گرد سنگ سرخ
کا کٹہرہ لگا ہوا ہے - اور باقی بہت سی قبرین ہین منجملہ اُن قبرون کے فیض طلب خان بنگش کی بھی یہین قبر ہے اور
دو گنبد اور ہین پٹھانون کے وقت کے معلوم نہین کہ اُنمین کسکی قبرین ہین - درگاہ کا گنبد اور مسجد نہایت بے مرمت
ہوگئی تھی خصوصاً غلام گردش کے گرنے سے جسکو مرزا غلام حیدر نے بنایا تھا گنبد درگاہ کا بہت بودا ہوگیا تھا
اور خادم وہان کے ہر شخص سے مرمت کی درخواست کرتے تھے - خواجہ محمد خان نے تمام درگاہ اور مسجد اور
دروازہ اور صحن کی استرکاری اور مرمت کروادی اور درگاہ کے گنبد مین چھجہ سنگین نبوادیا کہ اِس مرمت کے
سبب حقیقت مین سارا مکان نیا ہوگیا - اِس درگاہ کی چاردیواری اور تین در کا ایک دالان شمال کیطرف اور
چھوٹا چھوٹا سنگین کٹہرہ مولوی فخر الدین صاحب نے نبوایا ہے - اور غلام گردش جو گر پڑی تھی اُسکے ستون اب تک
صحیح وسالم درگاہ کے آگے پڑے ہین ہر برس رمضان شریف کی سترھوین تاریخ کو اِس درگاہ مین عرس ہوتا ہے اور
بہت سے لوگ جمع ہوتے ہین اور رات کو رہتے ہین اور اٹھارھوین تاریخ قل کے بعد چلے چلے آتے ہین -

دروازہ درگاہ کا

حضرت کے انتقال کے بارہ برس کے بعد یعنے ۷۳۷ھ ہجری مین سلطان فیروز شاہ نے اِس درگاہ کا دروازہ
بنایا ہے - اور دروازہ پر بہت بڑا گنبد ہے اور اسپر کتبہ سلطان فیروز شاہ کے نام کا بقید سنہ لگا ہوا ہے اور
جو عبارت اسمین کھدی ہے وہ اُسکے نقشہ مین بعینہ اُسی خط سے لکھی ہے - دروازے کے باہر سب خادمون

نے ملکر ایک دالان لوگون کے اُترنے بیٹھنے رہنے سونے کے لیے بنالیا ہے - اور حقیقت مین اِس دالان کے بننے سے بڑا آرام ہوگیا ہے - اِس دروازے کے آگے ایک تخت ساگی ایک لکڑی کا رکھا ہوا ہے عرض اُس تخت کا چار فٹ کا ہے اور طول آٹھ فٹ کا اور اونچائی ایک فٹ ساڑھے چار انچ کی ہے - اور یہ سب ایک لکڑی مین سے کاٹ کر بنایا ہے اِس تخت کو دکھنی بیگ نے بنگالہ سے بھیجا تھا اور اُسپر یہ شعر اور عبارت کھدی ہوئی ہے یہ تخت کچھ ایسا نادرات سے نہین تھا کہ جسکا نقشہ بنانا بھی ضرور ہوتا - اللہ اکبر شعر
تخت چوبے نیاز دکھنی بیگ ٭ بجناب نصیرالدین محمود ٭ قدس سرہ العزیز ۱۱۴۳ ہجری مطابق سنہ ۱۲ جلوس محمد شاہ غازی اِس درگاہ کے پاس ایک بستی آباد ہے اور ہر قسم کے لوگ اُسمین رہتے ہین - گرد اِس بستی کے محمد شاہ بادشاہ نے فصیل بنوادی ہے اور اِس فصیل مین چار دروازے اور ایک کھڑکی رکھی ہے - کہتے ہین کہ اِس فصیل کے بننے مین پونے چار لاکھ روپیے خرچ ہوے ہین - مگر نہین معلوم ہوتا کہ اسقدر روپیہ کہان صرف ہوا شاید اتنا نہ ہوا ہو -

مقبرہ سلطان بہلول لودھی ۲۱

یہ مقبرہ حضرت روشن چراغ دہلی کی درگاہ کے پچھواڑے واقع ہے - عوام الناس مین یہ مشہور ہے کہ یہ مقبرہ حضرت روشن چراغ دہلی کے درگاہ سے بھی پیشتر کا ہے مگر یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے - اِسواسطے کہ حضرت روشن چراغ دہلی کی درگاہ سلطان فیروز شاہ کے وقت مین بنی ہے اور سلطان بہلول سلطان فیروز شاہ کے بہت پیچھے ہوا ہے ۸۹۲ہجری مین سلطان بہلول نے نواح قصبہ سکیت مین اِس جہان سے انتقال کیا - سلطان سکندر اُسکے بیٹے نے اپنے باپ کی لاش کو دہلی مین بھجوا کر یہ مقبرہ بنوایا - اِس حساب سے اِس مقبرے کو بنے ہوے تین سو ارسٹھ برس کے قریب عرصہ گذرا - یہ مقبرہ عجیب قطع کا بنا ہوا ہے - نیچے نو بارہ در ہین اور اوپر پانچ برج ہیت مجموعی اِس مقبرہ کی بہت خوبصورت ہے - مگر افسوس کہ نہایت بے مرمت پڑا ہے اور اُسپر مزید یہ ہے کہ خادمون نے اِس مقبرہ مین کچی دیوارین چنکر سکونت اختیار کی ہے اور تمام مقبرہ کی رونق کھودی ہے - اِسی مقبرہ کے پاس ایک نامعلوم سنگ سرخ کا مجر ہے اور اسمین دو قبرین ہین - اِس مقبرہ کا نقشہ اِس طور سے کھینچا گیا ہے کہ اِس مقبرہ کے ساتھ اِس مجر کی جالیان اور چراغ دہلی کی فصیل کا دروازہ جو محمد شاہ نے بنایا ہے دکھائی دیتا ہے

نقشہ نمبر ۱۱ متعلقہ صفحہ ۲۰ - باب اول

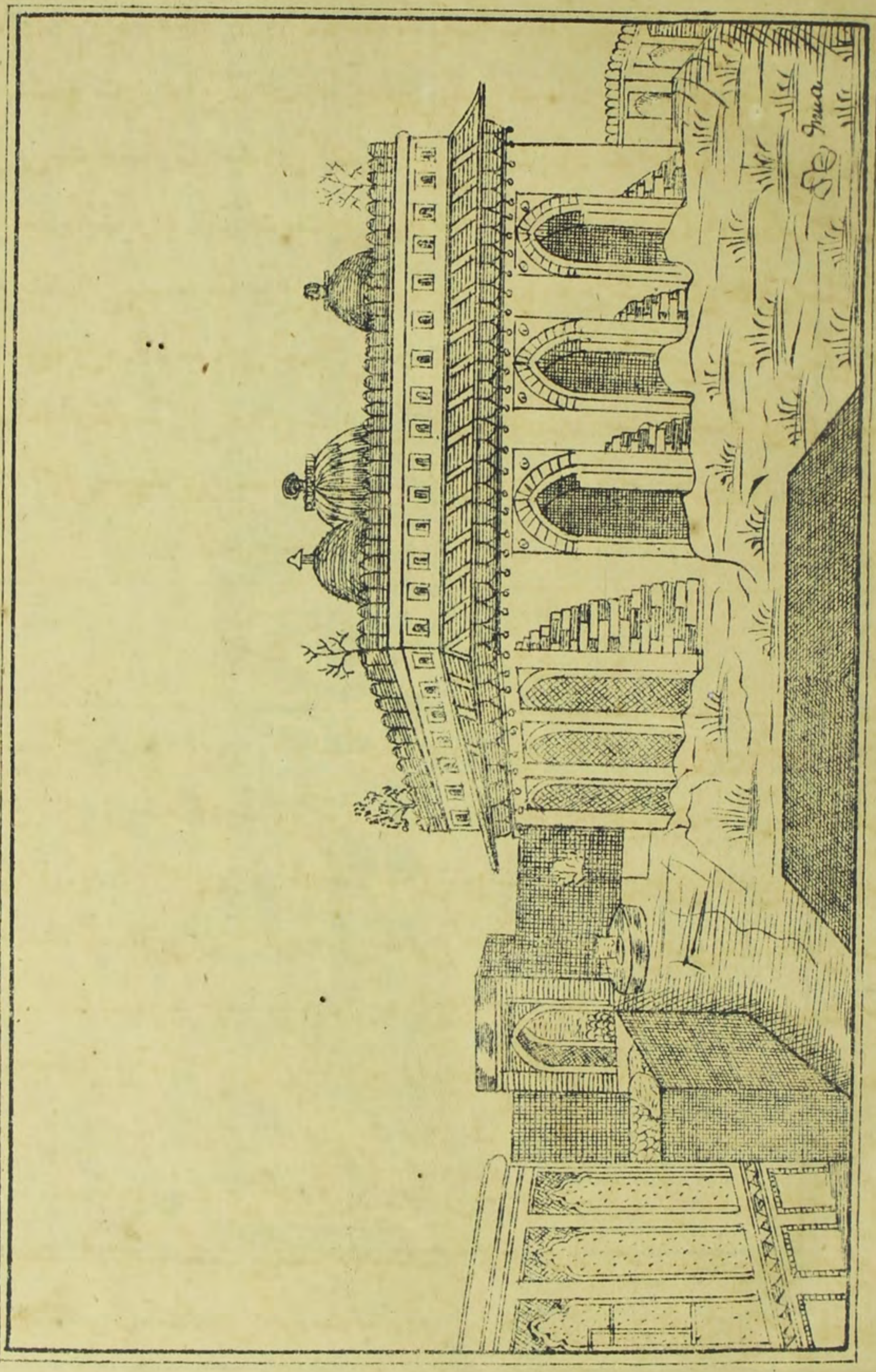

مقبرہ سلطان بہلول لودی

نقشہ نمبر-۲-متعلقہ صفحہ-۱۵-باب اول

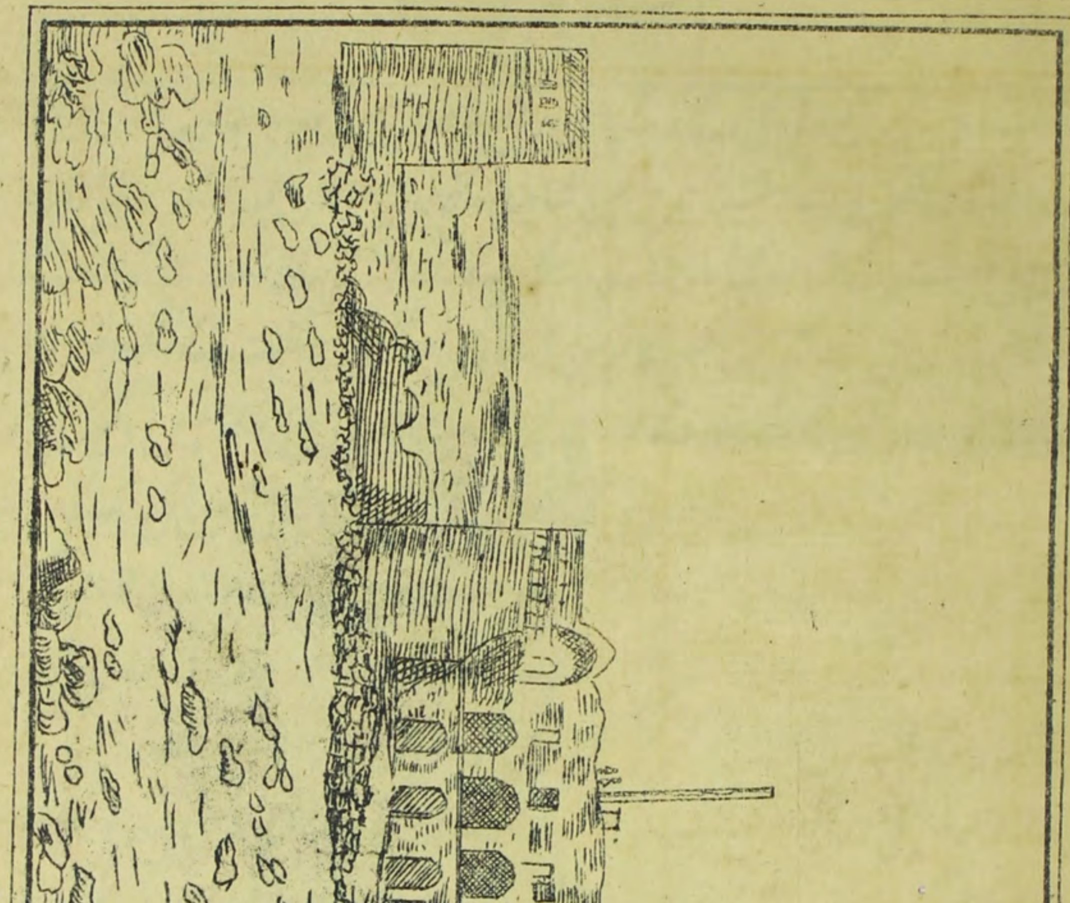

نقشہ کوٹلہ فیروز شاہ

	## ست پلہ	۲۳.

یہ ست پلہ حضرت روشن چراغ دہلی کی درگاہ کے پاس واقع ہے اور اصل مین یہ ست پلہ سلطان فیروزشاہ کی شکارگاہ ہے حقیقت اُسکی یہ ہے کہ ۷۷۶ہ ہجری مین شاہزادہ فتح خان سلطان فیروزشاہ کا بیٹا کہ نہایت عقلمند اور لائق اور قابل سلطنت کے تھا۔ مرگیا بادشاہ کو اُسکے مرنے سے اتنا غم ہوا کہ اپنے جینے کو مرنے سے بدتر جانتا اور بادشاہی کو گدائی سے کمتر سمجھتا کسی کام مین اُسکا دل نہ لگتا اور سلطنت کے انتظام مین خلل پڑتا امیرامرانے بہت سمجھایا اور اُس غم کے بھلانے کو یہ بند بنایا۔ بہت اچھا وسیع دلکشا جنگل دیکھکر کئی کوس کے فاصلہ پر دیوارین کھینچین۔ اور اِسمین طرح بطرح کے درخت لگاکر شکارگاہ بنائی اُنہین کی ایک دیوار یہ ہے اِس دیوار کے بیچون بیچ ایک بہت بڑا نالہ ہے کہ قطب صاحب کی امریون اور تمام نالون کا پانی ملکر اِس نالہ مین بہتا ہے۔ اِسواسطے اِس دیوار کے بیچ مین نالہ کے بہنے کو پل کے طور پر در بنادیے ہین۔ کہ اِسی سبب سے ست پلہ مشہور ہوگیا ہے اِن درون پر کچھ کچھ مکان بھی ہین۔ اور دو دروازے بہت نمود کے بنائے ہین کہ اُس سے تمام پل کی رونق ہوگئی ہے اِس عمارت کو بنے ہوے چارسوچھیاسی برس کے قریب عرصہ گذرا ہے بعض بعض جگہ سے یہ دیوار گرپڑی تھی اور حکام والامقام انگریزی کے عہد مین اِس جگہ کچا بند بنادیا تھا۔ اور درون کو بھی مٹی سے بند کرکر پانی روک دیا تھا تمام کھیتیان اِس سے سیراب ہوتی تھین۔ اور زمیندارون کو بہت فائدہ ہوتا تھا ابکی شبرات کو یکایک پانی کے زور سے یہ دیوار ٹوٹ گئی۔ اب پھر بند ہوے تک رہے ہین اور کچا بند بناتے ہین بے تکلف یہ مقام بہت سیرگاہ اور یہ جگہ نہایت دلکشا ہے خدا کرے کہ حکام انگریزی اِس بند کی مرمت کروادین اور جیسا یہ تھا ویسا ہی پختہ بنوادین۔ اِس مقام پر حضرت روشن چراغ دہلی کے خادمون نے الّوون کے پھنسانے اور اپنے کمانے کو عجب طرح کا جال بچھایا ہے۔ کہتے ہین کہ جس جگہ اِس بند کے در ہین اِس مقام پر ایک دفعہ حضرت روشن چراغ دہلی تشریف لائے تھے اور عصر کی نماز کا وقت تنگ ہوتا تھا اور پانی نہین ملتا تھا۔ آپ نے اِس مقام پر اپنے ہاتھ سے زمین کو کریدا فی الفور پانی نکل آیا اور آپنے وضو کیا اور یہ دعا دی کہ جو کوئی شخص اِس پانی سے نہائیگا وہ سب بیماریون سے اچھا ہوجائیگا اور اِس بات کو کرامات ٹھہرا کر اِن درون کے آگے چھوٹی سی کچی کوئیان کہ جسکا پانی شرعاً بھی پاک نہین کھود رکھی ہے اور بے نذر بھینٹ لیے اُسکا پانی کسی کو نہین دیتے۔ اول تو یہ بات کسی کتاب سے ثابت نہین اور اگر ثابت بھی

ہو تو یہ بات کچھ کرامات مین سے نہین - اسواسطے کہ اس مقام پر صدہا ہزار سال سے نالہ بہتا ہے اور نالہ ندی کی زمین کا یہ قاعدہ ہے کہ ہاتھ بھر کھودنے سے پانی نکل آتا ہے - غرضکہ مسلمانون نے بھی اپنے دین کے برخلاف ہندوون کی طرح اِس ناپاک چھوٹے سے گڈھے کو گنگاجل کی طرح تعظیم دیکر ایک تیرتھ مقرر کی ہے اور بیمارون کو اُس پانی سے نہلاتے ہین کاتک کے مہینے مین اور دیوالی کے قریب ہفتہ اور اتوار اور منگل کے دن اِسقدر ہجوم ہوتا ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین عورتین بچون کو لیکر چلی آتی ہین اور اُس پانی سے نہلاتی ہین اور چھوٹی چھوٹی ٹھلیون مین پانی بھر اور سرس کے پتے رکھ تبرک لیجاتی ہین - خوبی تو یہ ہے کہ بعضے بعضے جاہل مردون کو بھی اعتقاد ہے اور وہ بھی آنکر نہاتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر کسی نے جادو کیا ہوگا تو وہ بھی اُتر جاویگا اِن دنون مین خادمون کی بن آتی ہے چھ ٹکے سے کم کو پانی کی ٹھلیا نہین دیتے جب کہ مین اِس بند کا نقشہ کھینچنے گیا ہون اتفاق سے اتوار کا دن تھا - اور بہت سے مسلمان ہندو مذہب تیرتھ کو آئے تھے اور اسقدر ہجوم تھا کہ مجھکو نقشہ کھینچنا مشکل پڑ گیا - اللہ تعالے سب مسلمانون کو کفر و شرک سے بچا دے اور اعتقاد فاسد سے نجات دے آمین یا رب العالمین - جس کسی نے اللہ کے سوا دوسرے کو پوجا اُسنے اپنے ہاتھ سے اپنے دین کو کھویا

مسجد کھڑکی

اِسی بند کے پاس جو ست پلہ کر کے مشہور ہے قدیم زمانے مین ایک گانون تھا کہ اُسکو کھڑکی کہا کرتے تھے - اِس مقام پر خانجہان فیروزشاہی نے اُسی زمانہ مین جبکہ یہ بند بنا ہے ایک مسجد بنائی ہے کہ اب وہ مسجد ہی کھڑکی مشہور ہو گئی ہے اِس مسجد کی عمارت نہایت عجیب و غریب ہے کہ آجتک ایسی عمارت دیکھنے مین نہین آئی یہ مسجد چوکھونٹی ہے اور چارون طرف مربع کے ضلعون کے بیچ مین ایک مربع بطور تاج کے نکالا ہے تین طرف تو تین دروازے ہین اور قبلہ کی طرف دروازہ نہین ہے اور تمام مسجد مین سیکڑون ستون ہین کہ گنتی مین نہین آسکتے ایک ایک برج تو چارون تاج کے مربعون پر ہے اور مسجد مین نو جگہ ملے ہوئے نو نو برج بنائے ہین اور ہر ہر برج کے تلے چار چار ستون ہین اور اُنکے سوا اور بھی ستون لگے ہوئے اور مسجد کے صحن مین چار چوک چھوڑے ہین اب اِس مسجد مین گوجر آباد ہین اور اُنھون نے تمام در بند کر کے اپنے گھر بنا لیے ہین ہرچند مین نے چاہا کہ اِس مسجد کا اندر سے نقشہ کھینچون گھرون سے اور دیوارون کے اُٹھنے کے سبب سے نہ کھینچ سکا

نقشہ نمبر ۱۳ متعلقہ صفحہ ۲۲ باب اول

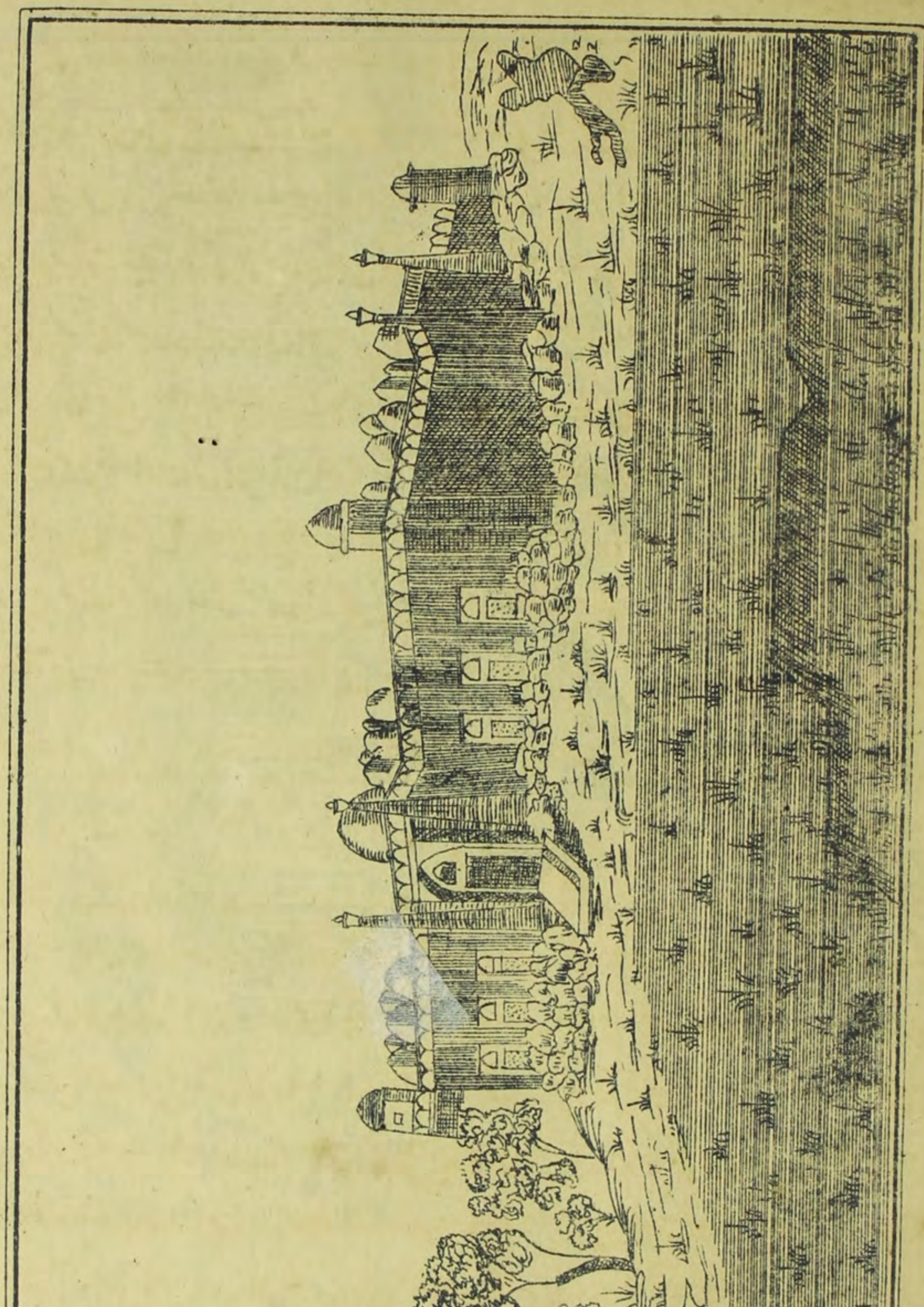

مسجد مصری کا نقشہ

نقشہ نمبر ۱۴ - متعلقہ صفحہ ۳۳ - باب اول

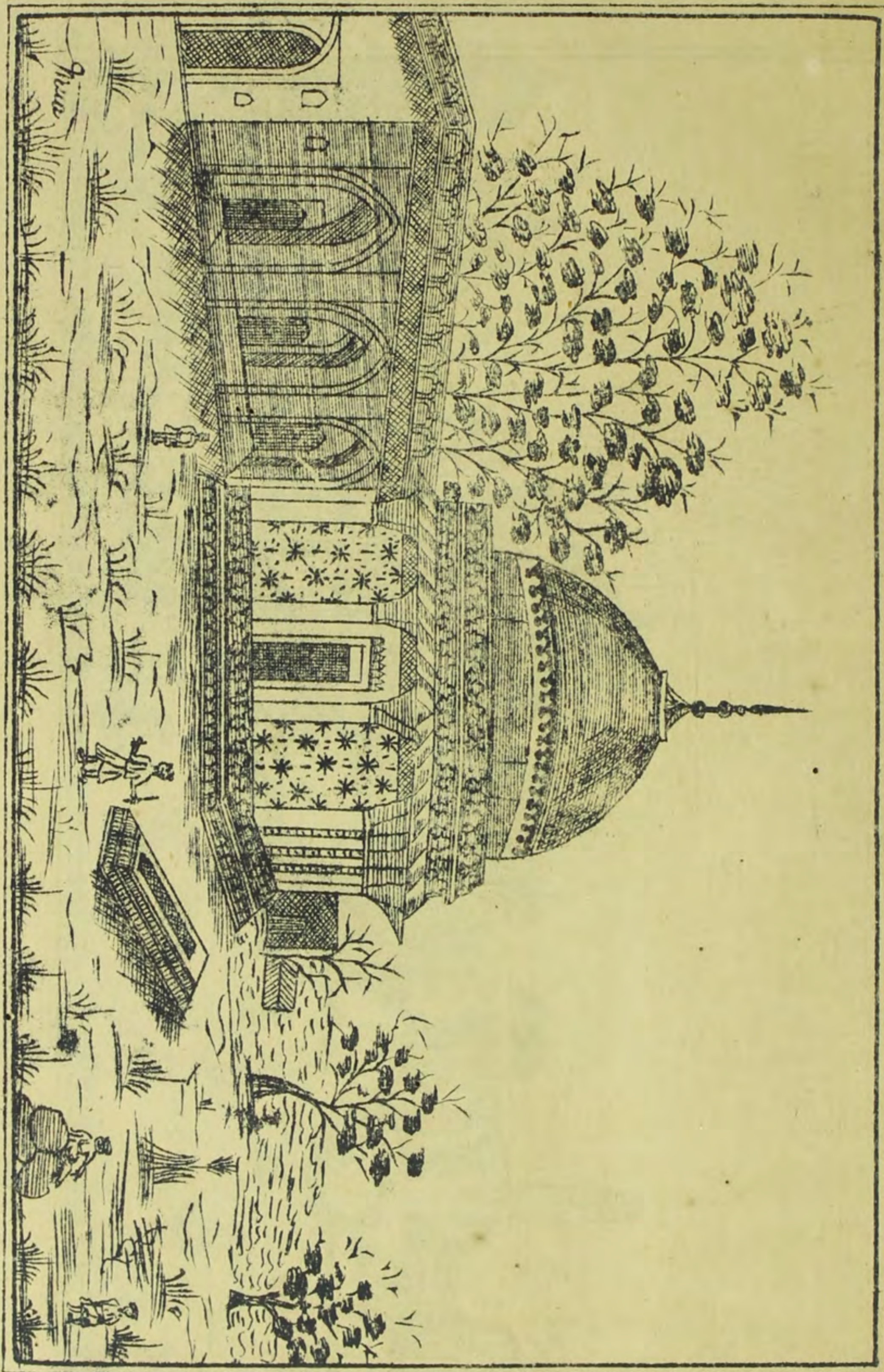

نقشہ درگاہ یوسف قتال

نقشہ- نمبر-۱۵- متعلقہ صفحہ- ۲۳- باب اول

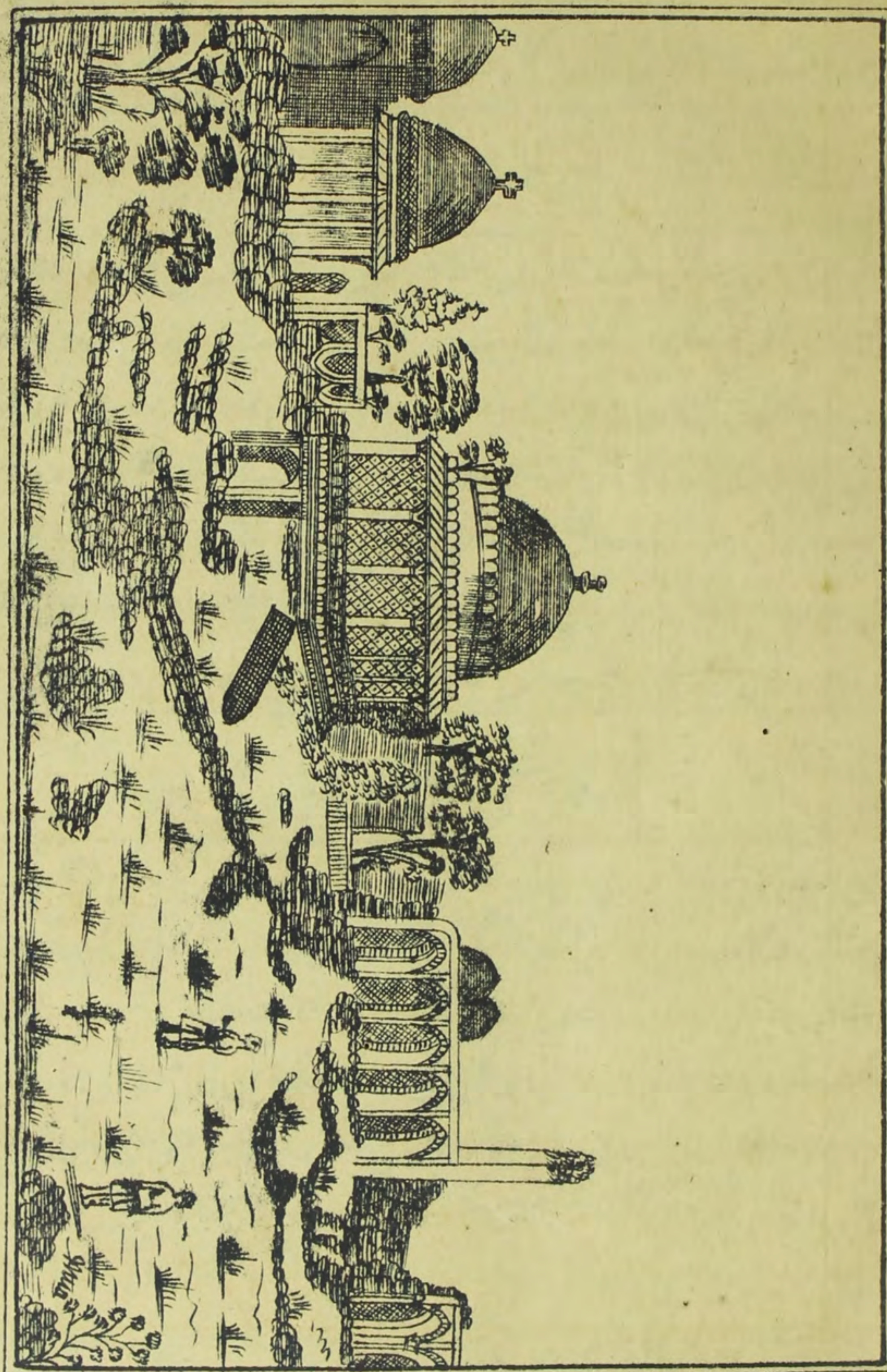

نقشہ درگاہ شیخ صلاح الدین

اِس مسجد پر کوئی کتبہ نہین ہے جس سے بننے کی تاریخ معلوم ہو لیکن جو کہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ مسجد اور ہندا ایک ہی زمانے کے بنے ہوئے ہین اِسواسطے کہا جاسکتا ہے کہ اِس مسجد کے بنے ہوے کو بھی چار سو چھیاسی برس کے قریب عرصہ گذرا ہوگا - اِسکے نقشے دیکھنے سے کچھ کیفیت اِس عمارت عجیب کی معلوم ہوتی ہے

درگاہ یوسف قتال ۲۲

یہ درگاہ سنہ ۹۰۳ ہجری مین سلطان سکندر شاہ ابن سلطان بہلول لودی کے عہد مین بنی ہے - اور حضرت شیخ علاءالدین شیخ فرید شکر گنج کے نواسہ نے بنوائی ہے یہ درگاہ مسجد کھڑکی کے پاس واقع ہے - برج اور گرد کی جالیان تو سنگ سرخ کی ہین اور گنبد چونے کا ہے اور حاشیہ گنبد پر چینی کا کام بنا ہوا ہے - اور ایک طرف کو چونے پتھر کی مسجد ہے جس زمانہ مین کہ یہ گنبد اور مسجد بنی ہوگی پاکیزگی اور لطافت سے خالی نہو گی لیکن اب پُرانی ہوگئی ہے اور کوئی مرمت کرنے والا نہین رہا - گنبد تو بہر حال اچھا ہے مگر مسجد بہت خراب خستہ ٹوٹ پھوٹ گئی ہے کھڑکی کے رہنے والے زمیندار اِس درگاہ کو بہت مانتے ہین اور الیسف اولیا صاحب کی درگاہ کہتے ہین نقشہ کے دیکھنے سے اِس مقام کی لطافت پائی جاتی ہے

درگاہ شیخ صلاح الدین ۲۳

حضرت شیخ صلاح الدین بھی بڑے فقیرون مین سے تھے اور روشن چراغ دہلی کے پاس آپ کی درگاہ ہے - کچھ نہین معلوم ہوتا کہ یہ درگاہ کب بنی اور کس نے بنائی مگر اُسکی عمارت کی طرح اور ساخت فیروزشاہ کے عہد کی عمارت سے بہت ملتی ہے اور بے تامل کہا جاسکتا ہے کہ یہ فیروزشاہ کے وقت کی عمارت ہے حضرت شیخ صلاح الدین کے مزار پر ایک گنبد ہے اور اُسکے چارون طرف جالیان لگی ہوئی ہین اور اُسکے پاس ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور اُس مسجد کے پاس ایک اور بہت بڑی مسجد گنبد دار ہے کہ وہ اکثر جگہ سے گر پڑی ہے اور پیش طاق بھی ٹوٹ گیا ہے مگر بعض بعض در باقی ہین - اور حضرت شیخ صلاح کے گنبد کے قریب شرق کی طرف ایک برج اور ہے اُسمین بھی ایک قبر ہے مگر یہ معلوم نہین کہ وہ کسکی قبر ہے اور اِسی کے پاس ایک مختصر دالان بنا ہوا ہے کہ اُسکو مجلس خانہ کہا چاہیے اِس مقام کا نقشہ اِس طرح سے کھینچا گیا ہے - کہ تمام مکان اور دونون مسجدین اُسمین بخوبی معلوم ہوتی ہین اِس درگاہ مین کوئی میلہ یا عرس نہین ہوتا اور بہت کم لوگ یہان آتے ہین لیکن حضرت

روشن چراغ دہلی کے خادم ایک آدھ آدمی کو ڈھب پر چڑھا کر اگر کچھ ہاتھ لگتا ہے تو لے لیتے ہین -

مزار سر نالہ

یہ گنبد اور مزار روشن چراغ دہلی کے نیچے کے نالے کے اوپر واقع ہے ہر چند تحقیقات کی گئی کہ یہ کسکی قبر ہے اور کب بنی ہے اور کس نے بنائی ہے کچھ معلوم نہین ہوا مگر یہ برج بھی ایک فضا کا مقام ہے - نالہ کے سرے پر واقع ہے جب کبھی نالہ مین پانی بہتا ہوگا تو یہ جگہ بھی نہایت سیرگاہ ہوگی یہ برج مع ستون اور فرش وغیرہ کے سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے - اور اُسپر بہت خاصی نبت کاری بھی کی ہے ہیت مجموعی اِس مکان کی خالی لطافت سے نہین ہے اِس برج کی وضع اور ساخت اور خوبی اور اسلوبی نقشہ کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوتی ہے

پنج برجہ زمرد پور

زمرد پور ایک موضع ہے شاہجہان آباد سے چار کوس پر جنوب کی طرف اور یہ گانون پٹھانون کے وقت سے آباد ہے اگلے زمانے مین اس گانون کو پنچن سرائے کہا کرتے تھے - پھر یہ گانون زمرد خان نامے کی جاگیر مین ملا جبسے زمرد پور نام ہوگیا اِس مقام پر پانچ برج چونے اور پتھر کے بنے ہوے ہین اور اسمین بہت سی قبرین ہین - معلوم نہین کہ یہ زمرد خان کون تھا اور یہ برج کسکے عہد مین بنے ہین - مگر ساخت عمارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ برج پٹھانون کے وقت کے بنے ہوے ہین اِن برجون مین سے کسی پر کتبہ نہین ہے کہ اُس سے تاریخ بننے اور نشان پتا بنانے والے کا معلوم ہوا سواسطے بجز اِسکے اور کچھ نہین کہا جا سکتا کہ پٹھانون کے وقت کی یہ عمارت ہے اور جتنی مدت پٹھانون کی سلطنت کو ہوئی اتنی ہی مدت اِن برجون کے بننے کو بھی ہوئی - ان ہی برجون کے پاس اُسی عہد کا بہت بڑا کنوان ہے مگر اب اُسمین پانی کبھی جلد ہو گا کہنگی کے سبب یہ کنوان اندر سے بالکل بودا اور بوسیدہ ہوگیا ہے کہ مرمت کے قابل نہین رہا اِنھین برجون کے نیچے موضع زمرد پور آباد ہے اور زمیندارون نے جھونپڑیان بنا رکھی ہین -

مقبرہ لنگر خان

یہ مقبرہ متصل موضع زمرد پور رائے پور کے سوانہ مین واقع ہے اور رائے پور اور زمرد پور کا سوانہ اسمین ملا ہوا ہے اِس زمانہ

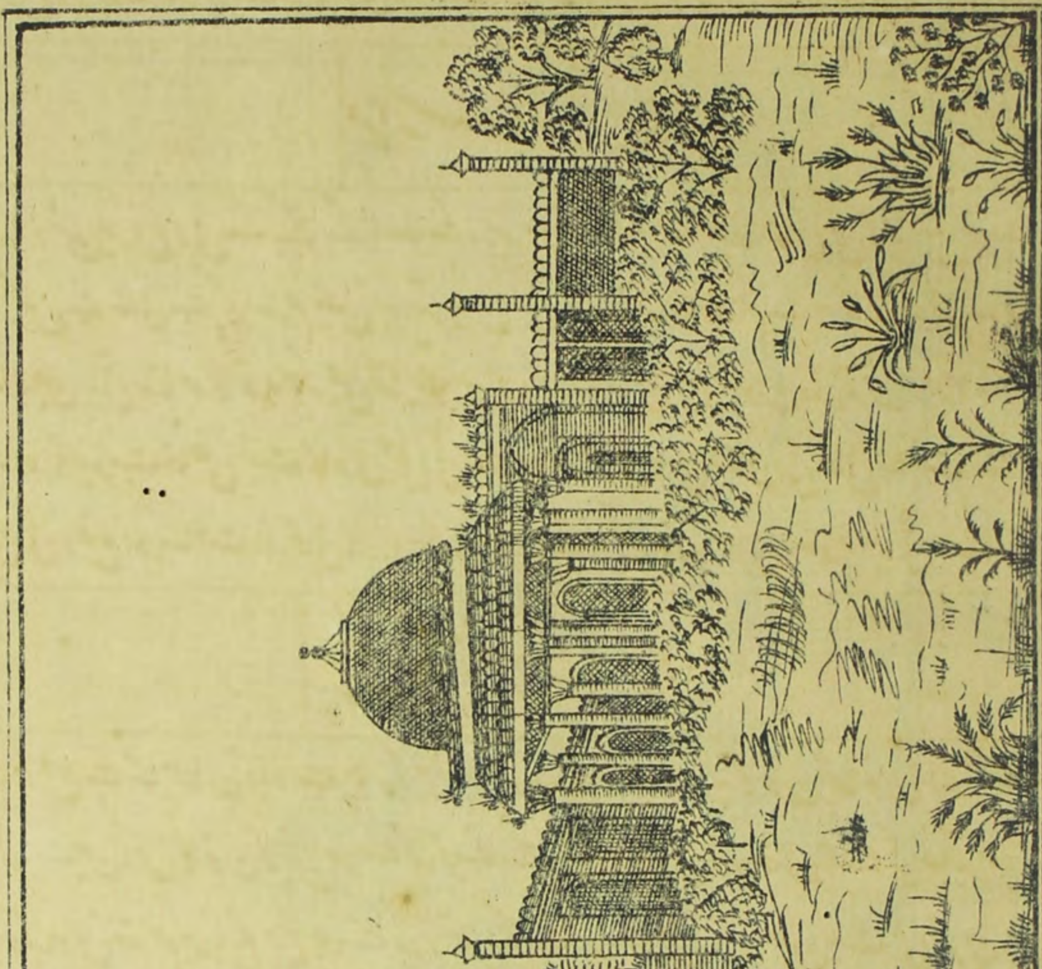

نقشۂ مزار سکندرہ

نقشۂ پنج برجہ زمرد پور

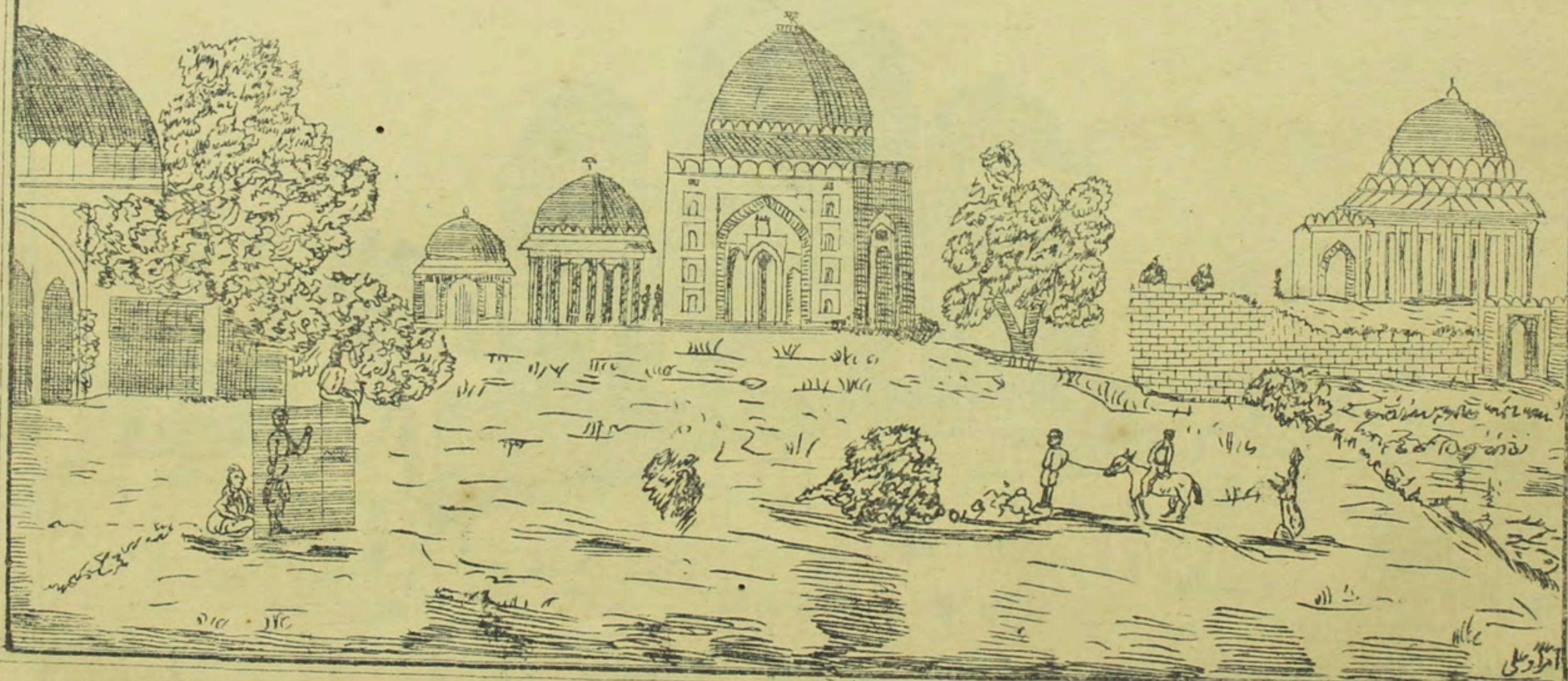

نقشہ نمبر ۱۸ - متعلقہ صفحہ ۲۴ - باب اول

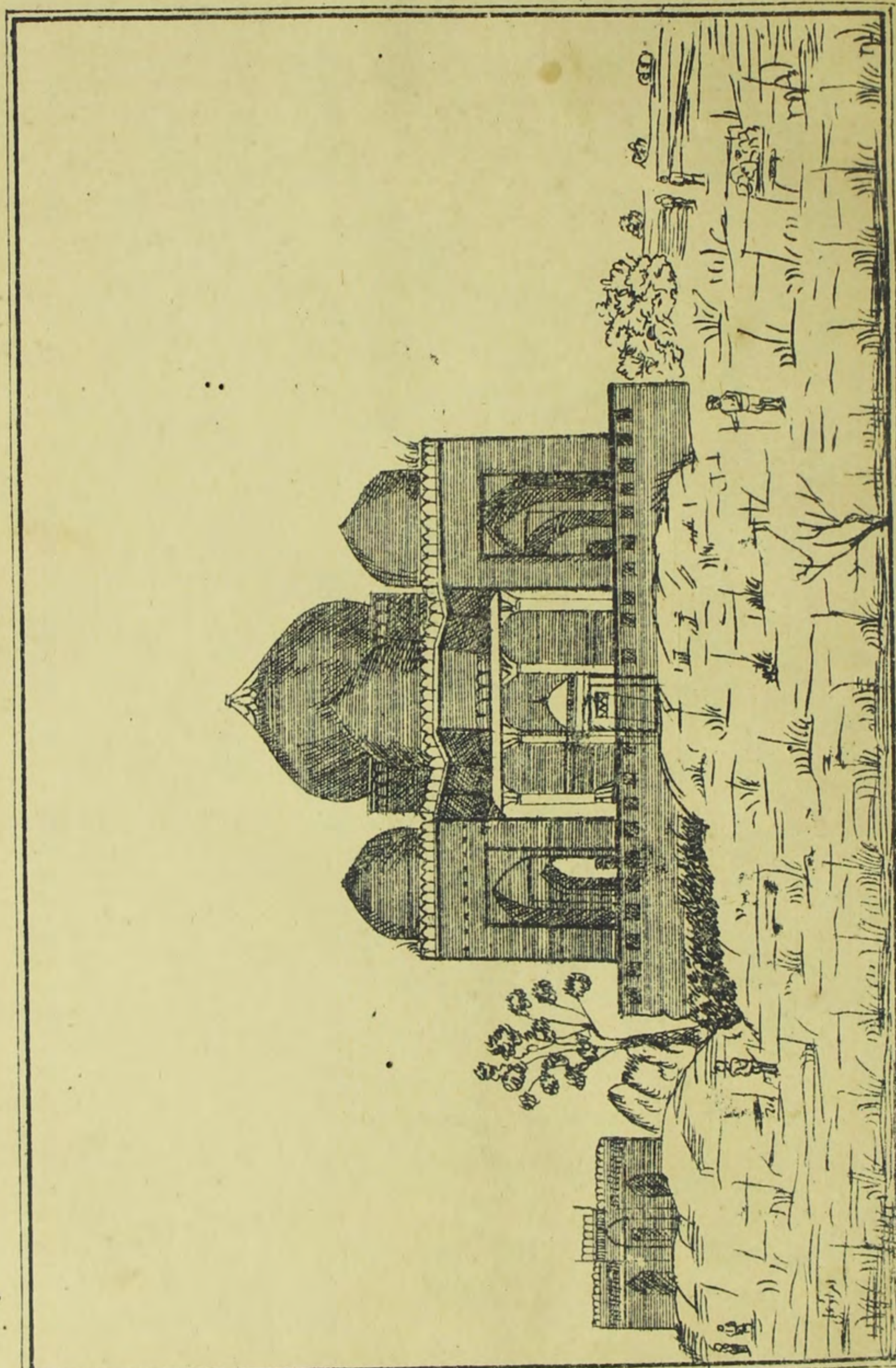

نقشۂ مقبرۂ لنگر خان

نقشه - نمبر - ١٩ - متعلقه صفحه - ٢٥ - باب اول

نقشه بستی بلوڑی

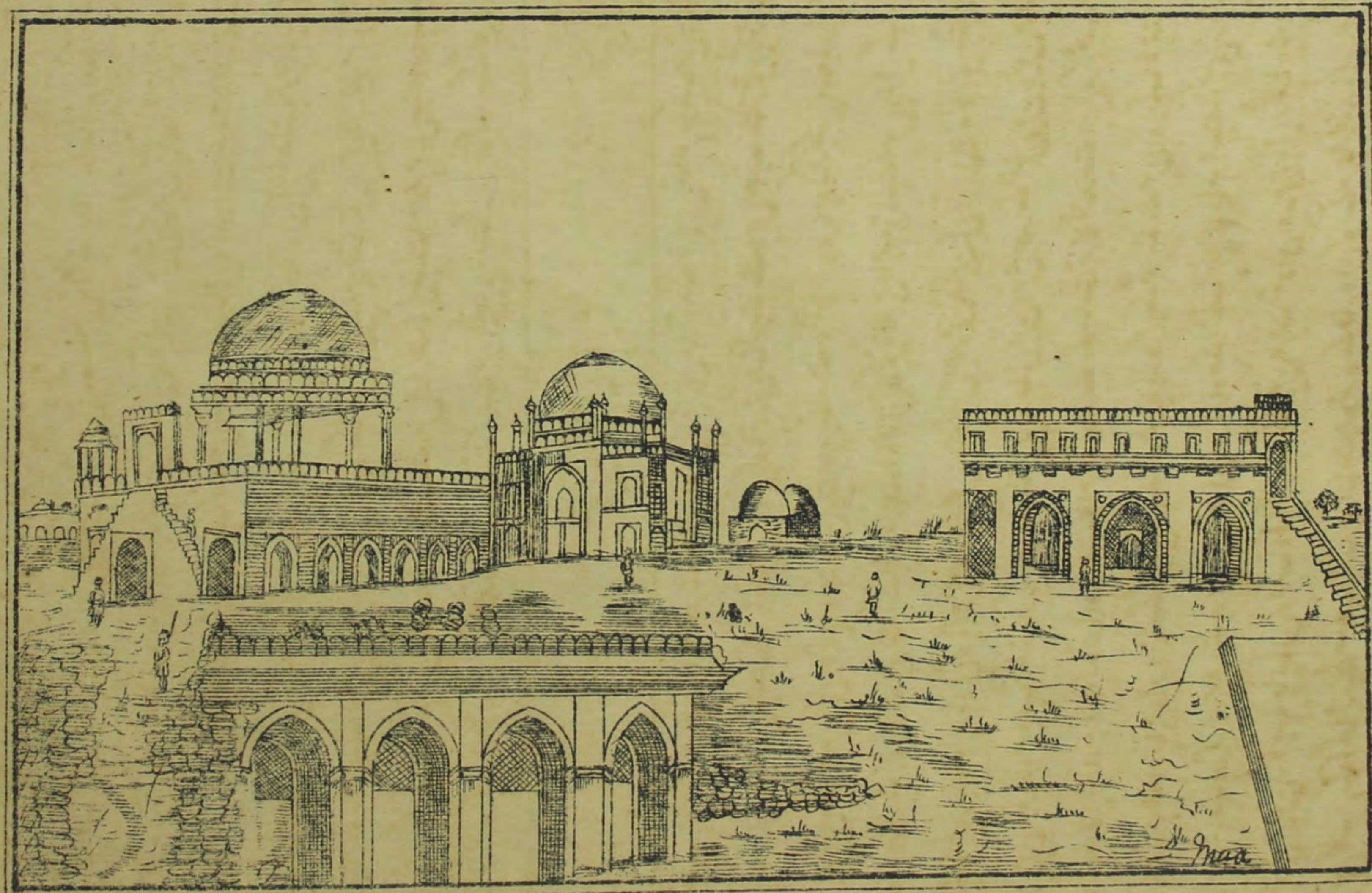

مین رہا ہے پور بالکل اجاڑ ہے اور روشن چراغ دہلی اور اور آس پاس کے گانون کے زمیندار اِن گانون کی زمین کاشت کرتے ہین اِس مقبرہ کا بھی بجز اِسکے اور کچھ حال نہین معلوم ہو سکتا کہ انگرخان پٹھانون کے عہد مین ایک میر تھے یہ اُنکا مقبرہ ہے اِس مقبرہ مین کئی قبرین ہین ایک قبر ایسی بلند ہے کہ آجتک دیکھنے مین نہین آئی جسوقت کہ مین اِس مکان کا نقشہ کھینچنے گیا ہون اور اُس قبر کو دیکھا تو مین قبر کے پاس جاکر کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ اونچا کرکے چاہا کہ قبر کے سرے کو چھو لون قبر کے سرے تک میرا ہاتھ نہ پہونچا اِس سے بھی دو تین انگل قبر اونچی تھی۔ اِس مقبرہ پر بھی کوئی کتبہ نہین ہے جس سے یہ بات معلوم ہو کہ یہ عمارت کب بنی اور کس نے بنائی۔ اِسواسطے بجز اِسکے اور کچھ نہین کہا جاسکتا کہ یہ بھی پٹھانون کے وقت کی بنی ہوئی ہے اور جتنی مدت کہ پٹھانون کی سلطنت کو ہوئی اُتنی ہی مدت اِس عمارت کے بنے ہوئے کو بھی ہوئی ہے اِس مقبرہ کے صحن مین ایک چوکھنڈی برجی اور بنی ہوئی ہے اور اسمین بھی کسی کی قبر ہے بہرحال نقشے کے دیکھنے سے اِس عمارت کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور دیکھ عبرت ہوتی ہے کہ کیسے کیسے نام آور آدمی تھے کہ خاک کے تلے پڑے ہین یقین ہے کہ بجز خاک کے کچھ نہ رہا ہوگا

	بستی باوڑی	۱۵

یہ ایک مقبرہ ہے بستی خواجہ سرا کا حضرت نظام الدین باوڑی وہ در آگے اور اِس مقام پر ایک برج قبر کا ہے اور ایک مسجد ہے اور ایک باولی ہے اگلے زمانے مین باولی کو باوڑی کہا کرتے تھے اِس سبب سے بستی باوڑی مشہور ہوگئی یہ باولی بہت نفیس بنی ہوگی اور دالان نیچے اوپر کے بہت خوشنما اور دلربا ہونگے لیکن اب باولی بھی بند ہوگئی ہے اور مکانات بھی ٹوٹ پھوٹ گئے ہین صرف دالانون کا کچھ نشان معلوم ہوتا ہے اِس باولی کے اوپر مغرب کیطرف ایک مسجد ہے اور یہ باولی گویا اُس مسجد کا حوض ہے اُس مسجد مین قرآن کی آیتین چونہ کاری سے بنت کے طور پر لکھی ہین۔ مگر اب بسبب شکستہ اور کہنہ ہوجانیکے پڑھی کم جاتی ہین اِس مسجد کے بغل مین بائین طرف ایک برج دروازے کا ہے اور یہ دروازہ تھا آمد و رفت کا اِس دروازے کے سامنے قبر کا گنبد ہے اِس قبر کو عجب طرح سے بنایا ہے پہلے تو بہت اونچا چبوترہ بنا کے اُسمین کمرے کے طور پر در در کرکے گھر بنائے ہین اور ایک طرف سیڑھیان ہین اور اُسپر قبر ہے اور قبر پر برج ہے یہ برج مع ستونون اور لداؤ کے سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور کسی زمانہ مین جالیان بھی لگی ہوئی تھین۔ مگر اب جالیان تو لوگ اُکھاڑ کرلے گئے ہین صرف ستون اور برج باقی رہگیا ہے۔ برج کے بیچ مین تھی کلس کے اُکھاڑنیکے سبب چھید ہوگیا ہے چبوترہ کے چارون کونے پر چار گنبدیان چوکھنڈی

کی بنی ہوئی ہین تین برجیان تو اُس مین کی باقی ہین اور ایک برجی جنوبی ضلع کے غربی کونے کی ٹوٹ گئی ہے یہ مکان کسی زمانہ مین بہت نفیس ہوگا اب بھی معقول سیرگاہ ہے اِن مکانون پر کوئی کتبہ نہین ہے جس سے تاریخ معلوم ہوسکے - اِس سبب سے بجز اِسکے اور کچھ نہین کہا جاسکتا کہ یہ عمارت بھی پٹھانون کے وقت کی بنی ہوئی ہے اور جسقدر مدت کہ پٹھانون کی بادشاہت کو ہوئی اتنی ہی مدت اِس عمارت کے بنے ہوے کو بھی ہوئی ہے اِس مقام کا نقشہ اسطور پر کھینچا گیا ہے کہ اُسمین باولی اور مسجد اور دروازہ اور مقبرہ سب کا سب آگیا ہے

خضر کی گنبٹی

یہ عمارت دریا کے کنارے بر موضع اوکھلا کی سرحد مین شاہجہان آباد سے چھ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے ہرچند مین نے تحقیق کیا اور تاریخ کی کتابین اولٹین مگر معلوم نہین ہوا کہ یہ خضر خان کون تھے جنکی یہ گنبٹی مشہور ہے اِس مقام کا نام دور دور ملکون تک مشہور ہے لیکن یہ مکان کچھ نفیس و لطیف نہین ہے بجز اِسکے کہ دریا کے کنارے پر ہے اور کچھ لطافت نہین رکھتا صرف ایک گنبد تھا کہ وہ بھی اب گر پڑا ہے صرف کھنڈر باقی رہگیا ہے اور ایک برجی چار دیواری مین کی باقی ہے بعضے کہتے ہین کہ اگلے زمانے مین یہان مندر تھا مسلمانون کے عہد مین مندر توڑ ڈالا ہے اور یہ گنبٹی بنائی ہے مگر کوئی بات صحت کو نہین پہونچی بہرحال نقشے کے دیکھنے سے اِسکی کیفیت ظاہر ہوتی ہے اور سوا اِسکے مین اور کچھ حال اِس عمارت کا نہین لکھ سکتا

درگاہ سید محمود بحار

یہ درگاہ شاہجہان آباد سے چار کوس بارہ پلہ کے پاس موضع کیلوکھڑی کے سوانہ مین واقع ہے - اگرچہ یہ مکان کچھ عمدہ بنا ہوا نہین ہے مگر اِس مکان کو مکین سے شرف ہے اور شرف المکان بالمکین اِسی جگہ صادق ہے حضرت سید محمود بحار بڑے ولی اللہ ہون مین سے اور سید ناصر الدین سونپتی کی اولاد سے ہین - آپ علاوہ درویشی کے بہت بڑے عالم تھے - اور اِسی واسطے بحار آپ کو کہا کرتے تھے اور آپکا لقب محی العظام ہے اور آپکو راجہ ہاڑ گوڑ بھی کہتے ہین اور وجہ اِسکی یہ ہے کہ ایک بڑھیا بیوہ عورت کا بیٹا سفر کو گیا تھا اور وہ اُس سے بہت محبت رکھتی تھی اور ہمیشہ آپکی خدمت مین حاضر ہوتی اور اپنے لڑکے کے ملنے کی دعا منگواتی - اللہ تعالی نے از روے مکاشفہ کے آپ پر ظاہر کیا کہ اُسکا بیٹا فلانی جگہ مرگیا ہے اور بجز ہڈیون کے اور کچھ باقی نہین رہا آپ نے بعجز و انکسار اللہ تعالے

نقشهٔ گنبذ خضر لب دریا

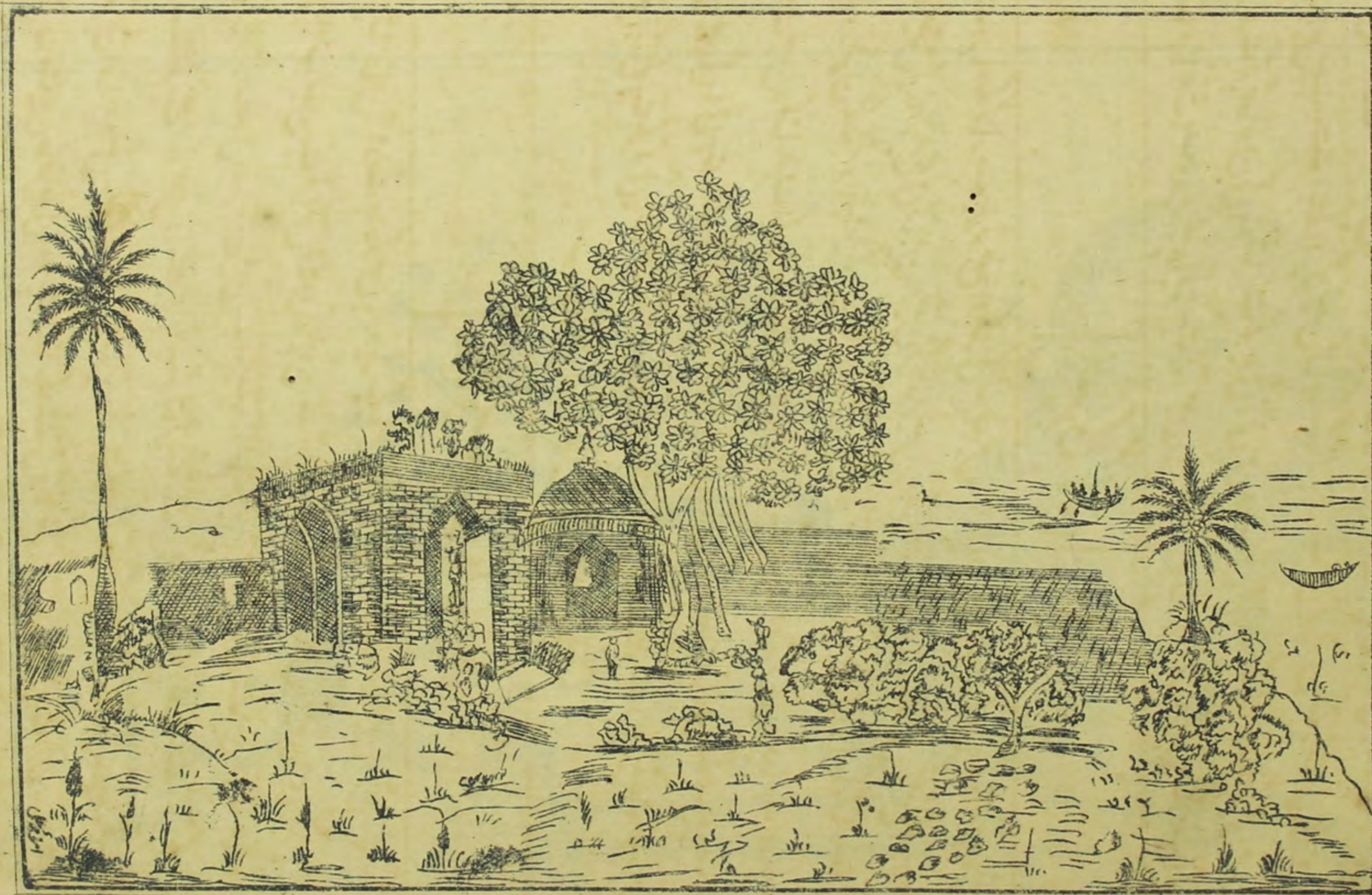

نقشہ نمبر ۱۲ - متعلقہ صفحہ - ۲۶ - باب دل

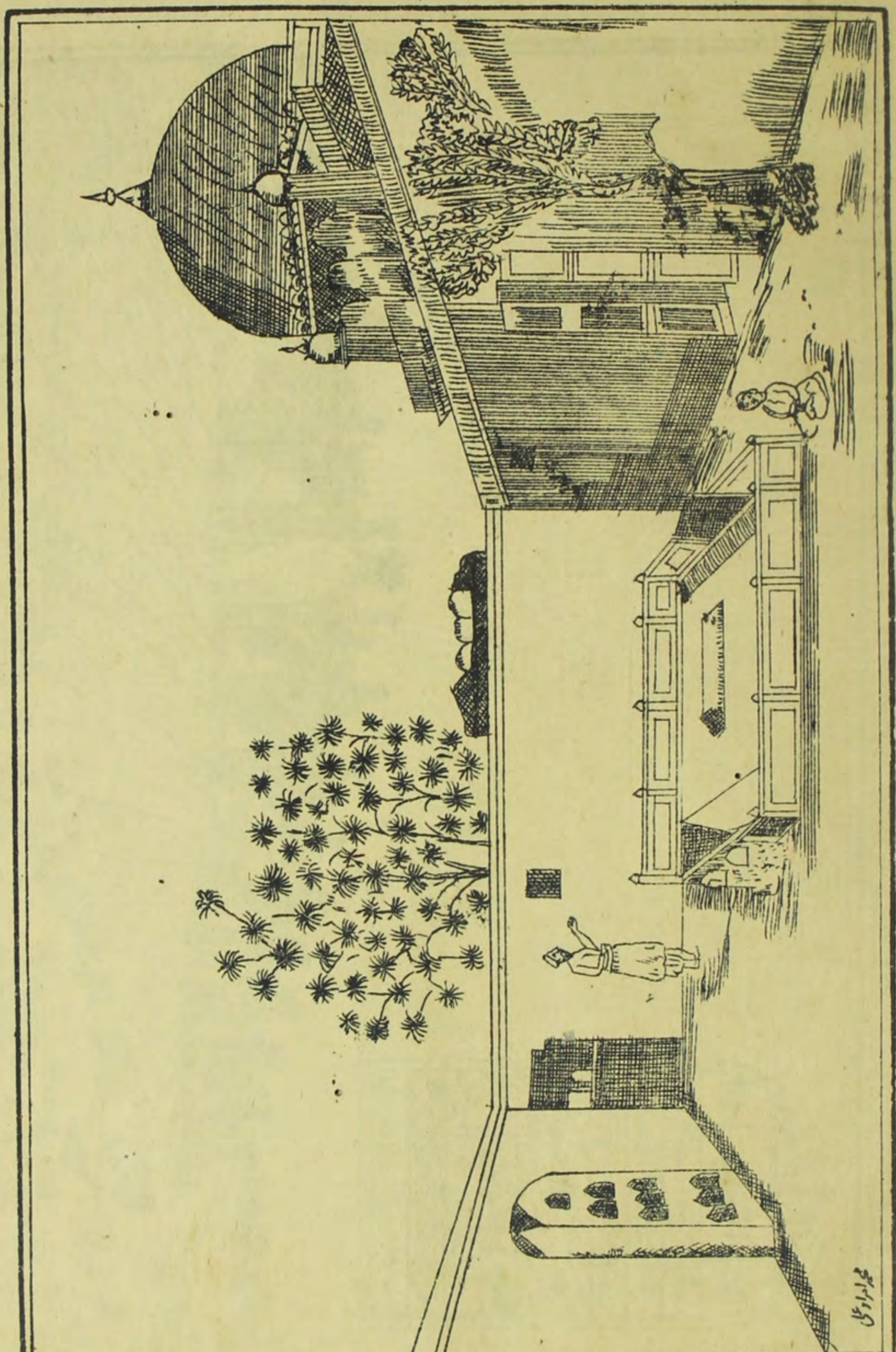

نقشہ درگاہ حضرت سید محمود بہار

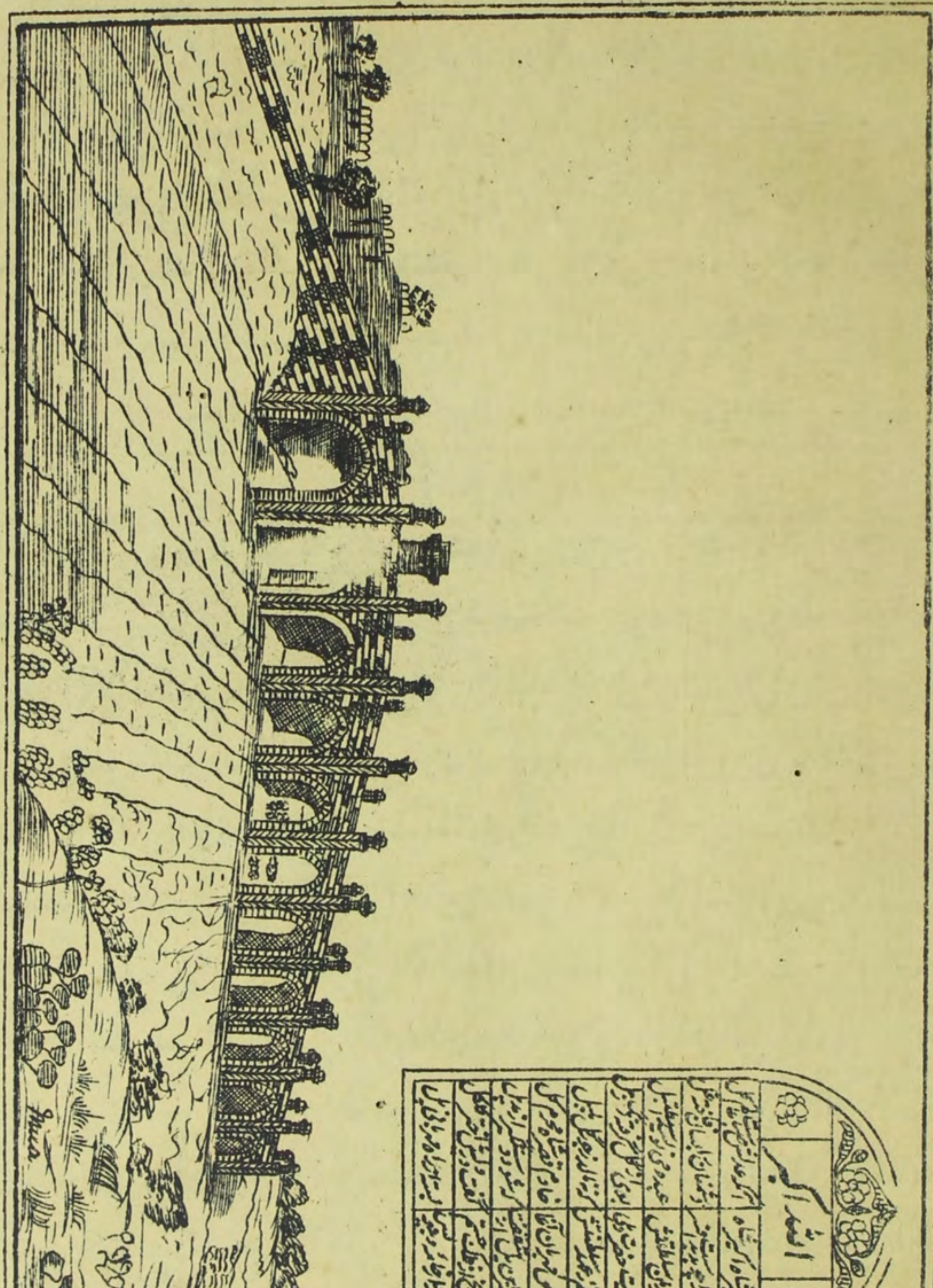

نقشهٔ بارهٔ پل

کی جناب مین دعا کی اور جناب باری نے اپنی قدرت کاملہ سے آپ کی دعا قبول کی اور اُس مردہ کو زندہ کیا اور اُسکی ماں سے ملایا - اور جلوہ - اولیا راستی کا بنیار بنی اسرائیل - کا دکھایا شعر فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگران ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد ۔ جیسے آپکا لقب محی العظام اور راجہ ہار گوڑ یعنے بادشاہ استخوانہا ہو گیا - آپ کے کمالات ظاہری اور باطنی غایت شہرت سے حاجت بیان کی نہین رکھتے - غرضکہ ستائیسوین صفر ۶۳۳ ہجری مین آپکا انتقال ہوا - اور اُس مقام پر امانت الٰہی کو سونپا - معتقدین خاص نے ایک کچی چار دیواری مزار مبارک کے گرد بنا دی ہے اگرچہ مکان عمدہ نہین مگر فیض سے مملو ہے سچ ہے شعر ز عشق ناتمام یا جمال یار مستغنی ست باب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روی زیبا را ۔ اِس حساب سے آپکے مزار کو بنے ہوئے تین سو چوراسی برس کے قریب عرصہ گذرا اور آپ کے مزار مبارک کا نقشہ یہ ہے

بارہ پلہ

یہ پل بہت تحفہ اور نفیس بنا ہوا ہے - اور شاہجہان آباد سے چار میل پر جنوب کی طرف فرید آباد کے رستہ پر سرا کے پاس واقع ہے - اگرچہ یہ پل بارہ پلہ کر کے مشہور ہے لیکن اِسکے گیارہ در ہین چونہ اور سنگ خارا سے بنا ہوا ہے اور سرکار انگریزی کی عملداری مین اِسکی مرمت بھی ہوئی ہے اِس پل کو مہربان آغا نے نورالدین جہانگیر بادشاہ کے عہد مین ۱۰۲۱ہجری مین بنایا ہے کہ اُسکو دو سو اکتالیس برس کے قریب عرصہ گذرا یہ مہربان آغا وہ ہین جنکو آغایان بھی کہا کرتے ہین اور نورالدین جہانگیر بادشاہ کے عہد مین آغاے آغایان اُنکا لقب تھا تیمور کے خاندان سے اُنکو موروثی بندگی تھی - اور جس زمانہ مین کہ جہانگیر کی شادی ہوئی ہے اکبر بادشاہ نے انکو شاہزادہ خانم اپنی بیٹی یعنے جہانگیر کی بہن سے لیکر جہانگیر کے محل کی خدمت دی تھی اور اِس سبب سے جہانگیر بھی اِنکی نہایت تعظیم و توقیر کیا کرتا تھا اور یہ بھی ہر دم اور ہر لحظہ جہانگیر کے ساتھ رہا کرتے تھے اور اخلاص کامل جہانگیر کے ساتھ اِنکو حاصل تھا - سنہ ۱۴ جلوس جہانگیر مین بڑھاپے کے سبب اُنھون نے خانہ نشینی اختیار کی اور دلی مین رہنا قبول کیا - جہانگیر نے بہت خوشی اور خاطرداری سے اُنکی درخواست قبول کی اور سید بہوہ دلی کے حاکم کو بہت تاکید کی کہ ہر دم اور ہر لحظہ اِنکی خاطرداری کیا کرے کہ کسی طرح اُنکو رنج نہ پہونچے خانہ نشین ہونیکے بعد اُنھون نے پل بنایا ہے - اور اِس پل پر سنگ سرخ کی تختی لگا کر اور پل کے بننے کی تاریخ کندہ کی ہے - اگرچہ وہ شعر لطافت اور نزاکت سے خالی اور نہایت بے آب ہین لیکن اِنکے مضمون سے انکی عقیدت اور اخلاص کا حال جہانگیر کے ساتھ پایا جاتا ہے نقشہ کے دیکھنے سے پل کی کیفیت بخوبی معلوم ہوتی ہے جو شعار کہ اُسپر کندہ ہین بعینہ

اُسی خط سے نقشہ مین لکھے ہوے ہین فانظر الیہ

مقبرہ خانخانان

یہ مقبرہ بھی بارہ پلہ کے متصل حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ کے پاس واقع ہے - اور یہ مقبرہ عبدالرحیم خان خانخانان بیرم خان خانخانان کے بیٹے کا ہے اِس مقبرہ کو عبدالرحیم خان خانخانان نے اپنی بیوی کے لیے بنایا تھا - مگر اُسکو اِس مقبرہ مین رکھنا نصیب نہوا - اور سنہ ۲۱ جلوس جہانگیری مین مطابق سنہ ۱۰۳۶ ہجری کے عبدالرحیم خان خانخانان کو بہتر برس کی عمر مین سفر آخرت درپیش آیا اور اِس مقبرہ مین مدفون ہوا - یہ مقبرہ بھی کسی زمانہ مین بہت نفیس و لطیف بنا ہوا تھا - اِسکا برج تمام سنگ مرمر کا تھا اور جا بجا سنگ سرخ مین سنگ مرمر کی دھاریان لگی ہوئی تھین اور گل بوٹے بنے ہوے تھے - مگر افسوس ہے کہ یہ مقبرہ بالکل اُجاڑ ہو گیا ہے اِس مقبرہ کا تمام سنگ مرمر اُکھاڑ کر بیچ ڈالا اور ایسے نفیس مقبرہ کو بالکل ڈھا ڈالا کہتے ہین کہ آصف الدولہ کے وقت مین اسکا تمام پتھر اُکھڑ کر لکھنؤ مین گیا ہے اور یہ مقبرہ بالکل لنڈہ رہ گیا ہے اِس مقبرہ کی قبر کا تعویذ بھی اُکھاڑ کر لیگئے ہین - اور اب اِسمین گاے بھینس بندھتی ہین اور گوبر کی بدبو سے اندر جانا مشکل ہوتا ہے - دیکھو کیا عظمت و شان تھی خانخانان کی اور اب کیا حال ہے - اِس دنیاے بوقلمون پر تکیہ کرنا محض نادانی ہے - یہ خانخانان قوم کے ترکمان ہین اِنکے دادا سیف الدین علی کو شاہ اسمعیل نے ماوراء النہر کی لڑائی مین بابر بادشاہ کی کمک کو مقرر کیا تھا - اور بیرم خان خانخانان اِنکے باپ کو ہمایون کے عہد مین بڑا عروج تھا اور تمام مہمات سلطنت اُنسے متعلق تھے اور یہ عبدالرحیم خان خانخانان اکبر کے عہد مین بھی بہت معزز تھے - اور جہانگیر کے عہد مین کبھی عزت سے اور کبھی ذلت سے بسر کی آخر کو مر گئے اور نہ وہ عزت رہی اور نہ وہ ذلت رہی - ہزار ہا من مٹی کے نیچے ڈالدیا اور نام و نشان کے لیے یہ مقبرہ تھا کہ وہ بھی نہین رہا - سبحان اللہ جسکے دیوانخانہ مین سیکڑون من گلاب چھڑکا جاتا تھا - اب اُسکے مقبرہ مین ہزارون جانورون کا موت پڑتا ہے - فاعتبروا یا اولی الابصار - تاریخ والے اِنکے علم کی بہت تعریف لکھتے ہین کہ قابلیت اور استعداد مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے - اور علوم عقلی اور نقلی سے بہرہ کافی اور نصیبہ وافی تھا - عربی اور ترکی اور فارسی اور ہندی زبان سے بخوبی واقف تھے - واقعات بابری کا اِنھین نے ترجمہ کیا ہے - کبھی شعر بھی کہتے تھے یہ چند شعر اُنھین کی طبعزاد سے ہین

نقشہ نمبر ۔ ۳۳ ۔ متعلقہ صفحہ ۔ ۸۲ ۔ باب اول

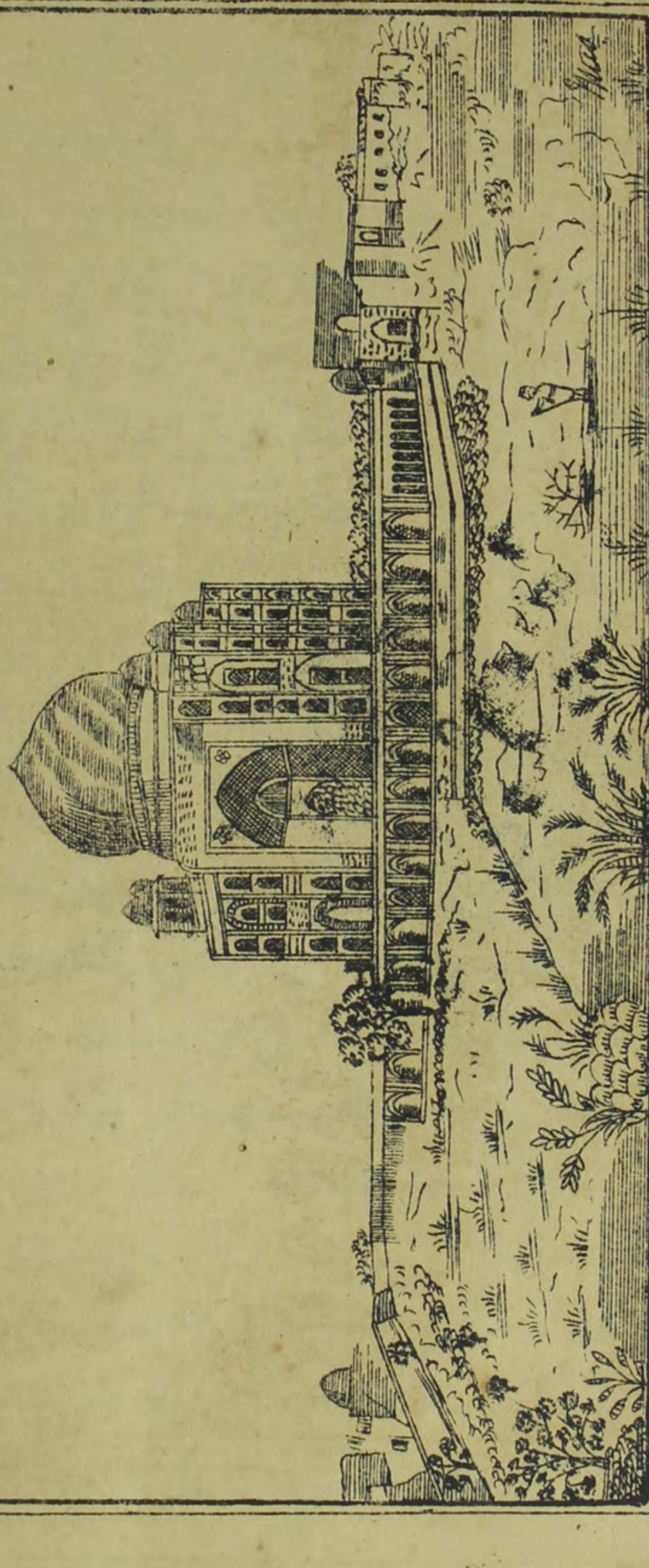

نقشہ مقبرہ خانخانان

نقشۂ - نمبر - ۲۴ - متعلقہ صفحہ - ۲۹ - باب دل

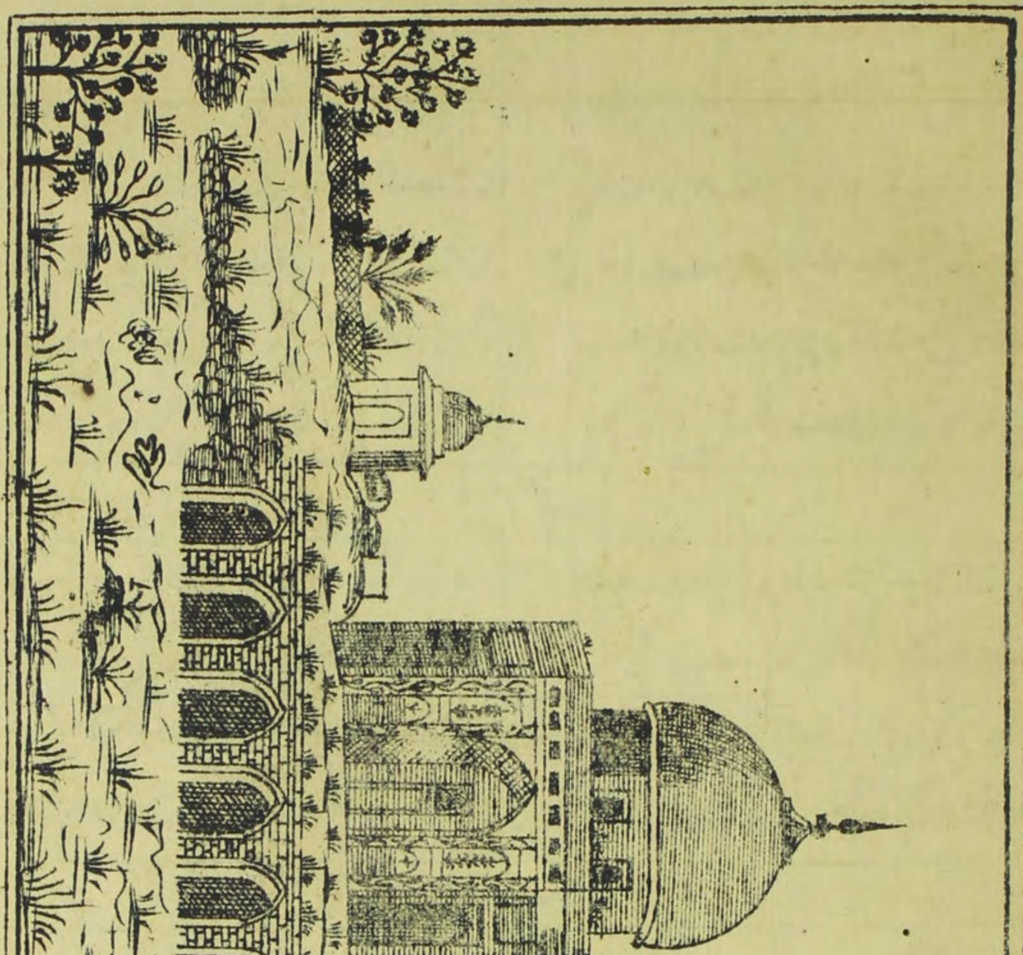

نقشۂ حجرۂ

غزل

شمار شوق ندانستہ ام کہ تا چندست — جز اینقدر کہ دلم سخت آرزومندست
بکیش صدق و صفا حرف عہد بیکارست — نگاہ اہل محبت تمام سوگندست
نہ دام دانم و نہ دانہ اینقدر دانم — کہ پاے تا بسرم ہرچہ ہست در بندست
مرا فروخت محبت و لے نمیدانم — کہ مشتری چہ کس ست و بہای من چندست
اداے حق محبت عنایتی ست ز دوست — وگرنہ خاطر عاشق بہیچ خورسندست
ازان خوشم بسخنہاے دلکش تو رحیم — کہ اندکے بادا ہاے عشق مانندست

رباعی

زنہار رحیم از پئے دل نہ روے — بیہودہ بآرزوے دل در گردے
گفتم سخنے و باز ہم مے گویم — خواہش کارے ہمیشہ کاہش دردے

غرضکہ اس مقبرہ کو بنے ہوئے تخمیناً دو سو برس کے قریب عرصہ گذرا ہے جیساکہ اب ٹوٹا پھوٹا یہ مقبرہ باقی رہگیا ہے نقشہ کے دیکھنے سے ویساہی دکھائی دیتا ہے اور یہ شعر اس مقام پر نہایت موزون ہوتا ہے

شعر

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ — آثار پدیدست صنادید عجم را

نیلہ برج

یہ ایک برج ہے ہمایون کے مقبرہ کے پاس مگر نہین معلوم کہ یہ برج کب بنا اور کسنے بنایا۔ اِس برج پر نیلہ رنگ کی چینی کا کام کیا ہوا ہے۔ اِس سبب سے اِسکو نیلہ برج کہتے ہین اگلے زمانہ مین بہت رواج تھا کہ عمارتون پر چینی کا کام بنایا کرتے تھے اور اُسکو کارکاشانی کہا کرتے تھے۔ اُسی طرح سے اِس برج پر بھی طرح بطرح کی رنگ آمیزی کا کام بنا ہوا ہے۔ اور جہان جہان سے ثابت ہے وہان سے بہت خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ لوگ مشہور کرتے ہین کہ یہ حجام کا برج ہے مگر کچھ تحقیق نہین ہوا کہ یہ برج کبکا ہے اِس برج کی قبر بھی نہین رہی یا از خود اُکھڑ گئی یا تعوید کے لالچ سے لوگون نے اُکھاڑ ڈالی غرضکہ یہ برج بھی بہت مشہور عمارتون مین سے ہے۔ اور کسی زمانہ مین بہت عمدہ عمارتون مین گنا جاتا تھا۔ مین اُسکے بننے کی تاریخ اور اِسکا حال لکھنے سے لاچار ہون۔ اِسواسطے کہ مجھکو کسی تاریخ کی کتاب سے اِسکا حال تحقیق

نہین ہوا- اگرچہ اِس برج کی بہت قطع خوب نہین ہے لیکن کام اسپر بہت تحفہ بنا ہوا تھا اور اسی سبب سے مشہور ہو گیا تھا- اب جیسا یہ برج ٹوٹ پھوٹ کر رہگیا ہے- نقشہ کے دیکھنے سے اُسکا حال معلوم ہوتا ہے

مقبرہ ہمایون (۵)

یہ ایک مقبرہ ہے عجیب غریب نفیس و لطیف شاہجہان آباد سے ڈھائی کوس پر جنوب کیطرف معزالدین کیقباد کی کیلوکھری کے راہ مین اور اسمین ہمایون بادشاہ کی قبر ہے اور اور بھی بہت سی قبرین اِس مقبرہ مین ہین- اِس مقبرہ کی عمارت ایسی خوب ہے کہ روے زمین پر اپنا نظیر نہین رکھتی- سنگ مرمر اور سنگ سرخ سے ملاکر اِسکی عمارت بنائی ہے- سنگ مرمر تو وہ لطیف کہ موتی شاہوار اُسکے آگے دریاے خجالت مین ڈوب جاتا ہے- اور سنگ سرخ وہ نادر کہ گلاب پنکھڑیون پر شرف لیجاتا ہے- برج اِسکا تمام سنگ مرمر کا گویا قدرت الٰہی کے دریا کا ایک موتی ہے- قطع اِس برج کی ایسی خوب ہے- کہ آسمان اِس عظمت و شان سے اِسکے آگے پانی کا ببلہ معلوم ہوتا ہے ایسا خوش قطع برج روے زمین پر نہین ہے- چوڑان چکلان اونچائی اِس مقبرہ کی نہایت مناسب ہے- ایسی مناسبت کسی عمارت مین نہین پائی جاتی جیسی کہ اِسمین ہے باوصف اِس عظمت کے ایسا نازک معلوم ہوتا ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین ہو سکتا- صحن اُسکا دلکشا اور مکانات اُسکے دلربا- وضع نہایت خوب اور قطع بلغایت مرغوب سرخ سرخ پتھرین سفید سفید دھاریان عجب عالم دکھاتی ہین- گل بوٹے رنگ برنگ کے پتھر کے پھول پنکھڑیان نئی نئی طرح کی اور ہی تماشے سے نظر آتی ہین- کسی زمانہ مین یہ باغ بہت آراستہ تھا چارونطرف نہرین جاری تھین جابجا حوض بنے تھے پانی لہراتا تھا فوارے چھوٹتے تھے- سرو کے درخت لگے ہوے تھے طرح بطرح کے پھول کھل رہے تھے- بلبلین چہچہاتی تھین اور اِسکی خوبیان جنت کو یاد دلاتی تھین- کسی شاعر نے اِس مقبرہ کی تعریف مین یہ شعر کہا تھا حقیقت مین یہ مقبرہ ایسا ہی تھا کہ جو کچھ اُسکی تعریف مین کہو سو کم ہے- **شعر**

ہر کہ میخواہد کہ بیند شکل فردوس برین	گو بیا این قصر واین باغ ہمایون را ببین

اگرچہ عمارت اِس مقبرہ کی بدستور قائم ہے کہین کہین سے جالیان ٹوٹ گئی ہین لیکن باغ بالکل ویران ہو گیا ہے- اور وہ سرو کے درخت جو قدیار پر طعنہ مارتے تھے اور وہ گل جو لب زندگی بخش مہ جبینون پر تشنہ دیتے تھے نام کو بھی نہ رہے- نہرین ٹوٹ گئین حوض بند ہو گئے آبشارون کا نام نہ رہا- مگر اب بھی کچھ کچھ نشان باقی ہے اور شمال کیطرف چادر گرنیکا مکان اور حوض اور نہرون کے فوارون کا خزانہ بنا ہوا ہے-

نقشہ نمبر-۲۶-متعلقہ صفحہ-۱۳۱-باب اول

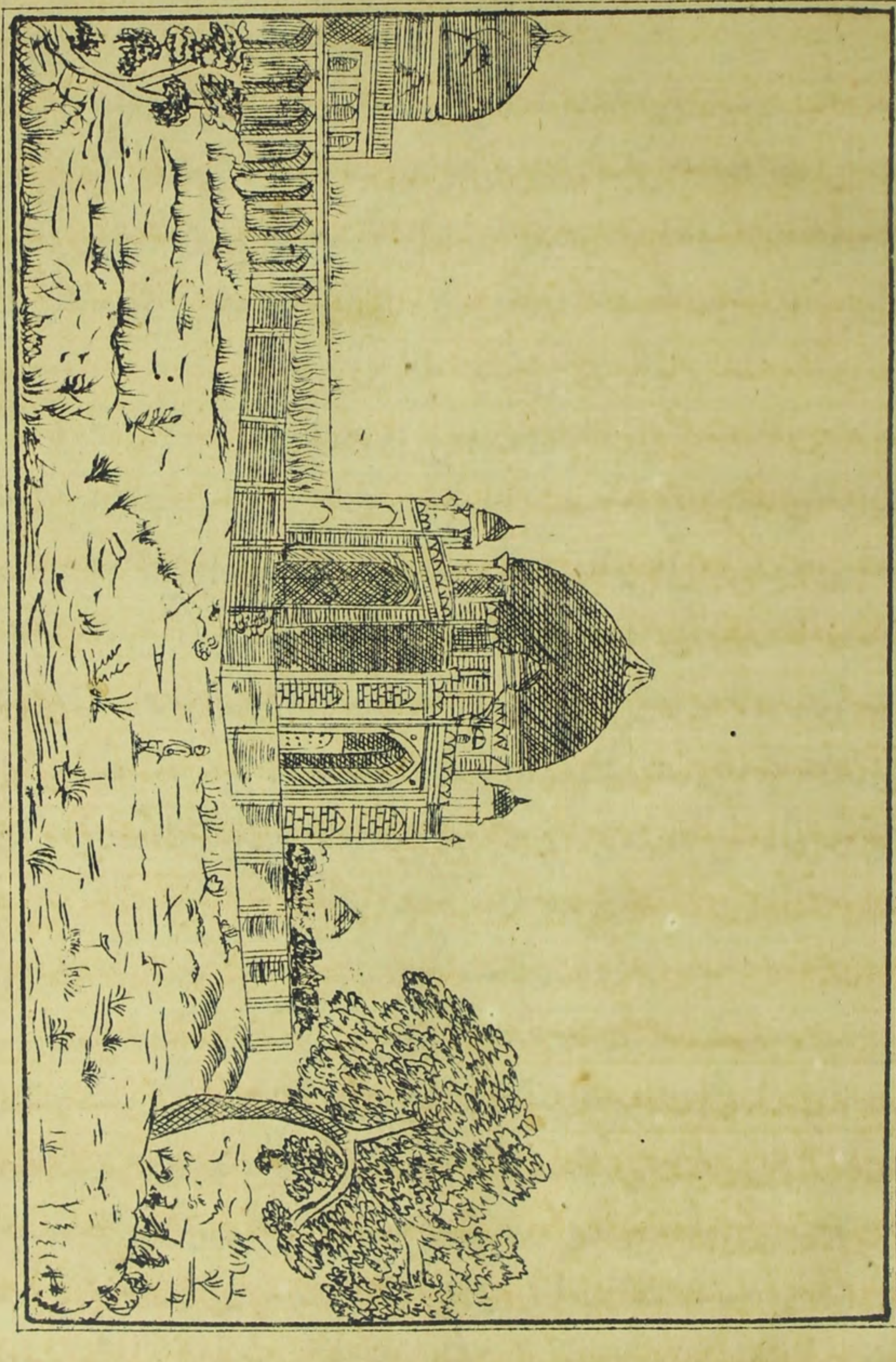

نقشہ مقبرہ اندرون احاطہ

اگر اب بھی اِس مقبرہ کی مرمت کیجاوے اور باغ لگایا جاوے تو عجیب سیر گاہ اور نہایت فرحت بخش مکان ہے اس مقبرہ کی تیاری ۹۷۳ ہجری مین نواب حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی کی سعی اور ہمت سے شروع ہوئی اور سولہ برس کے عرصہ مین پندرہ لاکھ روپیہ لگا کر اِس بہشت کے ٹکڑے کو بنایا تھا اور فردوس برین کو زمین پر اُتارا تھا۔ مدت تک یہ دستور رہا کہ بادشاہی خاندان مین سے جو کوئی مرتا تھا اِس مقبرہ مین دفن ہوتا تھا لیکن اب موقوف ہوگیا ہے جتنے در اِس مقبرہ کی کرسی مین ہین اُن سب مین بادشاہی خاندان کی قبرین موجود ہین اور حمیدہ بانو بیگم ملقب بہ مریم مکانی جلال الدین اکبر شاہ کی ما۔ یعنے حاجی بیگم زوجہ محمد ہمایون بادشاہ بانیہ اِس مقبرہ کی اور عالمگیر ثانی اور فرخ سیر اور دارا شکوہ وغیرہ اِسی مقبرہ مین مدفون ہین۔ بہرحال نقشے کے دیکھنے سے اِسکی کیفیت معلوم ہوتی ہے

برج اندرون احاطہ

یہ ایک چھوٹا سا مقبرہ ہے ہمایون کے مقبرہ کے احاطہ کے اندر سنگ سرخ سے بنا ہوا ہے اور کہین کہین سنگ مرمر بھی لگا ہے۔ اور اِسمین دو قبرین ہین سنگ مرمر کے تعویذون کی۔ ہرچند تحقیقات کی گئی اور تاریخ کی کتابون کو اُلٹا پلٹا لیکن کچھ حقیقت اُسکی نہین معلوم ہوئی۔ جو لوگ کہ اِس مقبرہ کو شاہ کامران ہمایون کے بھائی کا مقبرہ بتاتے ہین۔ یہ تو نہایت غلطی فاحش ہے۔ اور جو کوئی نظام سقہ کا مقبرہ بتاتے ہین یہ بھی پایۂ اعتبار سے ساقط ہے بہرحال ایک چھوٹی سی عمارت دیکھنے کے قابل ہے۔ گو نہ معلوم ہو کہ کب بنی اور کسنے بنائی۔ اِس عمارت پر کوئی کتبہ بھی نہین ہے جس سے بننے کی تاریخ معلوم ہو اِس عمارت کی خوبی اور لطافت اور قطع نقشہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے دہونڈا

دروازہ ہاے مقبرہ ہمایون

اِس نفیس و لطیف مقبرہ کے دو دروازے بہت عالیشان ہین اور نہایت خوشنما۔ ایک دروازہ تو جنوب کیطرف ہے۔ اور ایک دروازہ مغرب کیطرف۔ اِسطرف کے دروازے مین بہت اچھے اچھے مختصر مکان بنے ہوے ہین کہ لطافت اور دلکشائی مین اپنا نظیر نہین رکھتے۔ دروازہ مین ہر مکان کے جانیکا جدا جدا رستہ ہے اور خوبصورت خوبصورت سیڑھیان بنی ہوئی ہین۔ جنوبی دروازے مین اگرچہ مکانات نہین ہین لیکن دروازہ کے گرد درون کے بننے اور چبوترہ کے ہونے سے عجب نمودار شان نکل آئی ہے۔ یہ دروازے بھی گویا بہشت کے دروازے ہین۔ اور سنگ سرخ اور سنگ رخام سے بنے ہوے ہین لیکن سنگ رخام ایسا

خوشرنگ دو دیا لگایا ہے کہ دور سے بعینہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ سنگ سرخ مین سنگ مرمر لگا ہوا ہے فصیل اِس مقبرہ کی چونہ اور پتھر سے بنی ہوئی ہے - اور فصیل کی دیوار پر پانی بہنے کا بربہ بنا ہوا ہے - اِن دروازون کی لطافت اور نزاکت اور شان نقشہ کے دیکھنے سے پائی جاتی ہے نقشہ دیکھو اور قدرت الٰہی کا تماشا کرو

عرب سرا

اِس مقبرہ کے پاس عرب سرا واقع ہے - یہ عرب سرا حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بی بی کی بنائی ہوئی ہے - اِس بیگم نے بہت عالی ہمتی اور نیک نیتی سے اعراب کو حرمین شریفین سے لاکر یہان آباد کیا تھا - کہتے ہین کہ یہ بیگم تین سے عرب کو لائی تھی منجملہ اُنکے سو عرب سادات عالیات سے تھے - اور سو مشائخ کبار سے - اور سو آدمی عوام الناس مین سے خدمت گزار اُن لوگون کے تھے - اگرچہ اِس زمانہ مین وہ لوگ بسبب تنگی معاش کے تتر بتر ہوگئے ہین اُسپر بھی پندرہ بیس گھر باقی ہین - سادات سے تو سید محسن سرگروہ اور گویا رئیس عرب سرا ہین عمر اُنکی قریب ساٹھ برس کے ہے - اور بہت معقول آدمی ہین - اور مشائخ مین سے زین الدین رئیس اور نہایت معقول تھے اُنکا تو انتقال ہوگیا - لیکن اُنکے بھائی شیخ عبد الرحیم زندہ ہین این ہم غنیمت ست یہ عرب سرا سنہ جلوس اکبری مین مطابق سنہ ۹۶۸ ہجری کے بنی ہے - اب ہر قوم کے لوگ اِسمین رہتے ہین - اِس سرا کے تین دروازے ہین دو دروازے تو بہت عمدہ نہین ہین لیکن شمالی دروازہ کسی زمانہ مین بہت شان دار ہوگا - اُسکا نقشہ لکھا جاتا ہے وہو ہذا

منڈی

یہ ایک منڈی تھی عرب سرا کے شرقی دروازہ کے پاس اور تمام کھانے پکانے کی چیزین اِسمین بکا کرتی تھین اور اِس منڈی مین ایک بہت نفیس مسجد تھی کہ اب اُسکا نام و نشان نہین رہا - اور اِسی مسجد کا ایک بہت بڑا سیڑھیو ملا کنوان ہے کہ اُسکو بائین کہتے ہین - یہ کنوان ابتک موجود ہے سیڑھیان بھی بنی ہوئی ہین اور بائین مین پانی بھی ہے دروازہ اِسکا جو نام کو باقی رہگیا ہے بہت نفیس ہے چینی کاری کا کام رنگ برنگ کا اُسپر ہو رہا ہے - اِس منڈی کو بھی مہربان آغا نے جہانگیر بادشاہ کے عہد مین بنایا ہے - اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ منڈی اور بارہ پلہ ساتھ کے ساتھ بنے ہون - اِس دروازہ پر سنگ سرخ کے اوپر بسم اللہ اور کلمہ اور کچھ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ نقشے کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے - اور جس خط مین کہ یہ کتبہ دروازے پر ہے اِسی خط سے نقشے مین نقل ہے - نقشے کو دیکھو اور نقش و نگار در و دیوار شکستہ سے عبرت پکڑو

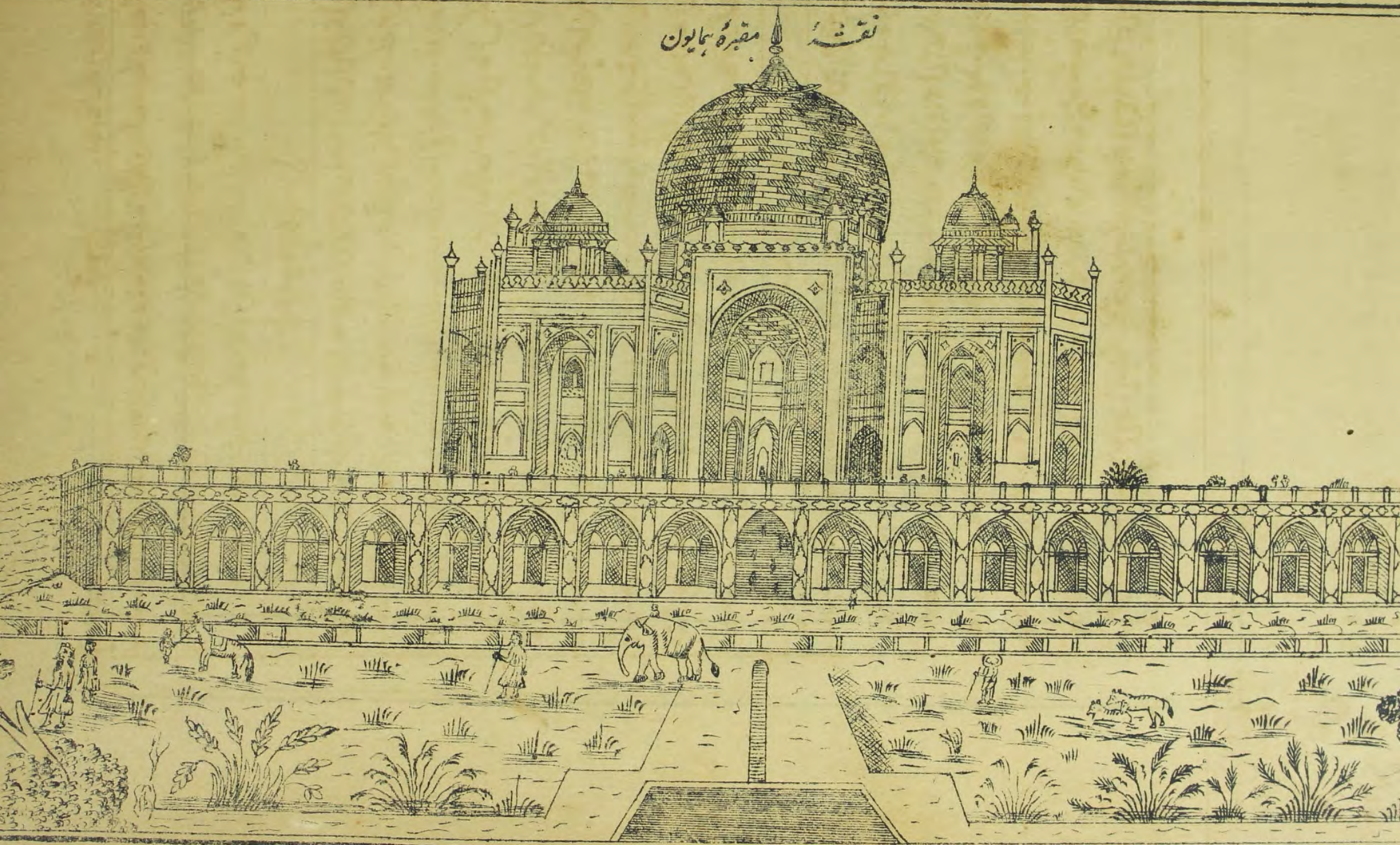
نقشهٔ مقبرهٔ ہمایون

نقشۂ دروازہ عرب سرا

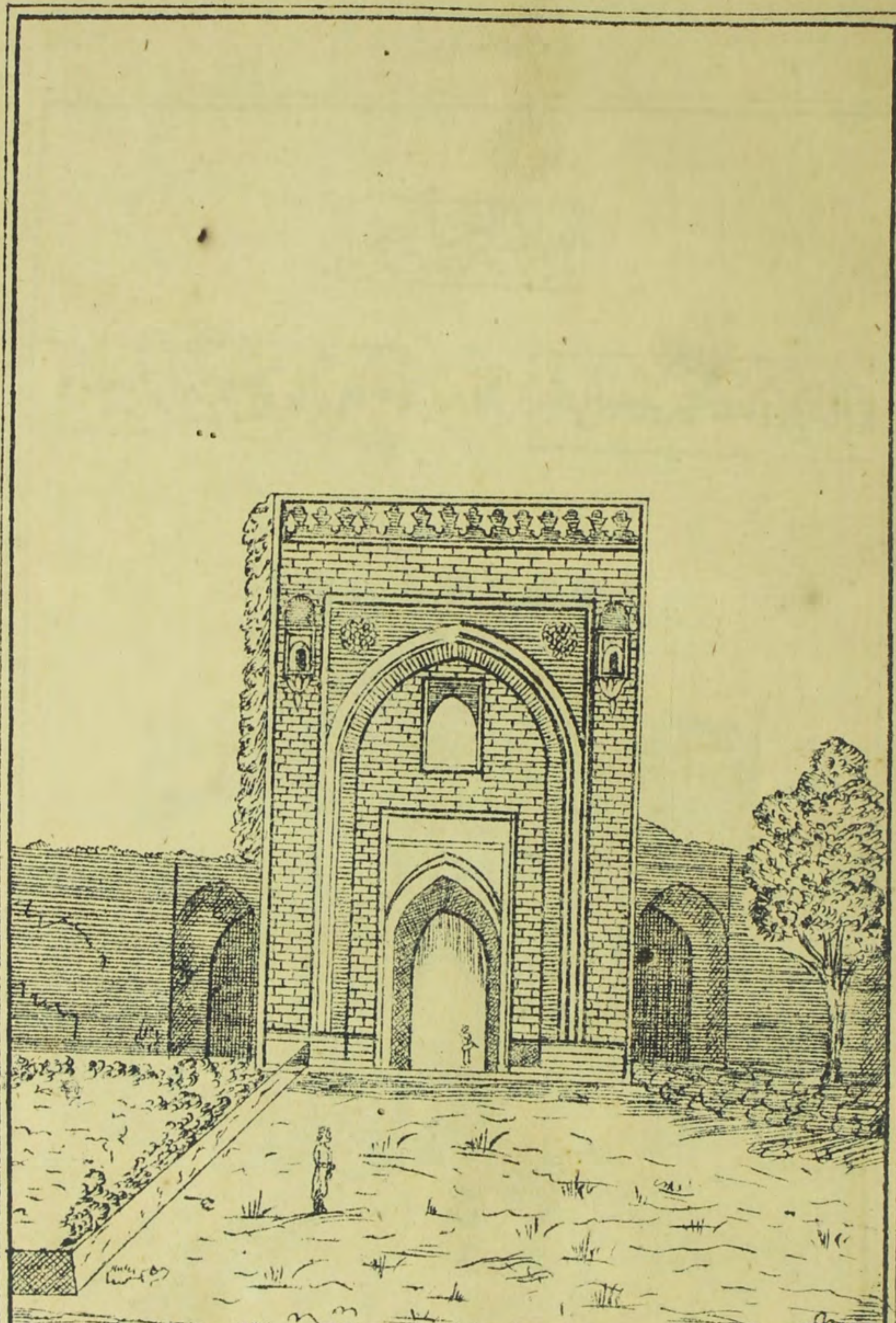

نقشہ ۔ نمبر ۲۹ ۔ متعلقہ صفحہ ۳۲ ۔ باب اول

دروازہ ہنڈی

نقشهٔ نمبر ۳ متعلقهٔ صفحه ۳۳ باب اول

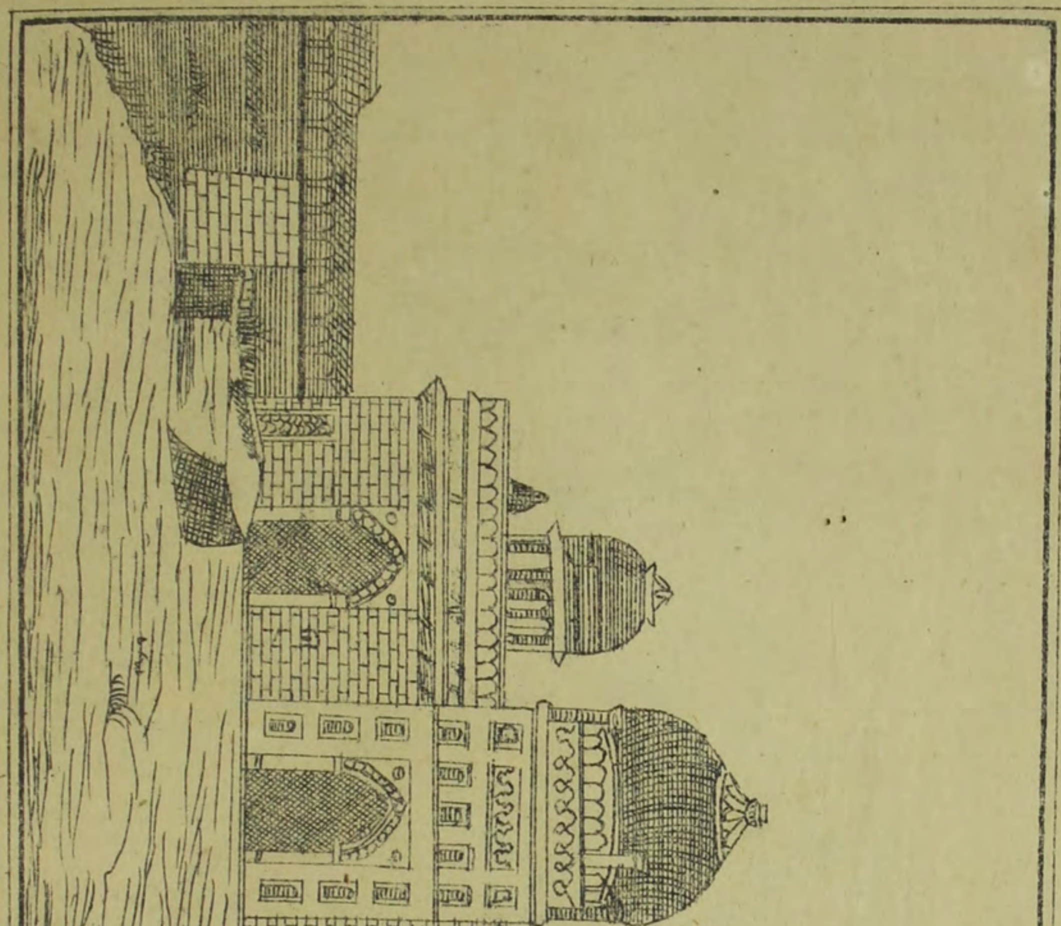

مقبرهٔ مسیح علیخان

نقشہ نمبر ۱۱ متعلقہ صفحہ ۳۳ - باب اول

نقشۂ مقبرۂ عیسے خان

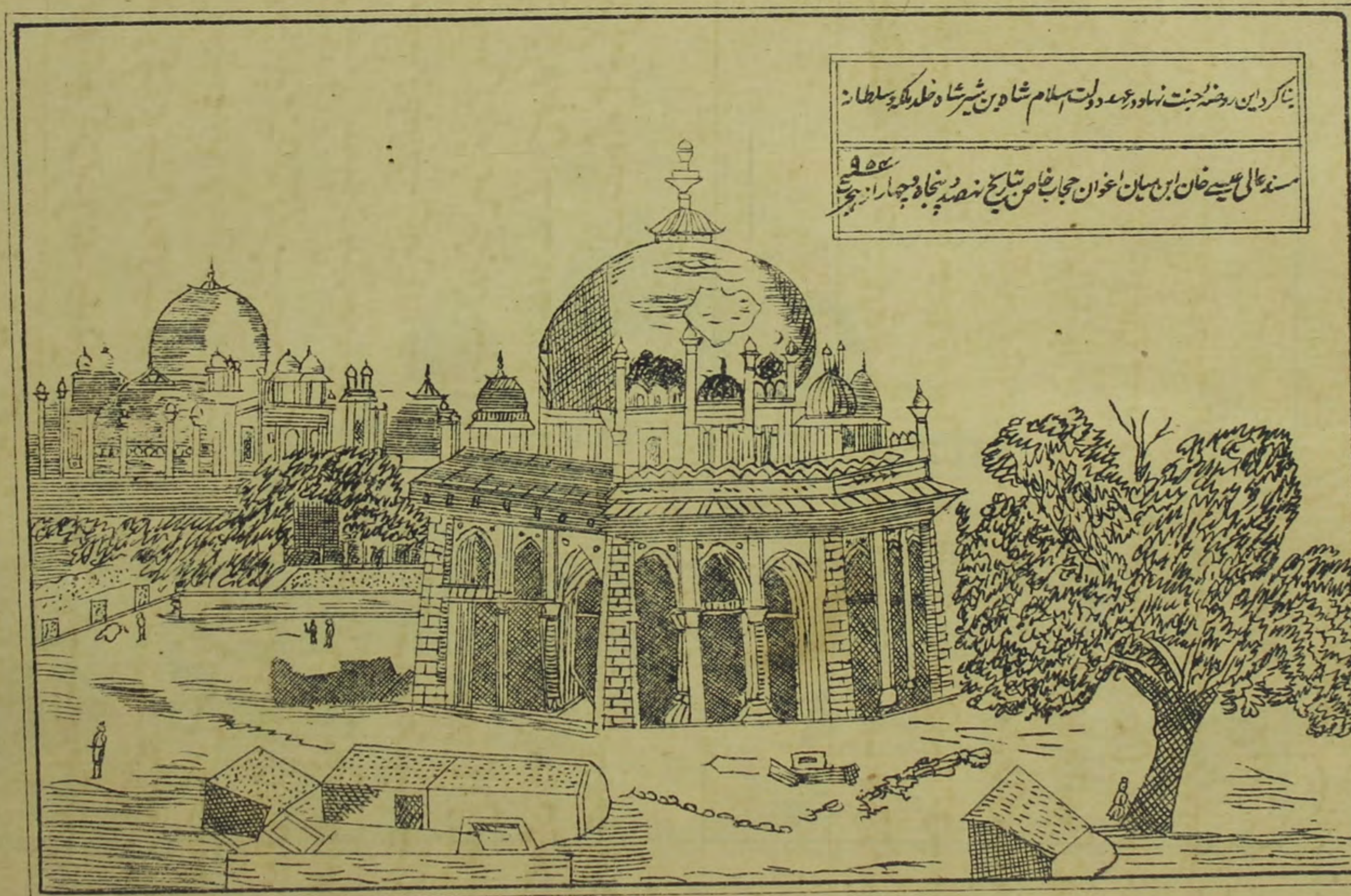

مسجد عیسی خان

غرب سرا کے غربی دروازے کے پاس ایک چاردیواری واقع ہے - اور اُسکو عیسی خان کا کوٹلہ کہتے ہین اِس کوٹلہ مین یہ مسجد ہے - اور یہ مسجد تمام سنگ خارا اور چونہ سے بنی ہوئی ہے مگر اِسکی محراب مین سنگ سرخ لگایا ہے - اِس مسجد کی قطع اُسوقت کی عمارت مین بہت نفیس اور خوبصورت ہے گو اِس زمانہ مین بھدی معلوم ہوتی ہے - اِس مسجد کو عیسی خان حجاب نے ۹۵۴ھ ہجری مین سلیم شاہ کے عہد مین بنایا ہے - اور یہ عیسی خان شیر شاہی امیرون مین سے تھے - اور بعد مرنے شیر شاہ کے سلیم شاہ اِنھین کی سعی اور تدبیر سے بادشاہ ہوا اور اِنھین کی دلاوری اور مستقیمی سے عادل خان سے اپنے بڑے بھائی پر جو ولیعہد تھا فتح پائی - غرضکہ یہ مسجد اُنھین کی تعمیر کی ہوئی ہے - کہ اُسپر تین سو آٹھ برس کے قریب عرصہ گذرا اِس مسجد مین ایک کنوان بھی ہے مگر نہین معلوم ہوتا کہ اُسکے بنانے والے نے اِس مسجد کا کنوان ایسا بے موقع کیون بنایا ہے کہ سارا چبوترہ مسجد کا خراب ہوگیا - بہرحال نقشہ کے دیکھنے سے جو اُس مسجد کی ہیئت اب باقی رہ گئی ہے بخوبی معلوم ہوتی ہے

مقبرہ عیسی خان

اِس کوٹلہ مین مسجد کے سامنے عیسی خان حجاب کا مقبرہ ہے - اگرچہ عمارت چھوٹی سی ہے لیکن بہت خوشنما اِس عمارت مین ایک برج ہے اور گرد اُسکے غلام گردش کے طور پر عمارت بنائی ہے - یہ عمارت تمام سنگ خارا اور چونے سے بنی ہوئی ہے - لیکن اوپر کی برجیون کے ستون سنگ سرخ کے ہین - اِس مقبرہ مین بہت سی قبرین ہین اور عیسی خان حجاب کی بھی اِسی مین قبر ہے - برج کے اندر مغرب کی طرف ایک بڑے پتھر پر کتبہ لگا ہوا ہے اور اُسپر آیات قرآنی کندہ ہین اور اُنکے نیچے بنانے والے کا نام اور بننے کے سنہ کندہ ہین کتبہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت خود عیسی خان حجاب نے سلیم شاہ کے عہد مین ۹۵۴ھ ہجری مین بنائی ہے کہ اُسکو تین سو آٹھ برس کا عرصہ ہوا اب اِس مقبرہ مین کمین لوگ آباد ہین اور اُنکے چولھے چکی کے سبب یہ مقبرہ بہت خراب ہوچلا ہے افسوس کہ کوئی خبر بھی لیتا نہین اب یہ مقبرہ صحیح و سالم موجود ہے بہرحال نقشہ کے دیکھنے سے اِس عمارت کی وضع اور قطع اور خوبصورتی بخوبی معلوم ہوتی ہے - اور وہ کتبہ

جسمین بنانے والے کا نام اور بننے کے سنہ لکھے ہین بعینہ اُسی خط سے نقشہ مین مندرج ہے اِس مقبرہ کا نقشہ اسطرح سے کھینچا گیا ہے کہ اِسمین ہمایون کا مقبرہ بھی دکھائی دیتا ہے

درگاہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا

شہنشاہ اورنگ عرفان حق
فلک کاسہ سبز درخوان او
بباطن زتکوین واطوار محو
زہی نیک دین و زہی نیکذات

دلش صدر دیوان ایوان حق
قدم رانده زانگونه در راه فقر
بظاہر زتمکین نگہد ار محو

ملک بردہ دریوزہ ازشان او
کہ شد شاہ اورنگ درگاہ فقر
دلش ساکن ملک ذات وصفات

حضرت نظام الدین اولیا بڑے ولی اللہ سے ہین - اِنکے کمالات اور صفات ظاہری اور باطنی سے ہزارون کتابین بھری ہوئی ہین - اِسواسطے آپکی شرح کمالات کی اِس مختصر مین گنجایش نہ دیکھکر مختصر حال آپ کے مزار مبارک کا اور بیان دفن ہونے کا لکھتا ہون - واضح ہو کہ آپ کے والد بزرگوار احمد بن دانیال غزنین سے ہندوستان مین تشریف لائے - اور حضرت شیخ نظام اولیا صفر کے مہینے مین سنہ ۶۳۴ ہجری مین قصبہ بدایون مین پیدا ہوے اور پچیس برس کی عمر مین دلی تشریف لائے - اور یہان علم تحصیل کیا اور شیخ نجیب الدین متوکل سے صحبت رہی - پھر اجودہن کو حضرت شیخ فریدالدین مسعود شکر گنج کی خدمت مین تشریف لے گئے اور جمعرات کو ملازمت ہوئی بیعت حاصل کر کے پھر دلی مین تشریف لائے اور غیاث پور مین سکونت اختیار کی اور لوگون کو آپ کی تعلیم و تلقین سے فیض و برکت ملی جو کہ اِس سراے فانی سے سب کو چلنا ہے اور عالم بقا کو پہونچنا آپ نے ربیع الثانی کی اٹھارھوین تاریخ سنہ ۷۲۵ ہجری مین بُدھ کے دن اِس جہان فانی سے رحلت فرمائی اور موضع غیاث پور کی سرحد مین جہان اب آپ کا مزار ہے آپ کو دفن کیا شہنشاہ دین - آپکی رحلت کی تاریخ ہے چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد اِس تاریخ کو مسجد کی دیوار پر جسکا ذکر آگے آویگا کندہ کر دیا ہے اور وہ تاریخ یہ ہے

نظام دو گیتی شہ ما وطین ✤ سراج دو عالم شدہ بالیقین ✤ چو تاریخ فوتش بجستم زغیب ✤ ندا داد ہاتف شہنشاہ دین ۷۲۵

گنبد درگاہ

آپ کے مزار مبارک کے گنبد کا عجب حال ہے کہ جب سے آپکو دفن کیا ہے روز بروز عمارت کو ترقی ہوتی گئی اور دن

نقشہ نمبر ۳۲ متعلقہ صفحہ ۴۳ باب اول

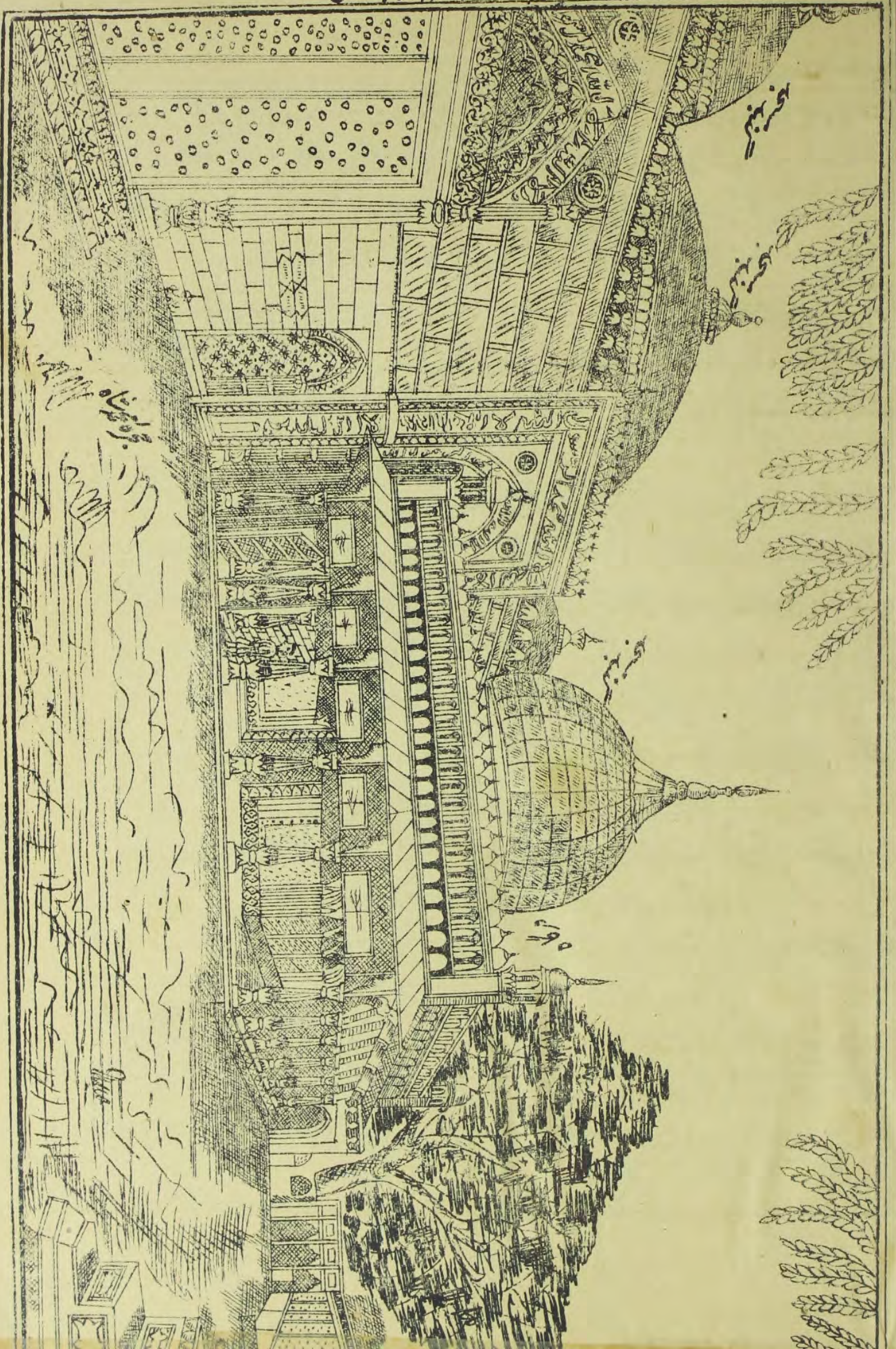

بدن اچھی سے اچھی بنتی گئی - پہلے تو آپ کے انتقال کے بعد خلجی بادشاہون کے وقت مین ایک مجرسا تھا کہ اُسکا تو اب نام و نشان نہین رہا - بعد اُسکے سنہ ۹۷۰ ہجری مین سید فریدون خان نے اکبر بادشاہ کے عہد مین آپکے مزار کے گرد ستون لگاکر بارہ در بنائے اور اُسپر گنبد بنایا اور سنگ مرمر کی جالیان لگائین اور گنبد کے اندر آپ کے سرہانے ایک لوح سنگین پر کلمۂ طیبہ لکھکر یہ اشعار کندہ کردیے ہین ٭ شکر کہ در روضۂ حضرت غوث الانام ٭

از پی تعمیر شد خان فلک احتشام	مہر نسب را شرف اوج شرف را شہاب	سید عالی نسب میر فلک احترام
بانی او ہاشمی ساعی او ہاشمی	آنکہ بدوران شان ہست سخن را نظام	از پی تاریخ آن چون متفکر شدم
کلک خرد زد رقم قبلہ گہ خاص و عام	روی بدرگاہ او آر فریدون بصدق	شاید از الطاف پیر کار تو گردد نظام

کاتب حسین احمد چشتی

بعد اسکے سنہ ۱۰۱۰ھ مین کہ اس زمانہ مین نورالدین جہانگیر بادشاہ تھا فرید خان المخاطب بہ مرتضی خان نے جنکا فرید آباد بسایا ہوا ہے آپ کے مزار مبارک پر سیپ کے کام کا بہت نفیس و لطیف چھپر کھٹ چڑھایا حقیقت مین ایسا باریک سیپ کا کام کیا ہوا ہے کہ خیال مین نہین آتا کہ اُسکے بنانیوالے نے کیونکر بنایا ہوگا - قدرت الٰہی کا یہ بھی ایک نمونہ ہے اور اسی چھپر کھٹ مین یہ شعر سیپ کی پچی کاری سے کھدے ہوے ہین

	شیخ دہلی نظام راد و فرید	کار دنیا و دین مہیا کرد	
یک فریدش مقام فانی داد	یک فریدش مقام احیا کرد	مرتضی خان فراز مرقد او	قبہ چون سپہر برپا کرد
	ابر فیروزی از جہان برخاست	در یکدانہ در صدف جا کرد	
ہر جہان کعبہ مربع او	چار در از چہار حد وا کرد	عرشہ مرقد مبارک او	برزمین کار عرش اعلی کرد
	عرش در پای چار قائمہ اش	چار تکبیر بے محابا کرد	
ہر کہ رخ از مقام او تابید	پشت بر کعبہ معلے کرد	زانکہ رو در سجود او آورد	رخ چو آئینہ مصفا کرد
	خاک روب مقامش ار باشی	می توان کار صد مسیحا کرد	
سال تاریخ این بنا جستم	قبہ شیخ عقل القا کرد	قدر بانی او رفیع کناد	آنکہ این ہفت سقف خضرا کرد

عزیز الدین عالمگیر ثانی کو آپ کی جناب مین بہت اعتقاد تھا اُسنے چند شعر آپ کی مدح اور اپنے درد دل کے بیان مین کہے اور سنہ ۱۱۶۹ ہجری مین اُن شعرون کو سنگ مرمر پر کندہ کرکے برج کے اندر مغرب کی طرف پائنتی کو لگادیے اور وہ شعر یہ ہین

یا عزیز

جو ہوے خادم نظام الدین کا دسے ای غریب — اُسکے تئین ہوتا ہے تاج خسروی جگ مین نصیب
خادمی کی تھی عزیز الدین مے باصدق ویقین — تاج شاہی ہند کا مجھکو دیا ہے عنقریب
مرض دل افگار میرے کا وہ صحت بخش ہے — بے غذا و بے دعا و بے دوا و بے طبیب
بس پریشان حال ہے اب خلق پر محبوب حق — فضل کر تقصیر وار دن پر تم ہو حق کے حبیب

باہتمام غلام ہوشیار علی خان محلی سنہ ۱۱۶۹ھ

سنہ ۱۰۶۳ ہجری یعنے شاہجہان کے عہد مین خلیل اللہ خان نے آپ کے مزار کے گرد سنگ سرخ کی غلام گردش بنائی اور اسکے ہر ہر ضلع مین پانچ پانچ در رکھے کہ سب ضلعون کے ملکر بیس در ہین اور جنوب کی طرف کے ضلع کے دوسرے اور جو سکھے در پر یہ عبارت کندہ کی ہے۔

کتبہ در دوم

در عہد اعلی حضرت صاحبقران ثانی احقر العباد خلیل اللہ خان ابن میر میران الحسینی نعمت آلہی

کتبہ در چہارم

فی سنہ ۱۰۶۳

کہ حاکم شاہجہان اباد بود این ایوان را بر دور روضہ متبرکہ مرتب نمود۔

مدت تک یہ غلام گردش بنی رہی اور اس سے اس عمارت کی زیب و زینت رہی جب کہ اللہ تعالی کو رونق دوبالا منظور ہوئی جناب مولوی محمد فخر الدین صاحب کے دلمین یہ بات ڈالی کہ اس سنگ سرخ کی غلام گردش کی جگہ سنگ مرمر کی غلام گردش بنائی جاوے۔ اس ارادہ سے مولانا فخر الدین صاحب نے کہ اِنکے کمالات ظاہری و باطنی شہرہ آفاق ہین اور اب اِنکے پوتے غلام نصیر الدین صاحب عرف کالے صاحب سجادہ نشین ہین سنگ مرمر کے ستون خرید کیے اور یہ ارادہ کیا کہ سنگ سرخ کے ستونون کی جگہ یہ ستون سنگ مرمر لگائے جاوین۔ ہنوز یہ ارادہ پورا نہین ہوا تھا کہ اُنکی عمر پوری ہوئی اور یہ کام ادھورا پڑا رہا۔ بعد اُسکے اللہ تعالے نے نواب احمد بخش خان بہادر والی فیروز پور جھرکہ کو توفیق عطا فرمائی اور انھون نے اپنی نیک نیتی اور عالی ہمتی سے اُن سنگ مرمر کے

ستونون کو سنگ سرخ کے ستونون کی جگہ لگا دیا - کہ اُسکو تخمیناً چالیس برس کا عرصہ گذرا مگر محرابین اُسکی بدستور
سنگ سرخ کی ہین - اِس غلام گردش کی چھت سنگ سرخ کی تھی اور اُس مین یہ نقص تھا کہ ہر برس لونی لگ جاتی
اور نقش و نگار اُسکے جھڑ پڑتے - اللہ تعالی نے فیض اللہ خان بنگش کو ہمت دی کہ اُسنے سنگ سرخ کی چھت کے
نیچے تانبے کی چھت جڑوا دی اور اُسپر سنہری اور لاجوردی کام بنوا دیا کہ ابتک بدستور موجود ہے - یہ چھت سنہ ۱۲۳۶ھ
مین بنی ہے کہ اُسکو قریب پچیس برس کے عرصہ گذرا - اِس چھت کے بننے کی تاریخ چھت کے کنارے پر لکھی
ہوئی تھی اُسکے نیچے چونے کا کام تھا اور شور رگ کردہ چونہ گر پڑا ہے اِس سبب سے وہ تاریخ پڑھی نہین جاتی
لیکن جسقدر حرف اُسکے باقی رہگئے ہین ہم لکھ دیتے ہین اور جو حرف کہ نہین پڑھے جاتے اور سمجھ مین نہین آتے
وہان پھول سا سطر بھرنے کو بنا دیتے ہین وہو ہذا

سنہ ۱۲۳۶ھ مطابق ۱۸۲۱

بدرگاه نظام الحق والدین		که محبوب ٭ ٭ ٭		چو این سقف مطلا و منقش		بنائے خان بنگش خوشتر این ست
وصال این سقف براین		که آن خا ٭ ٭ ٭ ٭		٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭		٭ ٭ گفتا تمامی کار چشتی ست

یہ سب آرایش تو اللہ تعالی کی قدرت سے اِس عمارت کی ہو گئی لیکن اِسکا برج چونے کا تھا اور پست خصوصاً غلام
گردش کے بننے سے اور بھی پست ہو گیا تھا اللہ تعالی نے اکبر شاہ ثانی کے دل مین ڈالدیا اور اُنکے حکم سے اُسکا برج
سنگ مرمر کا اور سنہری کلس بہت نفیس و لطیف بن گیا اور اُسکے برج کو بنے ہوے چوبیس برس کے قریب عرصہ گذرا
اب یہ عمارت بہت نفیس و لطیف اور خوشنما و دلربا ہو گئی ہے - کہ اپنا ثانی نہین رکھتی - ربیع الثانی کی سترھوین
تاریخ یہان بہت بڑا میلہ ہوتا ہے - اور ہزارہا آدمی آن کر رات کو رہتے ہین - اور صبح کو بادشاہ بھی تشریف
لاتے ہین اور مشائخون کی مجلس جو اِس زمانہ مین بعضے بدعتیون نے نکالی ہے منعقد ہوتی ہے
اللہ تعالے ہر مسلمان کے دل مین سے بدعت کی باتین نکالے اور مکانات متبرکہ جس کام کے لیے ہین اُس
کام کی ہدایت دے آمین آمین

مسجد درگاه

یہ مسجد آپ کے روبرو بنی ہے - حقیقت اِسکی کتب تواریخ سے یون معلوم ہوتی ہے کہ قرا بیگ ترک سلطان
علاء الدین خلجی کے بڑے مقرب امیرون مین سے تھا اور اُسکو حضرت سلطان المشائخ سے نہایت عقیدت تھی
ایک دفعہ حضرت سلطان المشائخ کو بر وقت سماع ان بیتون کے مضمون سے حال متغیر ہوا

بیش منما جمال جان افروز — ور نمودی بر دسپند بسوز
آن جمال تو چیست ہستی تو — وان سپند تو چیست مستی تو

قرابیگ ترک اِن بیتون کو ایک کاغذ پر لکھکر سلطان علاء الدین خلجی کے پاس لیگیا اور تمام حال عرض کیا۔ بادشا[ہ]
آپکے کمالات ظاہری اور باطنی کی تعریف کرنے لگا۔ اُسوقت قرابیگ نے عرض کیا بہت افسوس ہے کہ باوصف اِس
عقیدہ کے آپ ایسے بزرگ کی صحبت سے مشرف نہین ہوتے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ مین ناپاک گناہون مین آلودہ ہون
اِس شرم سے اُنکے روبرو نہین جا سکتا خضرخان اور شادی خان میرے بیٹون کو اُنکی خدمت مین لیجاؤ جب کہ
خضرخان آپ کی خدمت مین حاضر ہوا نہایت اعتقاد لایا اور محبت صادق حاصل کی اِس زمانہ مین
خضرخان نے اِس مسجد کا صرف بیچ کا درجہ بڑے گنبد سمیت بنایا تھا اگرچہ اِس عمارت کے بننے کی تاریخ نہین
معلوم ہوتی لیکن کتب تواریخ کے تتبع سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت سنہ ۷۲۱ ہجری سے پہلے بنی ہوگی کہ اِسکو
آجتک پانسو پچاس برس سے زائد عرصہ ہوا۔ یہ درجہ مسجد کا بے نظیر اور عدیم المثال ہے تمام سنگ سرخ سے
بنا ہوا ہے لیکن اتنا بڑا لداؤ کا برج دیکھنے مین نہین آیا۔ چودہ گز کا بیچ ہے۔ اِس درجہ مین ایک سنہرا کٹورہ
لٹک رہا ہے اور جاٹون نے اِس خیال سے کہ سونے کا ہوگا گولیان ماری تھین مگر یہ کٹورہ گرا نہین اور تحقیقاً
نہین معلوم کہ کاہیکا ہے۔ بعد اُسکے جب سلطان محمد تغلق شاہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا بیٹا بادشاہ
ہوا اور اُسنے عادل شاہ اپنا لقب کیا اور آخر کو سلطان خونی مشہور ہوگیا۔ اُسنے اِس درجہ کے ادھر اُدھر
دو درجہ اور بنا دیے اور اِن درجون مین آگے پیچھے دو برج بنائے ہین۔ کہ چار برج دونون درجون کے اور
ایک برج بیچ کا خضرخان کا بنایا ہوا ملکر اِس مسجد کے پانچ برج ہوگئے ہین۔ اگرچہ اِن دونون درجون کے
بننے کی بھی تاریخ نہین معلوم۔ لیکن سنہ ۷۲۵ ہجری کے بعد بنے ہین۔ کہ اُسکو آجتک پانسو سینتیس برس کے قریب
عرصہ گذرا ہے۔ اِس مسجد کے درون کی پیشانی پر آیات قرآنی کندہ ہین اور بعض بعض کوفی خط مین ہین لیکن
سال بنا کندہ نہین اِس درگاہ کا صحن تمام سنگ مرمر سے محمد شاہ بادشاہ نے بنوا دیا ہے اور اِسی درگاہ کے صحن
مین جنوب کی طرف تین مجحر ہین۔ ایک جہان آرا بیگم کا دوسرا محمد شاہ کا۔ تیسرا مرزا جہانگیر کا۔ اِسواسطے ہم اِسی
مقام پر اِن تینون مجحرون کا مختصر مختصر حال بیان کرتے ہین

مجحر جہان آرا بیگم

یہ ایک مجحر ہے سر سے پانون تک سنگ مرمر کا گرد اُسکے سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہین۔ اور اندر چار قبرین۔

تین بڑی اور ایک چھوٹی - اِس مجر کی تعریف نہین کی جاتی گویا سرسے پانون تک ایک نور کا ٹکڑا ہے اگر منزل ماہ کہون تو بھی بجا ہے کہ اسمین ماہ پارہ مکین ہے - اور اگر مکان نور کہون تو بھی درست ہے کہ یہ ایک خورشید طلعت کا مکان ہے - یہ جہان آرا بیگم شاہجہان بادشاہ کی بیٹی ہین - اور آنکو خواجگان چشت سے نہایت اعتقاد تھا اور تین کرور روپیہ کا اپنا تمام مال و اسباب یہان کے خادمون کو دیکر یہ زمین اپنے مدفن کو مول لی تھی لیکن عالمگیر نے دو کرور روپیہ اسمین سے لے لیا اور کہا کہ تہائی سے زیادہ مین وصیت جائز نہین - اِس مجر کو جہان آرا بیگم نے اپنے سامنے بنایا تھا - اِنکے لوح مزار پر یہ شعر اور یہ عبارت بخط نسخ کندہ ہے

هو الحی القیوم

بغیر سبزہ نپوشد کسے مزار مرا	کہ قبر پوش غریبان ہمین گیا دبس ست
الفقیرۃ الفانیہ جہان آرا مرید	خواجگان چشت بنت شاہ جہان

بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ سنہ ۱۰۹۲ھ

مجر محمد شاہ بادشاہ

اِسی مجر کے پاس محمد شاہ بادشاہ کا مجر ہے - لطافت اور نفاست مین اِس سے ہزار درجہ بہتر - خوبصورتی اور خوشنمائی مین اُس سے کرور درجہ خوشتر - سنگ مرمر اِس مجر کا ایسا آبدار اور خوشرنگ اور خوش تراش ہے کہ موتی کی آب اُسکے آگے گرد ہے نفاست اور لطافت اُسکی بیان سے باہر ہے - گل بوٹے بیل پتے منبت کاری کے ایسے خوب بنائے ہین کہ گویا کارسامری ہے نگارخانہ چین بھی اُسکے آگے مات ہے - جالیان سنگ مرمر کی ایسی تحفہ بنی ہوئی ہین کہ بیان سے باہر ہے - بے تامل ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ گویا آسمان سے تارے جلگ جلمگ کرتے ہین اور کبھی معلوم ہوتا ہے کہ چادر نور ہے کہ گرد قبر کے تان دی ہے - غرضکہ اِس مجر کی تعریف نہین ہوسکتی - اِس مجر مین سات قبرین ہین - ایک محمد شاہ کی اور دوسری نواب صاحبہ محل اُنکی بیوی کی اور تیسری مرزا جگرو محمد شاہ کے پوتے کی اور چوتھی مرزا عاشوری کی اور تین قبرین باقی بھی سلاطینون کی ہین - اِس مجر کی زمین محمد شاہ بادشاہ اپنے سامنے خادمون سے مول لیکر اِس مجر کو آپ بنایا تھا - اگرچہ اِس مجر کے بننے کی تاریخ کسی کتاب سے نہین پائی جاتی لیکن محمد شاہ بادشاہ نے ۱۱۶۱ سنہ ہجری مین انتقال کیا ہے اِس قیاس پر اُس مجر کے بننے کی مدت خیال کرلینا چاہیے - اِس مجر کے دروازہ مین دو پٹ سنگ مرمر کے ایک پتھر کے قد آدم کے برابر بہت نفیس و لطیف ہین شاید ایسے خوبصورت پٹ اور کہین نہ ہونگے

مجحر مرزا جہانگیر

اسی مجحر کے پاس مرزا جہانگیر کا مجحر ہے - اور بعینہ محمد شاہ بادشاہ کے مجحر کی نقل بنائی ہے مگر پھر بھی اصل اصل ہے اور نقل نقل - اگرچہ مرزا جہانگیر کے مجحر مین بہ نسبت محمد شاہ کے مجحر کے کام بہت باریک ہے اور جالیان بھی بہت باریک اور نازک ہین لیکن سنگ مرمر ایسا آبدار اور شفاف بے جرم خوش رنگ خوش قماش نہین ملا محمد شاہ کے مجحر پر تو ایک ملاحت اور ملائمت ہے - اور مرزا جہانگیر کے مجحر پر ایک رو ڈرھا اور روکھا پن برستا ہے بہر حال اپنی جگہ یہ مجحر بھی عجائب روزگار ہے جہانگیر محمد اکبر شاہ ثانی کے بیٹے تھے - اور اُنھون نے سٹین صاحب پر جو دلی کے رزیڈنٹ تھے طپنچہ مارا تھا اور اِس سبب سے انگریزون نے اِنکو بطور نظر بند کے الہ آباد بھیجدیا تھا اور وہین اُنکا انتقال ہوا - نواب ممتاز محل اُنکی مان اِنکو بہت چاہتی تھین اُنھون نے نواب مختار الدولہ خواجہ وحید الدین احمد خان بہادر خلعت اکبر وزیر اعظم دستور معظم نواب دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر مصلح جنگ کو الہ آباد بھیجا اور اُنکی لاش کو منگوا کر یہان دفن کیا اور یہ مجحر بنایا شاید کہ یہ مجحر ۱۲۴۸ھ ہجری مین بنا ہے اور قریب چوبیس پچیس برس کے اُسکے بننے کو ہوے - اِس درگاہ کا نقشہ اُس مقام پر سے کھینچا ہے کہ یہ جتنے مکان ہمنے اوپر بیان کیے ہین سب اِسمین موجود ہین اور ایک جگہ ہونے سے نہایت خوشنما دکھلائی دیتے ہین اور اصل ہیئت مکانون کی معلوم ہوتی ہے - جو شخص کہ اس نقشہ کو دیکھے یہ سمجھے کہ درحقیقت اِس درگاہ مین کھڑا ہے اور مکانات کو دیکھتا ہے

درگاہ حضرت امیر خسرو

آپکا اصلی نام ابو الحسن اور آپ کے والد کا نام سیف الدین محمود ہے آپ اور آپ کے والد بڑے امراے نامدار مین سے تھے اور آپ نے بھی مدت تک امیری کی آخر کو امیری سے خسروی تک نوبت پہونچی اِنکے کمالات ظاہری اور باطنی نہایت مشہور ہین کہ اِس ہیچمدان کے اظہار کی حاجت نہین - آپ کو اپنے پیر حضرت نظام الدین اولیا سے نہایت محبت تھی - جب کہ حضرت نظام الدین اولیا نے انتقال فرمایا آپ کو نہایت غم ہوا اور سب مال و اسباب لُٹا کر پیر کی قبر پر ہو بیٹھے یہانتک کہ حضرت کے انتقال کے چھ مہینے کے بعد انتیسوین ذیقعدہ ۷۲۵ھ ہجری جمعہ کی رات کو آپ نے انتقال فرمایا - اور حضرت نظام الدین اولیا کے مزار کے پائین یارانی چبوترہ پر

نقشہ نمبر ۳۳ متعلقہ صفحہ ۴۰ - باب اول

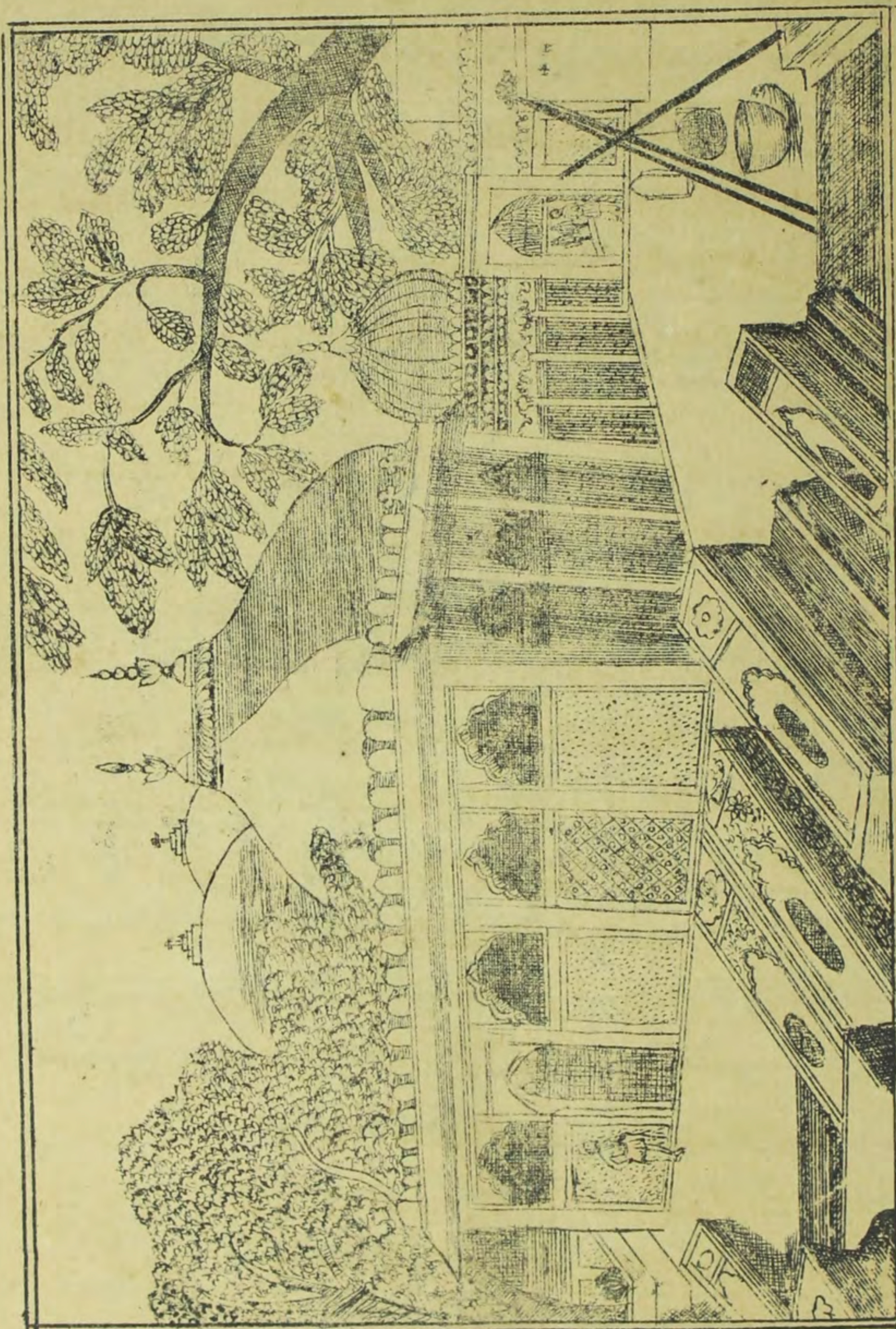

نقشہ درگاہ حضرت امیر خسرو

آپ کو دفن کیا۔ مدت تک آپ کی قبر بلا گنبد و مجر رہی۔ لیکن سنہ ۱۰۱۴ ہجری مین یعنی آخر عہد اکبر شاہ اور ابتدائی زمانہ سلطنت نور الدین جہانگیر مین کہ اُسکو آجتک دو سو اڑتالیس برس کے قریب عرصہ گذرا طاہر نے کہ جسکا نام محمد عماد الدین حسن ہے آپ کے مزار مبارک پر مجر اور برج سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف بنا دیا ہے اور برج کے اندر دیوار کے سرون پر یہ عبارت کندہ ہے

اے خسرو بے نظیر عالم		با روضۂ تو مرا نیاز ست	تعمیر نمود طاہران را		فیض ازلی ہمیشہ باز است
		تاریخ بنایش عقل گفتا	ما روضہ بگو کہ جای راست		

قائل این کلام و بانی این مقام طاہر محمد عماد الدین حسن بن سلطان علی سبزواری

فی سنہ ۱۰۱۴ھ غفر ذنوبہ و ستر عیوبہ

الکاتب عبد النبی بن ایوب

ای شربت عاشقی بجامت		ور دوست زبان ما بیابت	شد سلک فرید از تو منظوم		زان ست کہ شد لقب نظامت
		جاوید بقاست بندہ خسرو	چون شد بہزار جان غلامت		
مرا نام نیک ست و خواجہ عظیم		دو شین و دو قاف و دو لام و دو جیم	اگر نام یابی درین حرفہا		بدانم کہ ہستی تو مردی فہیم

کاتب مذکور نبیرۂ شیخ فرید شکر گنج

اِس گنبد کے گرد سنگ سرخ کی جالیان آدمی کے گلے تک کی لگائی ہین اور جنوب کیطرف اِن جالیون پر محرابین لگا کر چھت پاٹ دی ہے کہ اُس سبب سے آپ کے گنبد کی نمود اچھی طرح نہین رہی۔ اِن جالیون مین گنبد کے باہر شمال کیطرف بابر بادشاہ کے عہد مین مہدی خواجہ نے ایک سنگ مرمر کی لوح پر آپ کے انتقال کی تاریخ کھود کر نصب کر دی ہے اور وہ یہ ہے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

	زینت از ین لوح شد سرفرازی		بدوران بابر شہنشاہ غازی	
میر خسرو خسرو ملک سخن			آن محیط فضل و دریائی کمال	
نثر او دلکش تر از ماء معین			نظم او صافی تر از آب زلال	

بلبل دستان سرائے بے قرین
از پے تاریخ سال فوت او
شد عدیم المثل یک تاریخ او
ز حرف وصل جانان سادہ آمد لوح خاک من
مہدی خواجہ سید با جاہ و جلال
گفتم سعی جمیل مہدے خواجہ

طوطے شکر مقال بے مثال
چون نہادم سر بزانوے خیال
دیگرے شد طوطے شکر مقال
طرق سادہ لوحی نشان عشق پاک من
شد بانی این اساس بی شبہہ و مثال
تاریخ بناے این چو گردید سوال

حررہ شہاب الدین المعمای الہروے

آپ کے مزار مبارک کے پائین مردہ اکرام کی قبر ہے اور اکرام بیاسود بپاے خسرو تاریخ دفن ہے - اور یہ نقشہ ہے آپکے مزار کا فانظروا الیہ اس درگاہ مین شوال کی سترھوین تاریخ بہت دھوم دھام سے میلہ ہوتا ہے

باولی درگاہ

یہ باولی بھی بہت نامی اور نہایت مشہور ہے - دور دور کے پھرنے والے اس باولی کی تعریف کرتے ہین کہ ایسی مصفا اور دلکشا باولی دیکھنے مین نہین آئی اس باولی کا پانی بہت قریب ہے اور بے انتہا بعضے جاہل لوگ اس باولی کے پانی کو بھی تبرک سمجھکر نہاتے ہین - اور جن اُترنے اور بھوت بھاگنے اور بیٹ رہنے کی منت مانتے ہین - مشہور ہے کہ یہ باولی حضرت نظام الدین اولیا کے جیتے جی بنی ہے اور خود آپ نے اور آپکے مریدون نے پہلے پہل اس باولی کو کھودنا شروع کیا - نقل مشہور ہے کہ ہمت مردان مدد خدا - یہ باولی بہت جلد تیار ہو گئی لیکن اس باولی کی عمارت اور جنوبی ضلع پر کے مکانات فیروز شاہ کے عہد کے بنے ہوے معلوم ہوتے ہین - اس باولی پر کئی نامی مکان ہین ایک تو باولی کے سرے پر قدیم پٹھانون کے وقت کا گنبد ہے معلوم نہین کسکا ہے اور کسنے بنایا ہے - ایک سنگ مرمر کا برج غربی ضلع کی طرف ہے اور اسمین ایک قبر سنگ مرمر کی بہت تحفہ ہے اور اُسپر آیات قرآنی اور نود و نہ نام ایسے خوشخط کھودے ہوے ہین کہ دیکھنے مین نہین آئے اس قبر پر اگرچہ سنہ کھدے ہوے ہین لیکن غلطی کاتب کے سبب نہین معلوم ہو سکتی کہ ایک ہزار آٹھ ہین یا ایک ہزار اسی اگر مصرعہ آخرین سے ایکہزار اسی برس نکلتے ہین اگرچہ کچھ تعمیہ تخرجہ تھو - بہر حال جسکی قبر ہے اُسکا نام اور تاریخ وفات جو لکھی ہے وہ یہ ہے

نقشہ نمبر ۳۴ متعلقہ صفحہ ۴۲ باب اول

نقشہ باولی درگاہ حضرت نظام الدین

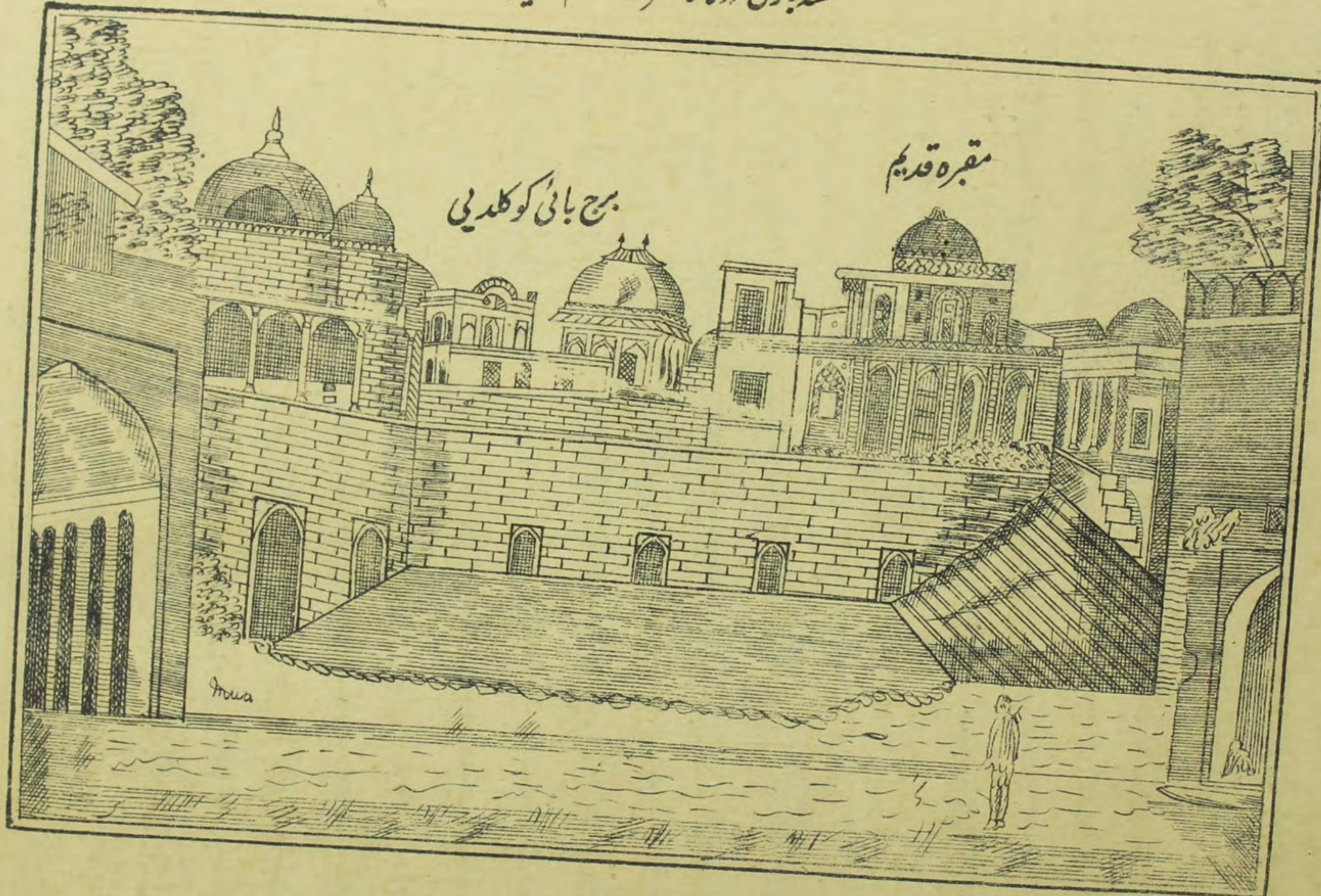

سال تاریخ فوت او جستم
باد ہمدم بحوریان بہشت

از دل صاف پیر پاک سرشت
ہاتفے گو کلد ئے ﷲ ﷲ ﷲ

آہ سردے کشید و گفت بگو
نہست ملایم خان سنہ ۱۰۸۰ع

اس باولی مین مسجد سے رستہ تھا کہ وضو کو باولی مین چلے آتے تھے محمد شاہ بادشاہ نے اُسکو پاٹ کر اُسپر چبوترہ بنا دیا ہے - اِس باولی کے جنوبی ضلع کی طرف قدیم عمارت کے یعنے فیروز شاہ کے عہد کی عمارت کے درے بنے ہوے ہین اور اِسطرف سے باولی پر آنے کا رستہ ہے اور اِسی مقام پر ایک پتھر پر یہ کتبہ بخط عربی ایسا بُرا اور بدخط کھدا ہوا لگ رہا ہے کہ مطلق نہین پڑھا جاتا صرف عقلاً اور قیاساً جیسا پڑھا گیا ہے لکھا جاتا ہے کہ اُس سے بننے کے سنہ اور بنانے والے کا بھی نام معلوم ہو جاوے گا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعہدِ دولتِ شاہِ معظم
شہِ صاحب قران سلطان اعظم
جوارِ روضۂ شیخ المشائخ
کہ با اہلِ ارادت بود ہمدم
مراجون بر در پیش شیخ عالم
درین عالم چو شیخ عیسوی دم
بخوان تاریخ اتمام عمارت
مرتب شد بنا واللہ اعلم

خجستہ خسرو اولاد آدم
موفق گشت از حق بندہ معروف
نظام الحق والدین قطب عالم
بحسن اعتقاد و صدق اخلاص
بدست خود گرفت و کرد تا تم
رجا دارم کز انفاس مبارک
درین جا چون بپائے خیر مقدم

مدار دین احمد شاہ فیروز
اساس این عمارت کرد محکم
وحید الدین قرشی والد من
در اسرار ولی اللہ محرم
بلفظ خود مرا معروف خواندہ
دران عالم بود معروف پرچم
ز ہجرت ہفتصد و ہشتاد یک بود

عرس کے دن اِس باولی پر بڑا تماشا ہوتا ہے - اور بہت سے لوگ اُنکر جمع ہوتے ہین اور اِسکے مکانون مین بیٹھے ہین چھوٹے چھوٹے لڑکے اِن عمارتون مین سے جو اُس باولی کے اوپر بنے ہوے ہین دھما دھم کودتے ہین - اور طرح طرح کی تیرائیان تیرتے ہین اِسپر زیادہ کمال یہ کرتے ہین کہ میلے والون سے کہتے ہین کہ تم پیسا باولی مین پھینکو اور ہم بھی اُسکے ساتھ کودتے ہین اور پیسے کو لاتے ہین اور اِسطرح کرتے ہین کہ پیسے کے ساتھ کودے اور پیسے کو پانی مین سے لائے چاردیواری اِس درگاہ کی بہت ٹوٹ پھوٹ گئی تھی - اور کچھ بند و بست نہین رہا تھا - جس زمانہ مین نواب احمد بخش خان بہادر والی فیروز پور جھرکہ نے درگاہ مین غلام گردش بنائی ہے اپنی عالی ہمتی سے تمام چاردیواری کی بھی از سر نو مرمت کردی تھی کہ اب تک نام نیک یادگار ہے - اور باولی کے باہر کے دروازے پر سوتے کے پانی سے

یہ مصرعہ لکھوادیا ہے **مصرعہ** شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۞ اُسکے پاس ایک چار دیواری ہے اُسکو ٹلہ کہا کرتے ہین ۔ میرے نزدیک وہ عمارت نقشہ کھینچنے کے لائق نہ تھی اِسواسطے اُسکا نقشہ چھوڑ دیا اور نقشہ باولی کا جو بہت تحفہ اور مشہور عمارتون مین سے ہے کھینچدیا

مقبرہ تگہ خان

یہ مقبرہ شمس الدین محمد خان غزنوی کا ہے ۔ جنکا اعظم خان خطاب تھا ۔ اِنکی بی بی نے جنکا نام ماہم انگہ ہے اور اکبر بادشاہ اِنکو جی جی کہا کرتا تھا اکبر بادشاہ کو دودھ پلایا تھا ۔ اور اِسی سبب سے اِنکو تگہ کہا کرتے تھے اکبر کے وقت مین اِنکو بڑا عروج تھا اور تمام سلطنت کے وکیل مطلق تھے ۔ اور اِسی حسد سے ادہم خان نے رمضان کی بارھوین تاریخ ۹۶۹ھ ہجری کو پیر کے دن اِنکو مار ڈالا ۔ اور پھر بادشاہ نے اُنکے قصاص مین ادہم خان کو بھی قلعہ پر سے دو دفعہ گرواکے مرواڈالا چنانچہ ۔ دو خون شد ۔ بزیادتی ایک کے اِس واقعہ کی تاریخ ہوئی تھی اور یہ مصرع بھی اِنکی وفات کی تاریخ ہے ع رفت از ظلم سر اعظم خان ۔ اور یہ تاریخ بھی بعضے لوگون نے کہی تھی ۔ **مثنوی** خان اعظم سپاہ اعظم خان ۞ کہ چو اوکس درین زمانہ ندید ۞ بہ شہادت رسید ماہ صیام ۞ شربت موت روزہ دار چشید ۞ کاش سال دگر شہید شدی ۞ کہ شدی سال فوت خان شہید ۞ غرضکہ اِنکے مارے جانیکے بعد اِنکی لاش کو دلّی مین بھیجا اور جوار روضۂ حضرت سلطان المشائخؒ کے دفن کیا ۔ اور اُنکے بیٹے کو کلتاش خان تھے ۔ یہ عمارت عالی سنگ سرخ اور سنگ مرمر سے بنائی ۔ کہ اپنا نظیر نہین رکھتی ۔ گرد اندر اور باہر آیات قرآنی کندہ ہین اور بیل بوٹے منبت کاری کے ایسے خوب بنے ہوے ہین کہ جسکا کچھ بیان نہین ۹۷۴ھ ہجری مین کہ اُسکو دوسو اٹھاسی برس کے قریب عرصہ گذرا یہ عمارت بن چکی چنانچہ نقشہ کی تاریخ کا کتبہ موجود ہے

چونسٹھ کھنبہ

یہ ایک عمارت ہے عجیب و غریب متصل مقبرہ تگہ خان کے حقیقت مین اپنا نظیر نہین رکھتی سر سے پانون تک سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے قطع اِسکی ایسی خوب ہے کہ شاید کسی اور عمارت کی نہ ہو اِس عمارت مین چونسٹھ ستون سنگ مرمر کے لگے ہوے ہین اور اِسی سبب سے اِسکو چونسٹھ کھنبہ کہتے ہین ۔ اور اِسمین

نقشہ نمبر ۳۵ متعلقہ صفحہ ۴۴ باب اول

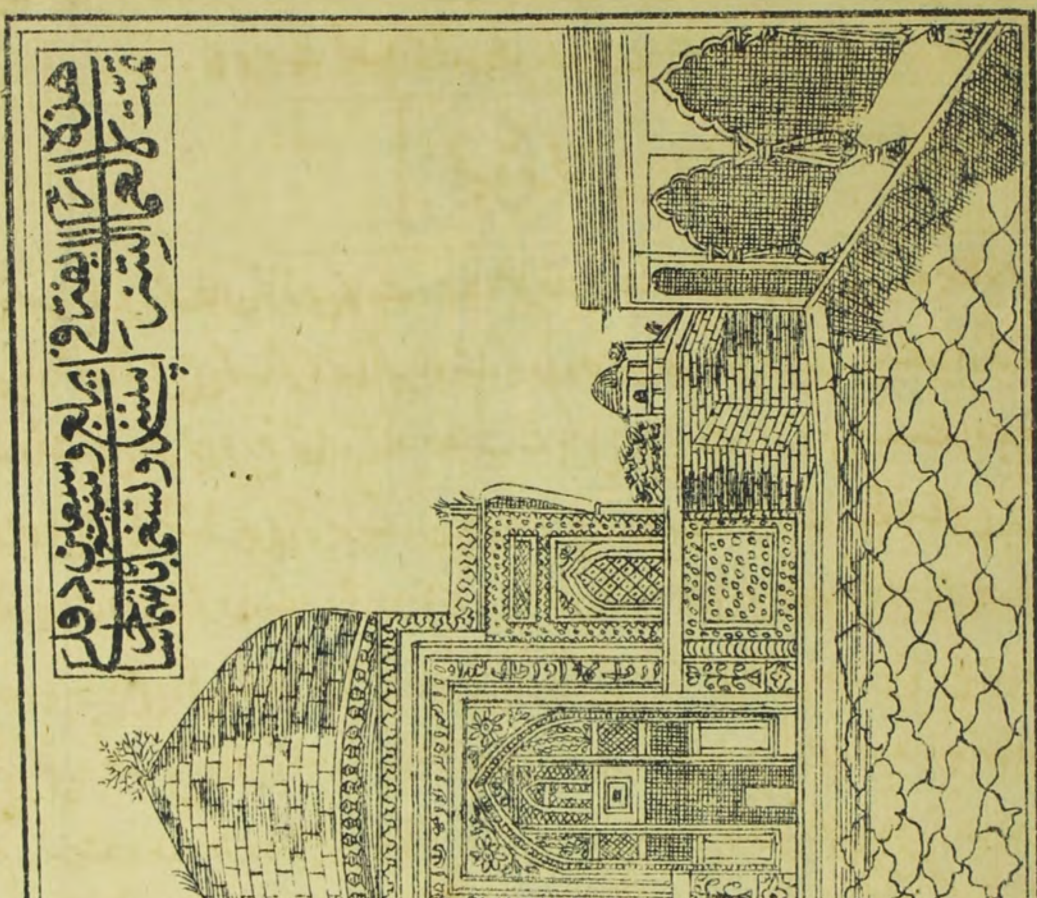

نقشہ مقبرہ تگمہ خان

نقشہ چونسٹھ کھنبہ

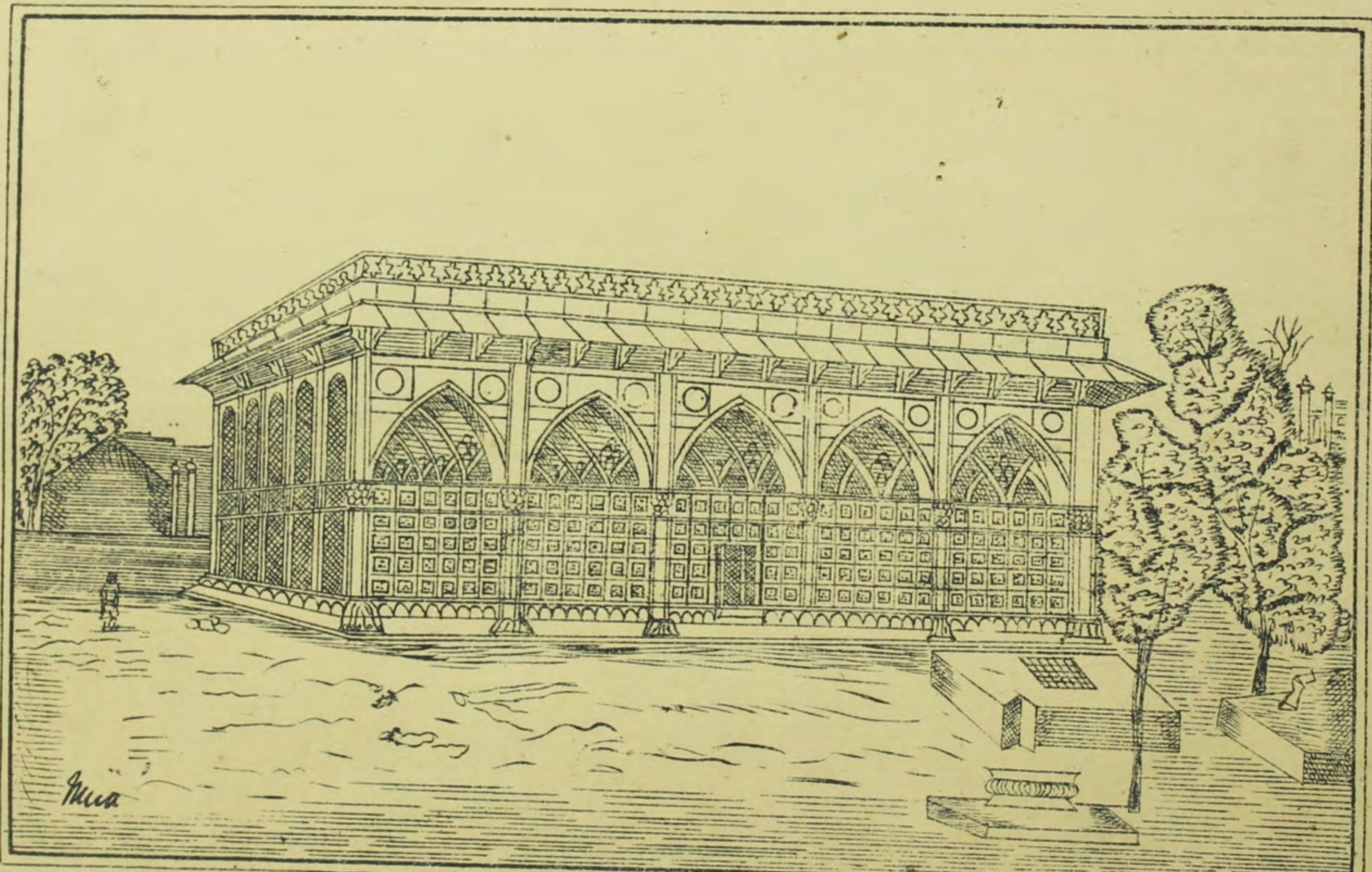

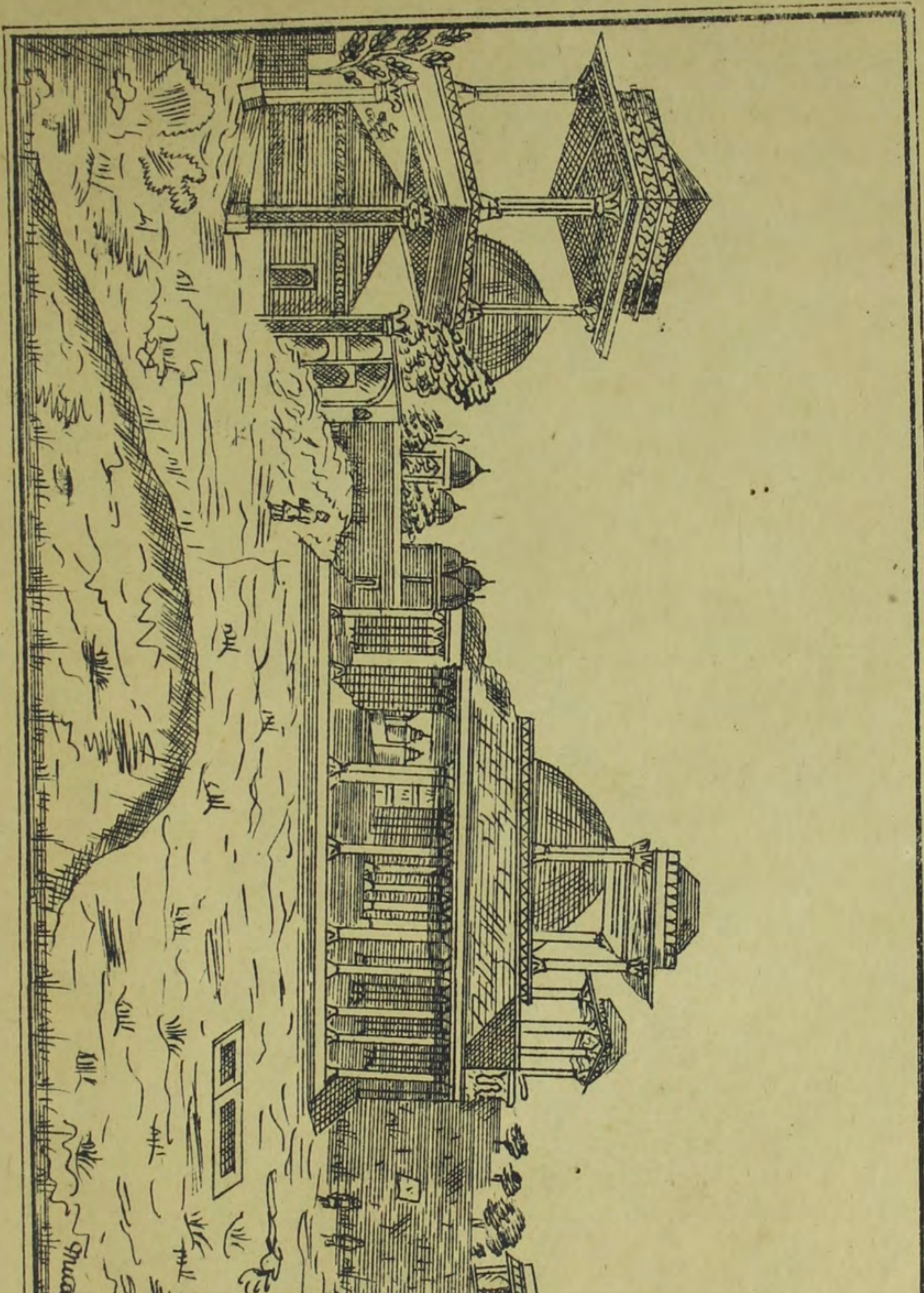

نقشہ لال محل

نقشه نمبر ۳ متعلقه صفحه ۳۵ باب اول

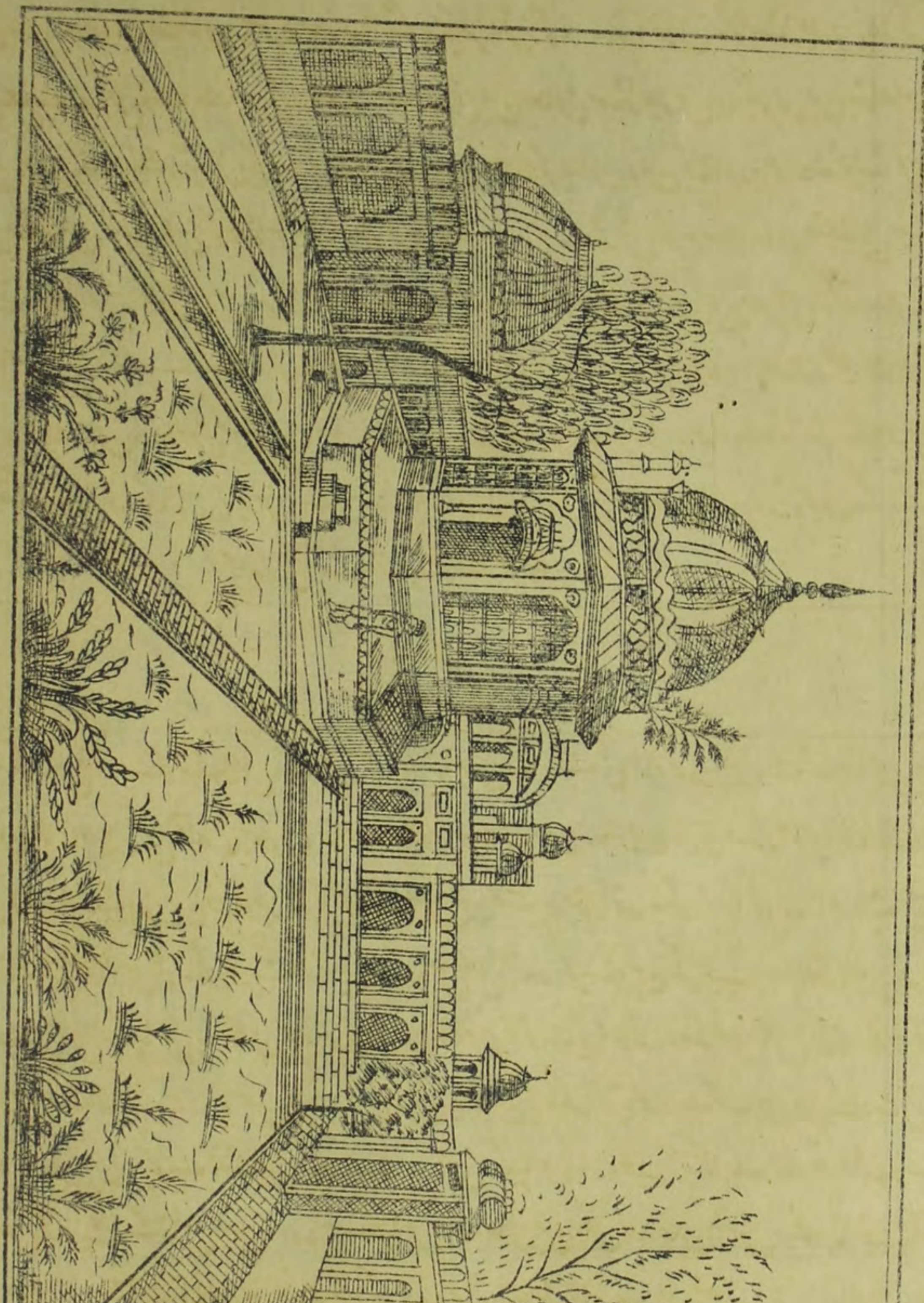

نقشه مقبره ممتاز محل

مرزا عزیز کوکلتاش خان کی قبر ہے - اور یہ مرزا عزیز شمس الدین تگہ خان کے بیٹے ہین - جبکہ شمس الدین تگہ خان کو ادہم خان نے مار ڈالا اُسکے بعد خان اعظم کا خطاب اُنکے بیٹے مرزا عزیز کو ملا - اور اُنھون نے سنہ ۱۹ جلوس جہانگیری تک کبھی عزت سے اور کبھی ذلت سے بسر کی - آخر کو ۱۰۳۳ سنہ ہجری مین مطابق سنہ ۱۹ جلوس جہانگیری مین بمقام احمد آباد گجرات اِس جہان فانی سے انتقال کیا - اِنکی لاش کو وہان سے لاکر یہان دفن کیا اور یہ عمارت عجیب و غریب اُسپر بنائی کہتے ہین کہ مرزا عزیز کوکلتاش نہایت خوش تقریر اور بہت خوش تحریر تھے - اور نستعلیق بہت خوب لکھتے تھے اور خوشنویسی مین مرزا باقر پسر ملا میر علی کے شاگرد تھے اور کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے چنانچہ یہ رباعی انھین کی طبعزاد سے ہے - **رباعی** عشق آمد و از جنون برو مبدم کرد ٭ وارستہ ز صحبت خرد مندم کرد ٭ آزاد ز بند دین و دانش گشتم ٭ تا سلسلۂ زلف کسے بندم کرد ٭ غرضکہ یہ عمارت سنہ ۱۰۲۴ کے بعد بنی ہے کہ اُسکو آجتک دو سو اٹھائیس برس کے قریب عرصہ گذرا ہے - اِس عمارت کی خوبی اور ستونون کے لگنے کی خوبصورتی نقشہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے

لال محل

لال محل جسکو تاریخ والے کوشک لعل لکھتے ہین خلجی بادشاہون کے وقت کی عمارتون مین سے تھا چنانچہ جس زمانہ مین سلطان علاء الدین خلجی قلعہ رنتھنبور کا محاصرہ کیے ہوے تھا اِس زمانہ مین حاجی مولی غلام زادہ ملک الامرا فخر الدین کوتوال نے دلی مین فساد برپا کر کر کوشک لعل مین تخت پر بیٹھا تھا - مگر اُسکا تو اب نام و نشان نہین معلوم ہوتا کہ کیا ہوا اسی ٹوٹے پھوٹے کھنڈہر کو لوگ لعل محل مشہور کرتے ہین مگر تعجب یہ ہے کہ اِسمین قبرین ہین شاید لال محل کے پاس یہ مکان بھی ہوگا اور وہ مکان تو ٹوٹ گیا لوگ اِسکو لعل محل کہنے لگے غرضکہ یہ عمارت بھی بہت قدیم ہے اور اِسمین قبرین ہین - مین یہ نہین کہہ سکتا کہ یہ عمارت کب بنی اور کسنے بنائی اور اِسمین کسکی قبرین ہین جو کچھ ہے نقشہ مین موجود ہے اور اِسی کے پاس بارہ کھنبہ کر کے ایک عمارت مشہور ہے بہت ناقص کہ دیکھنے کے قابل نہین - اور اِسی کے پاس اب حال مین فیض اللہ خان بنگش نے اپنا مقبرہ بنایا ہے نہایت ناقص اور بہت بُرا کچھ عمدہ عمارت بلکہ عمارت مین نہین -

مقبرہ سید عابد

حضرت نظام الدین کی درگاہ اور پُرانے قلعہ کے بیچ مین یہ ایک گنبد ہے چونے کا اور اِسپر کہین کہین چینی کاری

کا بھی کام بنا ہوا ہے - کہتے ہین کہ سید عابد خان خان دوران خان کے رفیقون اور مدار المہامون مین سے
تھے اور کسی لڑائی مین شہید ہوے ہین اُنکا یہ گنبد ہے - بعضے لوگ اُسکو شہید صاحب کی درگاہ بھی کہتے
ہین - غرضکہ کسی کتاب سے اِسکا کچھ پتا نہین لگتا اور مین نہین کہ سکتا کہ یہ برج کب بنا اور کس نے بنایا -
بہر حال ایک عمارت ہے معقول اِسکا دروازہ بہت شاندار ہے اور اِسپر سہ دری بہت خوشنما بنائی ہے -
برج بھی لطافت اور نزاکت سے خالی نہین - اِسکے صحن مین نہرین اور حوض بہت نفیس بنے ہوے تھے
لیکن اب بالکل خراب اور ویران ہوگئے ہین - نہرین جدا ٹوٹ گئین - حوض جدا خراب ہوگئے برج جدا
بے مرمت ہوگیا وہ چینی کا کام نرہا - وہ جلا جاتی رہی لیکن اب بھی یادگار زمانہ گذشتہ ہے اِسکا نقشہ اِسطرح
سے کھینچا گیا ہے کہ برج اور دروازہ پر کی سہ دری سب کی سب معلوم ہوتی ہے فانظر الیہ -

لعل بنگلہ

اسی گنبد کے پاس ایک عمارت ہے اور لعل بنگلہ کرکے مشہور ہے - کسی تاریخ کی کتاب سے تو اِسکا حال نہین
معلوم ہوا - لیکن حضور والا کی زبانی یون سُننے مین آیا کہ نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے عہد مین ایران جانے
سے پہلے اِنکی کسی حرم کے دفن ہونے کو یہان کچھ عمارت بنائی گئی تھی - بعد اُسکے حضرت فردوس منزل
یعنے شاہ عالم بادشاہ کے وقت مین جبکہ لعل کنور اُنکی والدہ کا انتقال ہوا اُنکو اُس قدیم قبر کے پاس
چھوٹے گنبد مین دفن کیا - اور جب سے یہ مکان لعل بنگلہ مشہور ہوا - بعد اُنکے اُسی عہد مین بیگم جان اُنکی جاہتی
بیٹی نے جو مرزا لکھو سے منسوب تھی انتقال کیا اور دوسرے گنبد مین اُنکو دفن کیا اور یہ عمارت بنائی اِس
حساب سے اِس عمارت کو بنے ہوے ستر برس کے قریب عرصہ گذرا ہے - بعد اِسکے خاندان تیموریہ کی اور
بہت سی قبرین اِسمین ہوتی گئین - چنانچہ مرزا سلطان پرویز مرزا دارا بخت ولیعہد بہادر کے بھائی کی اور مرزا داؤد
کی اور نواب فتح آبادی اور مرزا بلاقی اور ازواج حضور والا کی یہین قبرین ہین - یہ دونون برج سنگ سرخ
سے بہت عمدہ بنے ہوے ہین - اِنکے صحن مین دو مجر ایک نواب فتح آبادی اور ایک مرزا بلاقی کا حال
مین حضور والا کے عہد مین بنے ہین - غرضکہ جس طرح یہ دونون برج ہین اُسی طرح نقشہ مین موجود ہین -

پرانا قلعہ

عوام الناس کی زبانون پر یہ مشہور ہے کہ یہ قلعہ بہت پرانا ہے - بلکہ وہ لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ اِس قلعہ کی

نقشہ نمبر ۳۹ متعلقہ صفحہ ۴۶ باب اول

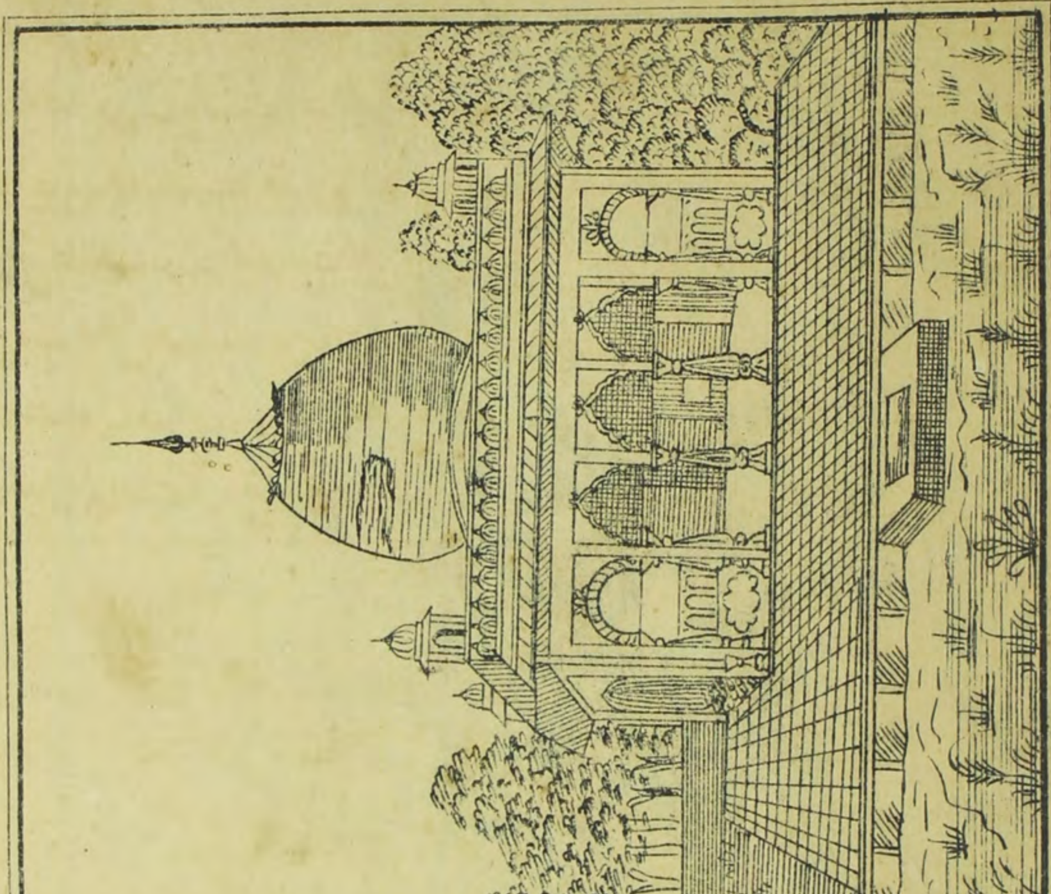

نقشہ لال بنگلہ

اولیا مسجد
سمن برج
مزار حضرت خواجہ سجاد الدین
انگوری باغ

نقشہ متعلقہ صفحہ ۳۷ باب اول

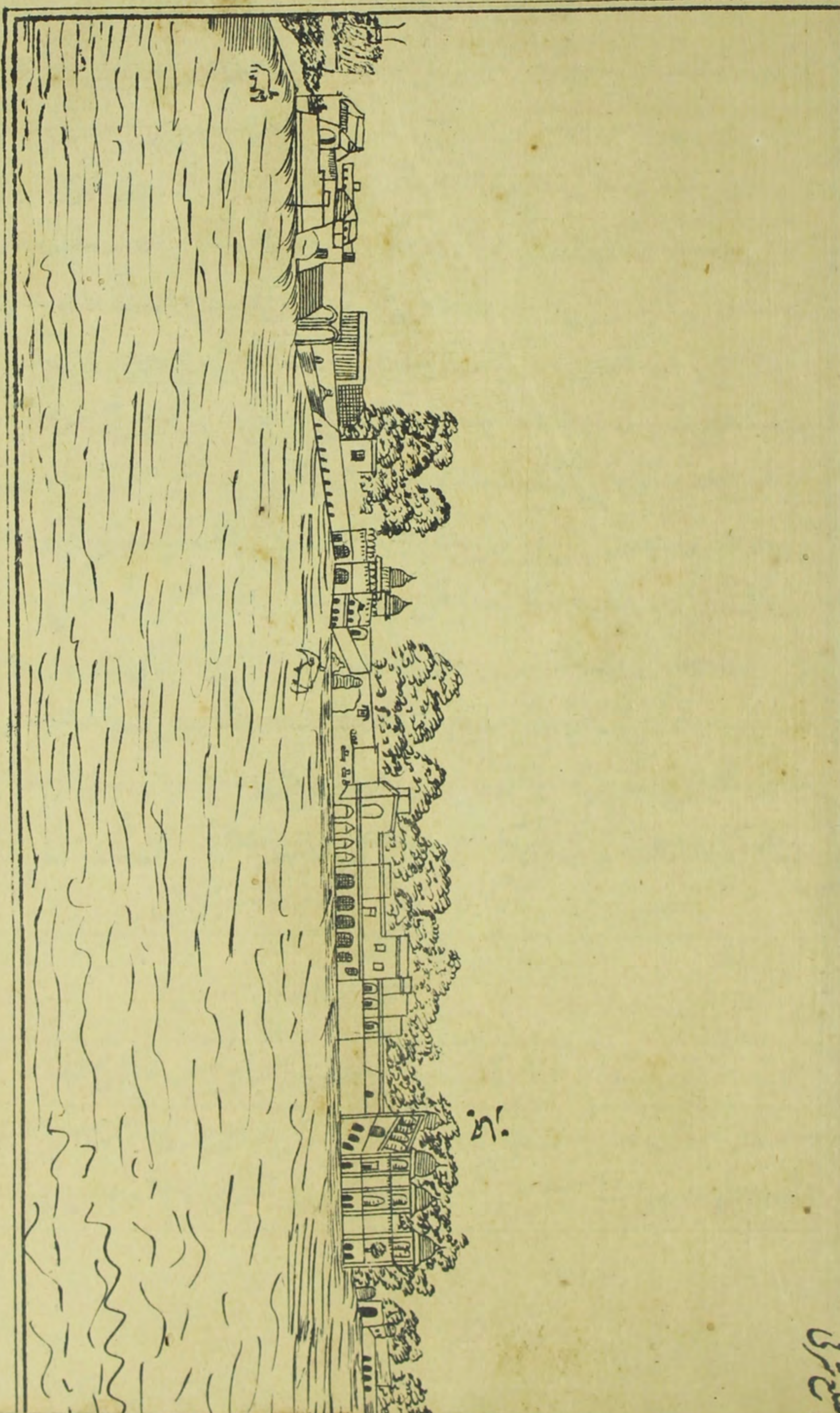

اتبداکو نہین بیان کر سکتا - مگر حقیقت مین یہ بات نہین ہے بلکہ تاریخ کی کتابون کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سمت ۴۴۰ بکرماجیت مین راجہ انندپال نے پہلے پہل اِس جگہ قلعہ بنایا تھا - کہ اُسکو آجتک ایکہزار چارسو تریسٹھ برس کے قریب عرصہ گذرا لیکن اُس قلعہ کا نام ونشان نہین رہا معلوم نہین کہ کب ٹوٹا اور کیا ہوا شاید ہمایون بادشاہ کے عہد تک کچھ نام ونشان باقی ہو بعد اِسکے جب نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ ہوئے انھون نے سنہ ۹۴۰ ہجری مین کہ اُسکو آجتک تین سو چوبیس برس کے قریب عرصہ گذرا - اِس قلعہ کو ازسرنو بنایا کہ یہ عمارت جو اب موجود ہے اور سب لوگ اِسکو پرانا قلعہ کہتے ہین - نصیر الدین محمد ہمایون کی بنائی ہوئی ہے - اور اُسکا نام دین پناہ ہے - لوگون مین پرانا قلعہ مشہور ہوگیا ہے - اِس قلعہ کے تین دروازے بڑے اور ایک کھڑکی نامی ہے اور کئی کھڑکیان ہین ایک دروازہ اِس قلعہ کا جو شمال غرب کی طرف ہے مدت سے بند ہے - اور لوگ اِسکو طلاقی دروازہ کہتے ہین - اور یہ مشہور کرتے ہین کہ ایک دفعہ کسی مہم پر اِس دروازہ سے فوج کشی ہوئی تھی بعد جانے فوج کے یہ دروازہ بند کردیا ہے کہ اگر بے فتح کیے اِس دروازہ کو کھولین تو اُنپر طلاق ہے مگر افواہاً بھی نہین معلوم ہوا کہ کس بادشاہ کے زمانہ مین یہ دروازہ تیغہ ہوا ہے - اِس قلعہ کی فصیل سنگ خارا اور چونے کی بہت مضبوط ہے اور عریض بنی ہوئی ہے - جب کسی زمانہ مین یہ قلعہ آباد اور تیار ہوگا بہت خوبصورت اور دلکشا اور نہایت مضبوط ہوگا - اب بالکل ویران ہے ٹوٹی پھوٹی فصیل باقی رہ گئی ہے اور قلعہ کے اندر تمام زمیندار موضع اندرپت کے آباد ہین - قدیم مکانون مین کوئی مکان نام کو بھی نہین رہا سب ٹوٹ ٹوٹا کر خاک برابر ہوگئے مگر ایک مسجد عالی بہت خوشنما اور خوبصورت اور ایک جہان نما کہ اُسکو شیر منڈل کہتے ہین باقی ہے کہ اُسکا حال آگے آویگا - یہ قلعہ شاہجہان آباد سے دو کوس کے فاصلہ پر جنوب کی طرف واقع ہے - اور اِس قلعہ کی مغرب کیطرف پرانی دلّی آباد تھی - اب بالکل ویران ہے کھنڈہر بھی باقی نہین رہے دو ایک عمارتون کا ڈھیر اور ٹوٹے پھوٹے دروازے باقی ہین

مسجد مدرسہ

منجملہ اُن عمارتون کے ماہم بیگم کی ایک مدرسہ مع مسجد ہے اگرچہ اُس مسجد کے مکان ٹوٹ گئے مگر یہ کتبہ باقی رہگیا ہے

بدوران جلال الدین محمد	کہ باشد اکبر شاہان عادل	چو ماہم بیگم عصمت پناہے
بناکرد این بنا بہر افاضل	وے شد ساعی این بقعہ خیر	شہاب الدین احمد خان باذل

زہی خیریت این بقعه خیر	که شد تاریخ او خیر المنازل

گلال باڑی

اِس مسجد کے پاس گلال باڑی ایک عمارت ہے کہ اب بجز چونے کے ڈھیر کے اور کچھ نہین اور اوسپر کوئی کتبہ بھی نہین

خاص محل

اور گلال باڑی کے پاس خاص محل شاہجہان کے وقت کا بنا ہوا ہے اگرچہ یہ بھی ٹوٹ گیا ہے مگر دروازہ پر یہ کتبہ باقی ہے

بدور شاہجہان صاحب قران ثانی	که در جهانست جهان پرور و سپهر جناب	بنا نهاد بهین زمانه خاص محل
درین زمین بکرم نیست زینجان دریاب	همیشه باد بزیر سپهر بوقلمون	همی ضمیر منیرش پے صلاح و صواب
اگر ز سال بنایش سود سوال ترا	حساب کن بسرای محل خاص جواب	

نیلی چھتری

اسی عمارت کے پاس نواب نوبت خان کا مقبرہ ہے۔ اور بالکل ٹوٹ گیا ہے اوسپر کسی زمانہ مین چینی کا کام تھا اور برج پر نیلا چھتر تھا اِس سبب سے اوسکو نیلی چھتری کہا کرتے تھے۔ اِسکا دروازہ بھی ٹوٹا پھوٹا باقی رہگیا ہے اور ہمنے اِسی کے دروازے پر سے پُرانے قلعہ کا نقشہ کھینچا ہے اور اُس دروازہ پر یہ کتبہ لگا ہے

به بین خوش منظر عالی مقامی	درین عالم ندیده چشم ایام
چو پرسیدم بگفتا یافت اتمام	پے تاریخ اتمامش خبردار

شیر منڈل

اِس قلعہ مین مسجد کے پاس ایک مکان ہے بطور منارہ بہت بلند۔ اِسکو شیر شاہ نے اپنے عہد سلطنت مین بنایا تھا۔ کہ آجتک اُسکو تین سو تیرہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے اور اِس عمارت کا نام شیر منڈل رکھا تھا بلکہ اُسکے زمانہ مین اِس عمارت کے بننے کے بعد اِس سارے قلعے کو شیر منڈل ہی کہنے لگے تھے اور یہ عمارت تمام سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے۔ بیچ مین تو ایک کمرہ سا ہے اور چارون طرف بہت پتلی غلام گردش ہے اور

نقشۂ نمبر-۱۴-متعلقۂ صفحہ-۲۴۸-باب اول

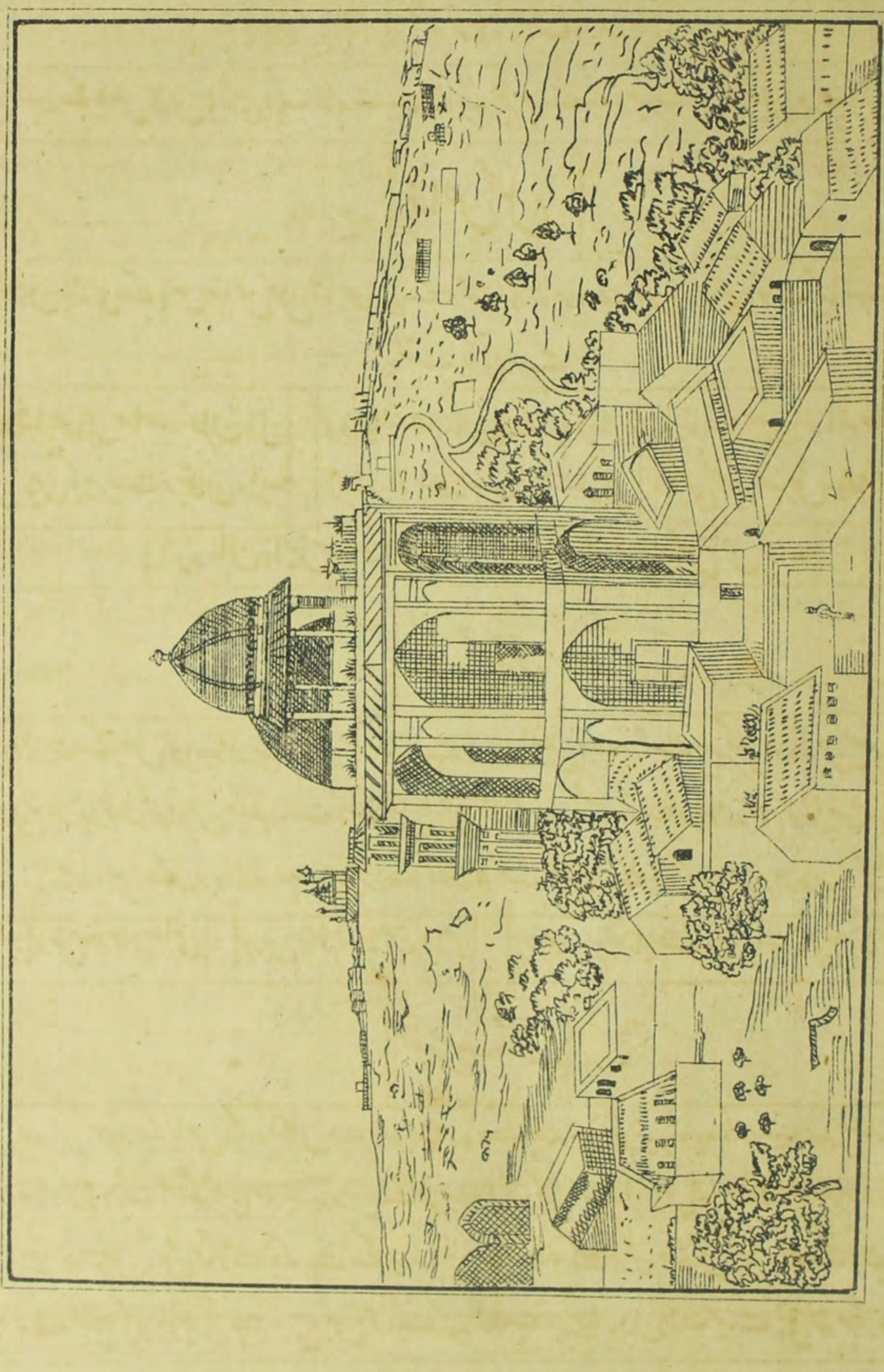

نقشۂ خیر منزل

نقشۂ مسجد قلعۂ کہنہ

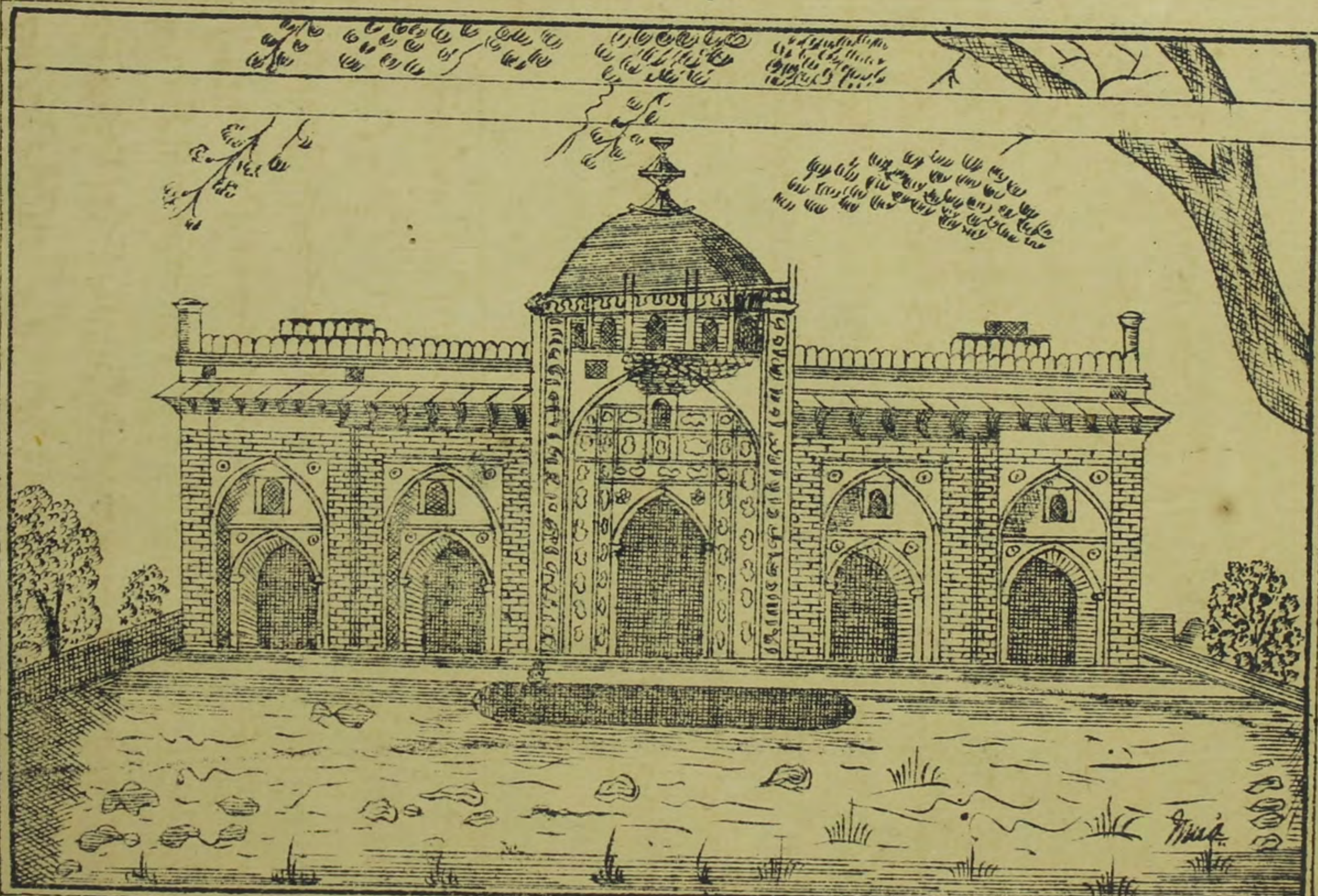

سب سے اوپر ایک برجی ہے - اور مقصود اِس عمارت کے بنانے سے صرف سیرگاہ تھی - جبکہ نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ دوبارہ ہندوستان مین آئے تو اِس عمارت مین کتب خانہ کیا تھا اور کبھی کبھی اعمال ریاضی اُسپر کیا کرتے تھے - جب قضا آتی ہے تو ایک نہ ایک بہانہ ہو جاتا ہے - ایک دفعہ ہمایون بادشاہ اِسی شیر منڈل پر چڑھے سے اُترتے وقت جب بیچ کے درجے مین پہونچے مغرب کی اذان ہونے لگی - بادشاہ نے بیٹھکر اذان سنی اور دعا پڑھکر چاہا کہ جریب پر زور دیکر اُٹھین اتفاقاً جریب پھسل گئی اور نیچے آن پڑے - اور کئی دن بعد انتقال کیا اور ہمایون بادشاہ از بام افتاد + تاریخ انتقال ہوئی غرضکہ یہ مکان وہی ہے جسپر سے نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ گرکر مرے - اِسکا نقشہ دیکھو اور بے ثباتی اور بیقراری دنیاے دون پر عبرت پکڑو - اِس شیر منڈل کے گرد بستی بسی ہے اور گھر بنے ہوے ہین چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے آبادی کا ڈول بخوبی معلوم ہوتا ہے

مسجد قلعہ

یہ مسجد نصیرالدین ہمایون بادشاہ نے قلعہ کے ساتھ بنائی ہے - مین اِس مسجد کی خوبی اور خوشنمائی بیان نہین کرسکتا - یعنی خوش قطع خوبصورت مسجد بنی ہوئی ہے کہ اُس زمانہ کی عمارتون مین اپنا نظیر نہین رکھتی - پانچ در ہین اور عجب قطع کے ہین اگرچہ یہ مسجد سنگ خارا کی ہے لیکن ردکارین سنگ سرخ اور سنگ مرمر اِس خوبصورتی سے لگا ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین ہوسکتا ہے - ہر ہر محراب اور گوشہ پر آیات قرآنی بخط نسخ اور کہین کہین بخط کوفی کندہ ہین - صحن مین بہت اچھا مثمن حوض ہے اگرچہ اب بہت بے مرمت پڑا ہے لیکن کسی زمانہ کے عالی ہمتون کا یادگار ہے - اِس مسجد کی چھت پر جانے کا رستہ بھی عجب قطع سے بنایا ہے - اور اُسکی دیوار کے آثارون مین عجب عمدہ عمدہ نشیمن بنائے ہین - چھت کے اوپر ایک بیچ کا گنبد باقی رہگیا ہے - اور گنبد کے اِدھر اُدھر دو چھتریان تھین کہ وہ اب ٹوٹ گئی ہین - اِس مسجد کا لداؤ اِس خوبصورتی سے بنایا ہے کہ آنکھ اُٹھانے کو دل نہین چاہتا بلکہ یہی دل چاہتا ہے کہ اُسکو دیکھا ہی کیجیے - اِس مسجد پر کوئی کتبہ تاریخ نہین ہے مگر اندر کے پیش طاق کے اِدھر اُدھر کے طاق پر کچھ بیتین کندہ ہین کہ بعینہ نقشہ مین مندرج ہین فانظر الیہ

کابلی دروازہ

شاہجہان آباد کے دلی دروازے کے باہر تھوڑی دور پر پُرانی دلی کا کابلی دروازہ ہے اور پُرانی دلی کی نشانیون

مین سے یہ بھی ایک نشانی ہے - یہ دروازہ عظمت وشان مین بہت معقول ہے - تمام سنگ خارا سے بنا ہوا ہے
لیکن روکار سنگ سرخ کی ہے اِس دروازہ پر دالان اور حجرہ اور نشیمن بہت خوبصورت خوبصورت بنے ہوے
ہین اور اب اسمین جیلخانہ کے سپاہی رہتے ہین - اگرچہ کسی تاریخ کی کتاب سے نہین تحقیق ہوا کہ یہ دروازہ
کس بادشاہ کے عہد مین بنا - لیکن ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ ہمایون کے عہد مین پرانے قلعے کے ساتھ بنا
ہوگا اور ایسا ہی لوگون مین مشہور بھی ہے - اِس مقام پر بجز اِس دروازے کے اور کچھ نشانی پرانی دلی کی باقی
نہین اور اِسی دروازہ کے پاس جیلخانہ ہے

جیلخانہ

یہ جیلخانہ حقیقت مین سرا ہے - جبکہ پرانی دلی ویران ہوتی گئی - یہ سرا بھی ویران ہونی یہانتک کہ
عالمگیر ثانی اور شاہ عالم کے وقت مین بالکل ویران ہوگئی تھی جبکہ انگریزون کی عملداری صاحبان والاشان
نے جیلخانہ کے لیے اِس سے بہتر کوئی عمارت نہ دیکھی اور اِس سرا کی مرمت شکست و ریخت کی کرکے جیلخانہ بنایا
اِس سرا کا دروازہ بہت بلند اور نہایت عالیشان ہے اور اسپر اچھے معقول مکان بنے ہوے ہین کہ جیلخانہ کا
داروغہ اِسمین اچھی طرح سے بفراغت رہتا ہے - اِسی کے پاس دو تین برس سے انگریزون نے شہر کیطرف ایک
نیا جیلخانہ بنایا ہے اور دوسری طرف اسپتال بنائی ہے - غرضکہ اب اِس سرا مین جو ایک مسافرخانہ تھا
بندھوے رہتے ہین - اور دکھ بھرتے ہین - چند روز سے اِسی جیلخانہ کے میدان مین قصاص لینے کو جگہ
تجویز ہوئی اور اب جس کسی کو پھانسی ملتی ہے اِسی میدان مین ملتی ہے اللھم احفظنا من کل بلیات الدنیا والآخرۃ

مہندیان

یہ ایک عمارت تھی عجیب نیچے نو مکانات در درسے بنے ہوے تھے اور اوپر چارون کونون پر چار برجیان تھین
اور ایک بیچون بیچ مین برجی تھی حقیقت تو یہ ہے کہ کچھ نہین معلوم ہوتا کہ یہ عمارت کیا چیز تھی اور کب بنی تھی
اور کس نے بنائی تھی مگر عوام الناس مین یہ مشہور ہے - کہ کوئی نواب تھے کہ جناب حضرت غوث الاعظم کی
جناب مین اِنکو نہایت اعتقاد تھا - اور ہندوستان مین بعضے بعضے لوگون نے یہ رسم نکالی ہے کہ ہر برس
حضرت غوث الاعظم کی مہندیان بھرا کرتے ہین یعنے کھپچیون کی ایک برجی اونچی سی بناکر اور کاغذ سے منڈھکر

نقشہ کوٹلہ فیروز شاہ

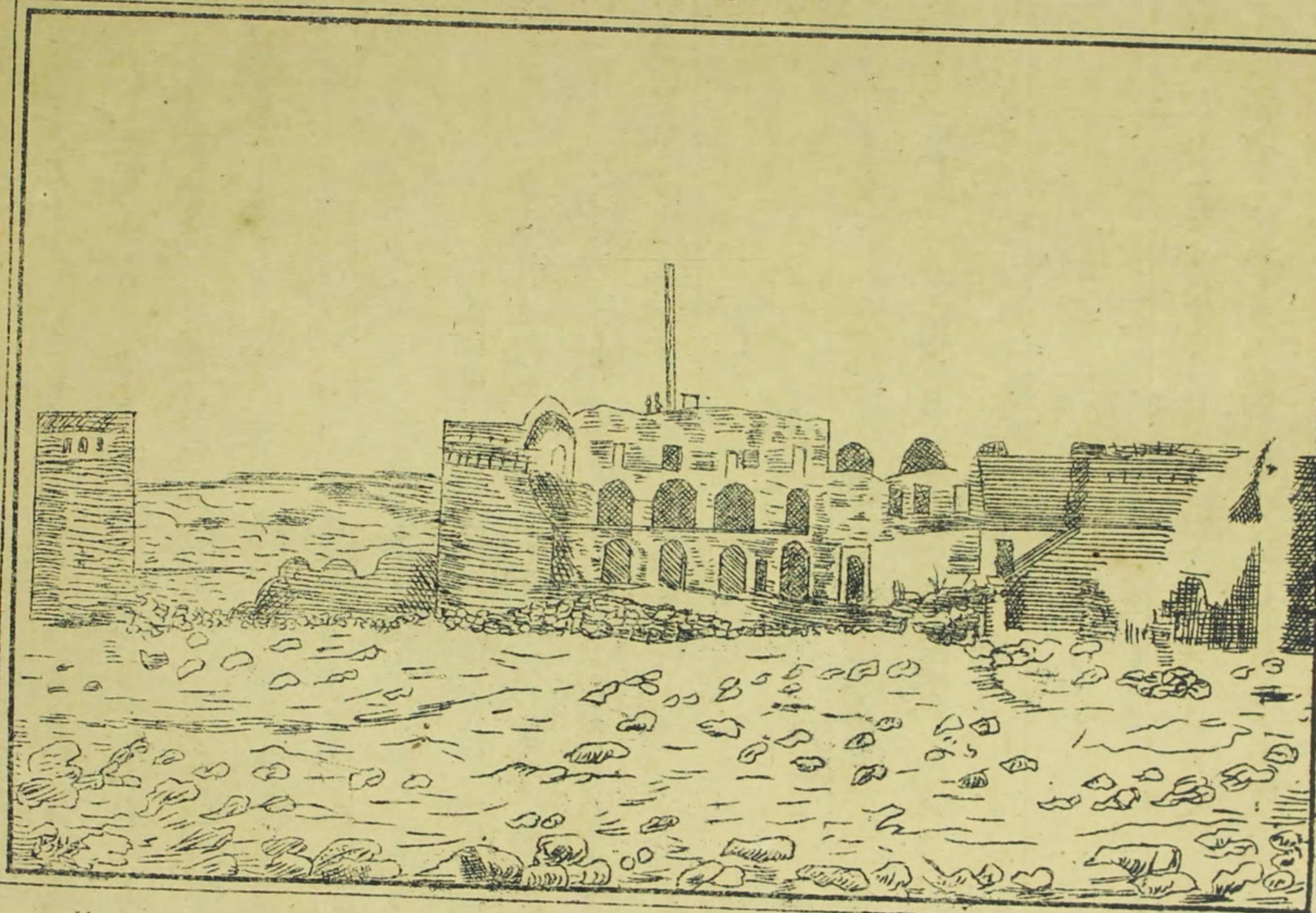

اِسکو روشن کرتے ہین - اُن نواب صاحب کے ہان یہی مہندی روشن ہونے کی رسم تھی - جبکہ وہ نواب ہوے اور اللہ تعالی نے اِنکو روپیہ بہت سا دیا انھون نے اِسی رسم کے سبب ایک عمارت مہندی کی صورت کی بنادی اور ہر برس اِسمین روشنی کیا کرتے تھے اور بہت سا کھانا پکا کر صدخیرات کیا کرتے تھے جب سے اِس عمارت کا نام مہندیان کرکے مشہور ہوگیا مگر یہ نہین معلوم کہ وہ نواب کون تھے جنھون نے یہ مہندی بنائی تھی العہدۃ الراوی اِنھین مہندیون کے قریب ایک میدان ہے اور اُسمین تمام عزیز واقارب خاندان مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے آسودہ ہین - چنانچہ جناب مولوی شاہ ولی اللہ صاحب اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب اور مولوی عبدالقادر صاحب قدس اللہ اسرارہم کے مزار اِسی مقام پر ہین یہ جتنی عمارتین مذکور ہین نقشہ مین سب کی سب موجود ہین - اب پرانے قلعے سے اور اِس مقام تک کوئی ایسی جگہ اور ایسا مکان نہین جو نقشہ کھینچنے کے لائق ہو - مگر بیچ مین دو عمارتین مشہور ہین ایک شیخ محمد کی بائین جو اب شاہ صابر بخش صاحب کے جانشینون کے قبضہ مین ہے - اور ایک مہابت خان کی ریتی اور اِس مقام پر مہابت خان کی حویلی تھی اور اُسکے نیچے دریا بہتا تھا اِس ریتی کا نام مہابت خان کی ریتی ہے،

کوٹلہ فیروزشاہ

یہ عمارت ہے فیروز شاہ کے وقت کی شاہجہان آباد کے دہلی دروازہ کے باہر تھوڑی دور پر دریا کے کنارے ہے اور اِسی عمارت مین ایک لاٹھ بہت اونچی نصب ہے کہ اُسکو فیروزشاہ کی لاٹھ کہا کرتے ہین - اگرچہ کسی کتاب سے خاص اِس کوٹلے کے بننے کی تاریخ نہین نکلتی لیکن تتبع کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ جس زمانہ مین فیروزشاہ نے فیروزآباد بنایا ہے اُسی زمانہ مین یہ عمارت بھی بنی ہے یعنے ۷۵۵ھ ہجری مین کہ آجتک پانسو آٹھ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے - اب یہ عمارت بالکل شکستہ وخراب ہوگئی ہے اور دن بدن ٹوٹتی جاتی ہے چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے اِسکے شکستہ اور خراب ہونیکا بخوبی حال معلوم ہوتا ہے - لیکن لاٹھ اِس عمارت کی بہت نامی اور نہایت مشہور ہے - مین نے ہرچند تحقیقات کی کہ یہ لاٹھ کب کی ہے اور کیون بنائی ہے - لیکن کسی کتاب سے کچھ تحقیق نہین ہوا - اور اِس لاٹھ پر بہت سی عبارت اگلی زبان اور اگلے حرفون مین کندہ ہے کہ وہ کسیسے پڑھی نہین جاتی - اور تھوڑی عبارت شاستری مین کندہ ہے کہ وہ بھی سمجھ مین نہین آتی - لیکن جتنے حرف شاستری کے پڑھے گئے ہین اُنکا ترجمہ لکھدیتا ہون - سدھ سری بکرماجیت سمت ۱۲۲۰ بیساکھ سدی پندرس

سواسون لگنی بشن داس نراین شاہ بہادر معزالدین کجہ داد عمر دراز مقیاس شرف - اِس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ مین سلطان معزالدین محمد بن سام غوری نے کوہ سوالک کو جو شمال ہندوستان مین ہے تاراج کیا ہے - اُسی زمانے مین اِس لاٹھ پر کہ پہلے اُسی مقام پر تھی اور ہندو اُسکو پوجا کرتے تھے یہ عبارت کھدوادی ہے - اور اِس لاٹھ کی حقیقت یہ معلوم ہوئی ہے کہ کوہ کماؤن کے پاس جو ہندوستان کے شمال مین واقع ہے دو لاٹین ٹپری ہوئی تھین اور ہندو یہ بات کہتے تھے کہ یہ دونون لاٹھین ہمارے دیوتاؤن کے گائین برائین کی لاٹھیان ہین اور اِسی اعتقاد سے ہزارون ہندو اِسکی پرستش کیا کرتے تھے اور یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب یہ لاٹھین یہان سے اُٹھینگی یا ٹوٹینگی جب پرلو ہوگی - فیروز شاہ نے یہ بات سُنکر ہندوؤن کے اعتقاد جھوٹھ کرنے کو ایک لاٹھ کو توڑ ڈالا - اور دوسری کو یہان آکر لگایا جب سے فیروز شاہ کی لاٹھ مشہور ہوگئی - غرضکہ یہ لاٹھ بھی عجائب روزگار سے ہے ایک پتھر کی بنی ہوئی ہے اور لوگ کو رنڈ کا پتھر بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ جتنی اوپر ہے اِس سے دوچند نیچے ہے - اور یہ بھی مشہور کرتے ہین کہ اِسس لاٹھ کے نیچے بیشمار خزانہ دفن ہے بعضی تاریخ کی کتابون مین اِس لاٹھ کا طول ساٹھ گز کا لکھا ہے لیکن ہمین نقشے بنانیکے وقت اسطرلاب کے عمل سے اس لاٹھ کی پیمایش کی معلوم ہوا کہ اب جسقدر زمین کے اوپر ہے اُسکا طول اُرتالیس فٹ ۵ - انچھ ہے اور پیڑ کی مٹائی دس فٹ مدور - اِس لاٹھ کا سرا ایک طرف سے تھوڑا سا کسی صدمہ سے ٹوٹ گیا ہے بعضے کہتے ہین کہ بجلی گری تھی اور بعضے کہتے ہین کہ گولہ لگا تھا الغیب عند اللہ - الحمد للہ کہ اِسس کی عمارتون کا بیان ہوچکا اب ہم قطب کی عمارتون کا بیان شروع کرتے ہین

مسجد قوۃ الاسلام

یہ مسجد وہ ہے جسکا ایک مینار قطب صاحب کی لاٹھ مشہور ہے - یہ مسجد نہایت عجیب و غریب ہے - یقین ہے کہ ایسی بڑی مسجد روے زمین پر نہو گی اور چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی - حقیقت مین اپنا مثل روے زمین پر نہین رکھتی باوجود اِسقدر بلندی اور بڑائی کے ایسی خوبصورت اور خوش قطع خوش وضع ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین ہو سکتا - ایک ایک پتھر پر وہ نبت کاری اور گل کاری ہے کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے - اُسکی ایک ایک بیل مسلسل پر سے ہزارون معشوقون کی زلف دوتا قربان ہے اور اِسکے ادنی سے ادنی پھول پنکھڑی پر سے سیکڑون گلرخون کے لب جان بخش نثار نثار ہین - آیات قرآنی ہر ہر جگہ اِس خوبصورت سے کندہ ہین کہ بیان

نہین کیا جا سکتا خط بھی بہت خوشخط ہے نسخ سیاہی ہے اور کوئی ویسا ہی مگر افسوس کہ یہ فلک کجرفتار جو اُسکی بر چھائین ہونیکی بھی لیاقت نہین رکھتا تھا ایسے عالی مکان کو نہ دیکھ سکا - اول عشق مین انگشت نما مجھکو کیا - یہ نجانا کہ یہ نوخیز شجر جلتا ہے - پہلے تو اُسکو بننے نہین دیا - اور پوری ہونے نہین پائی کہ بنانیوالے کی عمر پوری ہو گئی اور یہ عمارت ادھوری رہ گئی جسقدر کہ بن چکی تھی اُسکو بھی نہ دیکھ سکا کہ جا بجا سے ٹوٹ گئی اور بے مرمتی کے سبب بالکل خراب ہو گئی اب یہانتک نوبت پہونچی ہے کہ اِس عمارت عالی کا ایک ایک پتھر بڑھیا کے دانتون کی طرح گرتا جاتا ہے اور جو باقی ہے وہ خل خل ہلتا ہے - اِس مسجد کے بننے کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے اِس مقام پر جہان اب مسجد ہے راے پتھورا کا بُت خانہ تھا اور یہ بت خانہ بھی ایسا نامی اور گرامی تھا کہ سومنات کے بُت خانہ کو اور دلی کے بُت خانہ کو برابر سمجھا کرتے تھے - آخر کار سلطان معزالدین محمد بن سام نے جو سلطان شہاب الدین کر کے مشہور ہے ۵۸۷ھ ہجری مین راے پتھورا کو شکست دی اور اُس بت خانہ کو فتح کر کے تمام بُت توڑ ڈالے اور اِس مسجد عالی کی بنا رکھی ؎ بہ بین کرامت بت خانہ مرا اے شیخ ٭ کہ چون خراب شود خانۂ خدا گردد ٭ جب سے اِس مسجد کے بننے کی بنیاد پڑی اور کئی بادشاہون کے وقت مین یہ مسجد بنی اور اِسپر بھی ناتمام رہگئی کہ اِسکا مفصل بیان آگے آویگا - لیکن اب یہ مسجد بسبب شکستہ ہو جانیکے اور نیز بسبب ناتمام رہنے کے دیکھت بھلی ہو گئی اور دیکھنے والون کی سمجھ مین نہین آتی کہ یہ عمارت کیونکر بنی ہے اور کِس کِس قطع پر تھی - اِسواسطے مجھکو مناسب معلوم ہوا کہ اول تھوڑا سا حال اِس عمارت عالی کی قطع کا بیان کر دون کہ کس قطع پر یہ مسجد بنی تھی اور کیونکر اِسکی بنیادین رکھی گئی تھین تا کہ دیکھنے پڑھنے والون کو اُسکی وضع بخوبی معلوم ہو جاوے - جاننا چاہیے کہ جب راے پتھورا کا بت خانہ فتح ہوا اور اِس جگہ مسجد کا بنا ٹھہرا اور بتخانہ خانۂ خدا ہونے لگا اُسوقت یہ تجویز ٹھہری کہ اُس بتخانہ کی عمارت بھی بہت عمدہ اور نہایت بے نظیر ہے یہ عمارت بھی بدستور رہے اور مسجد بنجاوے - کہ اِسمین دو فائدے تھے ایک باقی رہنا عمارت عمدہ کا دوسرے پایا جانا شان اور شوکت اور نشان توہ اسلام کا کہ ایسا بڑا بت خانہ اسلام کے زور سے ٹوٹ کر خانۂ خدا اور مسجد اعلی بنا اِسی خیال سے اِس مسجد کے بنانے والون نے رفتہ رفتہ مسجد کے پانچ ٹکڑے کر ڈالے اور اِس مسجد کو پانچ چوک پر تقسیم کر کے ہر ایک چوک کے جدا جدا مکان بانٹ دیے اور بُت خانے کی عمارت اِس خوبصورتی سے بٹ گئی کہ گویا اِسی مسجد ہی کے لیے بنی تھی مگر کچھ کچھ بُت خانہ کے مکان جو بیہودہ ڈول آن پڑے تھے اُنکو وہان سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ موقع سے لگا دیے - اِس بتخانے کی عمارت مین ہزار ہا

ستون لگے ہوے تھے اور کچھ عمارت نہ تھی لیکن ستونون پر نبت کاری کی ہوئی تھی اور ہر بیل بوٹے پھول پتی کی جگہ بتون کی مورتین بنی ہوئین تھین ۔ مسلمانون کے عہد مین اتنا تصرف ہوا کہ جس جس جگہ ستون اور داسون اور کونون محرابون وغیرہ مین بتون کی صورتین بنی ہوئین تھین اُنکی صورتین بگاڑ دی گئین ۔ کسی کا تو سر کاٹ ڈالا اور کسی کی ناک چھیل دی اور کسی کی آنکھ اندھی کردی غرضکہ صورت قائم رکھی ۔ ابتک اُن ستونون مین بتون کی بگڑی بگڑائی مورتین موجود ہین اور جو کہ راے پتھورا کے بتخانہ کی عمارت کے یہ ستون موجود ہین اور گویا بہت قدیم عمارت کے نشانی ہین اِسواسطے ہم اُسکا بھی نقشہ اور بیان علیحدہ ایک مقام پر لکھینگے ۔ اب اِس مسجد کے درجون کا حال لکھنا شروع کرتے ہین اور اول اُسکے مینار کا جسکو قطب صاحب کی لاٹھ کہتے ہین بیان کرنا شروع کرتے ہین

قطب صاحب کی لاٹ

یہ لاٹ حقیقت مین مسجد قوۃ الاسلام کا مینار ہے اِسکی رفعت اور شان اور بلندی اور خوشنمائی کا بیان نہین کیا جا سکتا ۔ یہ لاٹ اِسقدر بلند ہے کہ بہت دور دور کے پھرنے والے بجز ایک آدھ جگہ کے ایسی بلند کوئی عمارت روے زمین پر نہین نشان دیتے ۔ نقل مشہور ہے کہ اگر اِسکے نیچے کھڑے ہو کر اوپر دیکھو تو ٹوپی والے کو ٹوپی اور پگڑی والے کو پگڑی تھام کے دیکھنا پڑتا ہے ۔ یہ لاٹ اِسقدر بلند ہے کہ آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ اِسکے اوپر سے بیشک آسمان کو پکڑ لونگا اور اِس نردبان آسمانی کے ذریعہ سے بے شبہہ آسمان پر چڑھ چلونگا بارہا لوگون کو اتفاق ہوا ہے کہ ساون بھادون کے مہینے مین کہ عین موسم پھول والون کی سیر کا ہوتا ہے اِس لاٹ پر چڑھے ہوے ہین جب نیچے اُترے تو دیکھا کہ خوب مینہ برس گیا ہے جب جانا کہ اللہ اکبر ابر اِس لاٹ سے نیچا تھا ۔ اِس لاٹ کے اوپر سے نیچے کے آدمی ذرا ذرا سے معلوم ہوتے ہین اور چھوٹے چھوٹے آدمی ننھے ننھے ہاتھی گھوڑے دکھائی دینے کے سبب بڑا تماشا معلوم ہوتا ہے اور اِسیطرح نیچے والون کو اوپر کے ذرا ذرا سے معلوم ہوتے ہین اور ایسا شبہہ پڑتا ہے کہ فرشتے آسمان پر سے اُترتے ہین ۔ غرضکہ یہ لاٹ عجائب روزگار سے ہے کہ روے زمین پر اپنا مثل نہین رکھتی ۔ باوصف اِسقدر بلندی اور عظمت کے ایسی خوبصورت خوش قطع بنی ہوئی ہے کہ بے اختیار دیکھنے ہی کو جی چاہتا ہے ۔ اِس لاٹ مین بالکل سنگ سرخ لگا ہوا ہے اور جو تھا درجہ سنگ مرمر کا ہے اور ہر ہر درجہ پر آیات قرآنی کھدی ہوئی ہین اور جا بجا نبت کاری بنی ہوئی ہے اِس لاٹھ

کے بیچ مین مدور اور کمر کی ایسی خوبصورت نجین ہین کہ جسکا کچھ بیان نہین ہو سکتا۔ جوکہ اُسکی خوبی بیان سے باہر ہے اِسواسطے اب ہم اِسکے بننے کا حال بیان کرتے ہین۔ کہ اِس لاٹ کو سلطان شمس الدین التمش نے اپنے عہد سلطنت مین بنایا ہے اور جوکہ سلطان شمس الدین التمش سنہ ٦٠٧ ہجری مین دلی کا بادشاہ ہوا ہے اِسواسطے کہا جا سکتا ہے کہ اِس لاٹ کو بنے ہوے چھ سو چھبین برس کے قریب عرصہ گذرا لیکن میری راے مین تتبع کتب تواریخ اور سیاق اور سباق بادشاہون کے حال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اِس لاٹ کی عمارت سنہ ٦٢٦ ہجری کے بعد تمام ہوئی ہے۔ بہر حال یہ لاٹ سلطان شمس الدین التمش کی بنائی ہوئی ہے اور یہ نشانی اُسی بادشاہ کی بلند ہمتی کی ہے بعد اُسکے جو بادشاہ ہوا اِس عمارت کو عجیب و غریب سمجھکر ہمیشہ مرمت کرتا رہا چنانچہ ایک دفعہ فیروز شاہ کے وقت مین اِس لاٹ پر بجلی گری تھی اور اِس سبب سے اِس لاٹ مین نقصان آگیا تھا۔ اِسواسطے سنہ ٧٧٠ مین سلطان فیروز شاہ نے اِس لاٹ کو مرمت کی اور بعد اُسکے اِس لاٹ مین پھر شکست ریخت ہو گئی تھی اور مرمت کی حاجت پڑی تھی۔ جب سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی نے سنہ ٩٠٩ ہجری مین اِس لاٹ کی مرمت کی۔ بعد اُسکے یہ لاٹ صدمۂ بھونچال اور بجلی سے پھر ٹوٹ گئی تھی اور جڑ کے پاس سے کچھ پتھر گر پڑے تھے۔ کہ حکام والا مقام انگریزی نے اپنی عالی ہمتی اور نام آوری سے اِس لاٹ کی مرمت کی اور اسمت صاحب گڈھ کپتان اِس مرمت کے مہتمم تھے کہ اِس بات کو بیس برس کے قریب عرصہ گذرا ہوگا مشہور ہے کہ اِس لاٹ کی مرمت اور اِسکے گرد نواح کے مکانون کی صفائی اور سڑک بنانے مین ایک لاکھ روپیہ سرکار کا خرچ ہوا ہے۔ واقعی مین یہ بات ہے کہ بقا اِس لاٹ کی صرف اِس مرمت سے ہوئی اور یہ نامی اور عجیب عمارت صرف اِس مرمت کے سبب ابتک قائم رہی ورنہ کبھی کی گر گرا چکی ہوتی۔ پہلے اِس لاٹ کی صورت اور تھی اور اب اور ہو گئی ہے۔ بڈھے بڈھے آدمیون سے تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ پہلے اِس لاٹ کے ہر ہر درجہ پر کٹہرا نہین تھا بلکہ کٹہرے کی جگہ کنگورے بنے ہوے تھے یہ کٹہرا اسمٹ صاحب نے بنایا ہے اِسواسطے کہ کنگورے بالکل ٹوٹ گئے تھے اگر غور کر کے دیکھو تو کنگورے اِس عمارت کے لیے بہت مناسب اور خوشنما تھے اور حقیقت مین اِسطرح کی عمارت پر کنگورے ہی زیبا تھے۔ بعضی کتابون مین سے پایا جاتا ہے کہ یہ منارہ ہفت منظری تھا یعنے سات کھنڈ کا اور اِس لاٹ کے سات کھنڈ مشہور بھی ہین لیکن اب پانچ باقی ہین۔ جب اِس بات کی پُرانے پُرانے آدمیون سے یہ تحقیقات کی گئی تو اِس قدر معلوم ہوا کہ یہ لاٹ جس قدر اب موجود ہے یعنے پانچوین کھنڈ پر

ایک اور چھوٹا سا گنبد تھا اور اِسمین چارون طرف چار دروازے تھے لوگ اُسمین جاکر بیٹھا کرتے تھے اور اِسمین بھی ایک طرف سے چھوٹی چھوٹی سیڑھیان اوپر جانے کو بنی ہوئی تھین اور شاید اُسپر بھی کچھ مکان ہو کہ اب کسی کو یاد نہین اِس بیان سے لکھا ہو اکتاب کا اور جو بات عوام الناس مین مشہور چلی آتی ہے صحیح معلوم ہوئی کہ اِس لاٹ کے سات ہی کھنڈ تھے انگریزون کی عملداری سے پہلے دو کھنڈ اِسکے تو بالکل ٹوٹ گئے تھے اور تیسرے مین بھی جواب سب کے اوپر ہے قلم کی تراش کے طور پر شکست آگئی تھی کہ حکام والا مقام انگریزی نے اُسکی مرمت کی اور جسقدر اِس لاٹ کا چھٹا کھنڈ تھا اتنی بلند سنگین آٹھ دری برجی بناکر لگائی کہ وہ چھٹا کھنڈ ہوا اور اُسکے اوپر ایک اور کاٹ کی برجی لگائی تھی کہ وہ ساتوین کھنڈ کی جگہ تھی اور اِس طرح کرکے اِس لاٹ کی اُنچائی پوری کردی تھی - مگر اِس طرح پر لاٹ بن جانے کے بعد پھر بجلی اور ہوا کے صدمہ سے وہ سنگین برجی جو چھٹے کھنڈ کے قائم مقام تھی اور وہ کاٹ کی برجی جو ساتوین کھنڈ کی جگہ بھی نہ ٹھہر سکی اور شکستہ ہوگئی اِسواسطے اُنکو لاچار لاٹ پر سے اُتار لیا کاٹ کی برجی کا تو نام ونشان نہین رہا مگر سنگین برجی کو یادگاری کے طور پر لاٹ کے پاس کھڑا کردیا ہے - چنانچہ نقشہ مین موجود ہے - مین نے اِس لاٹ کی بلندی کو اسطرلاب سے بعمل اصابع اور اقدام کے پیمایش کیا اور پھر ہر ہر درجہ کو ڈور سے بھی برتا معلوم ہوا کہ اِس لاٹ کا پہلا کھنڈ چھیانوے فٹ کئی انچ کا ہے جسکے بتیس گز کئی انچ ہوے - اور دوسرا کھنڈ پچاس فٹ کئی انچ کا ہے جسکے سترہ گز کے قریب ہوے اور تیسرا کھنڈ چالیس فٹ کئی انچون کا ہے جسکے کچھ اوپر تیرہ گز ہوے اور چوتھا کھنڈ پچیس فٹ کا ہے جسکے سوا آٹھ گز کے قریب ہوے - اور پانچوان کھنڈ بھی اُس تھوڑی سی اونچائی سمیت جو برجی کٹہرے کے اندر ہے پچیس فٹ یعنے سوا آٹھ گز کے قریب ہے اور تین فٹ اونچا برنجی کٹہرہ ہے - اِس حساب سے معلوم ہوا کہ اِس لاٹھ کے پانچون کھنڈ یعنے اب موجود ہین انثی گز کے قریب اونچے ہین - اور سنگین برجی کی اونچائی جواب نیچے اُتار رکھی ہے سترہ فٹ کئی انچھ کی ہے جسکے چھ گز کے قریب ہوے اور کہتے ہین کہ پانچ گز اونچی اِسپر چوبی برجی تھی اور اِسپر پھرہرا لگا کرتا تھا جسٹر کی طرف سے یہ لاٹ ڈیڑھ سو فٹ یعنے پچاس گز مدور ہے اور پانچون درجہ پر سے جہان برجی لگی تھی تیس فٹ یعنے دس گز مدور ہے - اور قیاساً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِس مقام پر جو سنگین اور چوبی برجی اور اُسپر پھرہرا لگایا تھا - وہ اِس اندازہ سے لگایا ہوگا کہ اگر اِس لاٹ کے سطح کے ملاصق دو خط مستقیم کھینچتے چلے جاوین

نقشہ درجہ اول مسجد قوۃ الاسلام

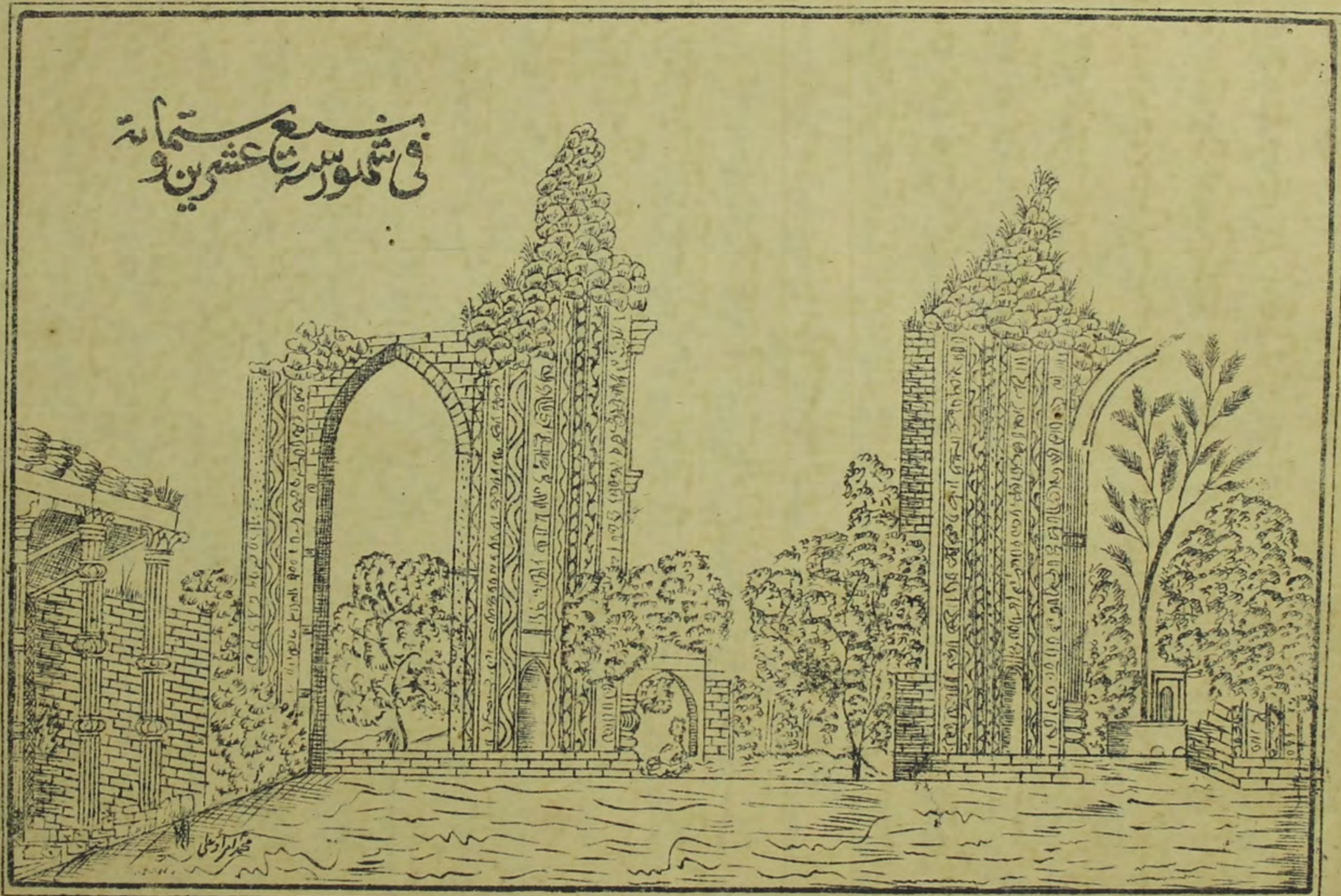

تو پھر ہرہ کے سرے پر جاکر تقاطع کرین اور پوری مخروطی تمام شکل بنجاوے - یہ لاٹ اندر سے خالی ہے اور اسمین سیڑھیان بنی ہوئی ہین کہ اُنپر سے اِس لاٹ کے اوپر چڑھ جاتے ہین - اگلے زمانہ کا تو حال معلوم نہین کہ اِس لاٹ مین کتنی سیڑھیان تھین لیکن اب اِس لاٹ پر چڑھنے کی سیڑھیان اِس حساب سے ہین کہ پہلے درجہ مین تو ایکسو چھبین اور دوسرے درجے مین اٹھتر ہین تیسرے مین باسٹھ اور چوتھے مین اکتالیس اور پانچوین بھی اکتالیس ہین کہ کل سیڑھیان اِس لاٹ کی تین سو اٹھتر ہین اور چوتھے اور پانچوین درجہ مین کچھ محرف سیڑھیان کٹہرہ کیطرف آنیکو بنی ہوئی ہین اگرچہ اُنکو بلندی سے کچھ علاقہ نہین لیکن معلوم رہنے کو لکھدیتے ہین کہ چوتھے درجہ مین تو پانچ سیڑھیان اور پانچوین درجہ مین تین سیڑھیان محرف ہین اِس تمام لاٹ پر آیات قرآنی کندہ ہین اُنکے بیان کرنیکی تو کچھ حاجت نہین مگر چھ کتبہ اِس لاٹ کے قابل بیان کرنیکے ہین کہ اُنمین اِس لاٹ کے بنانیوالے اور مرمت کرنیوالون کے نام لکھے ہوے ہین اور ایک مین معمار کا بھی نام ہے - چنانچہ وہ سب کتبہ بعینہ اُسی خط اور اُسی طور سے نقشہ مین ہر ہر درجہ کے مقابل موجود ہین - اِن کتبون مین سے چوتھے درجہ کے تو گرد ٹیکہ مین کتبہ لکھا ہوا ہے اور باقی سب کتبہ ہر ہر درجہ کے دروازون پر کندہ ہین - اِن کتبون مین بعضے حرف اور طرح سے خلاف رواج حال لکھے ہین اور بعضے پڑھنے مین نہین آتے غلطی ناقل اُنمین نہ سمجھی جائے اصل لاٹ پر بھی اِسیطرح ہین اب قصہ کوتاہ کرو اور نقشہ دیکھو کہ یہ چیز بھی کیا عجائب روزگار سے ہے

درجہ اول مسجد قوۃ الاسلام

جنوب کیطرف لاٹ کے سامنے جو تین در ہین یہ اِس مسجد کا پہلا درجہ ہے - اگرچہ یہ درجہ اور درجون سے پیچھے بنا ہے مگر اب قطع مین پہلا آن پڑا ہے - اِس درجہ مین قبلہ کیطرف تین در ہین بیچ کا در بڑا اور اِدھر اُدھر کے بغلی در چھوٹے اور یہ تینون در سنگ سرخ کے بنے ہوے ہین اور اُسپر نسخ اور کوفی خط مین آیات قرآنی کندہ ہین اور بدستور بیل بوٹے پھول پتے نبت کاری کے بنے ہوے ہین - اِس درجے کے تینون درون مین سے جنوب کیطرف کے چھوٹے در کی تو آدھی محراب آگے سے اور بیچ کے بڑے در کی اور شمالی چھوٹے در کی ساری محراب ٹوٹ گئی ہے صرف بازو باقی رہ گئے ہین اِس درجہ کے جنوبی ضلع مین راے پتھورا کے بتخانہ کی عمارت موجود ہے - یعنے اِسیطرح بیسیون ستون اوپر تلے لگے ہوے ہین - اور اُنپر پتھرون کی پٹیان ڈالکر چھت پاٹ دی ہے - اور اِسی ضلع مین آمدرفت کے لیے ایک دروازہ تھا کہ وہ اب ٹوٹ گیا ہے مگر نشان معلوم ہوتا ہے - اور اِسیطرح کا اِسکا شمالی ضلع تھا کہ اُسکی عمارت بالکل ٹوٹ گئی ہے اور اِسطرف بھی ایک دروازہ تھا اِس درجہ مین سے دوسرے درجے مین جانیکا کہ اُسکی محرابین وغیرہ بھی ٹوٹ

گئی ہین مگر کچھ کچھ نشان بازودن کا باقی ہے - اِس درجہ کے جنوبی چھوٹے درکے بازو پر ۶۲۷ھ ہجری کندہ ہین - اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ درجہ سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین بنا اُسکو آجتک چھ سو چھبیس برس کے قریب عرصہ گذرا ہی - اِس مسجد کے در ایسے بلند ہین کہ اور کہین دیکھنے مین نہین آئے - اگرچہ اِسکا بیچ کا در ٹوٹا ہوا ہے لیکن اور درجون کے درجو اِسکے برابر ہین اور ٹوٹے بھی نہین اُسکے بلندی اڑتالیس فٹ کی پیمایش ہوئی اسطرلاب کے عمل سے پس اِسکا بیچ کا در بھی اڑتالیس فٹ کا ہوگا اور بغلی چھوٹے در اٹھائیس اٹھائیس فٹ کے اونچے ہین - اِس درجہ کا عرض مع بغلی ضلعون کے ایک سو بارہ فٹ کا ہے اسی حساب پر اِس مسجد عالی کی عظمت و شان خیال کرنی چاہیے کہ کتنی بڑی مسجد تھی - اور انشاء اللہ تعالی ہم ہر ہر درجہ کی پیمایش اپنے اپنے مقام پر لکھینگے اب اِس مقام پر اِس درجہ کا نقشہ لکھا جاتا ہے تاکہ جو کچھ ہمنے بیان کیا ہے وہ آنکھون سے بھی دیکھا جاے اور شنیدہ مانند دیدہ ہو جاوے اِس درجہ کا کتبہ بعینہ اُسی خط اور عبارت سے نقشہ کے حاشیہ مین مندرج ہے - اُسکو دیکھو اور اللہ تعالی کی قدرت کو یاد کرو اور بے ثباتی دنیا پر عبرت پکڑو فاعتبروا یا اولی الابصار

درجہ دوم مسجد قوۃ الاسلام

یہ درجہ بہت بڑا ہے اور اب اِسکے برابر کوئی درجہ نہین - اور سبب اِسکا یہ ہے کہ اِس مسجد کے کل تین درجے تیار ہوے تھے اور دو درجے بن بنے رہگئے اِس سبب سے یہ درجے گویا بیچ کا درجہ ہوگیا اور اُسپر خوبی یہ ہوئی کہ یہ درجہ پہلے اور تیسرے درجے سے بڑا بھی تھا اِسواسطے کہ اِسکے مقابل کا چوتھا درجہ بنتا - اِس درجے مین قبلہ کیطرف پانچ در ہین اِدھر اُدھر دو دو در تو چھوٹے ہین اور بیچ کا پانچوان در بہت بڑا ہے - جیساکہ پہلے درجہ مین ایک بڑا در تھا اِن درون کی بلندی بھی اتنی ہی ہے جتنقدر کہ پہلے درجہ کے درون کی بلندی تھی - اِس درجہ کے درون پر نہایت تکلف کی نبت کاری اور طرح بطرح کے بیل بوٹے پھول پتے بنے ہوے ہین کہ بیان سے باہر اور ایسا تکلف کا کام اور کسی درجہ پر نہین بنا ہوا ہے اور بدستور آیات قرآنی کندہ ہین اور بسبب ٹوٹ جانے حرفون کے اکثر جگہ سے پڑھی نہین جاتین - اِسی درجہ کے بیچ کے در پر بائین طرف سال تعمیر یعنی ۵۹۴ھ ہجری اور ماہ ذیقعدہ کندہ ہے - اِس درجہ کو سلطان معز الدین محمد بن سام نے اپنے عہد سلطنت مین بنوایا ہے اور سال تعمیر سے جو اوپر مذکور ہوے چھ سے آٹھ برس کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے - یہ درجہ سب درجون سے پہلے کا بنا ہوا ہے اور اصل جگہ راے پتھورا کے بُت خانہ کی یہی تھی اور گویا یہی درجہ مسجد قوۃ الاسلام

کی بنیاد ہے اور اور درجے اور بادشاہون نے بنائے ہین اِسکے جنوبی ضلع مین بدستور راے پتھورا کے بتخانہ کے ستون لگے ہوے ہین - اور اِسی طرف ایک دروازہ آمد رفت کا تھا جو گر پڑا ہے مگر نشان باقی ہے - اور اسیطرح شمال کیطرف ستون لگے ہوے ہین اور اسطرف بھی ایک دروازہ آمد رفت کا ہے اور ابتک موجود کہ اُسکا حال بھی آگے بیان کیا جاویگا - اور شرقی ضلع مین بھی بدستور ستون لگے ہوے ہین اور اسطرف بھی ایک دروازہ آمد رفت کا قائم اور ثابت ہے کہ اِس دروازہ کا بھی حال ہم آگے بیان کرینگے - اور اِسی درجہ کے غربی ضلع کے ستون بہت اچھے ہین اور بتون کی صورتین بھی دکھائی دیتی ہین - اِسواسطے ہم اِس ضلع کا بھی ایک نقشہ علٰحدہ کھینچین گے کہ گویا وہ نقشہ راے پتھورا کے بتخانہ کی عمارت کا ہوگا - اِس درجہ کا عرض قبلہ کی طرف سے جنوبی اور شمالی ضلعون سمیت ایک سو اٹھتیس فٹ کا ہے اور اِسی درجہ کے صحن مین لوہے کی لاٹ ہے کہ ہم اب اُسکا بیان کرتے ہین

لوہے کی لاٹ

اِس لاٹ کا کچھ حال نہین تحقیق ہوتا کہ یہ کیا چیز ہے اور کِسکے وقت کی بنی ہوئی ہے - لیکن اِسمین کچھ شک نہین کہ بہت قدیم ہے اِسواسطے کہ اِسپر اگلے حرفون اور اگلی زبان مین کچھ عبارت کندہ ہے کہ وہ پڑھنے مین نہین آتی - بعضے لوگ یہ بات کہتے ہین کہ سلطان معزالدین محمد بن سام نے جسنے یہ مسجد بنائی ہے اِس لاٹ کو بطور مقیاس کے لگایا تھا - یہ بات تو غلط محض معلوم ہوتی ہے لیکن اگر اِسقدر ہو کہ یہ لاٹ پہلے سے راے پتھورا کے بتخانہ مین لگی ہو اور سلطان معزالدین محمد بن سام نے بھی اِس لاٹ کو یہ سمجھکر کہ چلو مقیاس ہی سہی دن ہی دیکھنے کے کام آویگی اور اِس نشانی سے شوکت اسلام کی پائی جاویگی بدستور رہنے دی ہو تو ہو سکتا ہے اور بعضے لوگ اِس لاٹ کے بننے کی یہ تقریر کرتے ہین کہ راے پتھورا کے وقت کے نجومیون نے راے پتھورا سے یہ بات کہی کہ ہم تمھارے شہر مین ایک ایسی کیلی گاڑ دیتے ہین کہ جب تک وہ کیلی قائم رہیگی تمھارا راج نہین ڈگنے کا - راے پتھورا نے اُسکی دلیل پوچھی پنڈتون نے حرکات کواکب کا اور اُنکی تاثیرات کا بیان کیا - راے پتھورا کی سمجھ مین نہ آیا اور جو کہ اُسکی تیاری مین زر خطیر خرچ ہوتا تھا اِسواسطے بغیر سمجھے وہ اِس کام پر مبادرت بھی نہین کرتا تھا - آخر کار پنڈتون مین سے ایک پنڈت جو بہت بڈھا اور نہایت عقلمند تھا اُسنے سوچا کہ بے مورکھ سمجھاونی کے کام نہین چلتا ایک بات بنایا چاہیے کہ راجہ کی سمجھ مین آوے اور - تکلموا الناس علے قدر عقولہم - پر کام کیا جاوے -

یہ سوچکر اُس پنڈت نے ایک دن پھر اِسکا ذکر چھیڑا - راے پتھورا نے اپنی عادت کے موافق کہا کہ مجھکو اِسکا سبب سمجھا دو - اِس پنڈت نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ مہاراج پرتھی راج یہ کہنے کی بات نہین ہے اگر آپ ایسا ہی پوچھتے ہین تو الگ چلیے اور سارا حال سنیے مگر اور کسی سے نہ کہیے گا - راجہ جی نے جھٹ پٹ خلوت کی اور پنڈت جی سے پوچھا پنڈت جی نے کہا کہ سنو مہاراج پرتھی راج ساری دھرتی کے مالک اور دیوتا راجہ باسک ہین یعنے شاہنشاہ سانپون کا اور اُنکا گذر ساری دھرتی مین ہوتا ہے - اب تھوڑے دن باقی رہ گئے ہین کہ وہ اِس دھرتی مین آیا چاہتے ہین ہم اِس کیلی کو اُنکے سر پر گاڑینگے کہ نہ کیلی اُکھڑے نہ راجہ باسک یہان سے جاوین - اور نہ یہان کا راج مٹے - یہ بات راے پتھورا کی سمجھ مین آگئی اُسنے کیلی گاڑنے کا حکم دیا سب پنڈت جمع ہوے اور حرکات کواکب کی دیکھ کے وقت معین پر اِس کیلی کو گاڑا - راجہ نے پوچھا کہو پنڈت جی یہ کیلی راجہ باسک کے سر پر بیٹھی - اُنھون نے کہا کہ ہان پرتھی راج بیٹھی - خیر یہ بات تو گئی گذری کیلی گڑ گئی تھوڑے دنون بعد راے پتھورا کے دل مین یہ خدشہ گذرا اور دل مین وسوسہ آیا کہ رام جانے یہ کیلی راجہ باسک کے سر پر بیٹھی یا نہین - اِس وہم سے پنڈتون کو بلا کر کہا کہ مجھکو راجہ باسک کا سر دکھا دو یا کیلی کو اکھڑوا دو کہ لہو مین بھری ہے یا نہین ہرچند پنڈتون نے منع کیا لیکن اُسنے نہ مانا پر نہ مانا اور کیلی کو اکھڑوا یا وہان کیا تھا کیسا لہو کیا راجہ باسک مگر پنڈتون نے اپنے تئین سچا کرنے کو اُسکی پیندے مین کسی حکمت سے لہو لگا دیا - اور کہا دیکھو عین راجہ باسک کے سر پر تھی - راے پرتھی راج کو بہت افسوس ہوا اور فی الفور کیلی کو پھر گڑوا دیا لیکن پھر گڑوانے سے کیا ہوتا ہے وہ وقت کہان تھا اُسکے بعد تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ مسلمان آئے اور راے پتھورا بقول بعضے مارا گیا اور بقول بعضے قید ہوکر غزنین بھیجا گیا اور مسلمانون کا عمل ہو گیا اور میرے نزدیک بھی یہی روایت قریب بصدق معلوم ہوتی ہے - اگرچہ دیکھنے والے اِس کتاب کے میری اِس تحریر کو بجز ایک افسانہ کے اور کچھ نہین سمجھین گے - لیکن تاریخ کے دیکھنے والون اور نجوم کے واقفین کو بخوبی یاد اور معلوم ہوگا کہ اِس قسم کی چیزین اگلے زمانہ کے حکیمون اور نجومیون نے بہت بنائی ہین کہ اُنپر ایک حادثہ گذرنا دوسرے حادثہ عظیم مثلاً تبدیل راج یا اور کسی طرح کے حادثہ سے مطلع کرتا تھا - چنانچہ اُسکا ذکر بہت معتبر تاریخ کی کتابون مین موجود ہے - پس اگر پنڈتون نے بھی حرکات کواکب کی انضباط پر یہ کیلی گاڑی ہو تو کیا عجب ہے - غرض کہ یہ لاٹ بھی عجائب روزگار سے ہے - سر سے

پانون تک ایک لوہے کی ڈھلی ہوئی ہے اسکو دیکھ کر آدمی کی عقل ہرن ہوتی ہے کیونکر بنی ہوگی اور کسطرح گھڑی کی گئی ہوگی - جبکہ مین نے اس مقام کا نقشہ کھینچا تو اس لاٹ کو بھی ناپا فٹ سے بھی اور اسطرلاب کے عمل سے بھی کل اونچائی اسکی بائیس فٹ چھ انچھ کی نکلی اور جڑ کی موٹائی پانچ فٹ تین انچھ کی بدور معلوم ہوئی - اس لاٹ پر جسنے چاہا ہے اپنا نام کھود دیا ہے اور کسی نے پھول بنا دیا ہے کسی نے کسی جانور کی صورت بنا دی ہے لیکن جو اسکا اصلی کتبہ ہے وہ اگلے حرفون مین ہے کہ پڑھا نہین جاتا اور نہ حرف سمجھ مین آتے ہین - مین نے سنا ہے کہ کسی شخص نے اس کتبہ مین سے صرف اسقدر الفاظ - سری راے پرتھی راج - پڑھا تھا اور باقی پڑھا نہ گیا - جبکہ عوام الناس اس لاٹ کے دیکھنے کو آتے ہین اسوقت بڑا تماشا ہوتا ہے یعنے عوام الناس مین یہ مشہور ہے کہ جس شخص کے کولی مین یہ لاٹ آجاتی ہے وہ تو حلال کا ہوتا ہے اور جسکی کولی مین نہین آتی وہ حرام کا ہوتا ہے - اور اس سبب سے کہ یہ لاٹ گاؤدم بنی ہوئی ہے لنبے قد کے آدمی کے تو کولی مین آجاتی ہے اور ٹھنگنے قد کے آدمی کے کولی مین نہین آتی اور لوگ اسکو چھیڑتے ہین اور حرام کا ہے حرام کا ہے کہتے ہین اور وہ کھسیانا ہوتا ہے مین اس لاٹ کا حال بیٹھا ہوا لکھ رہا تھا کہ یکایک بہت عورتین جوان جوان خوبصورت خوبصورت آئین اور اس لاٹ کو کولی مین لیا اتفاق سے انمین ایک عورت کی کولی مین جو سب سے خوبصورت تھی یہ لاٹ نہ آئی اور سب نے اسکو چھیڑنا شروع کیا یہانتک کہ وہ رونکی ہوگئی - مین ایک کونہ مین بیٹھا ہوا اسکا نقشہ کھینچ رہا تھا اور حال لکھتا تھا خدا جانے ان عورتون نے کیا جانا کوئی ملا یا سیانا یا خادم سمجھکر مجھ سے پوچھا کہ کیون میان جی جسکی کولی مین یہ لاٹ نہ آوے وہ حرام کا ہوتا ہے یا نہین - مین اپنے دل مین بہت ہنسا اور اپنے دل سے کہا کہ خوب منصفی کرنی پڑی - لاچار مین نے انسے کہا کہ بیس برس کی عمر سے سوا مین ناپنے کا اعتبار کیا جاتا ہے اگر تمھاری عمرین اتنی ہین تو مین بتاؤن جو کہ انمین سے کسی کی عمر اسقدر نہ تھی ہنسکر چلی گئین مین پھر اپنا کام کرنے لگا ؏ علی الصباح چو مردم بکار و بار روند ✤ بلاکشان محبت بکوے یار روند ✤ اسکا نقشہ دیکھو اور قدرت الہی یاد کرو

ضلع شرقی درجہ دوم مسجد قوۃ الاسلام یعنی عمارت بتخانہ راے پتھورا	تج

یہ ستون جنکا نقشہ مین لکھتا ہون اسی دوسرے درجہ کے ضلع شرقی مین لگے ہوے ہین اسی طرح شمالی جنوبی ضلع مین بھی تھے اسکا نقشہ صرف اسواسطے کھینچا گیا ہے تاکہ لوگ معلوم کرین کہ راے پتھورا کے بتخانہ کی عمارت کس قطع کی تھی اگرچہ مین یقینی نہین کہہ سکتا کہ یہ عمارت بدستور راے پتھورا کے وقت کی بنی ہوئی ہے اور مسلمانون نے اس مین کچھ تغیر و تبدیل نہین کی لیکن ظن غالب یہی ہے کہ یہ ستون

بدستور راے پتھورا کے وقت کے اسیطرح سے لگے ہوے ہین اور مسلمانون کے عہد مین بجز اسکے کہ اِن ستونون پر جو بت بنے ہوے تھے اُنکو بگاڑ دیا ہے اور کچھ تغیر و تبدل نہین ہوئی - اور اگر ہوئی ہو تو اِسقدر کہ سلطان قطب الدین ایبک نے یہ دروازہ جو اِس طرف کو ہے اور اِسکا حال اور اِسکا نقشہ ہم علیحدہ کھینچنگے بنا دیا ہے اور اُسپر دلیل یہ ہے کہ اِن ستونون کے اِسطرف جو دیوار احاطہ کی بنائی ہے اور عمارت دروازہ کی بالکل علیحدہ ہے اور دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ستون پہلے کے لگے ہوے تھے اور یہ دیوار اور دروازہ پیچھے کا بنا ہوا ہے اِس دلیل سے مین یہ خیال کرتا ہون کہ یہ ستون راے پتھورا ہی کے وقت کے لگے ہوے ہین اور اِسی خیال سے اِس عمارت کو راے پتھورا کے وقت کی نشانی تصور کرکے اِسکا نقشہ لکھتا ہون - یہ ستون اور سب ستونون سے عمدہ ہین اور اِنپر نبت کاری اور گلکاری بھی بہت اچھی ہے اور اِنپر بتون کی بہت سی مورتین بنی ہوئی تھین کہ مسلمانون کے عہد مین اُنکو بگاڑ دیا ہے اور ابتک بگڑی ہوئی موجود ہین اِس عمارت کو دیکھکر میرے تئین یہ شعر بہت یاد آتا ہے ؎ از نقش و نگاری در و دیوار شکستہ * آثار پدید است صنادید عجم را * قدرت الٰہی ہے کیا کیا لوگ تھے اور کیا حال اور عجب عجب حادثہ زمانہ مین گذر چکے ہین - اِس نیرنگی زمانہ پر نہایت عبرت پکڑنی چاہیے اور اِس دنیاے بوقلمون بے ثبات بیقرار پر ہرگز تکیہ نہ کرنا چاہیے اور اِسکے مال و متاع پر ہرگز ہرگز خیال نہ کرے اگرچہ حرص قانع نہین ہوتی ؎ کار دنیا کسے تمام نہ کرد * ہر چہ گیرید مختصر گیرید * بہر حال اِسکا نقشہ اِس ترکیب سے کھینچا گیا ہے کہ بتون کے بننے کی ترکیب اور اِنکی مورتون کے نشان سب معلوم ہوتے ہین اُسکو دیکھو اور قدرت الٰہی یاد کرو -

نمبر	## دروازہ شرقی درجۂ دوم مسجد قوۃ الاسلام

یہ دروازہ اِسی عمارت کی پشت پر واقع ہے جسکا نقشہ ہمنے راے پتھورا کے بت خانہ کی عمارت کرکے لکھا ہے، یہ دروازہ ادھورا معلوم ہوتا ہے اندر کا دروازہ جو چوکھونٹا ہے وہ تو سلطان معز الدین کے عہد سلطنت کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے - چنانچہ اُسکی پیشانی پر سنہ فتح اور نام بت خانہ لکھا ہوا ہے اُس کتبہ کی عمارت اچھی طرح نہین پڑھی گئی جسقدر پڑھی گئی ہم یہان لکھدیتے ہین اِسواسطے کہ نقشہ مین بہت باریک ہو جانے کے سبب اور نئی طرح کے خط ہونیکے باعث شاید نہ پڑھی جاوے - پہلے تو بسم اللہ کے بعد کلام اللہ کی آیت و من دخلہ کان آمنا سے فان اللہ غنی عن العالمین تک لکھی ہے اُسکے نیچے کی سطر مین یہ عبارت ہے این عمارت را فتح کرد و این مسجد جامع را بنا ساخت منارہ سنہ شہور سنہ سبع و ثمان و خمسماۃ اور بعضے جگہ سے - الدولہ والدین پڑھا جاتا ہے

نقشہ نمبر ۴۹ متعلقہ صفحہ ۶۲ باب اول

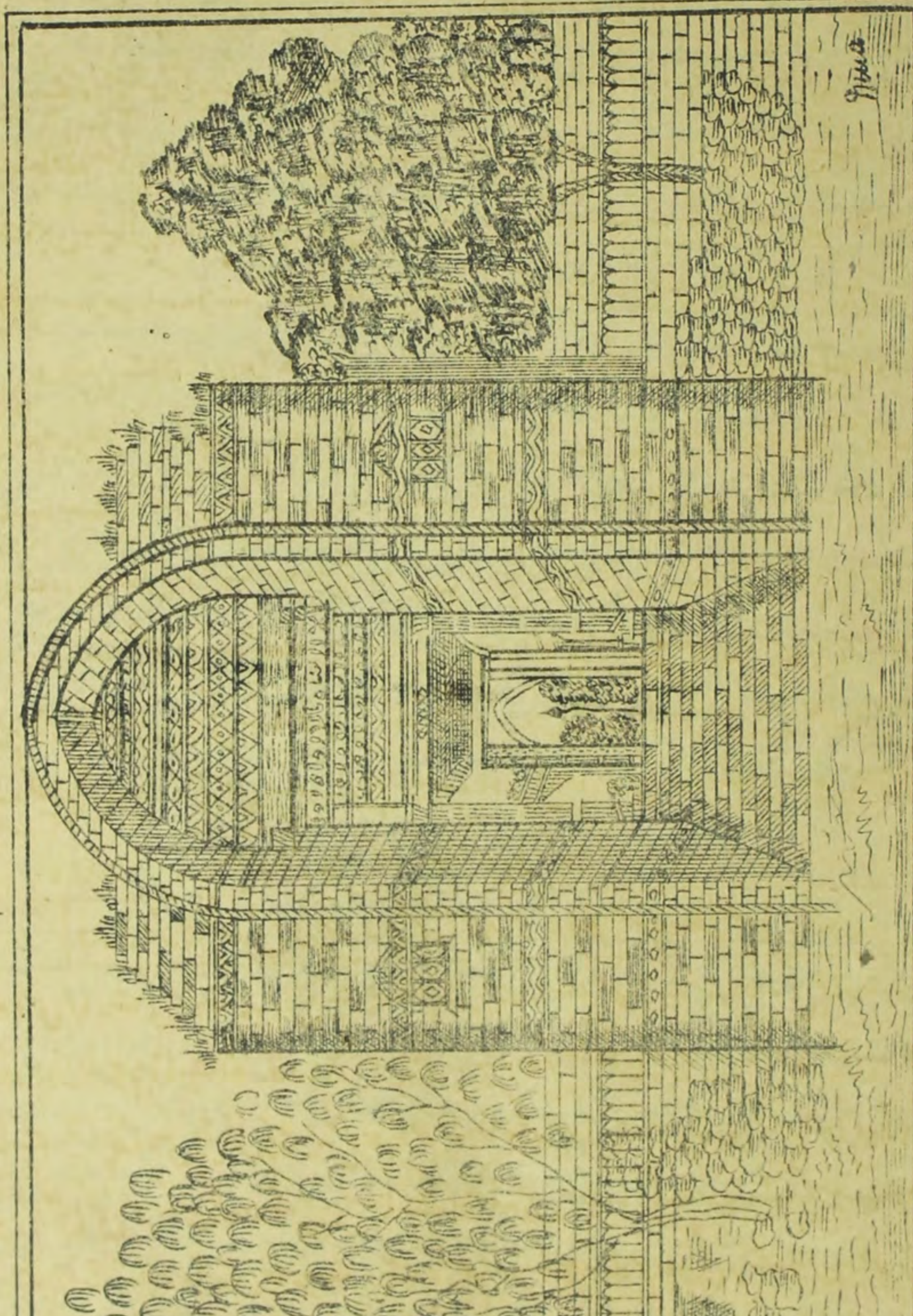

نقشہ دروازہ شرقی دوم مسجد قوۃ الاسلام

اور بعضے جگہ سے لفظ - سلطانی - پڑھا جاتا ہے اور بعضے جگہ سے لفظ - بت خانہ - پڑھنے مین آتا ہے غرضکہ جیسا وہ کتبہ ہے بعینہٖ نقشہ مین موجود ہے اور اُس دروازہ کے آگے کی بڑی محراب سلطان قطب الدین ایبک نے بنائی ہے چنانچہ اسکے اوپر اُسکا نام لکھا ہوا ہے لیکن اِس باب مین شبہہ ہے کہ یہ محراب سلطان قطب الدین ایبک نے اپنے عہد سلطنت مین بنائی ہے یا اِس سبب سے کہ سلطان معز الدین محمد بن سام دلی کے فتح کے بعد سلطان قطب الدین کو یہان چھوڑ گیا تھا اور یہ سب عمارت اِسی کے اہتمام مین تیار ہوئی تھی اُسنے اپنا نام بھی اُسپر کندہ کر دیا ہے اور اسکی تحقیق کسی تاریخ کی کتاب سے نہین پائی جاتی غرضکہ یہ دروازہ بھی بہت اچھا ہے چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے

دروازہ شمالی درجۂ دوم مسجد قوۃ الاسلام

یہ دروازہ اِس مسجد کی سب عمارتون سے پہلے بن چکا ہے - اور سلطان معز الدین محمد بن سام کے عہد سلطنت مین جسنے اِس بتخانہ کو فتح کیا سنہ ۵۹۲ ہجری مین بنا ہے - چنانچہ اِس دروازہ پر سلطان معز الدین کا نام اور سنہ بنا لکھے ہین اور اِسکے کتبہ کے دیکھنے سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ مسجد کی بنا اِسی بادشاہ کے حکم سے جاری ہوئی ہے چنانچہ اِسمین لکھا ہے کہ - جرت ہذہ العمارت بعالی امر السلطان المعظم معز الدنیا والدین محمد بن سام ناصر امیر المومنین اور سال بنا کی جگہ لکھا ہے - فی شہور سنہ اثنی وتسعین - اور خمسماۃ کا لفظ یا تو بسبب امتداد زمانہ کے گل کر اُکھڑ گیا یا پہلے ہی نہ لکھا ہو - مگر اسمین کچھ شک نہین کہ پانسو بانوے سنہ مین تیار ہوا - یہ دروازہ بھی خوبصورت بنا ہوا ہے کہ نقشہ کے دیکھنے سے اُسکی خوبصورتی پائی جاتی ہے اور اِسی دروازہ کی طرف اِس مسجد عالی کا تیسرا درجہ ہے کہ اب ہم اُسکا بیان کرنا شروع کرتے ہین -

درجۂ سوم مسجد قوۃ الاسلام

یہ تیسرا درجہ ہے اِس مسجد عالی کا اور یہ درجہ بعینہٖ ایسا ہے جیسا پہلا درجہ تھا اگرچہ اِس درجہ کی محراب کا وہ تیہ جسپر سال بنا کندہ تھے ٹوٹ گیا ہے لیکن اِس درجہ کی ساخت اور قطع اور نبت کاری اور درون کی اونچائی بعینہٖ پہلے درجہ کی سی ہے اِس سے یقین پڑتا ہے کہ یہ درجہ بھی سلطان شمس الدین التمش کے عہد کا بنا ہوا ہے اور اِسی سنہ مین بنا ہوگا جس سنہ مین کہ پہلا درجہ بنا ہے یعنے سنہ ۶۲۷ ہجری مین کہ اسکو آجتک چھ سو چھتیس برس کا عرصہ گذرا اِس درجہ کے بھی اسیطرح تین در ہین ایک بڑا اور دو چھوٹے - پہلا در تو ثابت ہے لیکن اوپر کے کچھ کچھ پتھر اُکھڑ گئے ہین اور بیچ کے در کی محراب بالکل ٹوٹ گئی ہے اور بازو قائم ہین - تیسرے در کا صرف ایک بازو قائم ہے اور ایک بازو اور محراب کا نام و نشان بھی نہین رہا شاید سڑک مین آگیا کہ اسی درکے بیچ مین سے

وہ سڑک جو لاٹ دوسرا مین سے نکلی ہے بھول بھلیان ہوتی ہوئی قطب صاحب کو جاتی ہے یہ درجہ قبلہ کیطرف سے ایک سو آٹھ فٹ کا چوڑا ہے - اب قیاس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سلطان شمس الدین التمش نے اِس مسجد کو اسی قدر بڑا بنانا چاہا تھا اور یہ ارادہ کیا ہوگا کہ اِس درجہ کے مقابل دوسری لاٹ بنادے مگر بننے نہ پائی جبکہ سلطان علاؤالدین خلجی بادشاہ ہوا اُسنے چاہا کہ اِس مسجد کو اور بڑھاوے اور مینار اس سے بھی بلند بناوے کہ اُسنے بنیاد ڈالی اور بنانا شروع کیا مگر اُسکی عمر نے وفا نہ کی کہ ہم اِسکا حال آگے بیان کرینگے - اِس مقام پر اِس درجہ کے نقشہ کو لکھتے ہین

درجۂ چہارم مسجد قوۃ الاسلام

اگرچہ یہ درجہ بنا ہوا نہین ہے اور جسقدر بنا ہوگا اُتنا بھی نہین رہا لیکن درون کے پایون کے نشان معلوم ہوتے ہین اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِس درجہ کی بھی بنیاد پڑ گئی تھی اور بنا شروع ہوگیا تھا بلکہ ابتک بھی دو دو ڈھائی ڈھائی گز تک چنائی موجود ہے - پتھر تو لوگ اُکھیڑ کے لیگئے ہین چونے کے ڈھیم باقی ہین - اِس درجہ کی بھی قطع ایسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ دوسرے درجہ کی قطع ہے - یعنے اِس درجہ کے بھی پانچ ہی در بننے شروع ہوے تھے چار چھوٹے اور بیچ کا بڑا - اور تاریخ کی کتابون کے تتبع سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ اِس درجہ کو سلطان علاؤالدین خلجی نے سنہ ۷۱۱ھ ہجری مین بنانا شروع کیا تھا - جو کہ وہ قریب اسی زمانہ کے مرگیا یہ درجہ ناتمام رہگیا - اِس درجہ کی پیمایش مین علیحدہ کر کے نہین بتا سکتا اِسواسطے کہ کچھ اچھی طرح نشان نہین پایا جاتا جبکہ مین پانچوین درجہ کا حال لکھونگا اُن دونون کی پیمایش ایک ساتھ بیان کر دونگا - اِس درجہ مین بجز مٹی اور کوڑے کے ڈھیر کے اور کچھ نہین ہے اِس سبب سے اِسکا نقشہ نہین لکھا -

درجۂ پنجم مسجد قوۃ الاسلام

اِس درجہ کو بھی سلطان علاؤالدین خلجی نے سنہ ۷۱۱ھ ہجری مین چوتھے درجہ کے ساتھ بنانا شروع کیا تھا جسطرح کہ وہ درجہ ناتمام رہ گیا اسیطرح یہ بھی ناتمام رہگیا - اِس درجہ کی قطع ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ پہلے درجہ کی قطع تھی یعنے تین در کا یہ درجہ بھی بننا شروع ہوا تھا مگر ناتمام رہ گیا - اِن دونون درجون کی چوڑان قبلہ کیطرف سے دو سو اٹھاون فٹ ہے کہ اِس حساب سے اِس مسجد کے پانچون درجون کی چوڑان ملا کر اور بیس فٹ آثارون کا حق اور بڑھا کر چھ سو چھیالیس فٹ کی ہوئی جس سے دو سو سوا پندرہ گز کے قریب ہوتا ہے - اِس درجہ کا بھی نقشہ اِسی سبب سے کہ بجز مٹی کے ڈھیر کے اور کچھ نہین ہے لکھنے مین نہین آیا

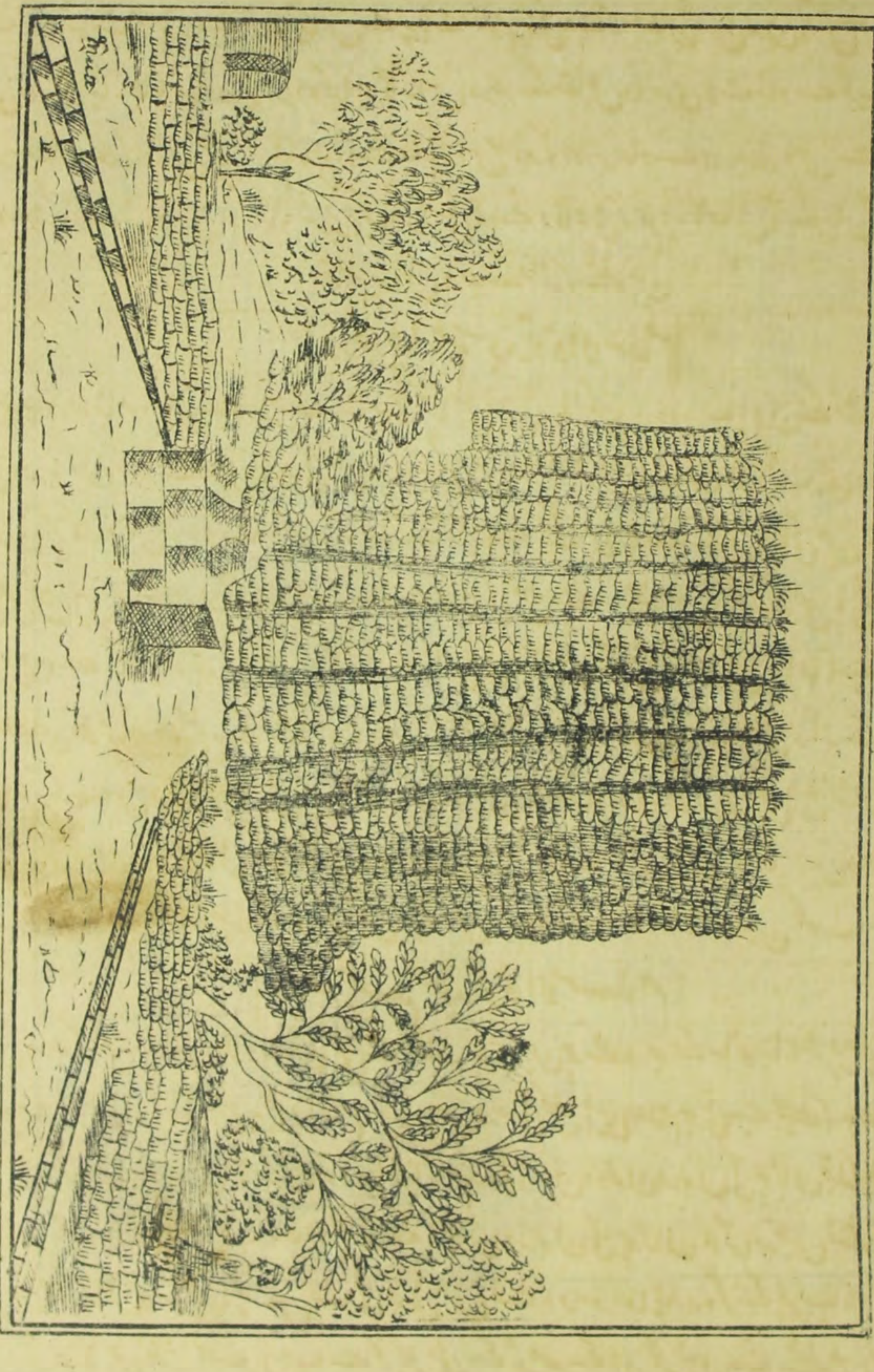

نقشۂ ٹوٹی ڈال ٹاکا

نقشه نمبر-۵۳-متعلقه صفحه-۶۵-باب اول

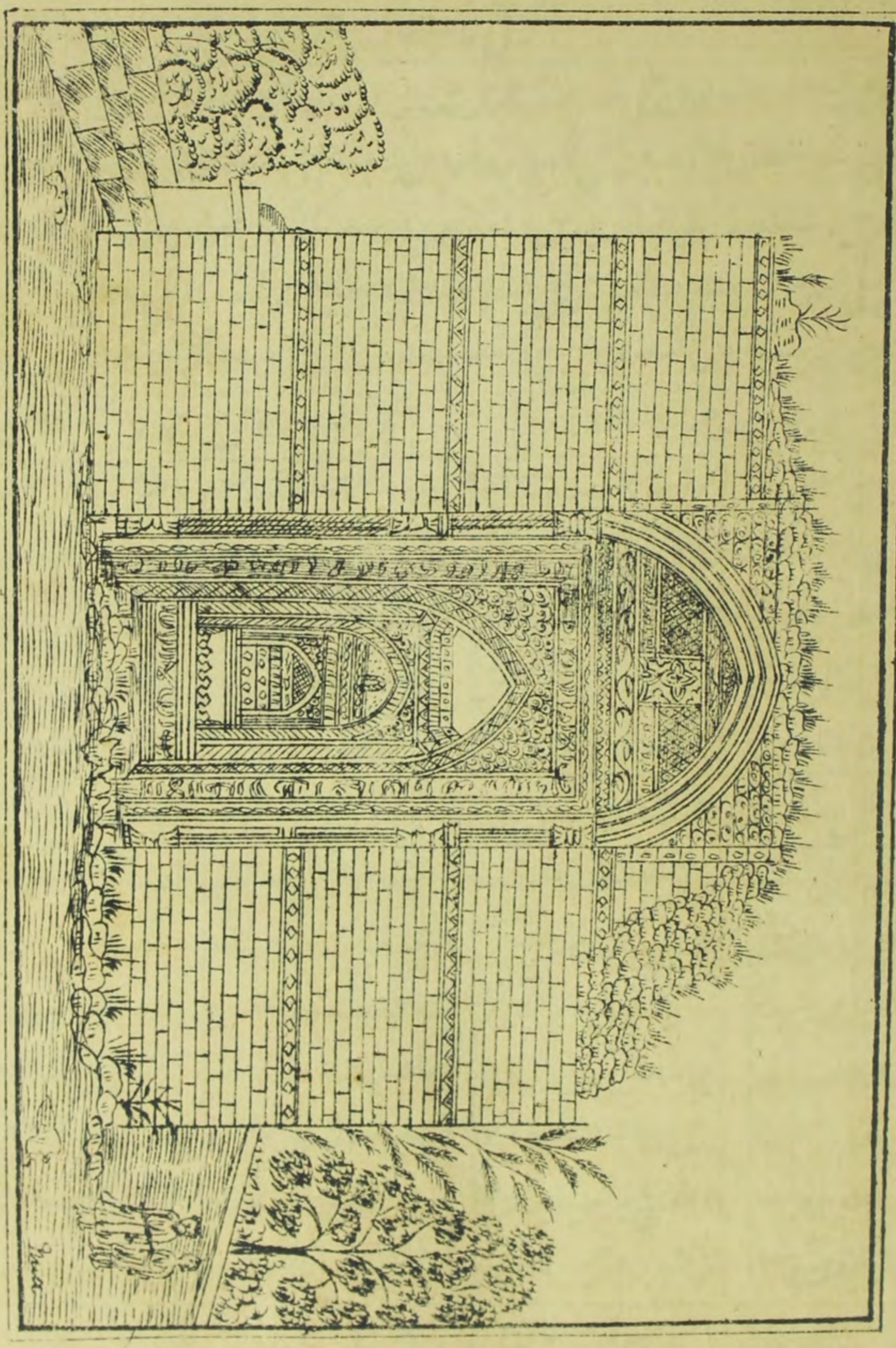

نقشه مقبرهٔ سلطان شمس الدین التمش

ٹوٹی لاٹ

اِس لاٹ کو بھی سلطان علاؤالدین خلجی نے ۷۱۱ہجری مین اِن درجون کے ساتھ بنانا شروع کیا تھا جسطرح کہ یہ درجہ ناتمام رہ گئے سلطان علاؤالدین خلجی کا ارادہ تھا کہ اِس لاٹ کو پہلی لاٹ سے بھی بڑا بنا دے اِسواسطے اِس لاٹ کو پہلی لاٹ سے موٹا بنایا تھا اگرچہ اِس لاٹ کا پتھر وتھر سب اکھڑ گیا ہے اور چونہ کا ڈھیر رہگیا ہے لیکن جو کچھ نمود اُسکی معلوم ہوتی ہے اور ایک نامی چیز ہے اِسواسطے ہم اِسکا نقشہ لکھدیتے ہین ۔ اِس مسجد کی تعریف مین حضرت امیر خسرو نے قران السعدین مین چند اشعار آبدار لکھے ہین مناسب جانکر اُن اشعار کو نقل کردیتے ہین

صفت مسجد جامع کہ چنانست درو		شجرهٔ طیبہ ہرسوی چو طوبی بجنان	
مسجد او جامع فیض آلہ	ز فرمهٔ خطبهٔ او تا بماہ	بر سر نہ تخت گرفتہ شہی	منبر شش از خطبهٔ الہی
آمدہ در وی ز سپہر کبود	فیض بیک خطبہ اندن قران فرود	غلغل تسبیح بہ گنبد درون	رفت ز نہ گنبد والا برون
گنبد او سلسلہ پیوند را	سلسلہ چون کعبہ شدہ حلقہ رسا	خواند امم کعبهٔ دین خودش	پیش نشستہ حجرالاسودش
بندهٔ سنگش در لعل و عقیق	زدہ ہمہ آزادی بیت العتیق	ہر کہ سعادت بودش رہنمای	بر در او سر نہد انگاہ پای
در تہ سقفش ز سما تا زمین	نصب شدہ جملہ ستونہای دین	قامت خود کردہ موذن در آ	دادہ اقامت بستون نہان

صفت شکل منارہ کہ ز رفعت سنگش		از پی خنجر خورشید شدہ سنگ فشان	
شکل منارہ چو ستونی ز سنگ	از پی سقف فلک شیشہ رنگ	سقف سما کز کہنگی شد نگون	در تہ آن داشتہ سنگین ستون
تا سرش از اوج بگردون شتافت	گنبد بی سنگ فلک سنگ یافت	آنکہ ز خور بر سرش افسر شدہ	سنگ ز نزدیکی خور زر شدہ
سنگ وی از بسکہ بخورشید عود	زان زر خورشید عیاری نمود	گر نہ خزف شد فلک شیشہ سا	از چہ بران سنگ بود شیشہ پا
دیدن او در کلہ افگندہ ماہ	بلکہ فتادش گہ دیدن کلاہ	ماہ نخسید ہمہ شب تا سحر	کز سر تیغش خلہ دارد بسر
زان خلہ ہر بار کہ در ابر دام	برق زجا جست و دگر جا فتاد	شد چو بلندا ز شرف نقش خویش	روز بلندی بحق چرخ نیش
بر فلکش سایہ طرف بر طرف	تا فلکش پایہ شرف بر شرف	از پی بر رفتن ہفت آسمان	گر ز زمین تا بفلک نردبان
گرد سرش کرد موذن چو گشت	قامتش از مسجد عیسیٰ گذشت	موذنش آنجا کہ اقامت گزید	قامت موذن نتواند رسید

مقبرہ سلطان شمس الدین التمش

یہ قبر ہے سلطان شمس الدین التمش کی جسنے یہ بلند مینار بنایا اور پھر آخر کو زمانہ کی گردش سنے اُسے بھی خاک مین ملایا ۔ بہت عبرت کا مقام ہے کہ یہ زمانہ کسو کو نہین چھوڑتا ہے کیسے کیسے نام آور لوگ زمین کے

نیچے پڑے ہین ع بس نامور کہ زیر زمین دفن کردہ اند٭ کز ہستیش بروی زمین خبر نشان نماند٭ یہ بادشاہ بہت نیک نیت اور نیک سرشت تھا - اِسکے عہد مین سب لوگ چین چان امن امان سے رہتے تھے - یہ بادشاہ سوستان کے سفر سے پھر کر مرا اور اِسی قوۃ الاسلام مسجد کے پیچھے اُسکو رکھا - تاریخ کی کتابون کے پڑھنے اور دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقبرہ سلطان رکن الدین فیروزشاہ اور سلطان رضیہ بیگم کے عہد مین بنا ہوگا - اگرچہ اِسکے بننے کی تاریخ کسی کتاب سے نہین پائی جاتی لیکن ۶۳۳ سنہ ہجری مین سلطان شمس الدین التمش مرا ہے کہ اُسکو آجتک چھ سو تیس برس کے قریب عرصہ گذرا اِسی انداز پر اِس عمارت کے بننے کی تاریخ کو بھی خیال کرلینا چاہیے - اِس مقبرہ کی عمارت باہر سے تو سنگ خارا کی ہے اور اندر سے سنگ سرخ کی اور کہین کہین سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور تمام دیوارون پر آیات قرانی کندہ ہین - برج اِس مقبرہ کا گر پڑا ہے اور صرف چار دیواری رہگئی ہے وہ بھی جابجا سے ٹوٹ گئی ہے - اِسی برج کے نیچے سے لاڈو سرا کی سڑک نکلی ہے اور قطب صاحب کو جاتی ہے - غرضکہ اِس زمانہ مین جیسا کہ یہ مقبرہ ٹوٹا پھوٹا رہگیا ہے ویسا ہی نقشہ مین موجود ہے نقشہ دیکھو اور زمانہ کی نیرنگی پر عبرت پکڑو

مقبرۂ سلطان علاؤالدین خلجی

واہ کیا قدرت اللہ کی ہے کہ سلطان علاؤالدین خلجی کیا بڑا بادشاہ تھا کہ اُسکے آگے چرند پرند جن انس ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے ایک پل مین جو چاہتا سو کرتا اور ایک دم مین جو کہتا وہ ہوتا - اب یہ اُنکی قبر ہے جسکا کوئی نام و نشان بھی نہین جانتا کیسے لاچار اور درماندہ پڑے ہین کہ لوگ قبر کا تعویذ بھی اکھاڑ لیگئے پتھر بھی اُکھڑ لیگئے اور اِنکا کچھ بس نہین چلتا - مسجد قوۃ الاسلام کے پہلے درجہ کے پیچھے ایک اور در مسجد کے سے دکھائی دیتے ہین اِسکے جنوبی ضلع مین ایک ٹوٹا کھنڈر رہے وہان سلطان السلاطین کی قبر ہے - اگرچہ یہ مکان اب اِس لائق نہین رہا تھا کہ اِسکا نقشہ کھینچا جاوے لیکن صرف اِسواسطے کہ دیکھنے والون کو اِس دنیا کے ہیچ ہونے پر عبرت ہو اِسکا نقشہ لکھتا ہون اور اُسکے ساتھ یہ بھی بات ہے کہ بڑے نامی بادشاہ کی قبر ہے یہ مقبرہ سلطان شہاب الدین اور سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے عہد مین بنا ہے جو اِسی بادشاہ کے بیٹے تھے اگرچہ بننے کی تاریخ نہین معلوم لیکن ۷۱۶ سنہ ہجری مین سلطان علاؤالدین نے اِس دنیا سے کوچ کیا کہ اِسکو آجتک پانسو اڑتالیس برس کے قریب عرصہ گذرا اِسی حساب پر اِس مقبرہ کے بننے کی مدت کو خیال کرلو اور اِس ٹوٹے پھوٹے مقبرہ کے نقشہ کو دیکھو

کتبهٔ درگاه امام ضامن

بسم الله الرحمن الرحیم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

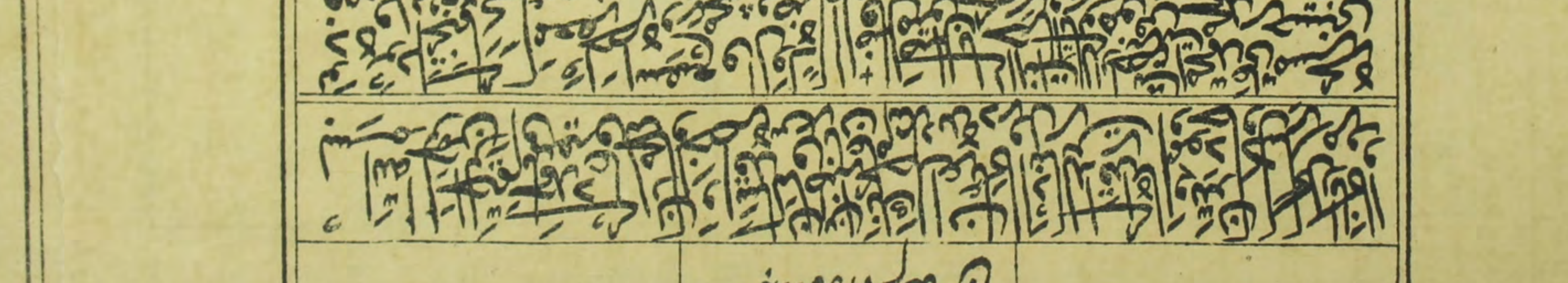

نقشہ درگاہ امام ضامن مع دروازہ متصل لاٹ

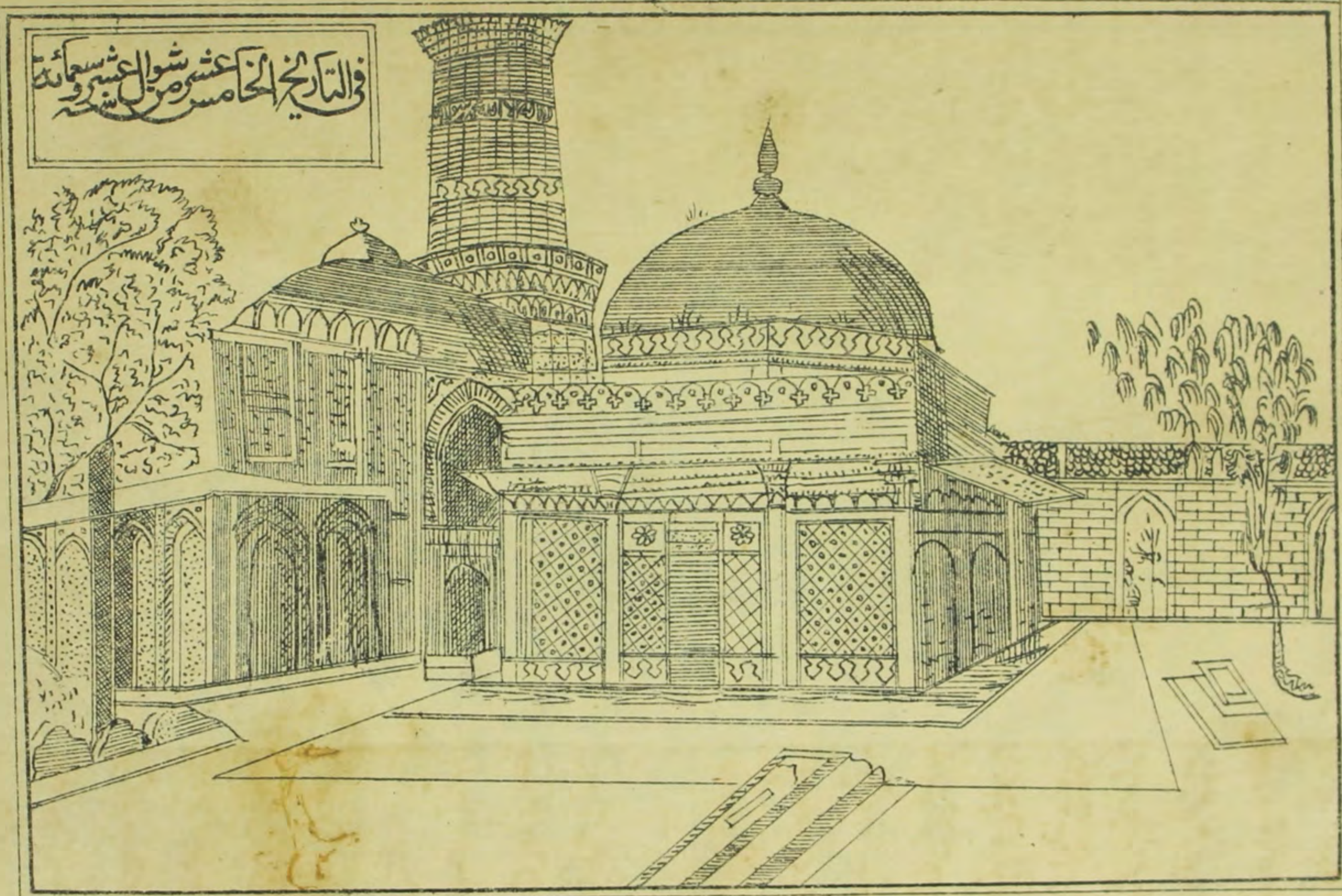

نقشۂ کوٹھی جناب صاحب کلان بہادر دام اقبالہٗ کہ سابق مین محمد قلی خان کوکہ کا مقبرہ تھا

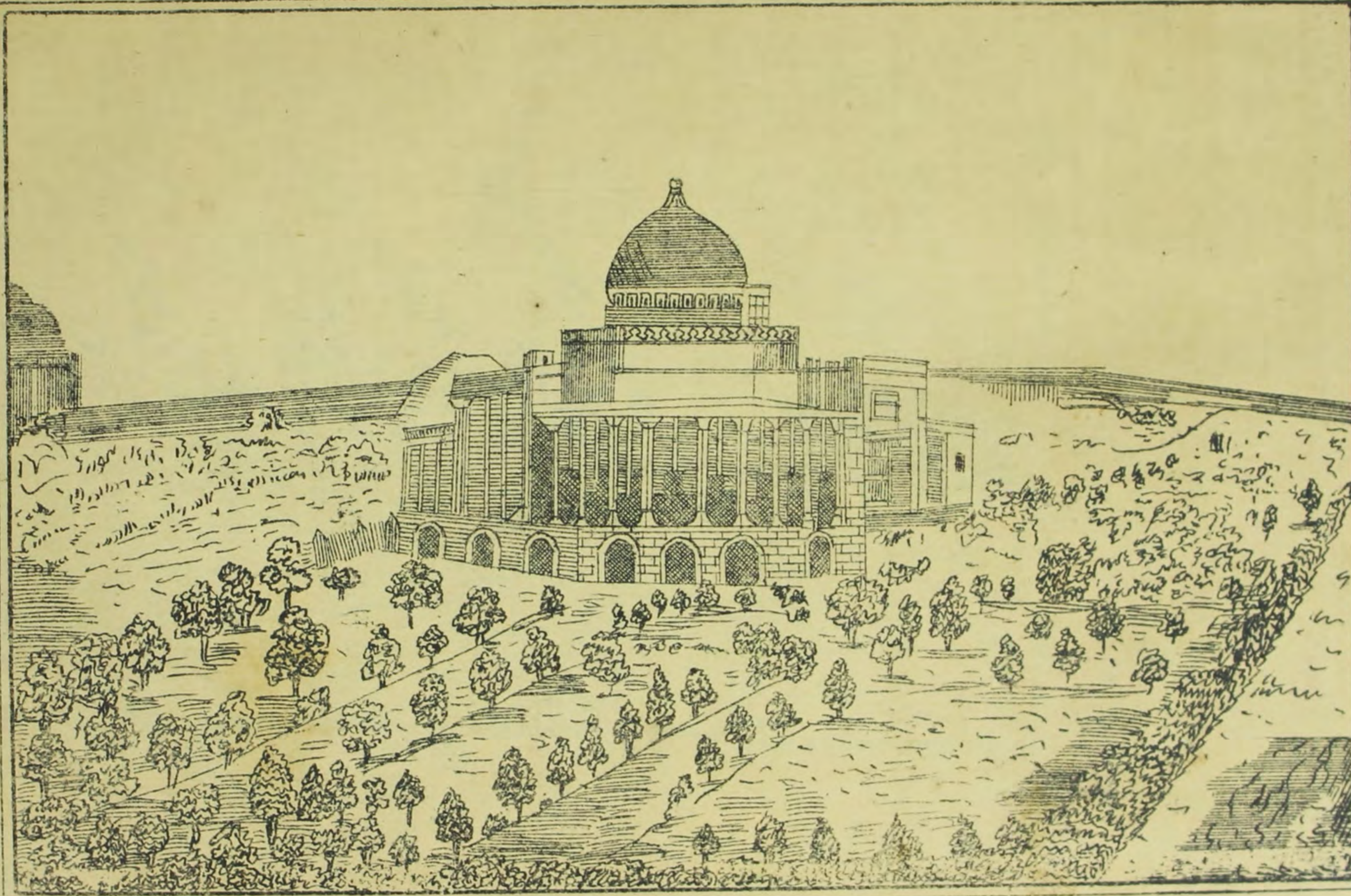

لاٹ کے پاس کا بڑا دروازہ

یہ ایک دروازہ ہے بڑی لاٹ کے پاس تمام سنگ سرخ سے بنا ہوا اور اُسکے چارون طرف چار دروازہ ہین اور اسپر گول لداؤ گرا دیا ہے مقعر اِس لداؤ کا ایسا بلند ہے کہ بعینہ یہ معلوم ہوتا ہے گویا آسمان کا مقعر ہے اس دروازہ کی محرابون پر بھی آیات قرآنی کندہ ہین اور چارونطرف کے دروازہ پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے - فی التاریخ الخامس عشر من سوال سنہ عشر و سبعمائۃ - اِس تاریخ کے حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دروازہ سلطان علاؤالدین خلجی کے وقت مین بنا ہے اور سلطان علاؤالدین خلجی نے گویا مسجد کا یہ دروازہ بنایا تھا اور اِس دروازہ کی بنا کے بعد بادشاہ نے اِس مسجد کے اور درجون کے بنانے کا ارادہ کیا تھا کہ وہ ناتمام رہ گئے - غرضکہ یہ دروازہ بھی ایک عجائب روزگار سے ہے ایسا بلند لداؤ کا دروازہ دیکھنے مین نہین آیا اور اِسی دروازہ کے پاس ایک درگاہ ہے اِسکو امام ضامن کی درگاہ کہتے ہین اِسواسطے مناسب ہوا کہ اِسی جگہ اِس درگاہ کا بھی حال بیان کردون

درگاہ امام ضامن

یہ مقبرہ ہے امام محمد علی مشہدی کا کہ امام ضامن کرکے مشہور رہین - یہ مقبرہ آپ کے جیتے جی بنا تھا اور یہ وصیت تھی کہ انتقال کے بعد اِسمین دفن کیا جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا - تاریخ بنا اِس مقبرہ کی ٩٤٤ سنہ ہجری ہے چنانچہ کتبہ مین موجود ہے لیکن کتبہ بہ سبب بڑا ہونیکے نقشہ مین نہین سما سکتا تھا اسواسطے پرچۂ علیحدہ پر ثبت ہی

کوٹھی جناب فیض مآب معلی القاب صاحب کلان بہادر دام اقبالہ -

یہ ایک مکان تھا قطب صاحب کی لاٹ کے قریب نہایت خراب و خستہ ناقص و شکستہ اور محمد قلی خان کا مقبرہ کرکے مشہور تھا اور محمد قلی خان اکبر بادشاہ کے کوکا تھے اور یقین ہے کہ یہ عمارت یا تو اکبر بادشاہ کے عہد کی ہوگی یا جہانگیر کے عہد کی لیکن جب کہ اِسکے نصیب کُھلے اور اِس عمارت کے دن اچھے آئے اسے صاحب والا مناقب عالی مناسب نے جنکے عدل و انصاف کے آگے شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتا ہے اور ظلم و ستم دنیا سے نیست و نابود ہوگیا ہے آوازہ بلند ہمتی اور والافطرتی کا آویزۂ گوش فلک ہے اور غلغلہ انکی شوکت و حشمت کا زمین سے آسمان تک پہونچا ہے یعنے دریا نوال خدایگان ابر کف حاتم دوران فرزند ارجمند بجان پیوند سلطان معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خان طامس نیا فلس مٹکف صاحب بہادر فیروز جنگ صاحب کلان بہادر شاہجہان آباد دام اقبالہ

نے اِس مقام پر کوٹھی بنانے کا ارادہ کیا اور اِس اجڑے مکان کو خرید فرما کر رشک ارم بنایا اب وہ نفیس و لطیف کوٹھی تیار ہے کہ ایک ایک مکان اُسکا قصر ارم پر طعنہ مارتا ہے اور فلک اسکے ایک ایک درجہ پر رشک لیجاتا ہے باغ نہایت اسلوبی سے آراستہ مکانات بغایت خوبی سے پیراستہ ہین ہر طرف پانی جاری ہے اور ہر طرح کے اشجار لگے ہوے ہین چمن بندی بہشت کی کیفیت یاد دلاتی ہے اور آب جاری اور ہوا ٹھنڈی جنت کی ہوا کو بھلاتی ہے بیشک و شبہہ یہ کوٹھی اِسی شعر کی مصداق ہے ؎ اگر فردوس بر روے زمین ست * ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست * چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے اِسکی کیفیت معلوم ہوگی

راجون کی بائین

اِسی کوٹھی کے قریب ایک مکان ہے پٹھانون کے عہد کا - ٩١٢ سنہ ہجری مین سکندر شاہ بن سلطان بہلول کے عہد مین دولت خان نے بنایا ہے - اِس مکان کی لطافت و نزاکت بیان سے باہر ہے اگرچہ یہ مکان چونے اور پتھر سے بنا ہوا ہے لیکن سنگین مکانون سے ہزار درجہ شرف رکھتا ہے - اِس مقام پر ایک باولی ہے بہت نفیس و لطیف نہایت تجربی اور بغایت دلکشا بالکل سالم گویا ابھی معمار اُٹھکر گئے ہین - اور باولی پر ایک مسجد ہے بہت خوبصورت جسکے دیکھنے سے آدمی کی روح خوش ہو جاوے اور نہایت فرحت آوے اس مسجد کے صحن مین ایک گنبد ہے ستون پر بنا ہوا نہایت مستحکم اور بہت خوب اور اِسمین دو قبرین ہین اور اسپر کتبہ لگا ہوا ہے کہ اُس سے بننے اور بنانے والے کا حال بخوبی معلوم ہوتا ہے چنانچہ وہ کتبہ بعینہ نقشہ مین موجود ہے کسی زمانہ مین اِس باولی کے مکانون مین راج بسنے تھے جب سے راجون کی بائین مشہور ہو گئی ہے مگر اب راج تو اُٹھ گئے ہین اور چند مدت سے چار آبسے ہین - جب حضور والا قطب صاحب تشریف لے جاتے ہین اِسی مسجد مین بادشاہی خواص اُترتے ہین غرضکہ یہ مکان بھی بہت نفیس ہے چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے اِسکی خوبی ظاہر ہوتی ہے فانظر الیہ

درگاہ مولانا جمالی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا جمالی بڑے شعراے نامی اور اہل اللہ سے ہین اِنکے کمالات اظہر من الشمس ہین راقم کے بیان کی کچھ حاجت نہین درگاہ آپ کی راجون کی بائین کے پاس ہے چونہ اور پتھر سے بنی ہوئی اور اُسپر کار کاشانی

نقشہ نمبر ۷۵ متعلقہ صفحہ ۸۶ باب اول

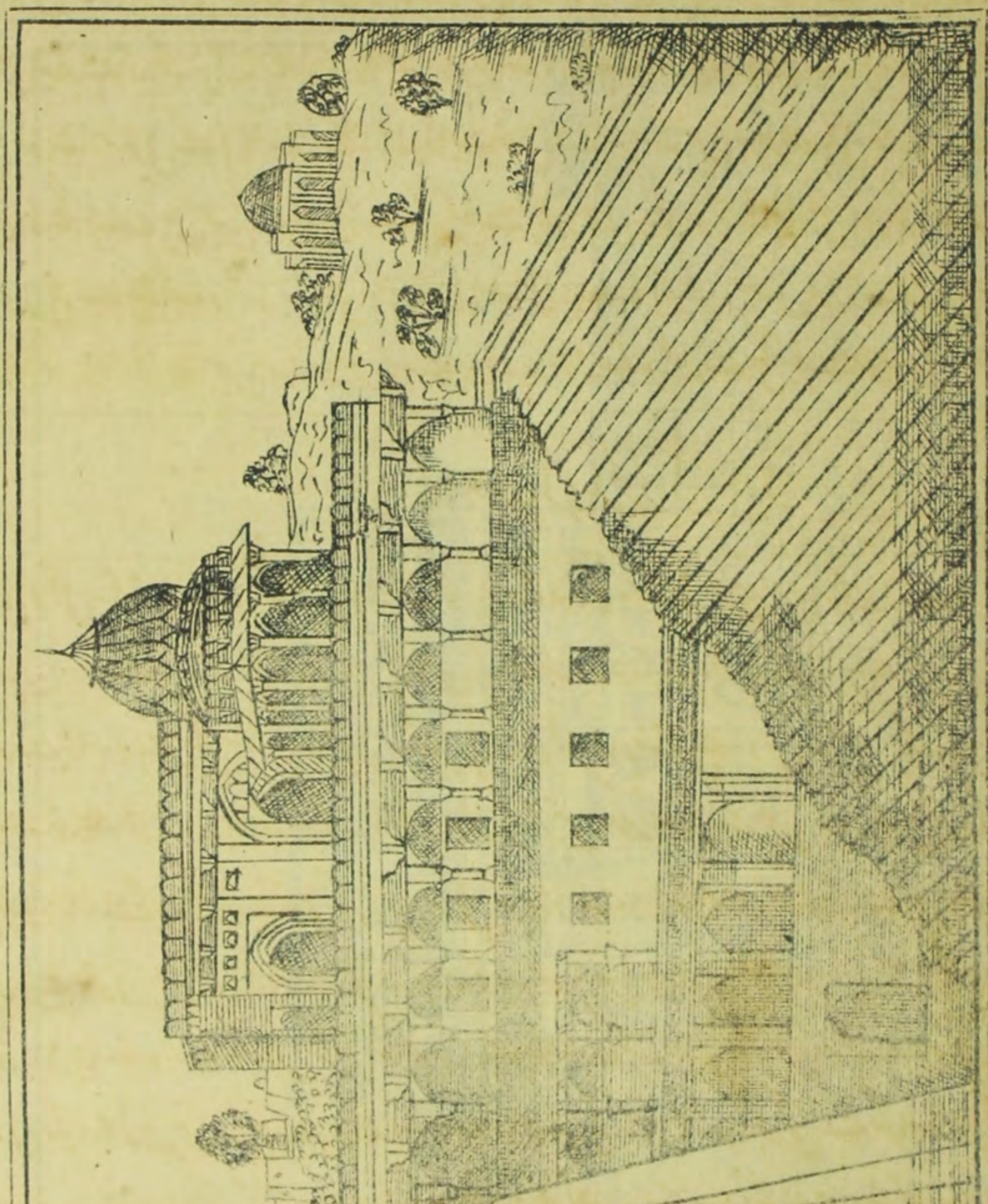

نقشہ راجوں کی بائین

نقشه - نمره - ٨٥ - متعلقه صفحه - ٨٦ - باب اول

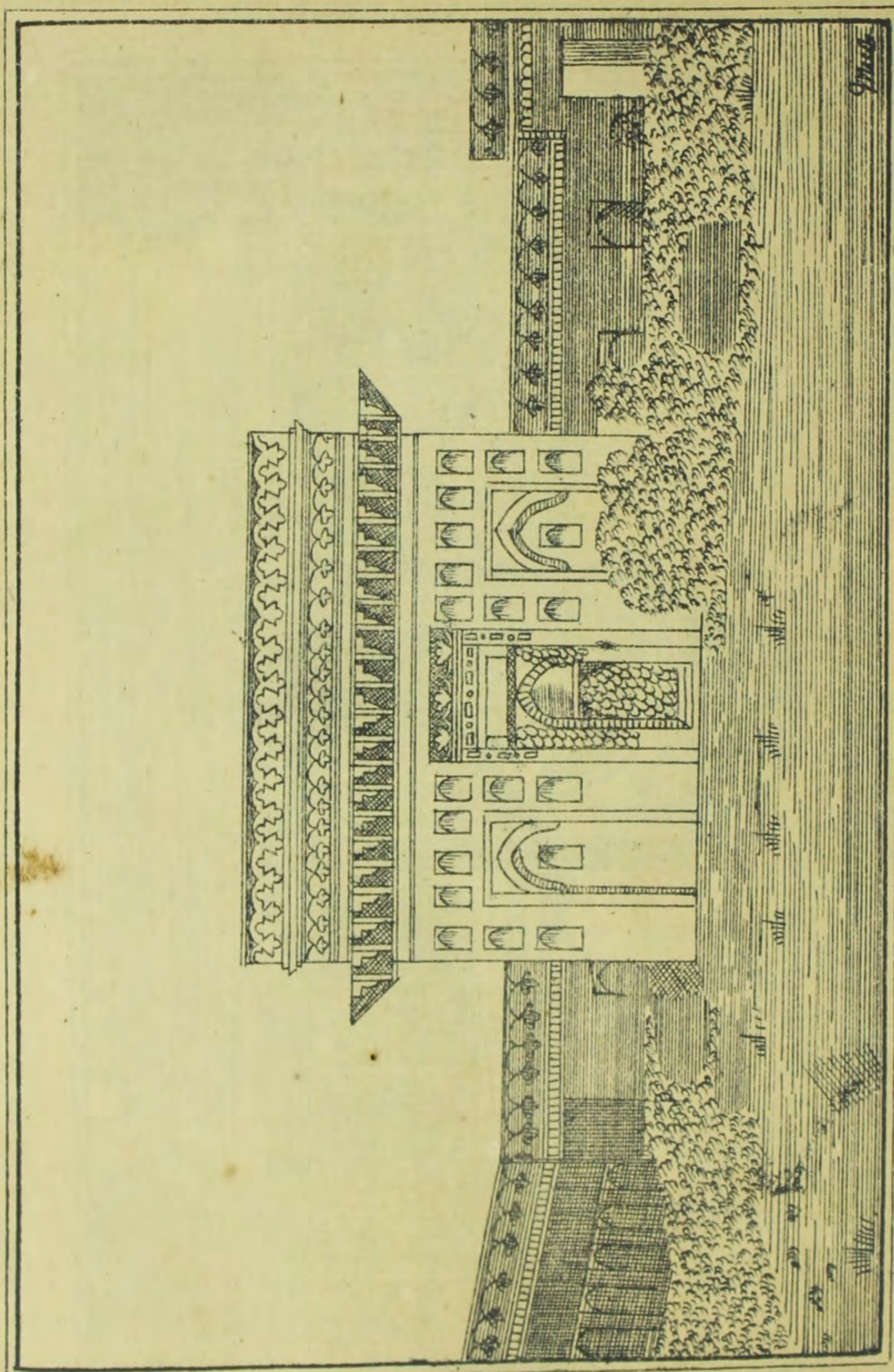

نقشهٔ درگاه مولانا جامی

نقشہ نمبر ۵۹ متعلقہ صفحہ ۶۹ باب اول

نقشہ درگاہ مولانا جمالی

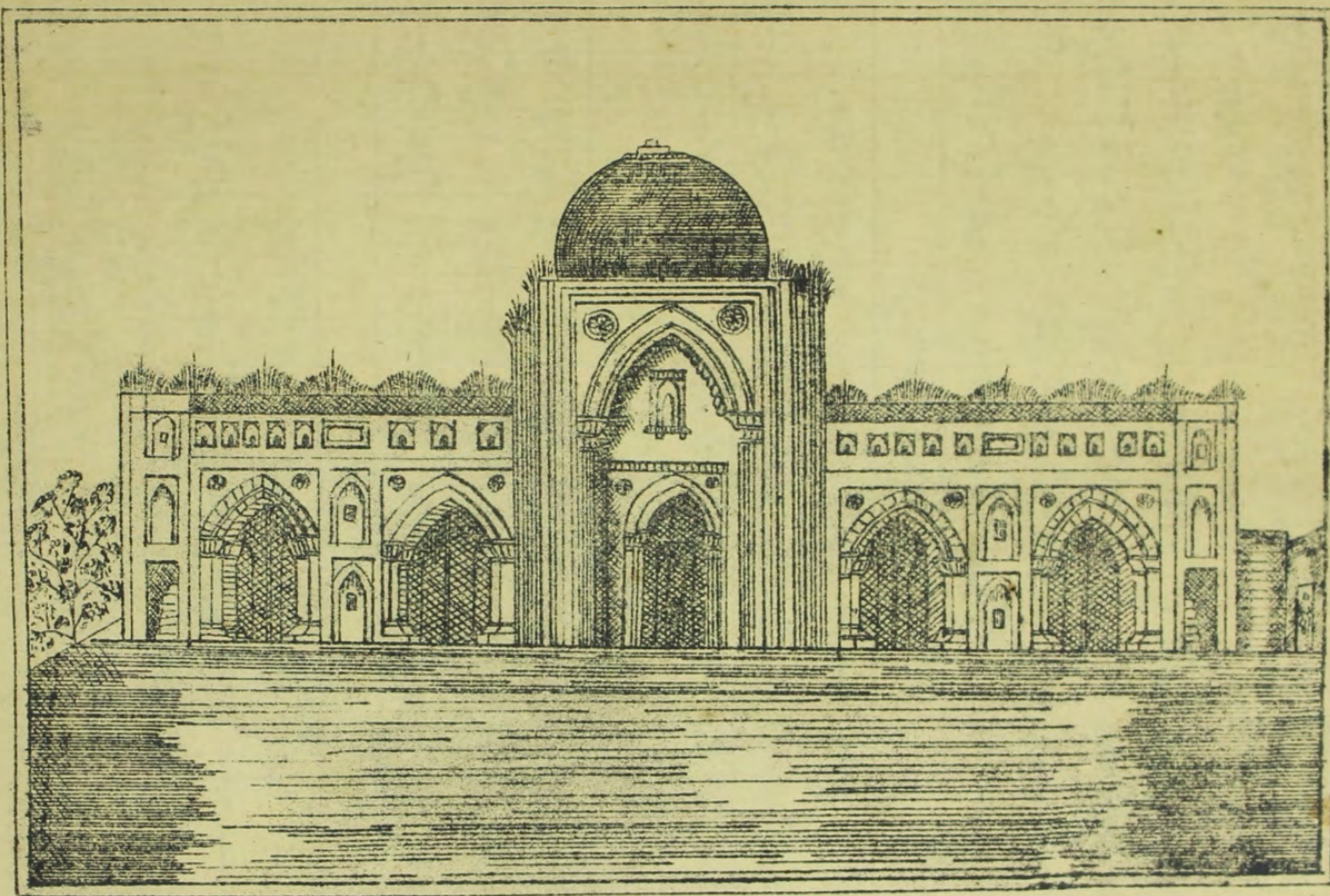

چینی کا کیا ہوا ہے درگاہ کے اندر چونہ مین نہایت نبت کاری اور طرح طرح کے بیل بوٹے بنے ہوے ہین کہ دیکھنے سے تعلق ہے اور اُسی چونہ کی نبت کاری مین یہ اشعار لکھے ہوے ہین

غزل

اگر بکفر کشد سر سیاہ کاری ما	بود بعفو تو چشم اُمید داری ما	بہ آستان تو شرمندہ سگان تو ایم	کہ شب قرار ندارد ز آہ و زاری ما
اگر بہ پردۂ رازی تو محرمی باہم	فقر بفخر نماید بہ پردہ داری ما	بخاک کوی تو در چشم مردمان خواریم	بہ نزد اہل نظر عزت ست خواری ما
ز ابر لطف تو شد ناپدید گرد گناہ	ولیک شیشہ شد داغ شرمساری ما	بروز ہجر تو در بیکسی و تنہائی	بجز غمت نرسد کس بغمگساری ما
	جمالیا بدر یار التجا می آر	کہ ہست بر در دلدار رستگاری ما	

غزل ثانی

زحد گذشت بعشق تو بیقراری ما	امید ہست کہ رحم آوری بزاری ما	جمال عفو تو گر آمدی برون ز نقاب	اگر نہ روی نمودی گناہگاری ما
اگرچہ درخور قہریم از گنہگاری	بود بلطف تو چشم امیدواری ما	بہ عزت جبروت و بحرمت ملکوت	رسیم گر بفرازی بخاکساری ما
اگر بہ پردۂ راز تو پردہ ار شویم	فرشتہ را نشود جای پردہ داری ما	نیک ترشح ابر کرم فرو شوئی	غبار جرم ز رخسار شرمساری ما
	نظر بسوی جمالی فگن ز روی عطا	مبین بجانب سستی و خامکاری ما	
ای رحمت تو از غضب برو گرد	وی مہر تر الطف تو فرمود برد	قطعہ جای کہ شد از خرمن عفو تو سخن	آنجا گنہ خلق نسنجید بجو

وفات آپ کی سنہ ۹۴۲ ہجری مین ہمایون کے عہد مین ہوئی ہے - خسرو ہند - آپ کی تاریخ وفات ہے اور اُسی مین یہ درگاہ بنی ہے کہ اُسکو آجتک تین سو اکیس برس کے قریب عرصہ گذرا

مسجد درگاہ مولانا جمالی

اِسی درگاہ کے پاس ایک بہت عمدہ اور نہایت بڑی شان و شوکت کی مسجد بنی ہوئی ہے چونہ اور پتھر سے اُسکی خوبی وضع اور دلکشائی کا بیان نہین ہوسکتا حقیقت مین یہ مسجد کسی زمانہ مین بہت دلچسپ اور نہایت دلپسند ہوگی اِس مسجد پر کوئی تاریخ یا کتبہ بنا نہین ہے اور اِس عمارت کا تاریخ سے بھی حال نکلنا نہایت مشکل ہے اِس سبب سے مین یقینی نہین بتا سکتا کہ یہ مسجد کب بنی اور کس نے بنائی مگر اِسقدر جانتا ہون کہ درگاہ کے ساتھ کی مسجد ہے اور اُسی زمانہ مین بنی ہوگی اور ہمایون بادشاہ کے عہد کی عمارتون سے بہت ملتی ہے اِس قرینہ سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسجد ہمایون بادشاہ کے عہد کی بنی ہوئی ہے اور درگاہ کے ساتھ بنی ہے کہ اُسکو آجتک تین سو اکیس برس کے قریب عرصہ گذرا - اگرچہ یہ مسجد اِس زمانہ مین ویران ہے لیکن

اگلے زمانہ مین عین آبادی مین واقع تھی اور کسی زمانہ مین قطب صاحب کی آبادی اِسی جگہ تھی چنانچہ اب بھی ٹوٹی پھوٹی حویلیون کے کھنڈر اِس مقام پر موجود ہین غرضکہ جو کچھ اِس عمارت کا اب حال ہے وہ نقشہ کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے نقشہ دیکھو اور انقلاب زمانہ پر عبرت پکڑو

مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن

اِس مسجد کے پاس قطب صاحب کی اگلی آبادی کی حویلیون کے کھنڈر مین یہ مقبرہ ہے سلطان غیاث الدین بلبن کا بالکل شکستہ و خراب نہایت ٹوٹا پھوٹا اِس مقبرہ کا پتھر اکھڑ کر لکھنؤ گیا اور کچھ دلی کے بادشاہون کے وقت مین مکانات مین لگا اب اِس مقبرہ کا وہی حال ہے جو سلطان علاء الدین خلجی کے مقبرہ کا حال ہو گیا ہے صرف ایک ٹوٹا کھنڈر چونہ کا ڈھیر باقی رہگیا ہے مگر جو کہ ایسے نامی بادشاہ کی قبر تھی اِسواسطے اُسکا حال اور نقشہ لکھدیتا ہون اگرچہ اب نقشہ لکھنے کے قابل نہین رہا ہے اور اگرچہ اِس عمارت کے بننے کی تاریخ کتاب سے نہین نکلی لیکن سلطان غیاث الدین بلبن ۶۸۶ھ مین مرا ہے اِس خیال سے لکھا جا سکتا ہے کہ یہ عمارت سلطان معز الدین کیقباد بن سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین بلبن نے جو اُسکے بعد بادشاہ ہوا تھا بنائی ہوگی کہ اِس حساب سے آجتک پانسو ستتر برس کے قریب عرصہ گذرا - اِسی مقبرہ سے ملا ہوا کہ گویا ایک ہی مقبرہ معلوم ہوتا ہے ایک چھوٹا سا مقبرہ اُسی طرح اُجڑا ہوا ٹوٹا پھوٹا ہے وہ مقبرہ ہے خان شہید کا جو حدود باغ تیر کیا رہ اب لاہور پر کفار سے جنگ کر کر ۶۸۳ھ ہجری مین شہید ہوے تھے جنکے ماتم مین میر حسن دہلوی نے مرثیہ نثر فارسی لکھا تھا اور مرثیہ ترکیب بند کہا تھا چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے اِن دونون مقبرون کا حال معلوم ہوتا ہے

باغ ناظر

یہ ایک باغ ہے قطب صاحب مین جھرنہ کے پاس بہت سرسبز و شاداب اب بھی فی الجملہ آراستہ ہے مکانات مرغوب اِسمین بنے ہوے ہین - پھول والون کے میلہ مین ہزارون آدمی یہان سیر کو آتے ہین اور ایک جلسہ معقول اور میلہ دلچسپ ہوتا ہے - اِس باغ کو ناظر روز افزون نے محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین بنایا ہے چنانچہ جو اشعار کہ اُسکے دروازہ پر کندہ ہین اُنکو اِس مقام پر لکھدیتے ہین کہ اُس سے سال بنا بخوبی ظاہر ہے اور بنا نیوالے کا نام اور عہد بنا معلوم ہوتا ہے

تاریخ

بفرمان محمد شاہ عادل	کہ بر فرقش بود تاج تبارک	بنائے گلشنے در قطب گردید	کہ گلہایش زند رضوان تبارک

نقشہ نمبر ۶ متعلقہ صفحہ ۷ باب اول

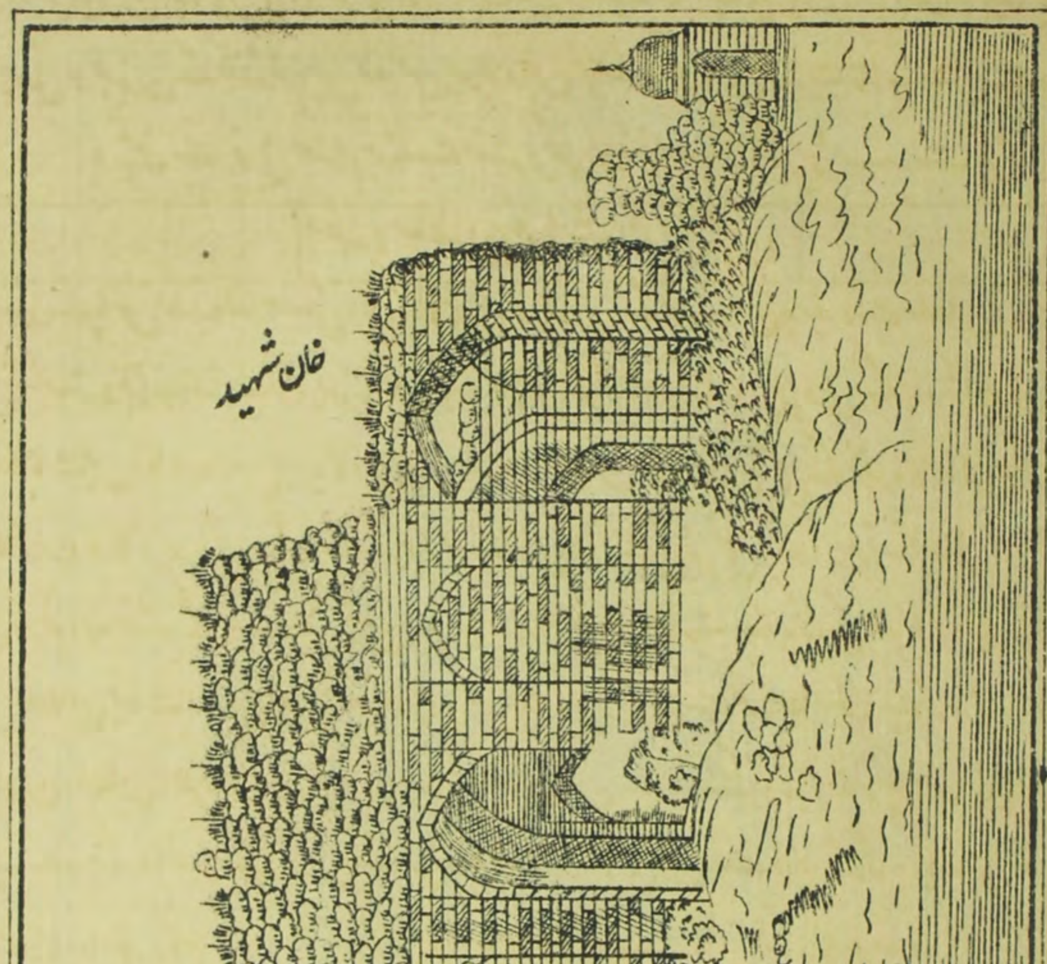

نقشہ مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن و خان شہید

نقشہ نمبر ۶۱ متعلقہ صفحہ ۷ باب اول

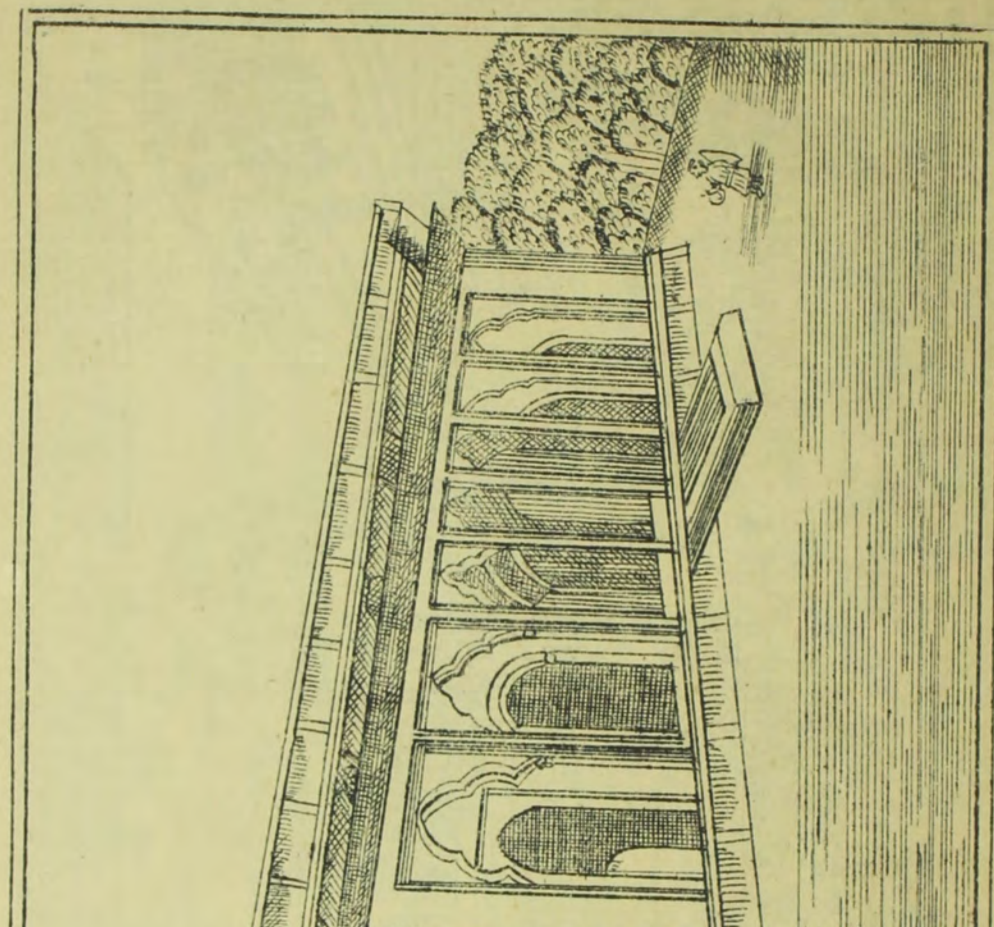

نقشہ باغ ناظر

نقشہ نمبر ۶۲ متعلقہ صفحہ ۷۱ باب اول

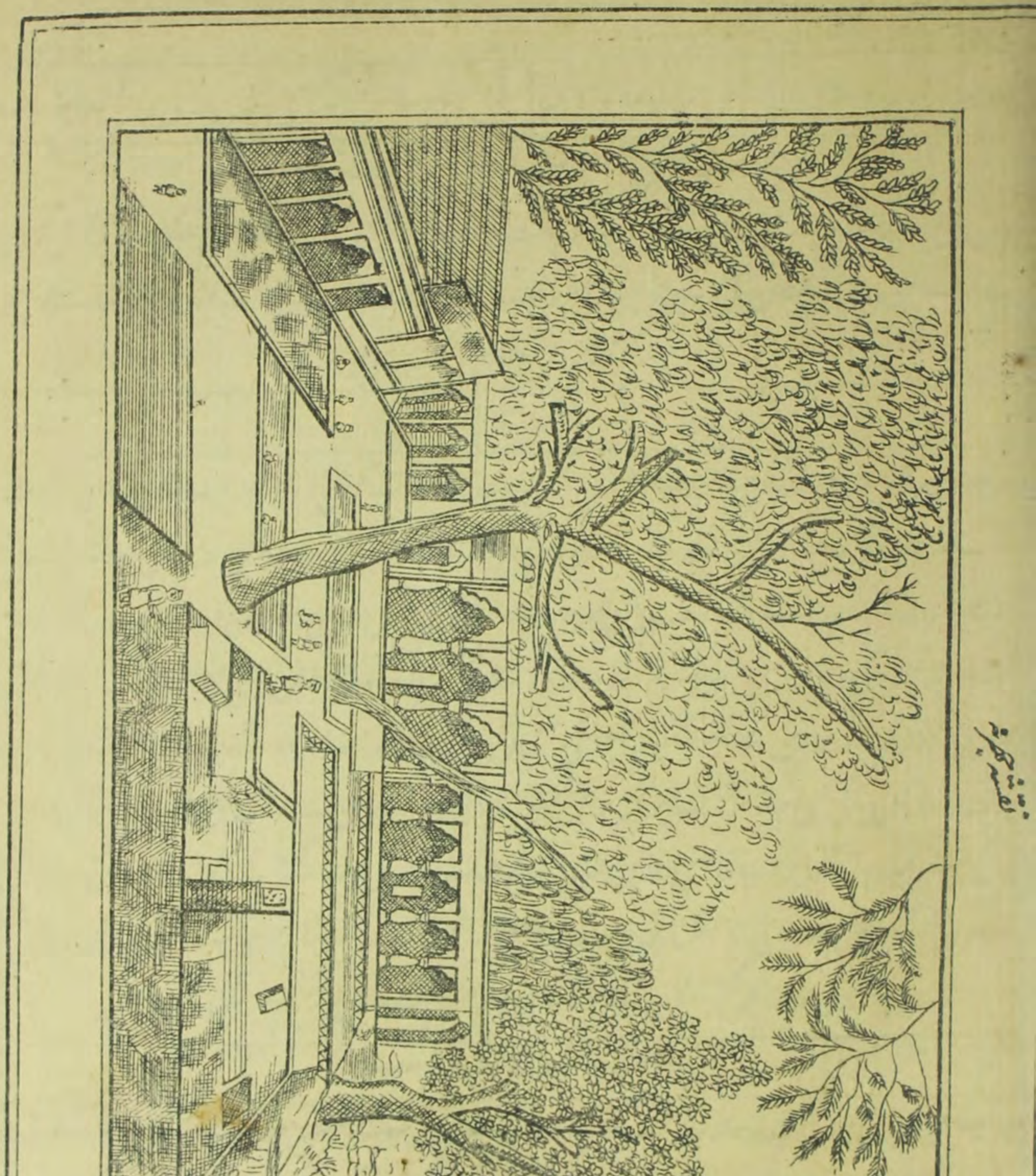

نقشہ حجرہ

بود سرسبز دائم روز افزون	بحق سورہ صاد و تبارک
پی تاریخ سالش گفت ہاتف	خدا یاری بود باسد مبارک

سنہ ۱۱۴۱ ہجری مقدسہ مطہرہ سنہ ۱۱ جلوس مبارک محمد شاہی

اِس باغ کے گرداگرد چاردیواری ہے اور اندر کو چارون طرف مکانات سنگین سنگ سرخ کے معقول دلچسپ بنے ہوے ہین اور ایک مکان باغ کے بیچ مین بناہوا ہے کہ وہ سب سے بڑا اور سب سے بہتر ہے اسواسطے ہم اُسکا نقشہ اِس مقام پر لکھدیتے ہین

جھرنہ

یہ ایک سیرگاہ ہے عجیب وغریب لطیف ونفیس دلچسپ ودلکشا فرحت بخش ودلربا اور بہت نامی مکان ہے اور قطب صاحب کا جھرنہ تمام مین مشہور ہے درختان سرسبز وشاداب اور نہرہاے جاری اور حوض فرحت بخش جنت یاد دلاتا ہے اور بہشت کا سماآنکھون مین پھرجاتا ہے۔ پہلے پہل اِس مقام پر سلطان فیروز شاہ نے بند بنایا تھا چنانچہ جھرنہ کی دیوار دہی بند ہے جواب تک موجود ہے اور فیروز شاہ نے حوض شمسی کا پانی روک کر نو لکھی نالہ مین ڈالا تھا اور وہان سے قلعہ تغلق آباد کی خندق مین لیگیا تھا چند مدت کے بعد وہ قلعہ تو ویران ہوگیا اور وہان پانی بھی جانا موقوف ہوگیا حوض شمسی کا پانی اِس بندمین سے نکلکر جنگل مین چلاجاتا تھا اور یون ہی خراب ہوتا تھا نواب غازی الدین خان فیروز جنگ نے اِس بند کے آگے ایک حوض اور نہر اور چادرین بنوادین کہ اُن مین سے پانی کا نکلنا اور چادرون کا چھوٹنا عجب عالم دکھاتا ہے اور بے اختیار دلکو لبھاتا ہے اِسکے چارون طرف کچھ کچھ مکان بنے ہوے ہین ہم مختصر اُنکا حال اِس مقام پر لکھدیتے ہین

مکانات جانب غرب

جانب غرب اِس بند کی دیوار سے ملاکر ایک سہ درہ دالان ہے اور جھرنہ انھین مکانات سے عبارت ہے اِس دالان کی چھت کا ارتفاع گیارہ فٹ پانچ انچ ہے اور اِسکے آگے ایک بہت نفیس حوض بناہوا ہے کہ اِس چھت پر سے لوگ اُسمین کودتے ہین اور تیرتے ہین لوگون کے کودنے کے وقت بڑا تماشا ہوتا ہے اور عجب عجب طرح کے لوگ اُسمین کودتے ہین کوئی قلابازی کھاکر کودتا ہے اور کوئی چک پھیری لیکر اور کوئی پٹ خنی کھاکر اور بعضے لوگ یہ کرتے ہین کہ ایک زوراور آدمی کو کھڑا کیا اور دو آدمی اُسکے کندھون پر کھڑے ہوے اور اِسی طرح دو دو کر کے اُنکے کندھون پر چڑھے اور درختون کی ٹہنیان پھولون دار ہاتھ مین لین اور سب سے نیچے کے آدمی نے زغند ماری اور حوض مین کودا اور اُس سبب سے لوگ اُسکے ساتھ

حوض مین کودے اور اسطرح کے کودنے کا نام درخت کا کودنا اور جھاڑ جھنکار کا کودنا رکھا ہے غرض نہایت تماشے برسات مین پھول والون کی سیر مین ہوتے ہین - اِس دالان کی چھت ساری کی ساری اندر سے خالی ہے اور اُسکے چھجہ کے نیچے تیرہ انبوبہ بطور فوارہ کے لگے ہوے ہین اِس چھت مین بھی پانی آتا تھا اور اُن انبوبون مین سے دھارین چھوٹتی تھین اور حوض مین گرتی تھین اور اِس دالان کے اندر بھی ایک چادر ہے تین فٹ دو انچ کی چوڑی کہ چار فٹ تین انچ کی اونچان سے چھوٹتی ہے اور اُسکے نیچے چراغ جلانے کے لیے طاق بنادیے ہین - اور یہ حوض چھبیس فٹ مربع ہے اور ایک فٹ سات انچ کا دہانہ ہے جس سے اِس حوض مین پانی آتا ہے اور سات فٹ چھ انچ اِس حوض کا عمق ہے اور حوض کے آگے بہت خوشنما ایک نہر ہے بائیس فٹ کی لنبی اور چھ فٹ کی چوڑی اور تین فٹ چھ انچ کی گہری اور اِس نہر کا پانی چادر مین جاکر جھڑتا ہے اور پانچ فٹ چھ انچ کی چوڑی اور چار فٹ کے ارتفاع سے چادر پڑتی ہے اور یہ سب سے بڑی چادر ہے اور اِس چادر کے جنوب و شمال دو چھوٹی چھوٹی اور چادرین ہین کہ دو فٹ چھ انچ کے عرض اور دو فٹ دبیس انچ کے ارتفاع سے گرتی ہین اور اُنکے آگے تین فٹ سات انچ کی نسبت کاری کے سلامی پتھر لگا دیے ہین کہ اُن پتھرون کے نسبت کے خارون مین پانی اٹک اٹک اور لہرا لہرا کے نہایت کیفیت سے جاتا ہے اِن تینون چادرون کے آگے نہرین ہین بڑی چادر کے آگے جو نہر ہے وہ تو چھبیس فٹ لنبی اور چھ فٹ چوڑی اور دو فٹ گہری ہے اور چھوٹی چادرون کے آگے کی نہرین پندرہ فٹ تین انچ لنبی اور دو فٹ نو انچ چوڑی اور آٹھ انچ گہری ہین اب اِس مقام پر سب پانی جمع ہوکر جنگل کو بہا چلا جاتا ہے اور اِنھین مکانات سے جھرنہ عبارت ہے حقیقت مین ایسا عجیب مکان ہے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے - پانی کا غل اور جانورون کا چہچہانا کوئل کا بولنا مورون کا ناچنا خاصناؤن کا گونجنا خلقت کی کثرت خوبصورت خوبصورت آدمیون کا پھرنا اور طرح طرح کے کپڑے پہن کر اپنا جوبن دکھانا اور ایک طرف سے گانے ناچنے کی آواز کا آنا ایک عجب سماں بندھ جاتا ہے کہ شاید راجہ اندر کے اکھاڑے مین بھی ایسا لطف نہ ہو جسنے دیکھا ہے وہی اُسکا لطف جانتا ہے اور اِسکی کیفیت سے واقف ہے -

مکانات جانب شمال

اسطرف دُہرا دالان سنگین بہت خوشنما دلربا بنے ہین اور یہ دالان معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت مین بنائے تھے کہ اُسکو تیس برس کے قریب عرصہ ہوا اِس سے بہتر کوئی مکان اِس جگہ نہین ہے

نقشه متعلقه صفحه ۳۷ باب اول

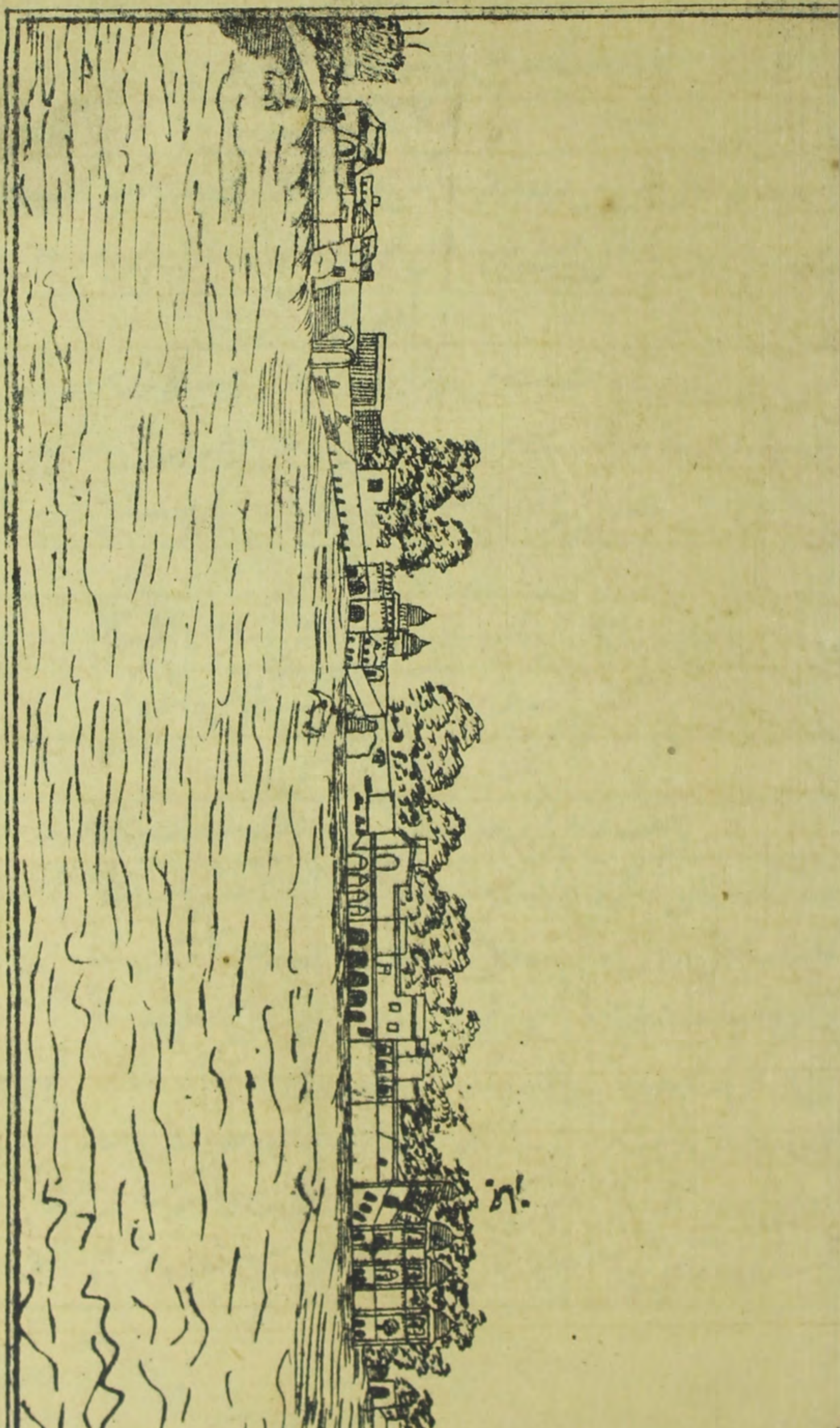

مکانات جانب جنوب

اِسطرف ایک سہ درہ دالان ہے اور دو در اُسکے بغل مین ہین کہ اِس سبب سے پچ درہ کہنے مین آتا ہے اور اُسکی بغل مین دو دروازہ ہین کہ اِس سبب سے ست درہ ہوگیا ہے اس دالان کو شاہ جی کے بھائی نے جنکا نام سید محمد تھا شاہ عالم کے عہد مین بنایا ہے کہ اُسکو پچاس برس کے قریب عرصہ گذرا

مکانات جانب شرق

اِسطرف کچھ مکان نہین ہین صرف پہاڑ ہے لیکن محمد شاہ بادشاہ نے ایک پھسلنا پتھر بنادیا ہے کہ اُسپر لوگ چڑھتے ہین اور چوتڑون کے بھل پھسلتے ہین - طول اُس پتھر کا اٹھارہ فٹ تین انچھ ہے اور عرض ساڑہ سات فٹ ساٹ انچھ

امریان

اس نواح مین آم کے درخت بہت ہین اور نہایت ہجوم درختون کا ہے اُنکو لوگ امریان کہتے ہین اور ان درختون مین جھولے ڈالکر جھولتے اور پینگ لیتے ہین بہیسدن رنڈیان جمع ہوتی ہین اور جھولو نمین جھولتی ہین - غرضکہ یہ مکان ایک طلسم کا مکان ہے کہ دیکھکر آدمی کی عقل حیران ہوتی ہے - اِس مقام پر ایک قبر ہے اور اُسپر یہ شعر کندہ ہین

قطعہ

عارف حکیم فاضل با زہد پر قناعت — کردہ شہید اورا آفراق بد دیانت

تاریخ سال او را ہاتف مرا خبر داد — روح شہید عابد آمد میان جنت

اب ہم اِس مقام پر اسکا نقشہ لکھتے ہین اُسکو دیکھو

حوض شمسی

صفت حوض کہ در قلعۂ سنگین گوئی — ریختہ دست فلک ز آب خضر صورت جان

در کمر سنگ میان دو کوہ — آب گہر صفوہ دریا شکوہ

خضر آب خوش ار نوش کرد — آب خوش از چشمۂ حیوان نخورد

در نخورد آب وے اندر زمین — کس نبرد دُر خورد آبی چنین

موج بلندش کہ رسد تا بماہ — باز دہد آب بابر سیاہ

چون بدد خبر رش ز نشیب و فراز — آب ز کوہ آمد و رفتہ باز

زود بسی زد شدہ تا آب جون — چون ز بی آبی از دخستہ خون

شیشہ گری کرد بر آتش حباب — شیشہ خالی و جہان پر گلاب

ساختہ سلطان سکندر صفات — در رسد کوہ آئینہ ز آب حیات

آب کہ علت ز برائے تر لیست — تری آن آب ز علت بریست

در تہ آبش ز صفا ریگ خورد — کہ نتواند بدل شب شمرد

سیل وی ہی آہنگ بکہسار کرد — کوہ بہ تر دامنی اقرار کرد

چوترہ و قصر بلندش ز آب — شد ہمہ چون ساغر و صافی حباب

مرغ بہر رود دو اندر سرود — رقص کنان ماہی از آواز رود

بادہ کہ بر دے خط زیبا نوشت — نسخہ ماہیت دریا نوشت

عمق ورد کار بجای کشید بسکہ فرو رفتہ زہمراہیش	گر نہ او گشت زمین ناپدید گاؤ زمین شد علف ماہیش گرد وی از اہل تماشا گروہ	نیم فلک ہست بزیر زمین حوض نگویم کہ جہانی ز نور دامن خیمہ شدہ دامان کوہ	چون بہشت ہست زمین گیر این نور کزو دیدہ بد باد دور

یہ حوض بھی عجائب روزگار سے تھا اور سلطان شمس الدین التمش نے اِس حوض کو اپنے عہد سلطنت مین بنایا تھا اسواسطے حوض شمسی کر کے مشہور ہے کسی زمانہ مین یہ حوض تمام سنگ سرخ سے بنا ہوا تھا اب دیوارین اور پتھر بالکل اکھڑ گئے ہین اور تالاب کی سی صورت رہگئی ہے اِسی واسطے اِس حوض کو لوگ قطب صاحب کا تالاب کہنے لگے اور بعضے تالاب شمسی کہتے ہین اِسی تالاب مین سے جھرنے مین پانی جاتا ہے اور اِسی کا پانی تغلق آباد کے قلعہ کی خندق مین گیا تھا حقیقت یہ ہے کہ اتنا بڑا حوض شاید روے زمین پر نہوگا اب بھی یہ تالاب دوسو چھتر بیگھہ آٹھ بسوہ پختہ ہے اِسکے بیچون بیچ مین ایک برجی بنی ہوئی ہے اور اُسمین کھُر کا نشان بنا ہوا ہے کہ عوام الناس براق کے قدم کا نشان کہتے ہین مگر بنائی ہوئی بات معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم بالصواب

اولیا مسجد

اِسی تالاب کے کنارہ پر مشرق کیطرف ایک چبوترہ ہے اور اُسمین گز دو گز کی ایک چبوتری اور چھوٹی سی دیوار بنی ہوئی ہے - کہتے ہین کہ اِس جگہ حضرت خواجہ قطب الدین اور اور بزرگون نے چلّہ کھینچے تھے اور اپنے ہاتھ سے ٹوکریان ڈالکر یہ مسجد بنائی تھی اور اِسی سبب سے اولیا مسجد مشہور ہے اب اُس کچی مسجد کو لوگون نے پکّا بنا دیا ہے اور چونہ کر دیا ہے

جہاز

اِسکے کنارہ پر ایک عجب طرح کی عمارت ہے کہ اُسکو لال محل بھی کہتے ہین اور جہاز کرکر بھی مشہور ہے - کہتے ہین کہ کسی سوداگر نے یہ مکان فقرا کے لیے بطور خانقاہ کے بنایا تھا اور سواے اِسکے بہت سے مکانات اِس تالاب کے کنارہ پر ہین کہ ہم اُنکی تفصیل لکھدیتے ہین اور مغرب کی طرف سے مکانون کا بیان شروع کرتے ہین - بلخی شہزادہ کا باغ زین الدین زمردین کا مزار - شیخ وجیہ الدین خلیفہ حضرت سلطان المشائخ کا مزار - شادی کا باغ - چاندنی چبوترہ تعمیر محمد شاہ کہ اب ٹوٹ گیا ہے - اندھیریا باغ کہ اب دس پانچ درخت باقی ہین پیپل والے کوئین - مزار خواجہ سماء الدین پیر مولانا جمالی - سوہن برس - چہل تن چہل من - اولیا مسجد یارانی چبوترہ لال محل عرف جہاز - تکیہ دین علی شاہ - خانقاہ عنایت اللہ خان - خانقاہ نواب حفیظ الدین ولی مسجد - مقبرہ شیخ عبد الحق

نقشہ نمبر ۴۷ متعلقہ صفحہ ۴۷ باب اول

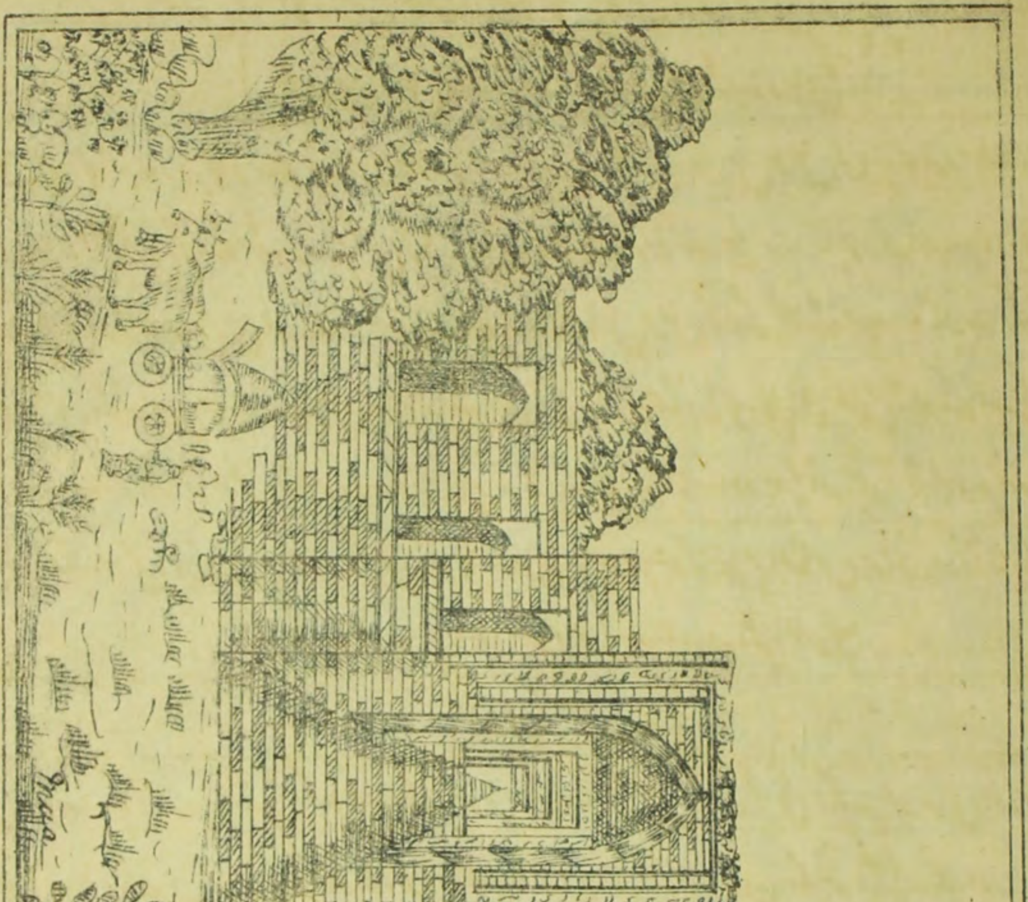

نقشہ دروازہ درگاہ سلطان محمود غزنوی غازی

نقشہ نمبر ۶۵ متعلقہ صفحہ ۵۷ باب اول

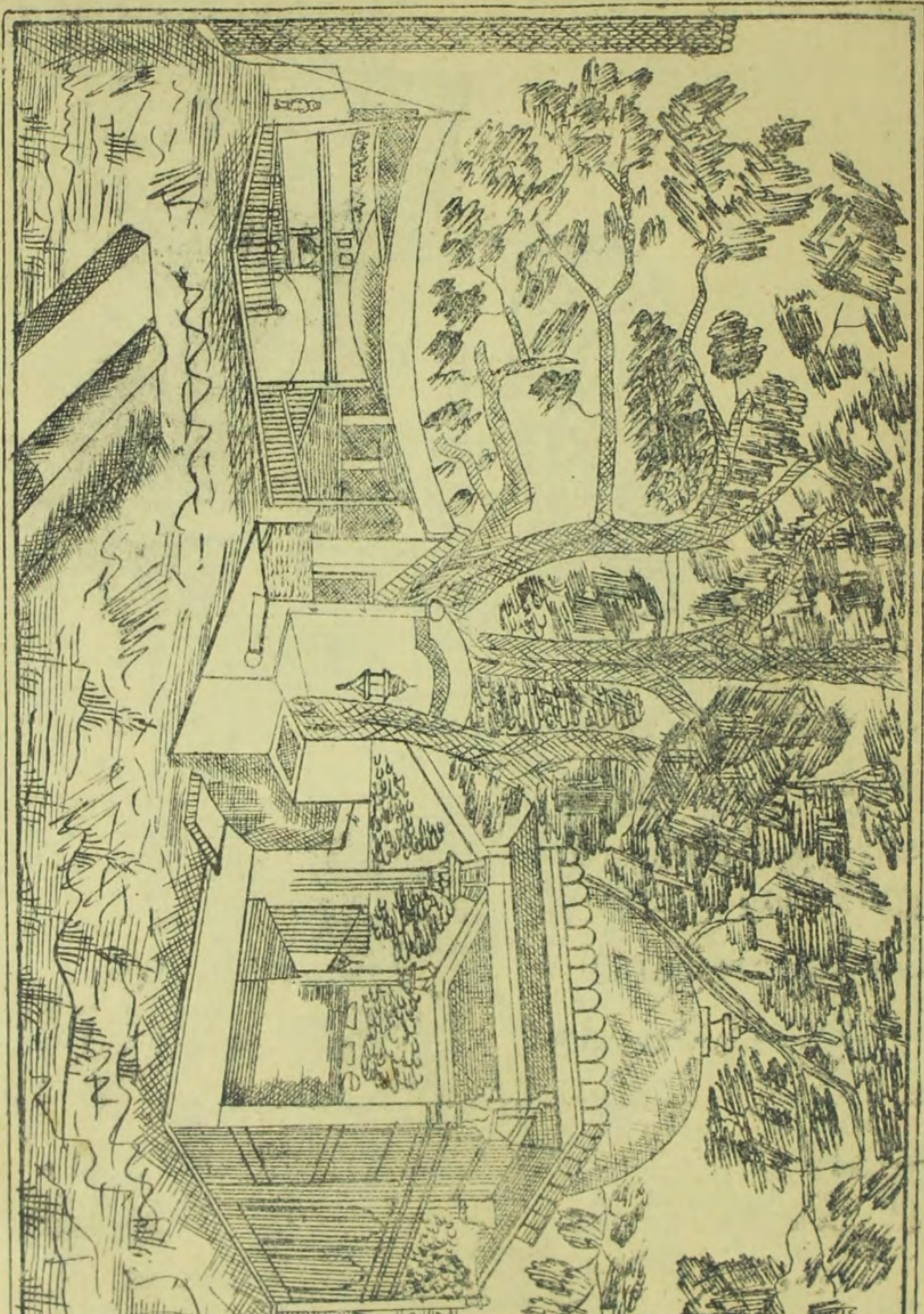

نقشہ درگاہ حضرت قطب الاقطاب علیہ الرحمۃ

نقشہ نمبر ۴، متعلقہ صفحہ ۷۵، باب اول

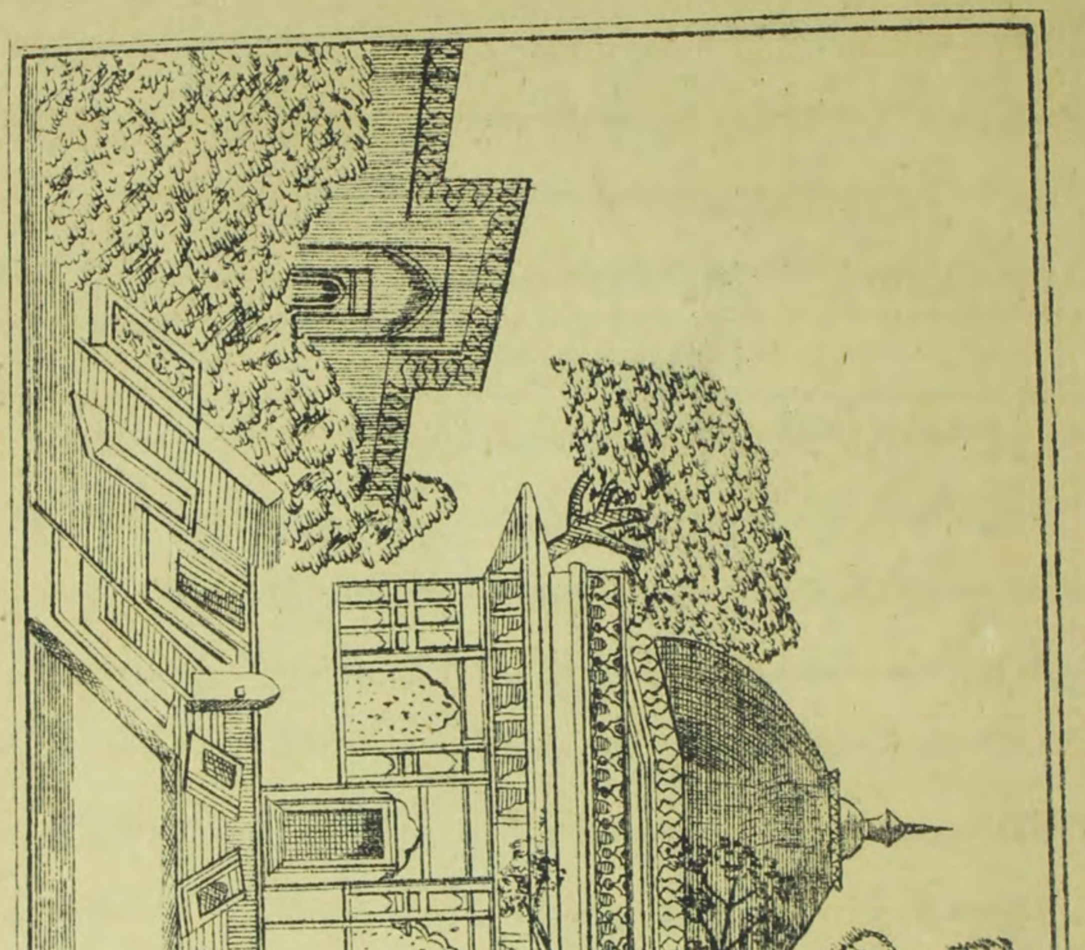

نقشہ درگاہ حضرت شیخ عبدالحق

مقبرہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے اولیاے کبار اور بڑے محدثون مین سے ہین کمالات آپ کے آفتاب سے سوا روشن ہین کہ غایت شہرت سے احتیاج مجھ خاکسار کے بیان کی نہین رکھتے - آپ کا مزار بھی اسی حوض شمسی کے کنارہ پر واقع ہے اور بہت دلچسپ مکان ہے یہ مقبرہ آپ کے انتقال کے بعد بنا ہے اور برج کے اندر ایک دیوار پر چونہ کے حرفون سے کچھ عبارت لکھی ہے کہ اُس سے آپکا تمام حال معلوم ہوجاتا ہے چنانچہ مین اِس مقام پر اُسکو بعینہ نقل کردیتا ہون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجملی از احوال کرامت منوال مقتداے وقت صاحب المفاخر ابو المجد عبد الحق رحمت اللہ رحمۃ وسیعۃ آنکہ از مبادی شعور بطاعت حق وطلب علم کمر بستہ نزدیک بادان بلوغ اکثر علوم دینیہ تحصیل کرد و در شش بست و دو سالگی از ہمہ آن فارغ شدہ و کلام مجید از بر گرفتہ بر مسند نشست و ہم در عنفوان جوانی جاذبہ الٰہی در رسید بیکبار دل از یار و دیار بر کندہ متوجہ حرمین محترمین گشت مدت مدید بآن مقامات شریفہ اقامت ورزیدہ باقطاب زمان و اولیاے کبار صحبتہا داشتہ بودایع ارجمند و رخصت ارشاد طالبان اختصاص یافت و علاوہ آن تکمیل فن حدیث نمودہ برکات فراوان بموطن مالوف مراجعت فرمود و مدت پنجاہ و دو سال بجمعیت ظاہر و باطن تمکن یافت تکمیل فرزندان و طالبان بجا آوردہ و بنشر علوم سیما علم شریف حدیث برداختہ نہجے کہ در دیار عجم احدی از علماے متقدمین و متاخرین دست ندادہ است ممتاز و مستثنیٰ گردید و در فنون علمیہ خاصتہ فن حدیث کتب معتبرہ تصنیف کرد چنانچہ علماے زمان افتخار بدان ورزیدہ دستور العمل خود دارند و اہل درس در خواص و عوام بجان خریداری می نمایند تصانیف این فیاض والا از صغیر و کبیر بصد جلد و بحسب شمار ابیات بپانصد ہزار رسیدہ است در محرم ٩٥٨ھ این نور اتم پرتو ظہور بعالم عنصری دادہ و در ١٠٥٢ھ بتمام آگہی وکشادہ پیشانی بعالم قدس خرامیدہ - تاریخ ولادت شیخ اولیا - و تاریخ وفات - فخر العالم - است

درگاہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

میری کیا مجال ہے کہ آپ کے کمالات ظاہری اور باطنی کا حال لکھ سکون کمالات اور خرق عادات آپ کے اظہر من الشمس ہین اور ہر ایک شخص آپ کی کرامات اور مجاہدہ سے واقف ہے ایسے آفتاب عالمتاب کا حال لکھنا زائد ہے ہر شخص اُس سے سوا جانتا ہے جتنا کہ اِس مختصر مین سما سکے اسواسطے اُسکو موقوف رکھکر کچھ تھوڑا سا آپ کے مزار مبارک اور مکانات شریفہ کا حال لکھتا ہون کہ یہی اِس کتاب مین مقصود ہے - واضح ہو کہ آپ کا مزار مبارک کچا ہے اور قبر شریف بھی صرف مٹی کا ڈھیر ہے - سبحان اللہ کیا خاکساری ہے کہ فخر بادشاہی

ہے اور کچھ گنبد وغیرہ بھی نہین ہے صرف کھلا آسمان کے نیچے ہے اُسپر وہ نور اور رعب اور مرتبہ وشان وشوکت ہے کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے ہر دم انوار الٰہی نازل کہ دل عقیدت مندون کا نورانی ہوتا ہے۔ **شعر** زعشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست ٭ بآب ورنگ وخال وخط چہ حاجت روے زیبا را ٭ وفات آپ کی شب دوشنبہ چودھوین ربیع الاول سنہ ۶۳۳ھ ہجری مین ہوئی ہے کہ اِسی حساب سے گویا اِس مزار مبارک کی بنا خیال کرنی چاہیے۔ ایک دفعہ شیرشاہ بادشاہ شکار کو اِسطرف آیا اور زیارت مزار مبارک سے مشرف ہوا دیکھا کہ آپ کے مزار مبارک مین کچھ تکلف نہین ہے اُسکے خیال مین آیا کہ اِسکے گرد چاردیواری بنوادنی چاہیئے اور ایک حد مقرر کیجائے کہ یہان سے لوگ جوتیان اُتار کر حاضر ہوا کرین یہ خیال کرکے اُسنے چار تیر چارونطرف پھینکے اور جہان جہان تیر گرے وہان وہان ایک ایک دروازہ بنواکر چاردیواری بنادی تھی وہ چاردیواری بہت بڑی بنی تھی کہ اب اُسقدر نہین رہی مگر ایک آدھ طرف ٹوٹا پھوٹا در و دیوار کا نشان پایا جاتا ہے۔ بعد اُسکے اور بادشاہون کے عہد مین چاردیواری کو مختصر کرکے دروازہ بنے کہ ہم اِس مقام پر ہر ایک دروازہ کے اشعار لکھدیتے ہین

اشعار دروازہ غربی

خلقے کہ درین گنج سعادت میرفت ٭ آخر گہر نثار شاکر خان سفت
گفتم چہ نویسم رقم تاریخش ٭ رضوان بدر آمد ار در جنت گفت

اشعار دروازہ جانب احاطہ ملاموج

درزمان شہ جہان اسلام ٭ شد بلند در شہر جناب
کرد شخصے بنا کہ در بابش ٭ یوسف ثانی از حق ست خطاب
گرچہ صد ہست باب جنت را ٭ بس باب مثل ہذا الباب
چون زتاریخ نام کردم عرض ٭ گفت درگاہ خواجہ اقطاب

اشعار دروازہ متصل مجلس خانہ

درزمان آفتاب چرخ دولت شیر شاہ ٭ شاہ را برباب کوکب موکب گردون غلام
این عظیم القدر درگاہی کہ اندر باب او ٭ صادق آمد قول ہذا الباب من دار السلام
بود بست و چار و نہصد سال از ہجرت کہ شد ٭ از اہتمام شیخ دین بردہ خلیل الحق تمام

اب سنہ ۱۲۵ھ مین شاہنشاہ زمان ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ نے آپ کے مزار مبارک کے گرد صندل کا کٹہرا لگادیا ہے اور اِس کار خیر سے مفاخرت سرمدی حاصل کی ہے

مزار قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے مزار کے پائنتے قاضی حمید الدین ناگوری کا مزار ہے اور اُسکی لوح پر یہ عبارت کندہ ہے۔ ہذا مرقد المنور قطب الاولیا فی الآفاق وغوث الاتقیاء بالاستحقاق الامام العالم العامل الولی الفاضل الکامل شیخ حمید الدین نور اللہ

نقشہ دروازہ ہاے درگاہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب مع مزار مولانا فخرالدین

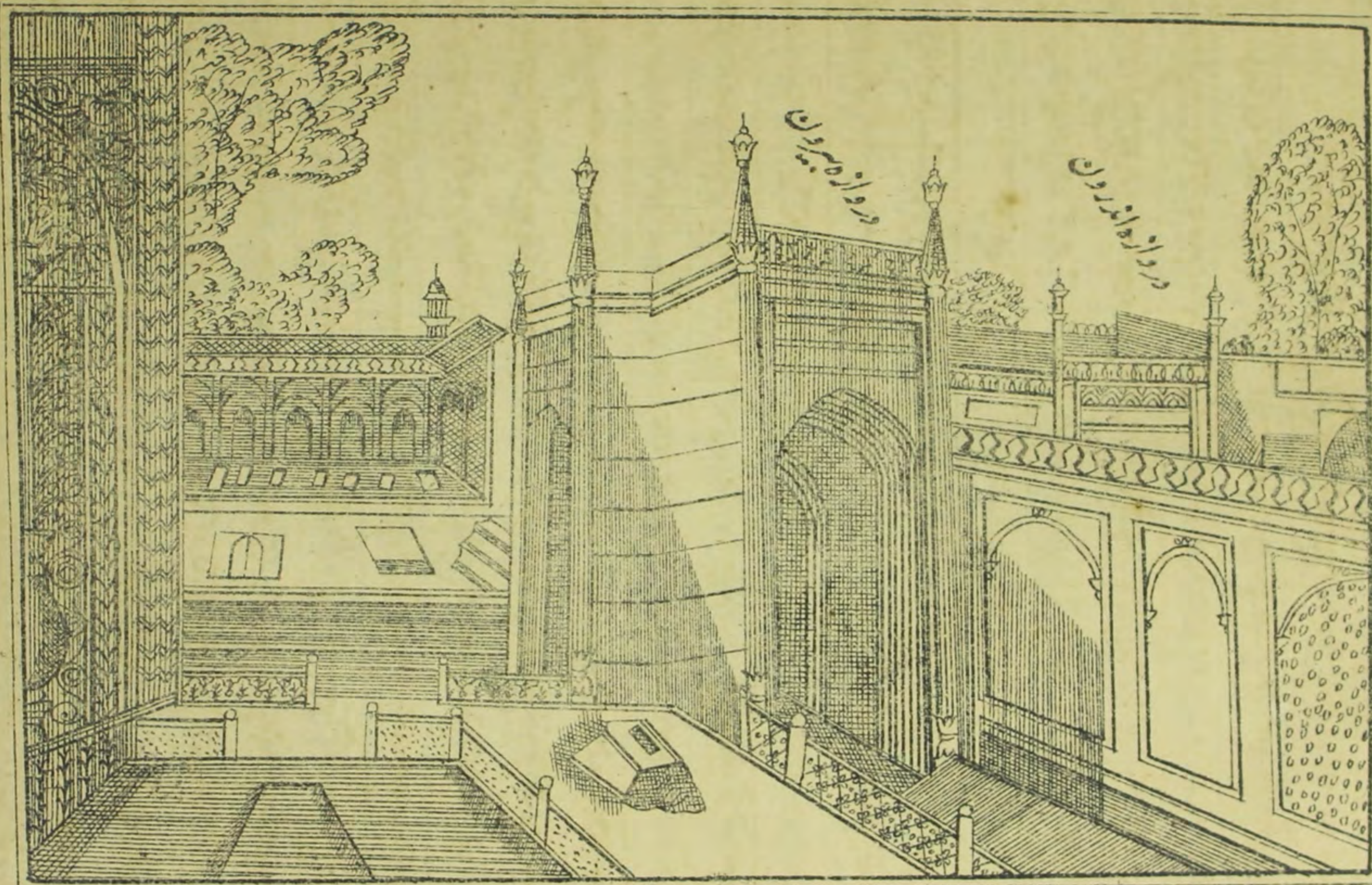

ایک درجہ تقرب حاصل ہے کہ اور کسی کو میسر نہین اور سنہ احد جلوس والا سے وارو غگی نذر نثار اور علاقہ خانسامانی پر مشرف ہین - اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اُنکے اِس سے سوا ہین جو لکھنے مین آوین اور اوصاف اُنکے اِس سے بہت ہین جو کہے جاوین سراسر خیر مجسم ہین اور ہر دم اور ہر لحظہ حصول ثواب پر نیت مصروف رہتی ہے - کہ یہ باولی بھی اُسی کا نمونہ ہے علاوہ اِسکے اور بہت سی باتین ثواب کی ہین منجملہ انکے یہ ہے کہ سو جلد کلام اللہ وقف کیے ہین غرضکہ اللہ تعالے ایسے با اخلاق عالی ہمت کو سلامت رکھے کہ اِس سے ہر شخص کو فائدہ پہونچتا ہے اب ہم اِس مقام پر ایک نقشہ لکھتے ہین کہ مسجد اور باولی دونون کا نقشہ اِسمین ہے جو دیہی

	موتی مسجد	[illegible]

یہ مسجد شاہ عالم بہادر شاہ کی بنائی ہوئی مشہور ہے تمام سنگ مرمر کی ہے اور فرش بھی سنگ مرمر کا ہے اور فرش مین سنگ موسی کی محرابین مصلون کی جگہ بنی ہوئی ہین او رمسجد مین اور درگاہ شریف مین صرف ایک دیوار حائل ہے اِس مسجد سے جانب شرقی درگاہ شریف ہے اور جانب جنوب روضہ شاہ عالم بہادر شاہ کا ہے اور اِس روضہ کے مجہر کے پاس ایک دروازہ ہے کہ اُس دروازہ سے بادشاہ درگاہ شریف مین جایا کرتے ہین اِس مسجد کے تین در اور تین گنبد ہین اور دو مینار سنگ مرمر کے مسجد کے صحن کے کونون پر بنے ہین اِس مسجد کا بیچ کا برج بسبب بھونچال کے گر پڑا تھا سو عہد شاہ عالم مین اسکی مرمت ہوئی ہے اور اسکے میناروں پر دو برجیان تھین دہ دار اور بہت خوشنما معلوم ہوتی تھین ١٢٥٨ سنہ ہجری مین مطابق ١٨٤٢ ع کے ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ نے بسبب کہنہ ہو جانے اور اندیشہ گر پڑنے کے اُنکو اُتار ڈالا ہے افسوس کہ کسی کو توفیق مرمت کی نہ ہوئی -

	مجہر شاہ عالم بہادر شاہ	[illegible]

اِسی مسجد کے پاس بہت تحفہ اور نفیس یہ مجہر ہے سر سے پانون تک سنگ مرمر بنا ہوا ہے کہ اُسکی آب و تاب موتی کی آب کو خاک مین ملاتی ہے اور اُسکی نمایش قصر بہشت پر فوق لیجاتی ہے یہ مجہر ١١٢٤ سنہ ہجری مین شاہ عالم بہادر شاہ کے بیٹے نے بنایا تھا چنانچہ یہ بادشاہ عالی تبار اِسمین دفن ہین اور جالیون کے اوپر سرھانے کی طرف یہ بیت کندہ ہے

	در خور زینت بام مصطفے	شاہ عالم را بود جنت جزا	

غلام حیات خان ١١٢٤ سنہ ہجری

اور اِسکے پاس سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ کی قبر ہے اور اِسکے سرھانے یہ اشعار کندہ ہین

شہ عطارد پیچ تاجور زد بصیف خاک	ور رہاکہ از غبار کسوف آن جہان	یعنی کہ شاہ عالم عالم پناہ کرد	زین عالم انتقال بہ نزہتگہ جنان

سید نوشت خامۂ مخبر طراز من	یعنی کہ سال آنست زہر مصرعی عیان	اوئی فتاب روز زمین دہ پیش از من	شد آفتاب زیر زمین آہ داہ امان

سنہ ۱۲۲۱ ہجری الکاتب میر کلن رضوی

اور اسی قبر کے پاس معین الدین محمد اکبر بادشاہ عرش آرامگاہ کا مزار ہے کہ تاریخ وفات انکی طبع زاد راقم اثم یہ ہے

تاریخ

چون برفت از جہان شہ اکبر	شد سیہ آسمان زرد و جسگر	پای شادی شکست و احمد گفت	سال تاریخ او غم اکبر

مسجد و مکان حکیم محمد احسن خان بہادر نمبر

اگرچہ یہ مسجد اور مکان تعمیرات جدید سے ہے لیکن ایسا خوشنما اور خوش قطع دلچسپ سرراہ واقع ہوا ہے کہ بے اختیار اسکا حال لکھنے کو دل چاہا اور علاوہ اسکے یہ مسجد اور مکان ایسے دریا دل فیاض زمان کا بنایا ہوا ہے کہ جسکی ہمت اور مروت کے آگے دریاے محیط ایک قطرہ سے سوا نہین اور خزانہ قارون قابل آزر گدہ بھی نہین اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ مروت جبلی اور احسان فطرتی انکی ذات فیض سمات مین مخمر ہین اور ہر ادنی اور اعلی انکے احسان اور اخلاق کا ممنون و مشکور ہے پیشگاہ خسروی سے بدرجہ اعلاے معالج خاص سرفراز ہین اور احترام الدولہ عمدۃ الحکماء معتمد الملک حاذق الزمان حکیم محمد احسن اللہ خان بہادر ثابت جنگ کا خطاب ہے اور حقیقت مین انتظام رونق تمام کارخانہ خسروی کی انہین کی ذات پر موقوف ہے ان وجوہات سے بے اختیار دل نے چاہا کہ اس مقام فیض بنیان کا بھی ذکر لکھیے اور اس مسجد کا بھی ذکر کیجیے یہ مسجد سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین اور مکان سنہ ۱۲۶۳ھ مین بنا ہے چنانچہ یہ تاریخین اوپر کندہ ہین -

تاریخ مسجد

مسجدے ساخت چون بحسن عمیں	حسن اللہ خان پاک سرشت	ای ظفر بہر سال تاریخش	خانہ ام خانہ خدا بنوشت

تاریخ مکان

از سال بناے نو بدرگاہ	پیر خردم نمود آگاہ	بردا شت سر از دیار دہلی	تعمیر فقیر احسن اللہ

بھول بھلیان یعنی مقبرہ ادہم خان نمبر

یہ مقبرہ ہے ادہم خان اکبر بادشاہ کے کوکا کا جسنے شمس محمد خان غزنوی اکبر کے ملکہ کو مار ڈالا تھا اور اکبر بادشاہ نے اسکے قصاص مین ادہم خان کو قلعہ پر سے گرا کر مروا ڈالا تھا اور یہ واقعہ تاریخ بارھوین رمضان سنہ ۹۶۹ ہجری مین واقع ہوا اور دو خون شد اسکی تاریخ ہوئی پس یہ گنبد بھی اسکے بعد بنا ہے کہ اس حساب سے مدت تیاری اس گنبد کی معلوم ہوسکتی ہے - یہ گنبد چونہ اور پتھر سے بنا ہوا ہے اور اسکی دیوارین اوپر جانیکا رستہ ہے

نقشہ نمبر ۲۷ متعلقہ صفحہ ۷۸ باب اول

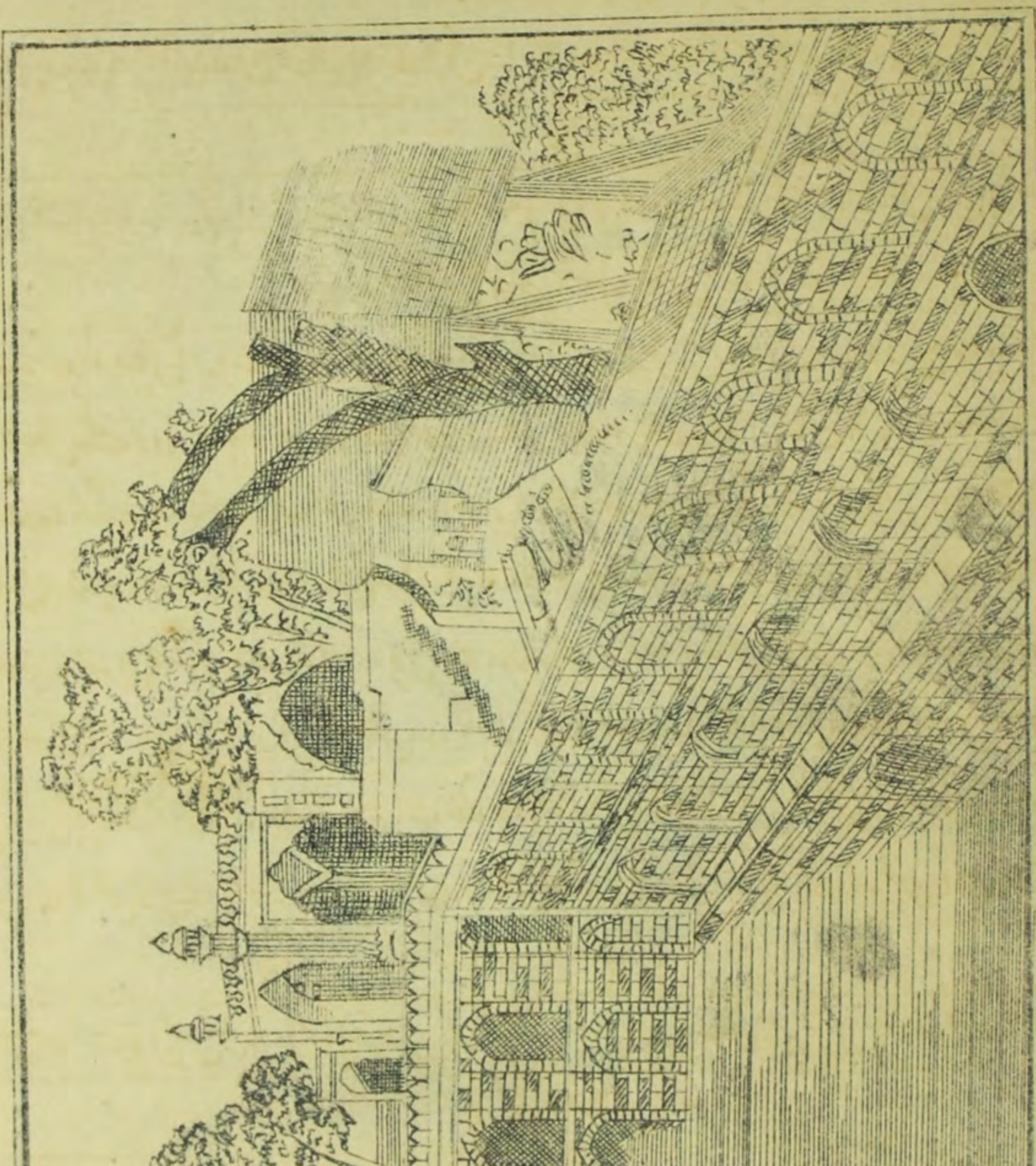

نقشۂ مسجد درگاہ شیخ باولی

نقشہ نمبر ۸ متعلقہ صفحہ ۹۷ باب اول

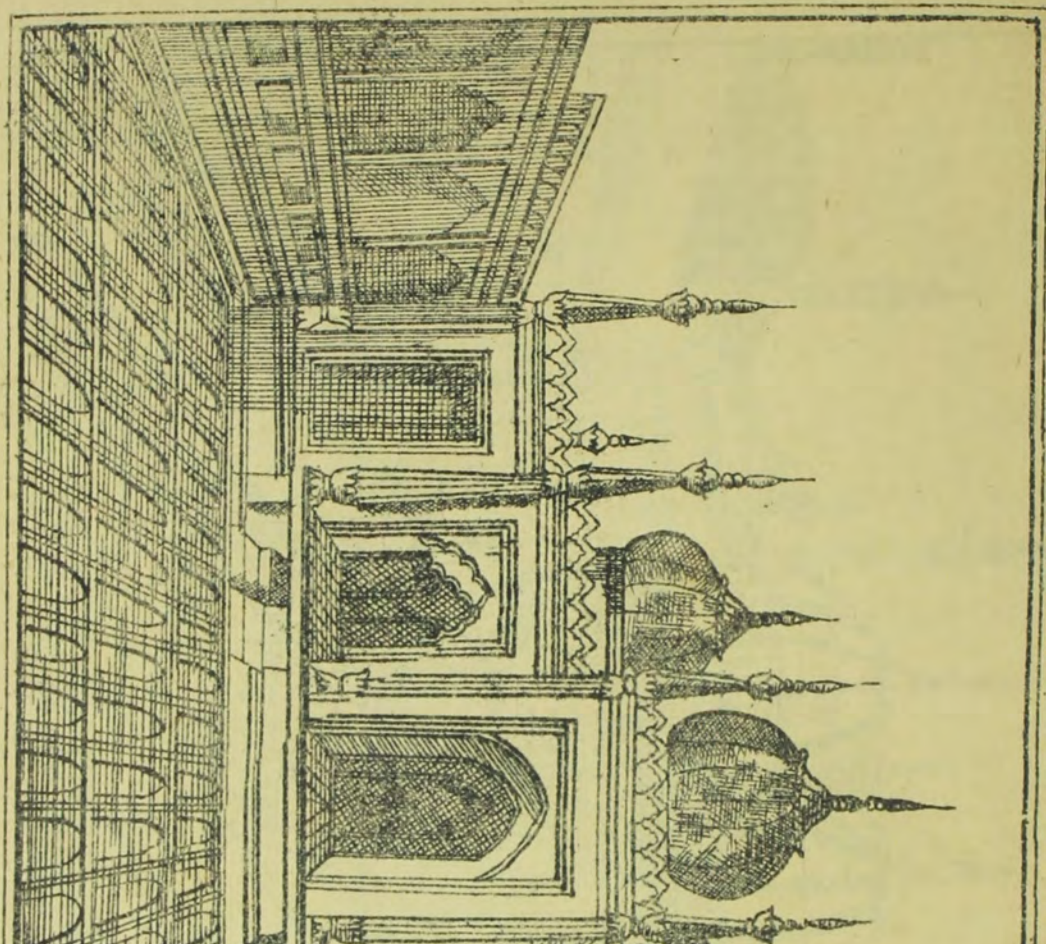

نقشہ موتی مسجد

نقشہ نمبر ۷۹ متعلقہ صفحہ ۹۷ باب اول

نقشۂ حجر شاہ عالم بہادر شاہ

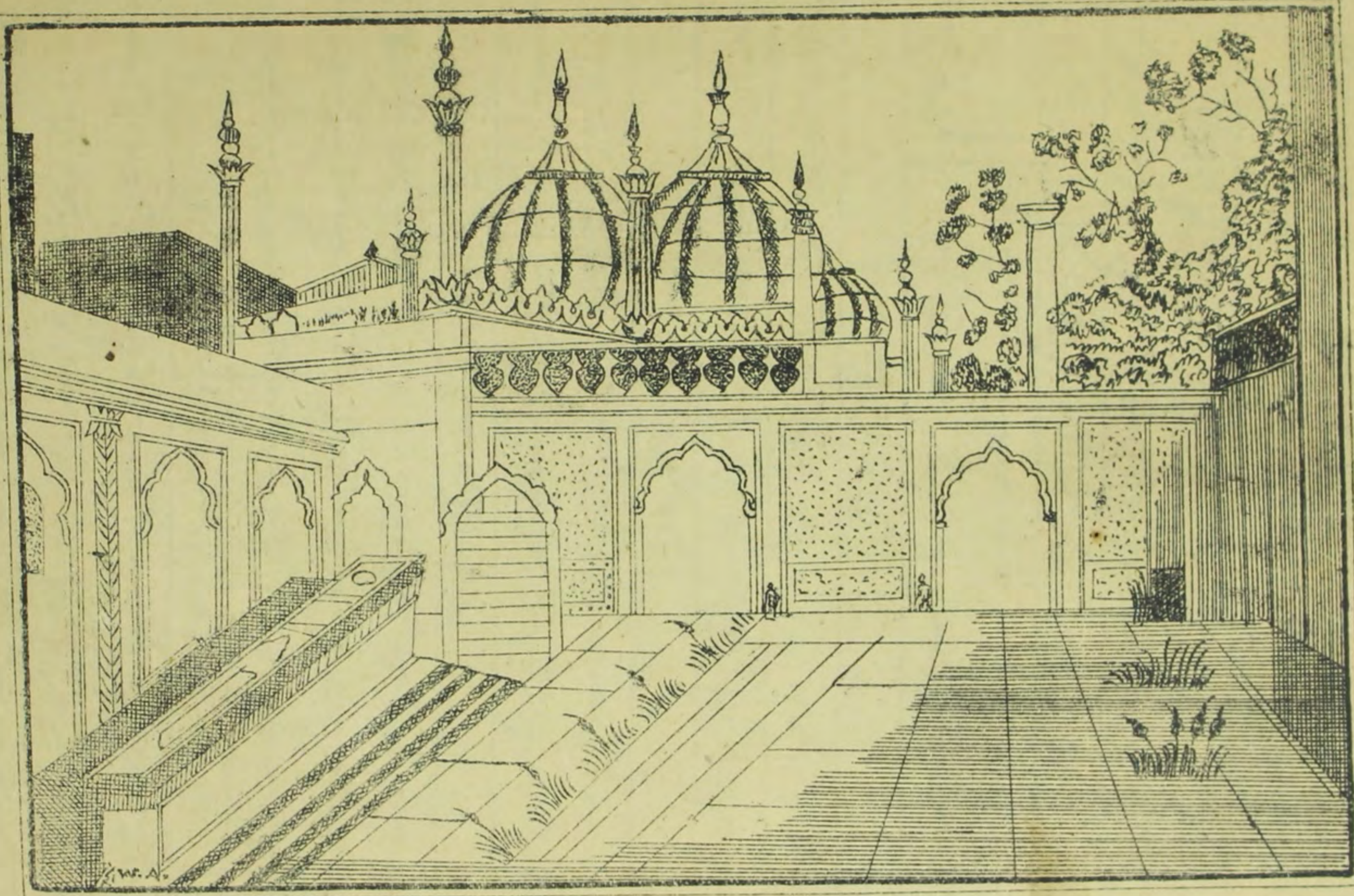

مرقد المنورہ عمرہ الروضہ خادم الفقرا سلیمان بن شیخ بھیکھا فی سنہ اربع و سبعین و سبعمات ۔ وفات حضرت شیخ المحققین و قطب العارفین شاکر بارگاہ قدس و طائف کعبہ اُنس دردریاے حقیقت جوہر کان طریقت حضرت محمد محبوب حمید بندگی شیخ محمد حمید نور اللہ مرقدہ درشب دوشنبہ یازدہم ماہ رمضان فی الحمد ذلک اللیل جار الشمس ۶۹۵ھ اور آپ کے مزار مبارک کے پاس اور بہت سی قبرین ہین چنانچہ اب ہم خاص آپ کے مزار مبارک کا نقشہ لکھتے ہین ۔

ذکر میان غلام نور صاحب خادم

اگرچہ آپ کے مزار مبارک کے بہت سے خادم ہین ایک ایک سے بہتر لیکن میان غلام نور صاحب نور علی نور ہین اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ رکھتے ہین تاریخ سے بھی شوق ہے اور یہان کے مکانات سے بھی خوب واقف ہین یہان کے مکانات کی سیاحت مین میرے ساتھ تھے اور سب مکانون کا حال بہت اچھی طرح بتاتے تھے ۔

دروازہ ہاے درگاہ

آپ کے مزار مبارک کے شرق کو سنگ مرمر کی جالیان اور سنگ مرمر کے دروازے فرخ سیر کے عہد مین بنے ہین اور اُنپر اشعار کندہ ہین جنسے تاریخ بنا اور نام بانی پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہین ۔

اشعار دروازہ اندرون

ازسعی کمترین غلامان شہریار	با اعتقاد معتقد کامل العیار	رفتند قدسیان بدیار بہشت عدن	تاریخ یافتند حصار بہشت عدن

با ہتمام کمترین غلامان معتقدان سنہ جلوس فرخ شاہی اتمام یافت ۱۱۳۰ ہجری راقمہ عبداللہ شیرین رقم ۔

اشعار دروازہ بیرون

ازحکم بادشاہ جہان خسرو انام	گرد مزار خواجہ دین قطب نہ فلک گردد بگرد روضۂ او آدم و ملک	تعمیر شد مجحر زیبا و منتظم مانند قبلہ اشرف و چون کعبہ محترم	فرخ سیر شہنشہ نہ آسمان غلام

مزار مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ

اِس دروازہ کے پاس مسجد کے پیچھے مولانا فخر الدین صاحب کا مزار ہے کیا خوب جگہ پائی ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین آپ کا مزار بھی سنگ مرمر کا ہے اور اُسکی لوح پر یہ اشعار کندہ ہین

اشعار

بگذاشت فخر دین چو مہمانسرا فانی	بر آستانہ جاداد آن قطب دو دانے	سال وصال آن شہ از غیب چون بجستم	تاریخ گفت ہاتف خورشید دو جہانے

من کلام سید الشعرا فخر الدین مقبول الٰہی ۱۱۹۹ھ

یہ سب جالیان اور دروازے بہت نفیس سنگ مرمر کے بنے ہوے ہین کہ جنکا کچھ بیان نہین ہوسکتا اور دروازے بھی بہت ہی خوش قطع ہین چنانچہ اِنکے نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوگا

مسجد درگاہ

آپ کی درگاہ کے متصل جالیون کے پاس ایک مسجد ہے کہ قدر و منزلت مین ہم پایہ بیت المقدس ہے اور فیض و برکت مین بیشک خانۂ خدا ہے - اِس مسجد کے تین درجہ ہین پہلا درجہ دو محراب کا کچا ہے یعنے صرف مٹی کا اِس مسجد کو جناب حضرت قطب الاقطاب نے مع اپنے یارون کے کہ ہر ایک ولی کامل اور شیر بیشۂ زہد و تقوی تھا بنایا تھا جس زمانہ مین اسلام شاہ نے اِس درگاہ کے گرد چار دیواری بنائی اِسکے ساتھ اِس کچے درجہ کے آگے پختہ درجہ بنا دیا کہ یہ درجہ تعمیرا اسلام شاہ ہے اُسکے بعد محمد فرخ سیر کے عہد مین جس زمانہ مین آپ کی درگاہ کے گرد مجر سنگ مرمر کا اور دروازہ بنا ہے اِسی عہد مین اِس مسجد کے آگے بھی ایک اور درجہ بنایا گیا کہ یہ تیسرا درجہ فرخ سیری ہے اور اُسپر یہ تاریخ کندہ ہے

تاریخ

ہو رو لطف و عنایات شہ والا جناب	ساخت از روی ارادت ز رسوخ اعتقاد	خسرو فرخ سیر شاہنشہ مالک رقاب
مسجد زیبا بنا سجدہ گاہی شیخ و شاب	با سروش غیب ہاتف گفت در گوش خرد	سال تاریخ بنائش بیت ربی مستجاب

باولی درگاہ

اگرچہ اِس مسجد کی بزرگی آسمان سے گذر گئی تھی اور کچھ حاجت خوشنمائی کی نہ رکھتی تھی لیکن پانی نہ ہونے کے سبب لوگون کو بڑی تکلیف ہوتی تھی اِس نظر سے صرف بہ نیت ثواب ندیم الدولہ خلیفۃ الملک حافظ محمد داؤد خان مستقیم جنگ نے اِس مسجد کے پاس اپنی دریا دلی اور فیض بخشی سے بہت عمدہ نفیس دلکشا دلربا باولی بنوادی کہ خلق اللہ کو اُس سے آرام ہے اور یہ باولی گویا مسجد کا حوض ہے جو عجب خوش نیت آدمی نے یہ باولی بنائی ہے کہ ایسا موقع اور ایسی جگہ باولی بنانے کو کب کسی کو نصیب ہوسکتی ہے - یہ باولی سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین بننی شروع ہوئی اور سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین ختم ہوئی - حافظ داؤد صاحب نہایت سخی اور بڑے ہمت والے آدمی ہین اور بڑے صاحب خاندان اِنکے نسب کا سلسلہ حضرت امام ابوحنیفہ کوفی رحمہ اللہ تک پہونچتا ہے اور اِنکے آبا و اجداد ہمیشہ سے خاندان بادشاہی مین معزز و ممتاز چلے آئے ہین حضرت ظل سبحانہ ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی نے آپ کے والد ماجد حافظ محمد خلیل سے استفادۂ کلام مجید حاصل کیا ہے اِنکو حضور ظل اللہ مین

نقشہ نمبر ۷ متعلقہ صفحہ ۸۰ باب اول

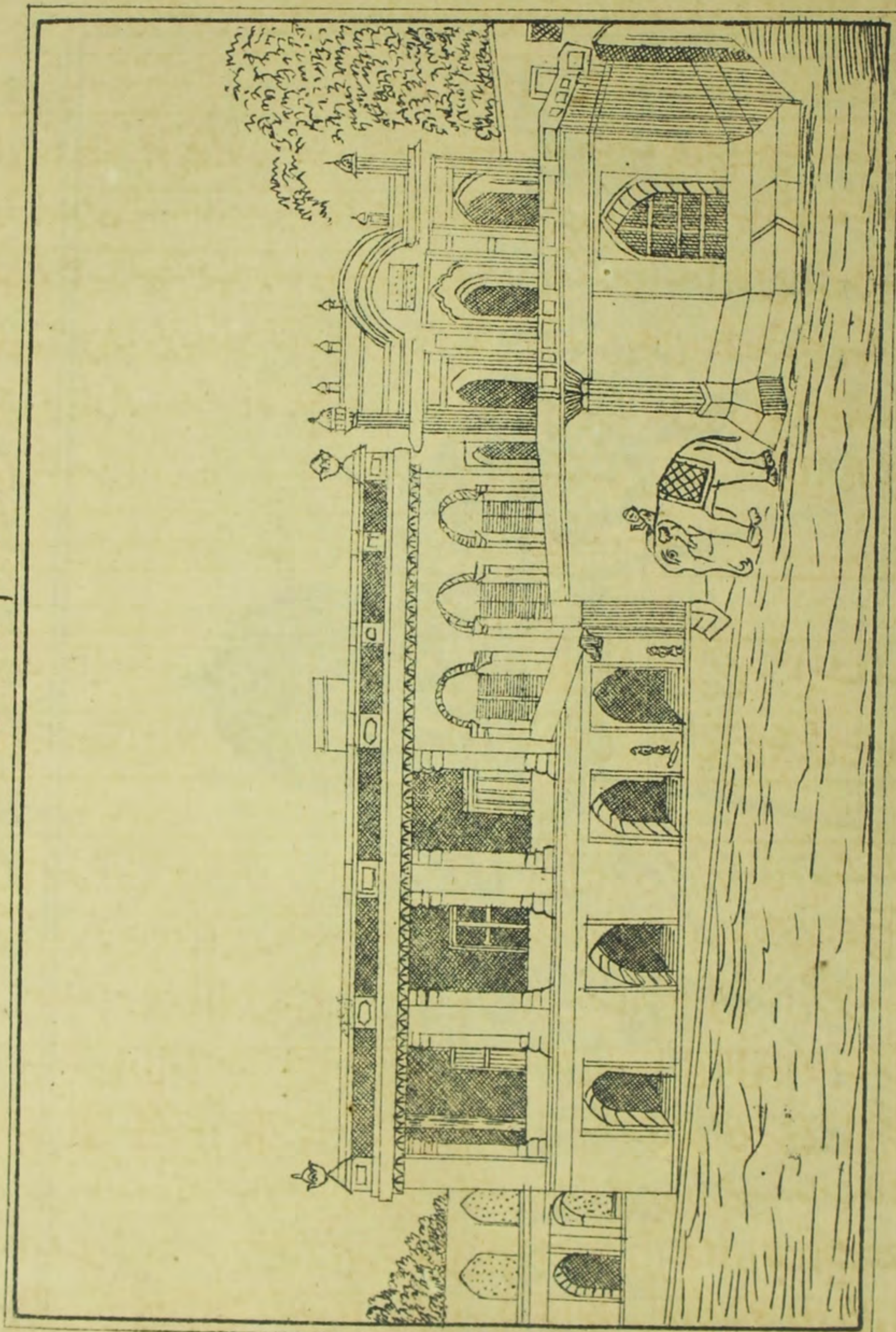

نقشہ مکان و مسجد حکیم احسن اللہ خان بہادر

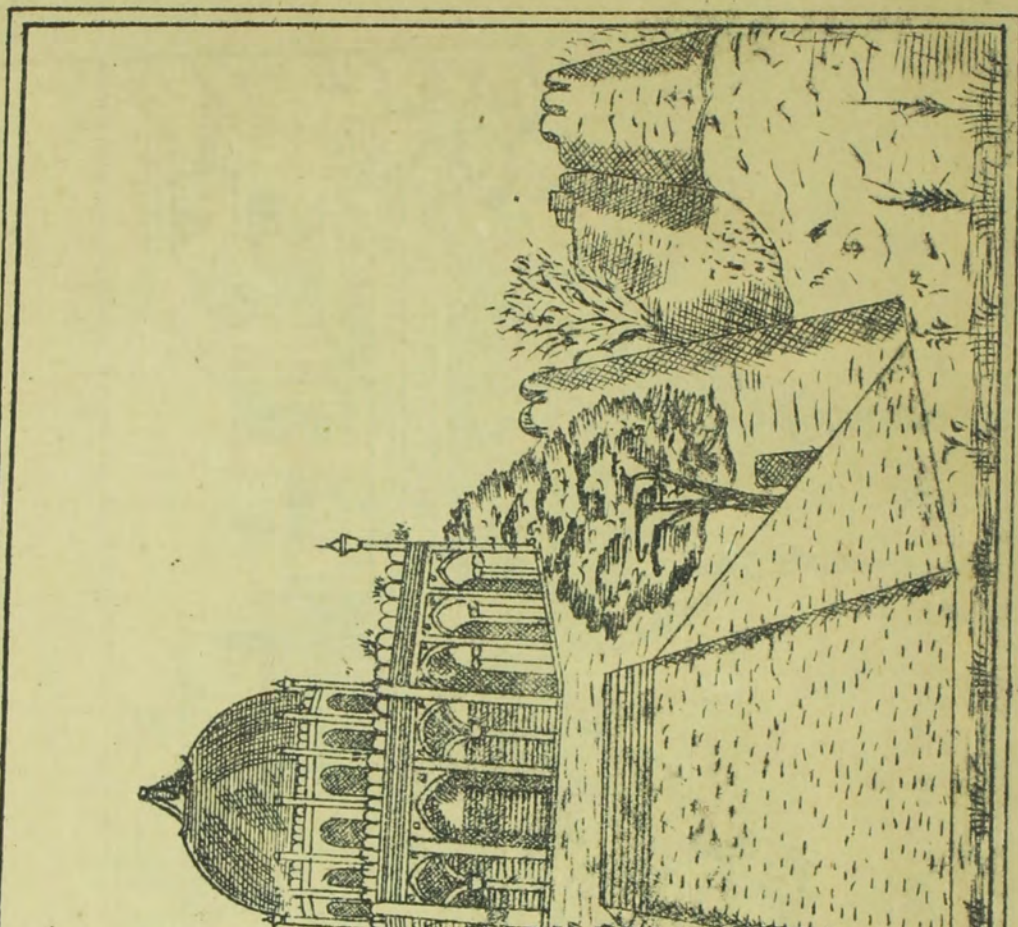

نقشہ مقبرہ ادہم خان عرف بھول بھلیاں

نقشہ نمبر-۲ ۔ متعلقہ صفحہ-۱۸-باب اول

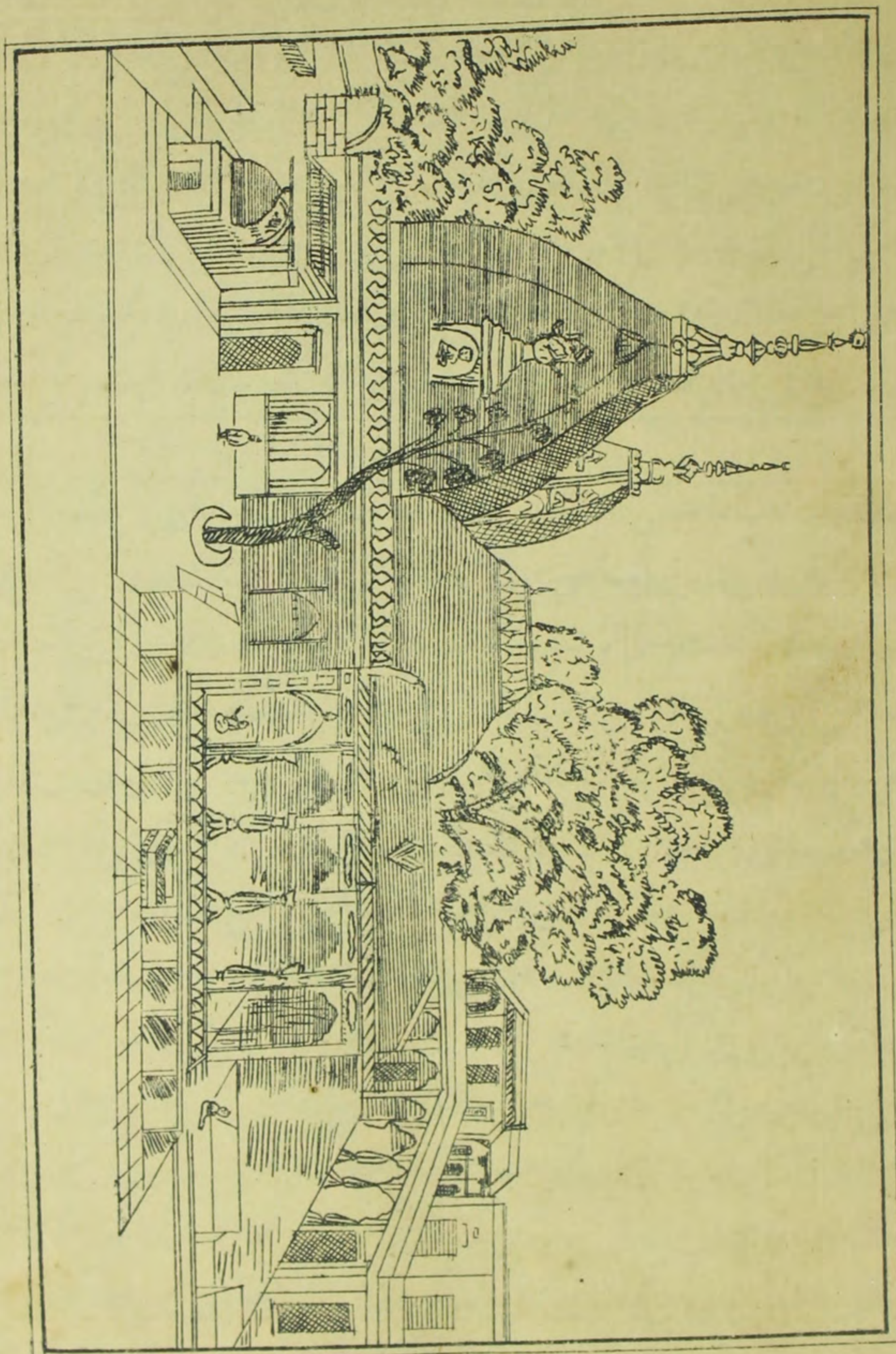

اور ایسا بھی رستہ بنا ہے کہ دیوار دیوار مین گرد پھرا سکتے ہین اور اسمین ایک مقام پر ایسا دھوکا رکھا ہے کہ آدمی خیال کرتا ہے کہ جس رستہ کو مین جاتا ہون اس رستہ سے نیچے اُتر جاؤنگا حالانکہ برخلاف اپنے قیاس کے اوپر چڑھ جاتا ہے اور پھر جب نیچے اُترنیکا ارادہ کرتا ہے تو بسبب اسکے کہ نیچے اُترنے کا رستہ ایک کونہ مین نظر سے پوشیدہ واقع ہے اسی رستہ پر آن پڑتا ہے اور پھر اوپر چڑھ جاتا ہے اس سبب سے لوگون نے اس مقبرہ کا نام بھول بھلیان یعنے مقام گم گشتگی رکھا ہے بہرحال قطب صاحب کی عمارتون مین یہ بھی ایک نامی عمارت ہے اکثر صاحبان عالیشان اسمین آنکر اُترتے ہین اور اسی سبب سے اِسکی قبر کا تعوید برابر کر دیا - باوجودیکہ یہ مقبرہ اکبر کے وقت مین بنا ہے مگر قطع اِسکی پٹھانی عمارت سے بہت ملتی ہے چنانچہ اِسکے نقشہ دیکھنے سے کیفیت اِسکی معلوم ہوگی

جوگ مایا نمبر

یہ ایک مندر ہے قطب صاحب کی لاٹ کے پاس سرحد یوسف سرا ے باے مینار مین اور یہ ایک دیبی ہے جسکی ہندو پوجا کرتے ہین اِس مندر مین ایک پتھر ہے اِسکے گرد سنگ مرمر کا تھولہ بنا رکھا ہے اور اِسکی پرستش کرتے ہین اور راجہ پتھورا کے وقت سے جسکو آٹھ سے سو آٹھ سے برس کے قریب عرصہ گذرا اِس پتھر کی پرستش ہوتی ہے کوئی ہندو اِس دیبی کا بخوبی حال نہین بتا سکتا کہ یہ کون دیبی ہے مگر ہندو لوگ ایسا کہتے ہین کہ کرشن اوتار کی جوگ مایا بہن تھی بہ سبب آپس کی لڑائی کے کہ اِسکا قصہ مشہور ہے وہ بجلی بنکر الوپ ہوگئی اور یہان آن پڑی جب سے یہ مکان جوگ مایا جی کا استھان ہوگیا - اور بعضے لوگ یہ کہتے ہین کہ جب راجہ پتھورا کی بیٹی مایا حاجی روزہ کے پاس گئی اُسوقت اُسکے ساتھ بہت سہیلیان تھین جسوقت راے پتھورا کی بیٹی مسلمان ہوگئی اِن سہیلیون نے یہ بات سوچی کہ اب ہم راجہ کو کیا مُنھ دکھائینگے اور بھگوان جانے ہمارا کیا حال کرے اِس ڈر اور شرمندگی سے سبکی سب ایک کنوئین مین جو اِس مندر کے پاس تھا اور بعضے کہتے ہین کہ یہی کنوان تھا جو اب مندر کے پاس موجود ہے گر کر مرگئین جبکہ راجہ پتھورا کو اِس حال کی خبر ہوئی اُسنے اِنکی لاشون کو نکالا اور اِس مقام پر جہان اب مندر ہے پھونک دیا اور کہا کہ اُنھون نے بڑا جوگ کمایا جب سے اسکا نام جوگ مایا ہوگیا اور یہان پھول مٹھائی چڑھنے لگی کہ اب رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ لوگ اُسکو دیبی کہنے لگے اور پوجا پتری مان منت مانگنے لگے غرضکہ یہ سب پوجاریون اور خادمون کی لن ترانیان ہین حقیقت مین کوئی بات جو اعتقاد کے لائق ہو پائی نہین جاتی - اِس مندر مین آس پاس تین برج ہین الگ الگ اور جس برج کے آگے گھنٹہ ہے اِسمین وہ پتھر کا ٹکڑہ ہے جسکی پرستش ہوتی ہے - اِس مندر کے مکانات سب نئے بنے ہوے ہین یہ جو اکاس مندر کا ہے یہ اُس زمانہ مین بنا ہے جب پھر تو رفتح

ہوا ہے کہ اُسکو آجتک بیس برس کے قریب عرصہ گذرا ہے اور راجہ سیڈہ مل وغیرہ اکبر بادشاہ کے اہلکارون نے اِس مندر کو بنایا ہے اِس مندر کی برجی پر سنہری کلس لگایا ہے اور اِس کلس مین آئینہ ہے کہ اُسکی پرچھائین دور تک جاتی ہے بلندی اِس مندر کی زمین سے کلس کی چوٹی تک اکتالیس فٹ چار انچھ کے قریب ہے جو عمل اسطرلاب سے پیمایش مین آئی ہے۔ مکانات اِس مندر کے کچھ عمدہ نہین ہین رسمی مکان بنے ہوے ہین لیکن ہندوون کی بڑی پرستشگاہ ہے اور ہر ہفتہ مین ایک دن میلہ کا مقرر ہے یہان کے پوجاری اِس دیبی کو کالکا دیبی سے اچھا جانتے ہین کہ وہان تو جیو چڑھتا ہے اور یہان پھول پنکھڑی۔ اِس مندر کی چار دیواری بھی ہے کہ اکبر بادشاہ کے عہد مین بنی ہے غرضکہ جیسی ہیئت اور صورت اِس مندر کی ہے وہ بعینہ نقشہ مین موجود ہے اُسکو دیکھ لو اور ہر قوم کی روش سے وحدانیت واجب الوجود

پر اور بے نیازی اُس بے نیاز پر اقرار کرو ع ہر قوم راست راہی دینی و قبلہ گاہے۔

قلعہ رائے پتھورا

نقشہ

یہ قلعہ بھی بہت قدیم ہے اور شاہجہان آباد سے سات کوس پر جنوب کی طرف قطب صاحب کی لاٹ کے پاس واقع ہے اگرچہ اِس زمانہ مین یہ قلعہ بالکل منہدم ہوگیا ہے لیکن کہین کہین ٹوٹی پھوٹی فصیل باقی رہ گئی ہے اِس قلعہ کی ٹوٹی پھوٹی دیوارون کو دیکھکر اُسکی عظمت اور شان خیال مین آتی ہے کہ کتنا بڑا یہ قلعہ تھا اور کیسے کیسے مضبوط مضبوط اِسکے برج تھے اِس قلعہ کے آثار اور نشان دو دو تین تین کوس تک معلوم ہوتے ہین اور تمام پتھورا کے محل اور بتخانہ جہان اب قطب صاحب کی لاٹ ہے سب اِسی کے اندر تھے یہ قلعہ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر بنا ہے اور اِسکے گرد پہاڑی مین خندق بنائی ہے اور اِس خندق مین تمام جنگلون کا پانی گھیر کر اور بند بنا کر ڈالا تھا کہ بارہ مہینے اِس خندق مین پانی بھرا رہتا تھا۔ تاریخ کی کتابون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِس قلعہ کو رائے پتھی راج نے بنایا ہے عوام الناس پتھورا پتھورا کہتے ہین سمت ۱۱۹۰ بکرماجیت مین بنایا تھا کہ اِسکو آجتک سات سو پانچ شمسی برس کے قریب عرصہ گذرا ہے۔ یہ قلعہ سب طرف سے بالکل شکستہ ہوگیا ہے لیکن مغرب کیطرف سے یہان غزنی دروازہ تھا اِس قلعہ کی فصیل کا کچھ کچھ نشان باقی ہے اور غزنی دروازہ کا بھی ٹوٹا پھوٹا معلوم ہوتا ہے اور اِسی طرف سے اِسکی خندق کا بھی نشان دکھائی دیتا ہے اور مین نے اسیطرف سے اِس قلعہ کا نقشہ کھینچا ہے جبکہ مین اِس قلعہ کا نقشہ کھینچنے گیا ہون اسوقت مین نے اِس قلعہ کی فصیل اسطرلاب کے عمل سے ناپی تو معلوم ہوا کہ جسقدر اب اِس قلعہ کی دیوار باقی ہے وہ پینسٹھ فٹ خندق کی زمین سے اونچی ہے اور نہین معلوم کہ کسقدر بلند تھی جو ٹوٹ گئی ہے اِس قلعہ کی فصیل کا آثار بہت چوڑا ہے پہلے تو خندق کی طرف سے فصیل اور برج بنے ہین

نقشہ نمبر ۳ ، متعلقہ صفحہ ۳ ، باب اول

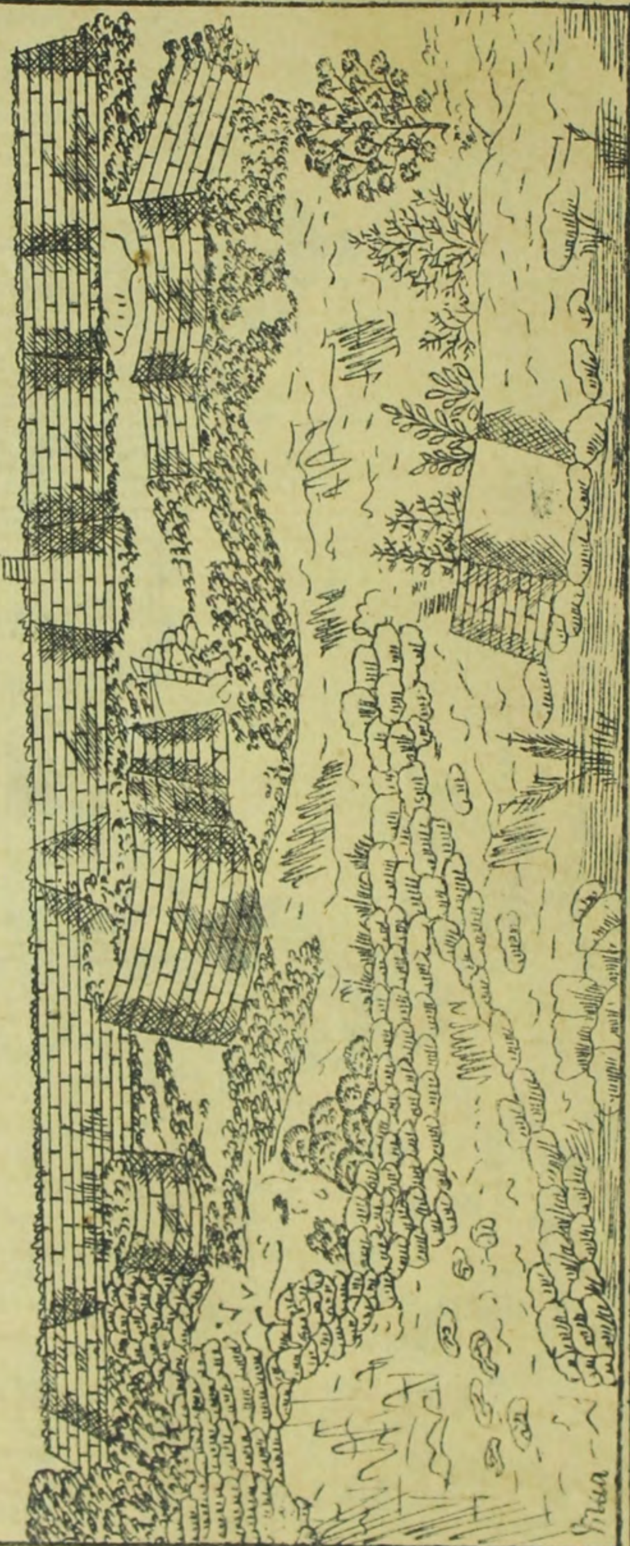

نقشہ قلعہ راے پتھورا

نقشہ نمبر ۴۷ - متعلقہ صفحہ ۳۸ - باب اول

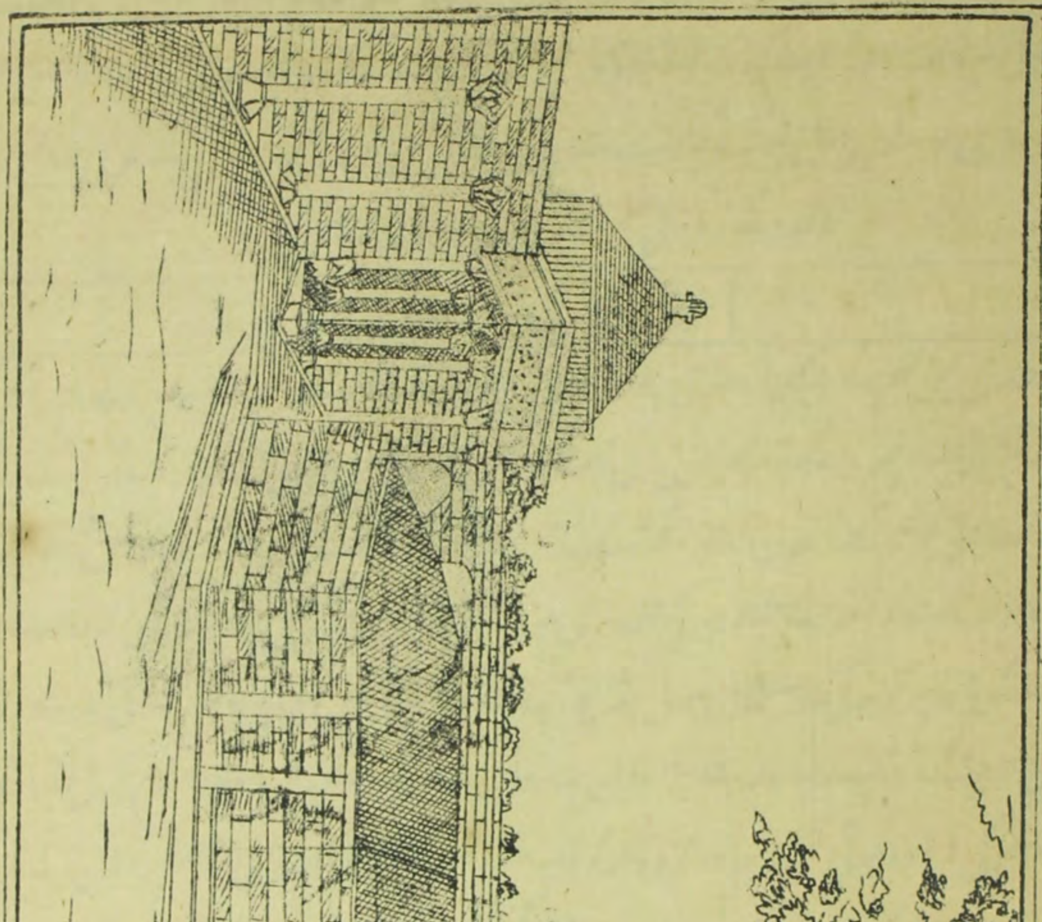

نقشہ درگاہ حضرت سلطان ثانی

اور جہان اُسکی اونچائی قلعہ کی زمین کے برابر گئی ہے وہان سے سترہ فٹ عرض چھوڑ کر اکیس فٹ کے آثار سے دیوار چلنی شروع کی ہے اور قلعہ کی طرف گیارہ فٹ کا آثار چھوڑ کر آٹھ فٹ کے آثار سے دیوار چنی ہے اور یقین ہے کہ اسی دیوار پر کنگورہ بھی ہونگے بہر حال نقشہ کے دیکھنے سے جو ہیئت کہ اس قلعہ کی اب باقی ہے بخوبی معلوم ہوتی ہے اور اگلے زمانہ کی عظمت و شان یاد دلاتی ہے

مزار باباحاجی روزبہ

اس قلعہ کی خندق مین نیم کے نیچے باباحاجی روزبہ کا مزار ہے یہ بزرگ بڑے ولی اللہ ہون سے اور اُس کے رہنے والے ہین راے پتھورا کے وقت مین یہان آئے اور اس خندق مین جہان آپکا مزار ہے آن بیٹھے راے پتھورا کے وقت مین جو منجم تھے اُنھون نے اُنکے آنے کو فال بد تصور کر کر راے پتھورا سے کہا کہ اُس شخص کے آنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب مسلمانون کی عملداری ہوا چاہتی ہے اور ایسا ہی ہوا کہتے ہین کہ راے پتھورا کی بیٹی نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور مسلمان ہوئی چنانچہ آپ کے مزار کے پاس جو ایک عورت کی قبر ہے وہ اسی کی قبر بتلاتے ہین۔ جبتک کہ آپ زندہ رہے ہزارون ہندوون نے آپ کے فیض سے اسلام قبول کیا روز بروز شوکت اسلام کی زیادہ ہوتی گئی اللھم زد فزد آخر کو آپ نے انتقال فرمایا اور اسی مقام پر جہان آپ آنکر بیٹھے تھے آپ کو دفن کیا

جہان اے برادر نماند بکس ٭ دل اندر جہان آفرین بند و بس

مقبرہ حضرت سلطان غازی

یہ مقبرہ ہے بہت نفیس و لطیف و دلچسپ و دلکشا فرحت بخش و دلربا قطب صاحب سے دو کوس مغرب کی طرف اس مقبرہ کو سلطان شمس الدین التمش نے ۶۲۶ سنہ ہجری مین بنایا تھا اِس مقبرہ مین چارون طرف مکان اور جانب غرب ایک چھوٹی سی مسجد سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اور بیچون بیچ مین ایک غار ہے کہ پندرہ سیڑھیان اُتر کر اس غار مین جاتے ہین اور اس غار مین ستون کھڑے کر کر اسکی چھت پاٹ دی ہے اور اسمین حضرت کی قبر اور اس چھت پر ایک مثمن چبوترہ بنا دیا ہے کہ کرسی اُس چبوترہ کی سنگ مرمر کی ہے اور تہ چونہ کی ارتفاع اس چبوترہ کا چار فٹ ساڑھے سات انچ ہے اور ہر ضلع اسکا پندرہ فٹ ڈیڑھ انچ کا ہے کہ کل دور چبوترہ کا ایک سو ایکیس فٹ ہوا اس چبوترہ مین جانب شرق کو سات سیڑھیان بنی ہوئی ہین اور جنوب کی طرف غار مین جانیکا دروازہ ہے مشہور ہے کہ پہلے یہ دروازہ بند تھا اور لوگ چبوترہ ہی کی زیارت کیا کرتے تھے تغلق شاہ کے وقت مین یہ دروازہ کھول دیا ہے اور لوگ اُسکے اندر جاکر زیارت کیا کرتے ہین غار کا دروازہ بھی بہت چھوٹا ہے

ایک فٹ گیارہ انچ کا دہن اور تین فٹ نو انچ کا ارتفاع ہے اِس مقام پر پانی کی بہت تکلیف ہے وہان جانے والون کو پانی نہین میسر آتا اور دور سے قریب ووڈھائی کوس کے پانی آتا ہے اب ہم اِس مقام پر اسکا نقشہ لکھتے ہین اور دروازہ کا نقشہ علیحدہ لکھین گے

	دروازہ درگاہ سلطان غازی	نمبر

اِس درگاہ کا دروازہ بھی بہت خوب بنا ہوا ہے اور سنگ مرمر کی چوکھٹ لگی ہوئی ہے چار دیواری اِس درگاہ کی بہت کرسی دار سنگ خارا سے ترشی ہوئی بنی ہے چارون کونون پر چار برج ہین اور شرق کیطرف دروازہ ہے اور کرسی تک خارا سے بنا ہوا ہے اور کرسی کے اوپر مع دروازہ اور چوکھٹ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اور بخط کوفی اُسپر کتبہ ہے اور خط نسخ مین لکھا ہے چنانچہ کتبہ بنا لکھتے ہین اور جہان سے بسبب شکستگی کے نہین پڑھا گیا وہان پھول بنا دیتے ہین امر بتیانده البقعة المبارکة السلطان المعظم شاہنشاہ الاعظم المالک رقاب الامم ❁ ❁ ❁ فی العالمین سلطان السلاطین شمس الدنیا والدین المخصوص بعنایت رب العالمین ابی المظفر التمش السلطان ناصر امیر المومنین خلد اللہ ملکہ فی سنہ تسع وعشرین وستماۃ - غرضکہ یہ درگاہ بھی بہت نفیس و لطیف بنی ہوئی ہے اور اُتنی کرسی دار بنائی ہے کہ بائیس سیڑھیان چڑھکر دروازہ مین پہونچتے ہین اور دروازہ کے پاس ایک دو شمن بنے ہوئے ہین - غرضکہ اِس مقام پر ہم اسکا نقشہ لکھتے ہین کہ جو کچھ اسکی خوبی ہے اِس نقشہ سے پائی جاتی ہے -

	حوض خاص اور مقبرہ فیروز شاہ	نمبر

یہ ایک حوض ہے فیروز شاہ کا بنایا ہوا نہایت دلکش اور فرحت بخش کسی زمانہ مین ایسا خوب ہوگا کہ اسکے دیکھنے کو بے اختیار دل چاہتا ہوگا اور سیر گاہ معقول ہوگی اب بالکل شکستہ ہے یہانتک کہ پانی بھی اسمین نہین ٹھہرتا سوکھا پڑا رہتا ہے اور زمیندار اسمین کھیتی کرتے ہین اِس حوض کے جنوبی ضلع مین مکانات نشستگاہ بنے ہوے ہین اور اُسی طرف فیروز شاہ کی قبر ہے اور اسکے دروازہ کی پیشانی پر چونہ سے کتبہ لکھا ہوا تھا کہ اب کہین کہین سے ٹوٹ گیا ہے اور جسقدر حرف ثابت ہین وہ یہ ہین . . . . مرتب گردانیدہ سلطان السلاطین سلطان فیروز شاہ خلد اللہ ملکہ . . . . بن سلطان فیروز شاہ طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ - پس اِس سے ثابت ہوا کہ یہ حوض اور مکانات تو فیروز شاہ کے بنائے ہوے ہین اور یہ مقبرہ سلطان محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ نے جو اپنے بھتیجے ابو بکر شاہ بن ظفر خان بن فیروز شاہ کے مرنے کے بعد ۷۹۲ ہجری مین بادشاہ ہوا تھا بنایا ہے یہ حوض ایک سو کئی بیگھہ پختہ مین ہے اور یہان بہت سے چھوٹے چھوٹے برج بنے ہوے ہین

نقشہ نمبر ۵۷ متعلقہ صفحہ ۴۸ باب اول

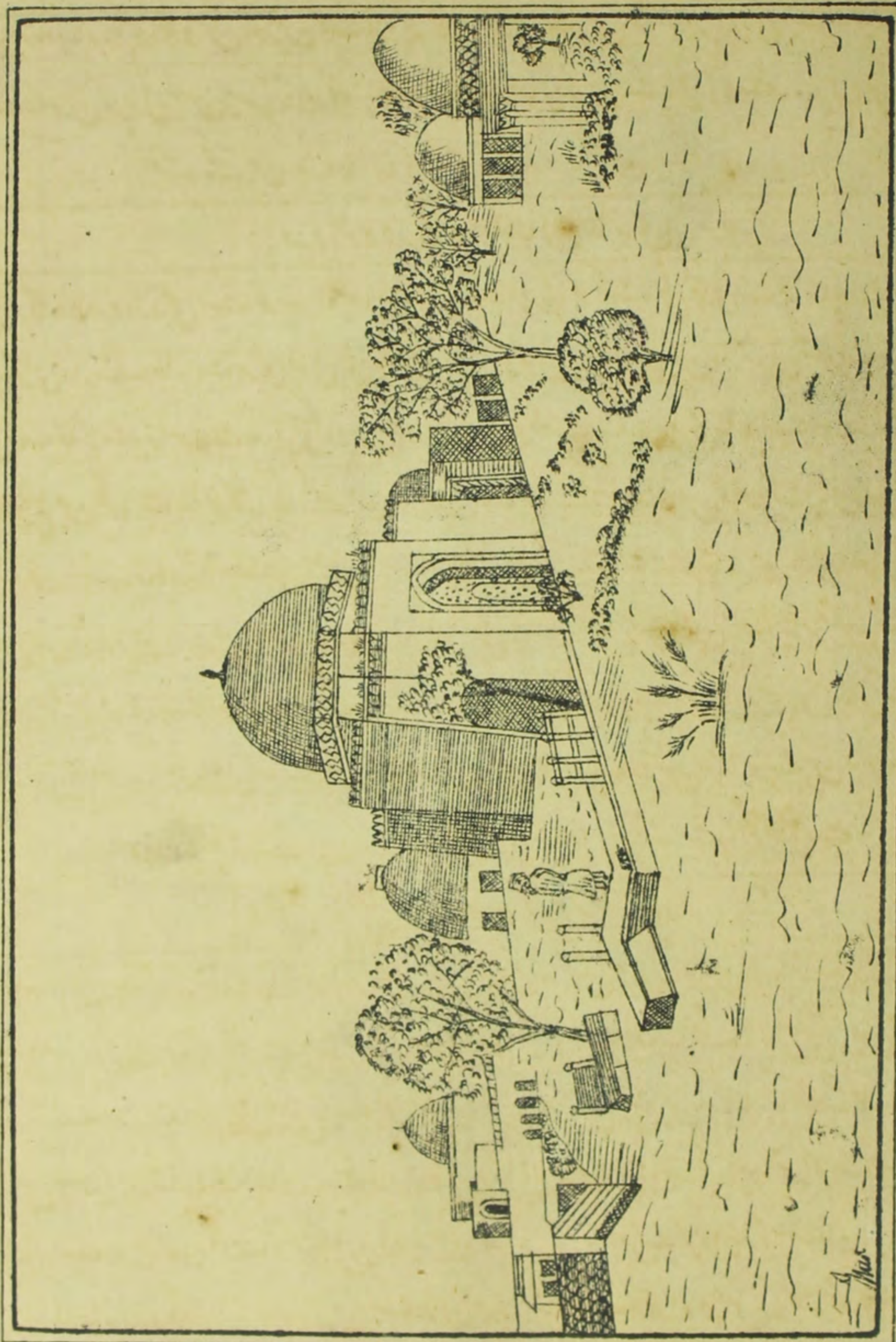

نقشہ مقبرہ فیروز شاہ بالا سے حوض خاص

نقشۂ نمبر ۱۷ متعلقہ صفحہ ۸۵ باب اول

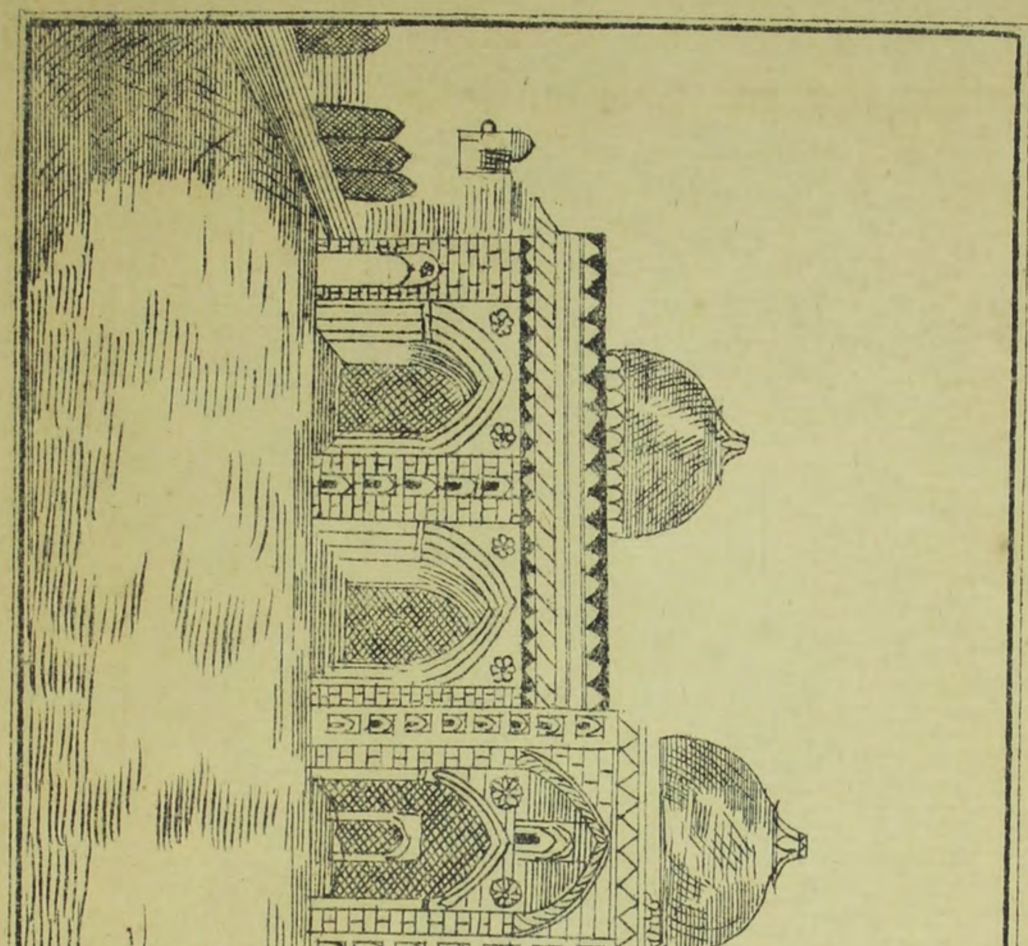

نقشۂ مسجد چوک

نقشۂ نمبر ۷۷ متعلقہ صفحۂ ۸۵ - باب اول

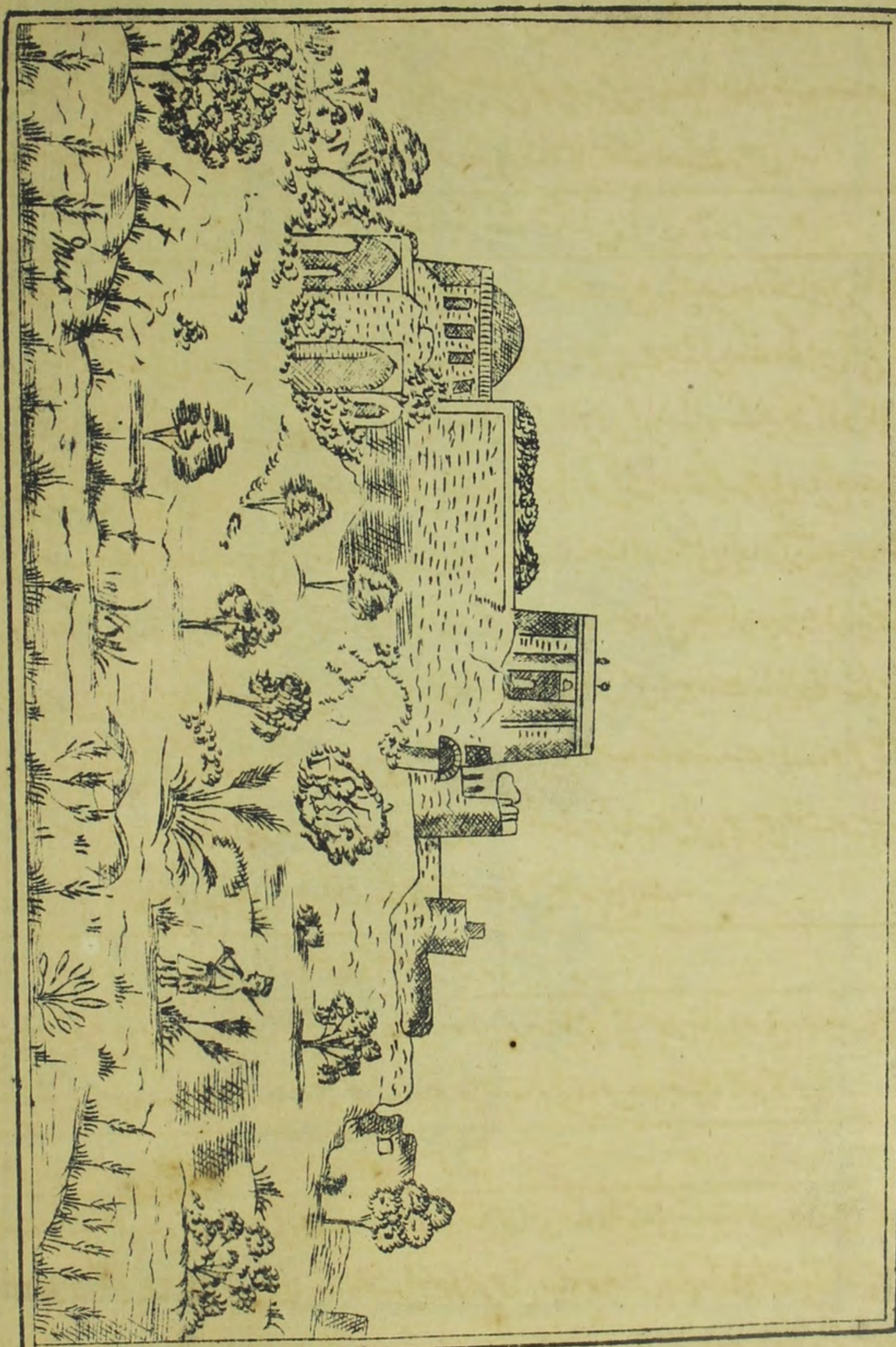

نقشۂ مقبرۂ جنرل جون نکلسن

کہ منجملہ اُن برجون کے ایک برج ہے کہ اُسپر یہ کتبہ لگا ہوا ہے - این عمارت در عہد دولت سلطان الاعظم سکندر شاہ سلطان خلد اللہ ملکہ داعلی امرہ و شانہ این گنبد بنای شیخ شہاب الدین تاجخان و سلطان ابو سعید بتاریخ نہم رمضان سنہ ستہ وتسعمائہ - اور اسی کے پاس ایک کوس کے فاصلہ سے میر خان وزیر خان کا مقبرہ ہے کہ امرائے عہد فیروز شاہ سے تھے چنانچہ موضع میر پور وزیر پور مشہور ہین اور اسیطرح محمد پور مین ایک نامعلوم مقبرہ ہے مگر یہ مقبرے نقشہ کے لائق نہین ہین اسواسطے صرف مقبرہ فیروز شاہ کا نقشہ لکھتے ہین -

بدیع منزل معروف بہ بجے منڈل

یہ ایک مکان ہے قطب صاحب کے رستہ کی طرف حوض خاص کے سامنے نہایت رفیع و دلچسپ و دلکشا فیروز شاہ کا بنایا ہوا اور اُسکو جہان نما بھی کہتے ہین اور بدیع منزل کر کر بھی مشہور ہے کہ عوام الناس بجے منڈل کہنے لگے ہین تتبع کتب تواریخ سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ یہ مکان بھی اُسی زمانہ مین بنا ہے جس زمانہ مین فیروز شاہ نے فیروز آباد بنایا تھا اور وہ تعمیر ۷۵۵ھ ہجری مین ہوئی تھی پس یہ تعمیر اسکے چند برس بعد ہوئی ہوگی مگر تخمیناً مدت تعمیر بخوبی واضح ہے اِس مکان کی قطع بھی عجیب ہے کہ ایک بلند برج پر چار دروازون کا ایک کمرہ بنایا ہے اور اُسکی دیوارین مین سے اوپر جانے کا زینہ رکھا ہے اور اسکے اوپر اگلے زمانہ مین سنگین بہت خوشنما بارہ دری تھی کہ اب ٹوٹ گئی ہے مگر اوپر چڑھکر دیکھنے سے اُسکی علامات معلوم ہوتی ہین ایسے مکانات عرض لشکر کو بنائے جاتے تھے یہ مکان بھی اسیواسطے بنایا ہوگا کہتے ہین کہ فیروز شاہ نے ایک نقب بنائی تھی کہ قلعہ فیروز آباد سے اِس مکان مین ہوکر اُس نقب کے رستہ سے سوارہ حوض خاص تک چلے آتے تھے اُسمین تین کوس کا فاصلہ ہے اگرچہ اب مکان بہت شکستہ ہوگیا ہے لیکن پھر بھی نقشہ اور ہئیت اور وضع اور قطع اُسکی نقشہ کے دیکھنے سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے -

مسجد بیگم پور

بجے منڈل کے پاس موضع بیگم پور ہے اور اُسمین خان جہان خان فیروز شاہی کی مسجد بنائی ہوئی ہے بعینہ ایسی ہے جیسی کھڑکی کی مسجد ہے جو کہ اُسکا نقشہ کچھ عمدہ اور دلچسپ نہ تھا اِس واسطے چھوڑ دیا

موٹھ کی مسجد

یہ ایک مسجد ہے بہت نامی اور نہایت عالی لوگ اِس مسجد کو شاہجہان کے وقت کی بتلاتے ہین مگر میری سمجھ مین نہین آتا اسواسطے کہ اُسکی عمارت پٹھانون کے وقت کی معلوم ہوتی ہے بہر حال اُسپر کوئی کتبہ بنا نہین جس سے سال بنا معلوم ہو اِس مسجد کے پانچ در ہین اور اِدھر اُدھر دو دو در چھوٹے چھوٹے اور ہین کہ اُنمین سیڑھیان

بنی ہوئی ہین دروازہ اِس مسجد کا بہت تحفہ بنا ہوا تھا اگر بالکل ٹوٹ گیا ہے اور اُسپر سنگ مرمر مین آیات قرآنی کندہ تھین کہتے ہین کہ بادشاہ نے رستہ چلتے مین ایک موٹھ کا دانہ زمین پر سے اُٹھا لیا تھا اُسکو بوایا اور ہر سال اُسکی افزونی ہوتی گئی یہانتک کہ کئی برس مین بہت سا روپیہ جمع ہوگیا اُس روپیہ مین سے یہ مسجد بنی ہے اور اسی سبب سے ایک موٹھ کی مسجد کہلاتی ہے غرضکہ اِس مسجد کی عمارت عمدہ ہونے مین کچھ شک نہین اب اِس مسجد مین زمیندار بستے ہین اور گھر بنا لیے ہین اور اِس مسجد کا نقشہ یہ ہے

	تبرجہ	نمبر ۷۹

اِس مسجد کے آگے مبارک پور کوٹلہ کے پاس تین برج ہین پٹھانون کے وقت کے کہ تحقیق حال اُنکا معلوم نہین کہ کس بادشاہ کے عہد کے امرا سے تھے مگر مشہور کرتے ہین کہ ایک برج بڑے خان کا اور ایک برج چھوٹے خان کا اور ایک برج کالیخان کا ہے وہ برجون کی عمارت اچھی نہین ہے بلکہ میرے زعم مین پٹھانون کے وقت کے بھی نہین معلوم ہوتے ہان البتہ ایک برج جو بڑا ہے وہ بیشک پٹھانون کے وقت کا ہے اُسکی عمارت بھی فی الجملہ اچھی ہے اور صاف پٹھانون کے وقت کی معلوم ہوتی ہے عمارت اِس برج کی سنگ خارا اور چونے سے بنی ہوئی ہے اور کہین کہین سنگ سرخ بھی لگا ہوا ہے اور اِس سبب سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت پہلے وقت کی نہو اخیر عہد پٹھانون مین بنی ہو اگرچہ اِس عمارت کا اچھی طرح حال معلوم نہوا لیکن اِسقدر بھی معلوم ہوجانا غنیمت ہے چنانچہ اب اِس مقام پر ہم ایک نقشہ لکھتے ہین کہ اِسمین اِن تینون برجونکے نقشے موجود ہین۔

	مبارک پور کوٹلہ	نمبر ۸۰

یہ ایک گانون ہے شاہجہان آباد سے تین چار کوس اور اُسمین ایک مقبرہ ہے ساخت اُس مقبرے کی ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے شیر شاہ اور اسلام شاہ کے وقت کی عمارت ہوتی ہے اور بعینہ اسی صورت کا ایک مقبرہ عیسی خان کا ہمایون کے مقبرہ کے پاس ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ یہ مقبرہ مبارک شاہ کا ہے اور اُسی کے نام سے یہ گانون مبارک پور کوٹلہ کر کے مشہور ہے بہرحال یہ عمارت ہے بہت خوش قطع سنگ خارا سے بنی ہوئی ہے لیکن سنگ خارا اِس خوبصورتی سے لگایا ہے کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتا ہے قطع اِسکی نہایت خوب ہے اندر تو قبرون کا مکان ہے اور گرد اُسکے بہت خوش قطع ثمن غلام گردش بنائی ہے اگر اِس مقبرے کو معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ کا مقبرہ تصور کیا جاے تو اُسکو بنے ہوے سوا چار سو برس کا عرصہ ہوا اِسواسطے کہ مبارک شاہ پانچوین رمضان ۸۳۸ھ ہجری کو مرا ہے مگر مجھکو یقین نہین ہوتا کہ یہ عمارت اتنی مدت کی بنی ہوئی ہو غرضکہ اِس مقام پر اِسکا نقشہ لکھتے ہین

نقشہ - نمبر - ۸۰ - متعلقہ صفحہ - ۸۶ - باب اول

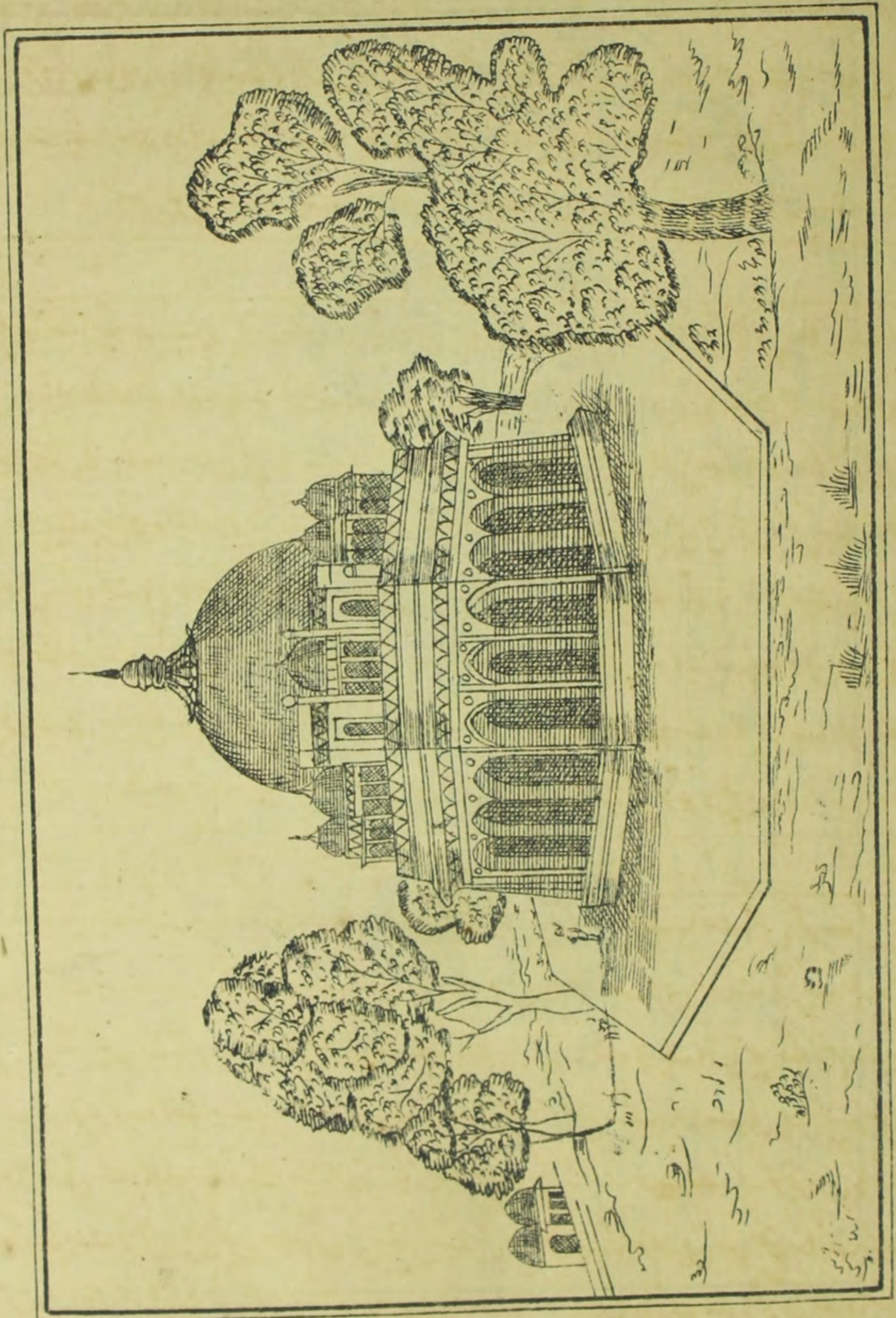

نقشہ مقبرہ مبارک پور کوٹلہ

نقشۂ نمبر ۷۹ متعلقہ صفحۂ ۸۶ باب اول

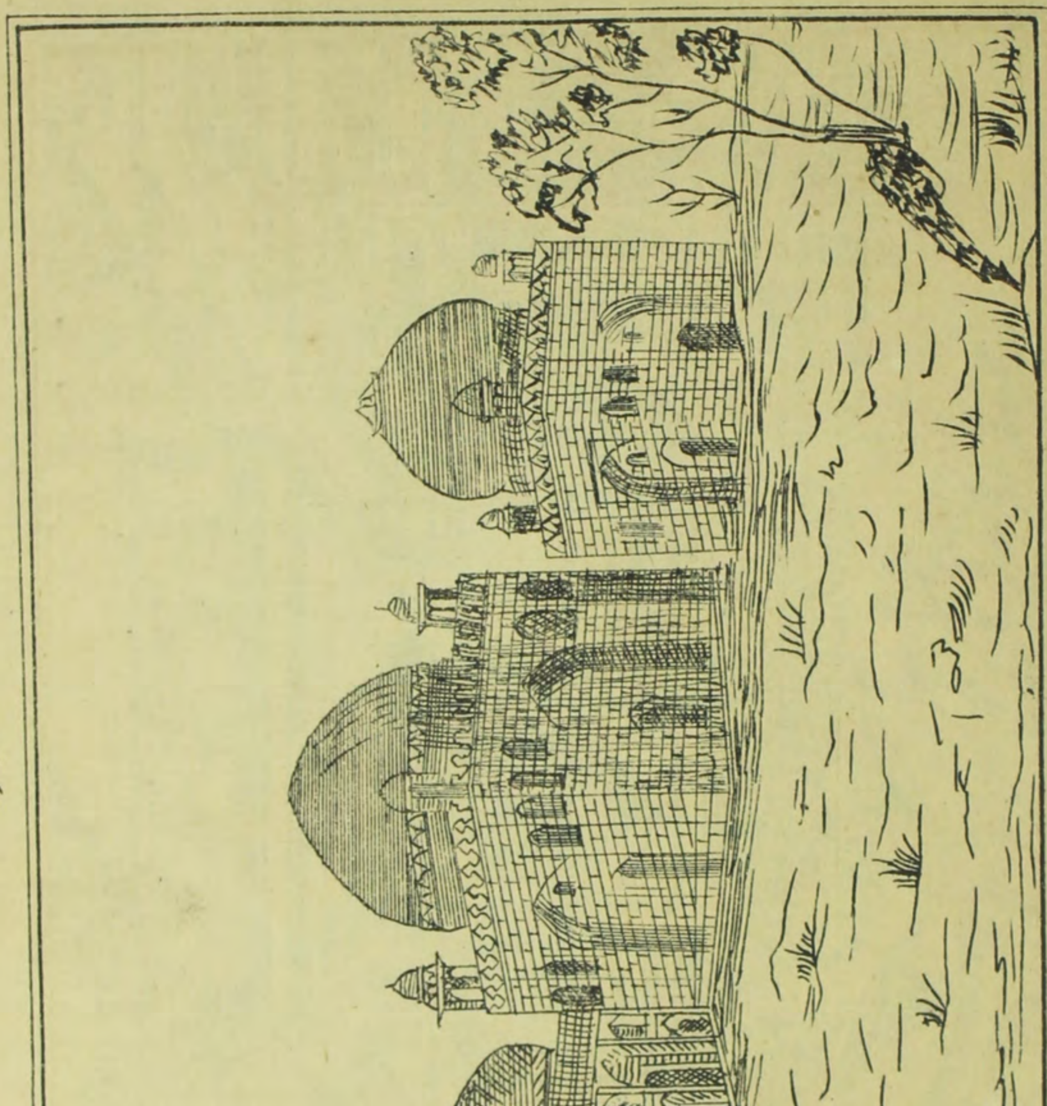

نقشۂ مقبرہ

نقشہ متعلقہ صفحہ ۷ باب اول

نقشہ شاہ مردان

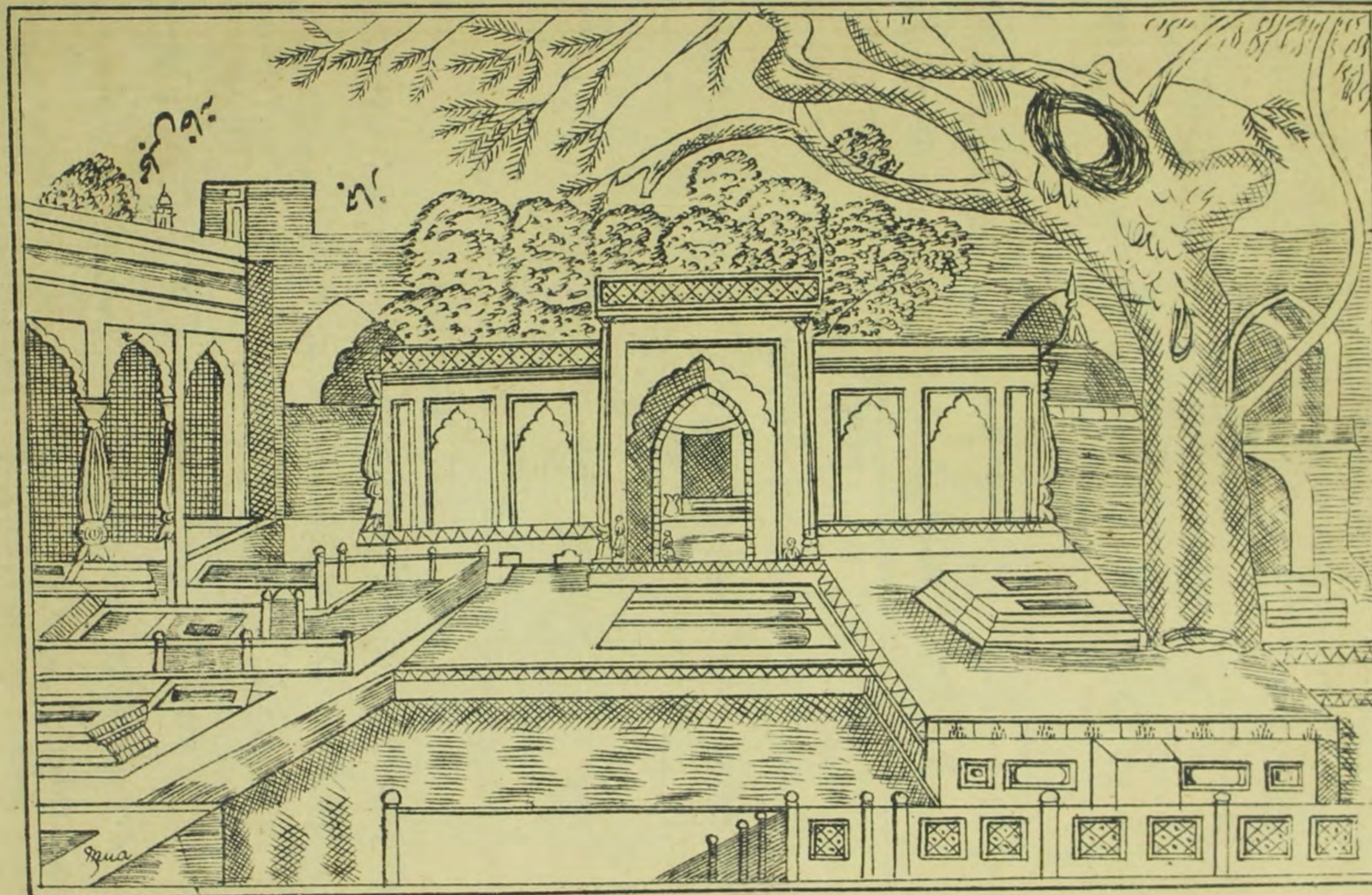

شاہ مردان

یہ ایک مکان ہے منصور کے مقبرہ کے پاس اور اِس جگہ پتھر پر قدم کا نشان بنا ہوا ہے اور اِس نشان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے قدم کا نشان بیان کرتے ہین اور اِسی سبب سے اِس مکان کو علی جی اور شاہ مردان کہتے ہین اب اِس جگہ بہت سی عمارتین بن گئی ہین اِس نقش پا کو سنگ مرمر کے حوض مین جمایا ہے اور اِسکے کنارہ پر یہ شعر کندہ ہے

کتبہ

بر زمینے کہ نشان کف پاے تو بود	سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

اور اِس حوض کے نیچے سنگ مرمر کا فرش کر کے گرد اُسکے سنگ مرمر کا محجر بنایا ہے اب یہ مکان بہت متبرک قرار پایا ہے اور ہزارہا آدمی بطور زیارت جاتے ہین اور ہر مہینے کی بیسوین بہت دھوم سے ہوتی ہے اور محرم کو بہت مجمع رہتا ہے

برج کاسہ حضرت فاطمہ

اِس محجر کے پاس ایک برج ہے کہ اُسمین کسی مرد کو نہین جانے دیتے اور کہتے ہین کہ اُسمین نقش کاسہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کا ہے

جہاز

اِسکے پاس ایک دالان ہے بہت بڑا بنا یا ہوا کسی سوداگر کا کہتے ہین کہ اُسنے کسی کام کے لیے منت مانی تھی جب وہ پورا ہوا تو یہ دالان بنایا اور جہاز اِسکا نام رکھا

مجلس خانہ

اِس عمارت کے پاس دالان در دالان ہے بنایا ہوا عشرت علی خان کا اور اِس دالان مین مجلس مرثیہ خوانی کی ہوا کرتی ہے اور اِسی سبب سے مجلس خانہ اِسکا نام رکھا ہے اور اِسکے ایک بازو پر یہ تاریخ سنگ مرمر مین کندہ ہے

کتبہ

بدرگاہ شاہنشہے دوسراے	علی شاہ مردان ولی خداے
بحکم شہ اکبر نامور	چو عشرت علی خان بیاراست جاے
رسید شدم سایل سال آن	ہمین زد رقم داد خاطر بناے

نقار خانہ

اِس عمارت کے باہر صادق علی خان نے ایک دروازہ نقار خانہ کے لیے بنایا ہے اور اُسپر یہ تاریخ کندہ ہے۔

کتبہ

چونکہ صادق علی بناے رفیع	ساخت بر آستانۂ حیدر
سال تاریخ آن بنا صادق	گفت نقار خانۂ حیدر ۱۲۳۰ھ

احاطہ

مع نقشہ

اِس آبادی کا ایک پختہ احاطہ بھی بنا ہوا ہے اور اُسکے شمالی دروازہ پر تاریخ کندہ ہے ❊ تالی محمد حبیب اللہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا سنہ ۱۱۶۶ ہجری در عہد مبارک احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی بموجب ارشاد نواب قدسیہ حضرت صاحبہ زمانیہ باہتمام نواب بہادر جاوید خان صاحب بہ سربراہی خاکسار لطف علی خان تعمیر قلعہ و مجلس خانہ و مسجد و حوض در یک سال مرتب شد ❊ اب ہم اِس مقام پر اِس درگاہ کا نقشہ لکھتے ہیں

کربلا

اِسی احاطہ کے پاس مرزا اشرف بیگ خان نے ایک پختہ چاردیواری بنوادی ہے اور اسمین تمام شہر کے تعزیہ دفن ہوتے ہین اُس احاطہ کا نام کربلا ہے

مقبرہ نجف خان

اِسی کے پاس نجف خان کا مقبرہ ہے جو اِس قریب زمانہ مین بخشی تھے اور اُنکی قبر پر تاریخ کندہ ہے اور تربت نجف مادۂ تاریخ ہے

مقبرہ منصور

نمبر ۸۲

یہ مقبرہ ہے بہت نامی منصور علی خان صفدر جنگ کا جو وزیر تھے احمد شاہ بادشاہ کے اِس عمارت کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے یہ مقبرہ سر سے پانون تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور جابجا سنگ مرمر کی دھاریان اور چوکے لگے ہوے ہین برج اِسکا تمام سنگ مرمر کا ہے اور اندر اجارے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور قبر کا تعویذ نرا سنگ مرمر کا ہے اور اِسمین ایک تہ خانہ ہے جسمین اصل قبر بنی ہوئی ہے عمارت اِسکی ایسی نازک اور باریک ہے کہ اپنی نظیر نہین رکھتی تقسیم مکانات کی اِس خوبصورتی سے کی ہے کہ بیان مین نہین آسکتی گرد اِسکے چاردیواری کھنچی ہوئی ہے اور اِسمین بہت تحفہ باغ آراستہ ہے چارو طرف اِس مقبرہ کے چار نہرین بہت پاکیزہ بنائی ہین اور ابتک آراستہ ہین باغ کے تین طرف مکانات دلکشا بنے ہوے ہین جنوبی مکان موتی محل کرکے مشہور ہے اور صاحبان انگریز اسمین سیر اور تماشہ کو ٹھہرتے ہین مغربی مکان جنگلی محل کرکے مشہور ہے اور یہ بھی بہت عمدہ مکان ہے اور شمالی مکان کو کہ نہایت تحفہ اور عمدہ بنا ہوا ہے بادشاہ پسند کہتے ہین ضلع شرقی مین دروازہ ہے بہت بلند اور اُس دروازہ مین طرح طرح کے مکانات اور صحنچیان بنی ہوئی ہین اور اِس دروازہ کے اوپر ایک بارہ دری ہے بہت بلند اور نہایت خوشنما غرض کہ یہ دروازہ بھی

نقشۂ مقبرۂ منصور عرف صفدر جنگ

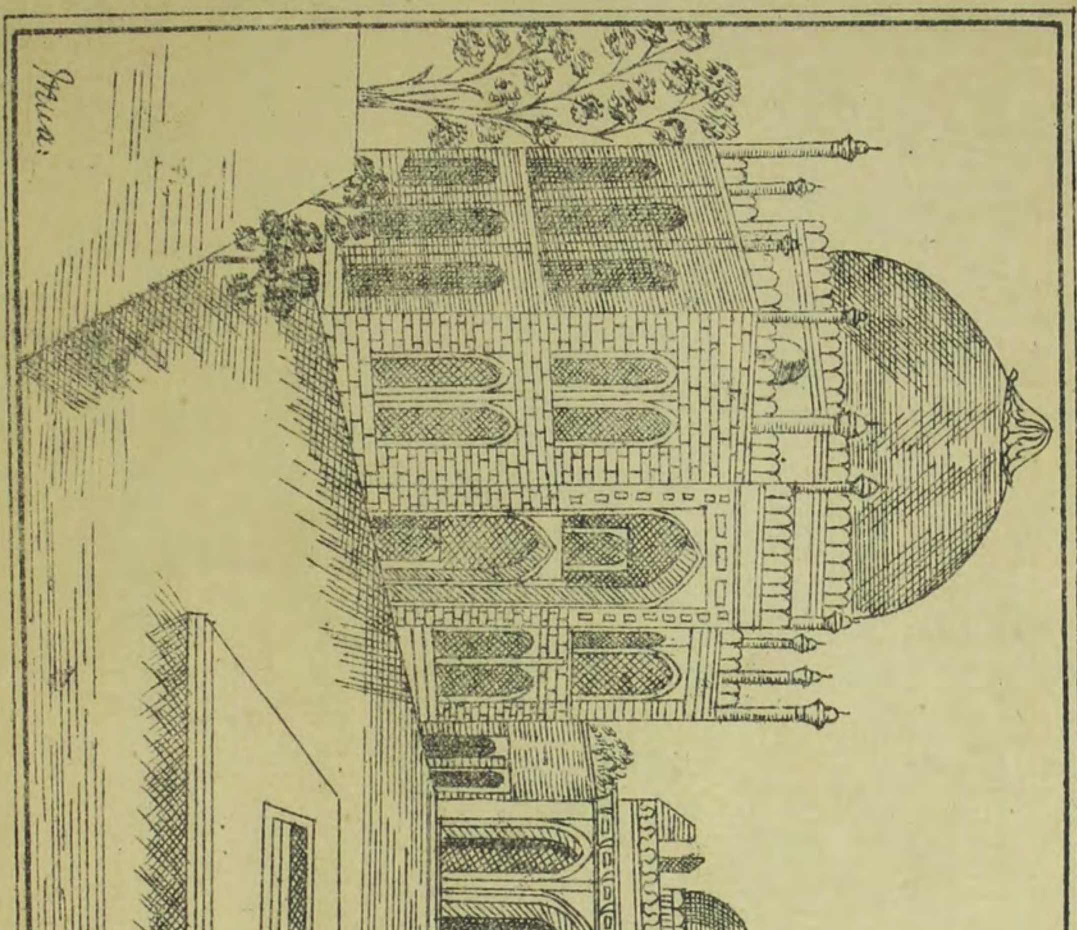

نقشہ مسجد و مقبرہ

نقشہ نمبر ۔ ۳۸ ۔ متعلقہ صفحہ ۔ ۸۹ ۔ باب اول

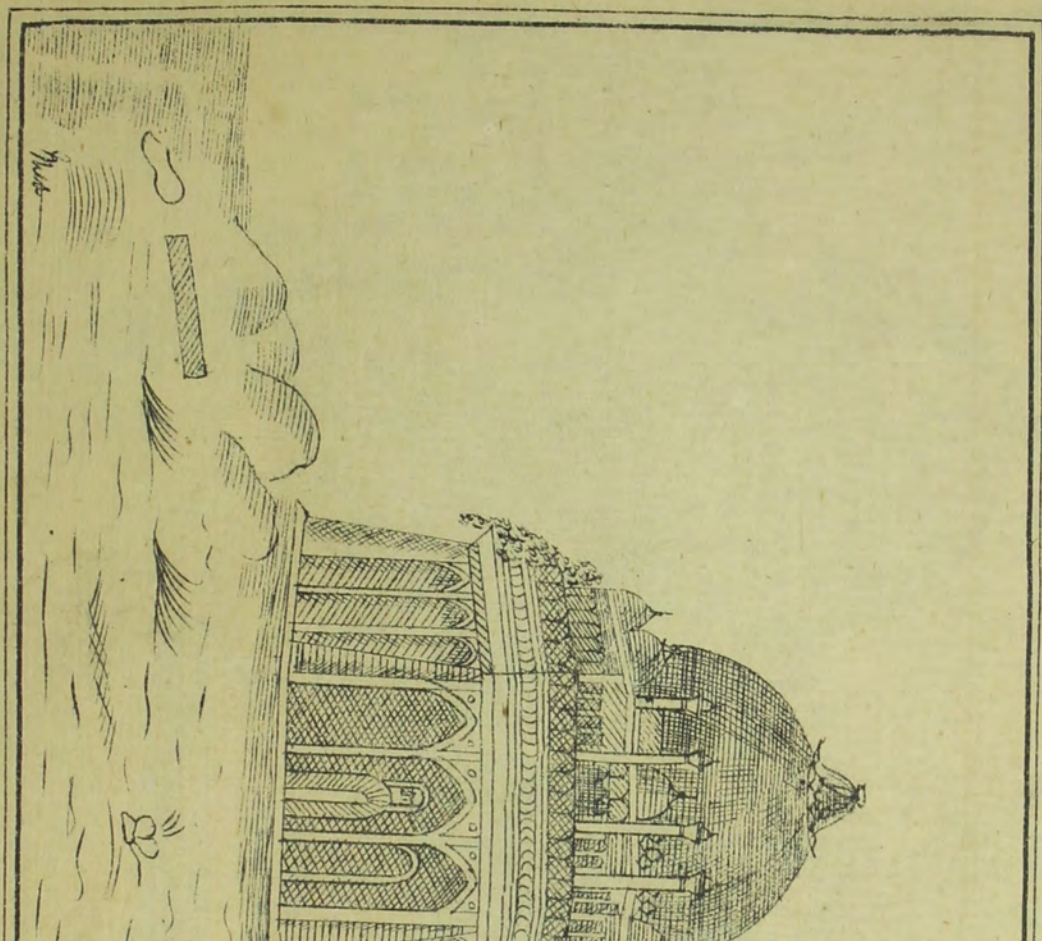

نقشہ مقبرہ نجم ثانی

سنه ۱۸۹۶ عیسوی

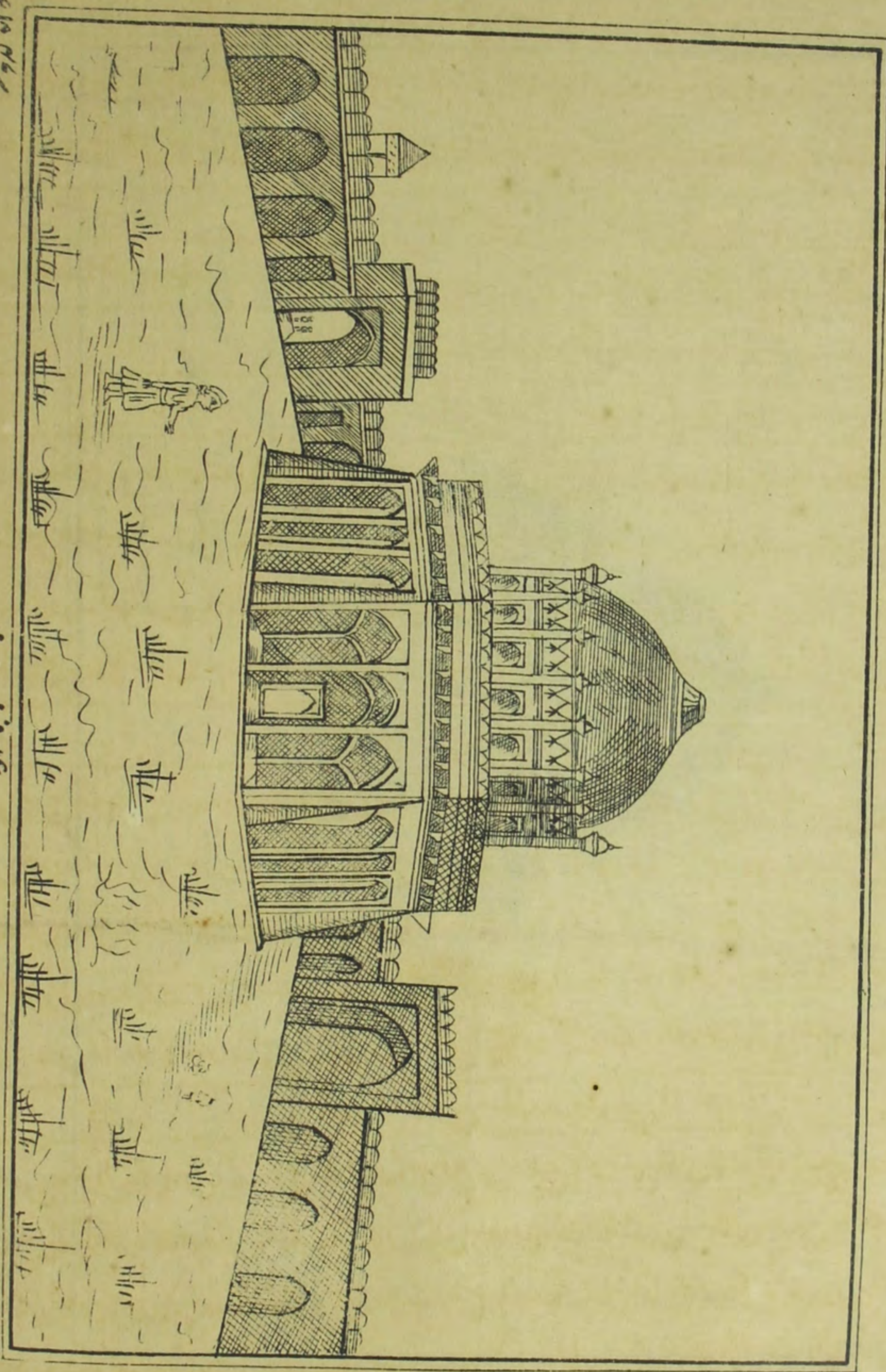

نقشه مقبره سلطان سکندر بهلول لودی

عمل فیض علی خان

سنه ۱۳۱۲ هجری

سیرگاہ معقول ہے اِس دروازہ کے متصل جانب شمال ایک مسجد ہے سنگ سرخ کی نہایت نفیس اور پاکیزہ لیکن افسوس ہے کہ اُسمین نماز نہین ہوتی اِس مقبرے کی چار دیواری کے چارون کونون پر چار برج ہین اور انمین سنگ سرخ کی جالیان لگی ہوئی ہین دور سے اِن جالیون مین بہت بہار معلوم ہوتی ہے اور یہ دکھائی دیتا ہے کہ جیسے ابر آ رہا ہے یہ مقبرہ شیدی بلال محمد خان کے اہتمام مین تین لاکھ روپیہ خرچ ہوکر تیار ہوا ہے اور مقبرے کے اندر یہ تاریخ کندہ ہے

تاریخ

جوان صفدر عرصۂ مردمے	ز دار فنا گشت حلت گزین	چنین سال تاریخ او شد رقم	کہ بادا مقیم بہشت برین

اور یہ نقشہ ہے عمارت عالی کا

خیر پور | نمبر ۸۳

منصور کے مقبرہ کے سامنے ایک برج ہے بہت خوشنما اور اِس برج کی عمارت اور مبارک پور کوٹلہ کے برج کی عمارت اور عیسی خان کے گنبد کی عمارت ایک سی ہے اگرچہ نہین معلوم ہوا کہ یہ برج کسکے وقت کے ہین مگر اِسمین کچھ شک نہین کہ پٹھانون کے وقت کے ہین کوئی امیر ہونگے جنکے نام سے یہ گانون آباد ہوا اُنکا یا اُنکے لواحقون کا یہ گنبد بھی ہوگا غرضکہ اُسکی عمارت بھی بہت خوب اور نہایت عمدہ ہے کہ نقشہ دیکھنے سے اُسکی خوبی معلوم ہوتی ہے

مسجد و مقبرہ | نمبر ۸۴

اِسی برج کے پاس ایک اور مسجد اور مقبرہ ہے پٹھانون کے وقت کا کہ اِسکا حال بھی کچھ مفصل نہین دریافت ہو سکتا اِس مقبرہ کے پاس جو مسجد ہے وہ بہت تحفہ بنی ہوئی ہے اگرچہ وہ مسجد چونہ اور پتھر کی ہے لیکن چونہ کاری مین ایسے گل بوٹے بنائے ہین اور نہایت [illegible] کی ہے [illegible] بلکہ [illegible] تعلق [illegible] کہتے ہیں مسجد کی پیشانی پر چونہ کاری سے آیات قرآنی کندہ ہین اِس مسجد اور مقبرہ مین زمیندار آباد ہین اور تمام عمارت کو خراب کر دیا غرضکہ اب جو کچھ اس عمارت کا ہے اور جیسی ٹوٹی پھوٹی رہ گئی ہے وہ نقشہ کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوتی ہے

مقبرہ سلطان سکندر بہلول | نمبر ۸۵

اِنھین برجون کے پاس ایک برج ہے بعینہ اُسی طرح کا جسطرح کا کہ عیسی خان کا اور مبارک پور کوٹلہ کا گنبد ہے کہتے ہین کہ یہ مقبرہ نظام خان الملقب بہ علاء الدین سلطان سکندر شاہ بن سلطان بہلول لودھی کا ہے اور جو کہ سکندر شاہ تیرھوین ذیقعدہ ۹۱۵ھ ہجری کو مرا ہے اِس سبب سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ مقبرہ بھی اُسی زمانہ مین بنا ہوگا کہ اس بات کو تین سو اٹتالیس برس کے قریب عرصہ ہوا غرضکہ یہ عمارت بھی بہت اچھی ہے اور اب اِس مقام پر ہم

اسکا نقشہ لکھتے ہین جسکے دیکھنے سے اِس عمارت کا حال معلوم ہوسکتا ہے

جنتر منتر نمبر ۸۶

جنتر کے معنی ہندی زبان مین آلہ رصد کے ہین لیکن عوام الناس مین یہ آلات جنتر منتر کر کے مشہور ہین بہرحال یہ عمارت آلات رصد ہین جو محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین بنے تھے اور بڑے بڑے ریاضی دان ہندو اور مسلمان اسمین شریک تھے خوبی ان آلات کے دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے کہ کیسی کیسی قوسین اور کیسے کیسے دائرے مجسم بنائے ہین کہ تدویر فلک بھی اُسکے آگے تدریس سے تبر معلوم ہوتی ہے افسوس ہے کہ یہ آلات عالی جنکا ہونا مغتنمات سے تھا نہایت بے مرمت پڑے ہین اور بہت جگہ سے شکستہ ہوگئے ہین رصد خانہ کے بدلے یہ جگہ براز خانہ ہوگیا ہے ہر ہر زاویہ اور ہر ہر تدویر اور درجہ اور دقیقہ مین نو نو من گوہ کا ڈھیر ہوگیا ہے ایسی عفونت یہان تھی کہ نقشہ کھینچنے کو ٹھہرنا مشکل پڑا تھا۔ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام بہرحال یہ عمارت رصد خانہ ہے اور حالات کواکب اور گردش ثوابت و سیارہ اور اختلاف یوم و لیلہ اور طالع مطالع بلد اس سے معلوم ہوتے ہین اور ہر طرح کی رصد کی جاسکتی ہے اگر مین اِن آلات کی صنعت کے طرق اور اِنکے اعمال کے قواعد لکھون اُسکو تو ایک کتاب علیحدہ چاہیے اگر موت نے فرصت دی اور خدا نے بھی چاہا تو ان آلات کے صنعت و اعمال مین ایک رسالہ علیحدہ لکھونگا اب اس مقام پر صرف اِن آلات کا بیان ہیئت کرتا ہون واضح ہو کہ اس مقام کے اکثر آلات رصد ٹوٹ گئے ہین صرف چار آلہ باقی رہ گئے ہین کہ اُن چارون کا ذکر مع نقشجات کے لکھتا ہون۔

مقیاس نمبر ۸۷

یہ ایک جنتر ہے بہت خوب اور اِس سے بہت سے اعمال ہوتے ہین ہیئت اِسکی یہ ہے کہ ایک قوس معدل النہار کی عریض موافق عرض بلد کے منحرف کہ ہر درجہ اُسکا دس انچہ اور چار عشر کا ہے بنا ہے اور اُسکے نیچے اوپر دونون طرف درجات تقسیم کیے تھے اور ہر درجہ کو دس ٹکڑے کر کر ہر ایک ٹکڑے کے چھ ٹکڑے کر ڈالے تھے کہ اِس تقسیم کے سبب ہر درجہ ساٹھ دقیقہ پر منقسم ہوگیا تھا اور اِسکے بیچ مین ایک پاکھ کہ اُسکو مقیاس کہتے ہین بنایا ہے کہ اُسکی تقسیم موافق درجات قطر کے کی تھی اور اِسمین چھیاسٹھ زینہ بنائے ہین کہ اُنپر سے اوپر چڑھ جاتے ہین منجملہ اُنکے پانچ زینہ اوپر کے پاس سے ٹوٹ گئے ہین اور چھیاسٹھ زینہ نیچے کے اور پانچ زینہ اوپر کے ثابت ہین طول پاکھ کا جڑ سے چوٹی تک ایک سو سولہ فٹ کا ہے اور اِس پاکھ کے اوپر ایک عمود بنایا ہے اور اُسپر دائرہ ہندی بنا ہوا تھا اور دوربین وہان رکھکر اعمال کیا کرتے تھے اور اِس

نقشه نمبر ۸۶ متعلقه صفحه ۹۰ باب اول

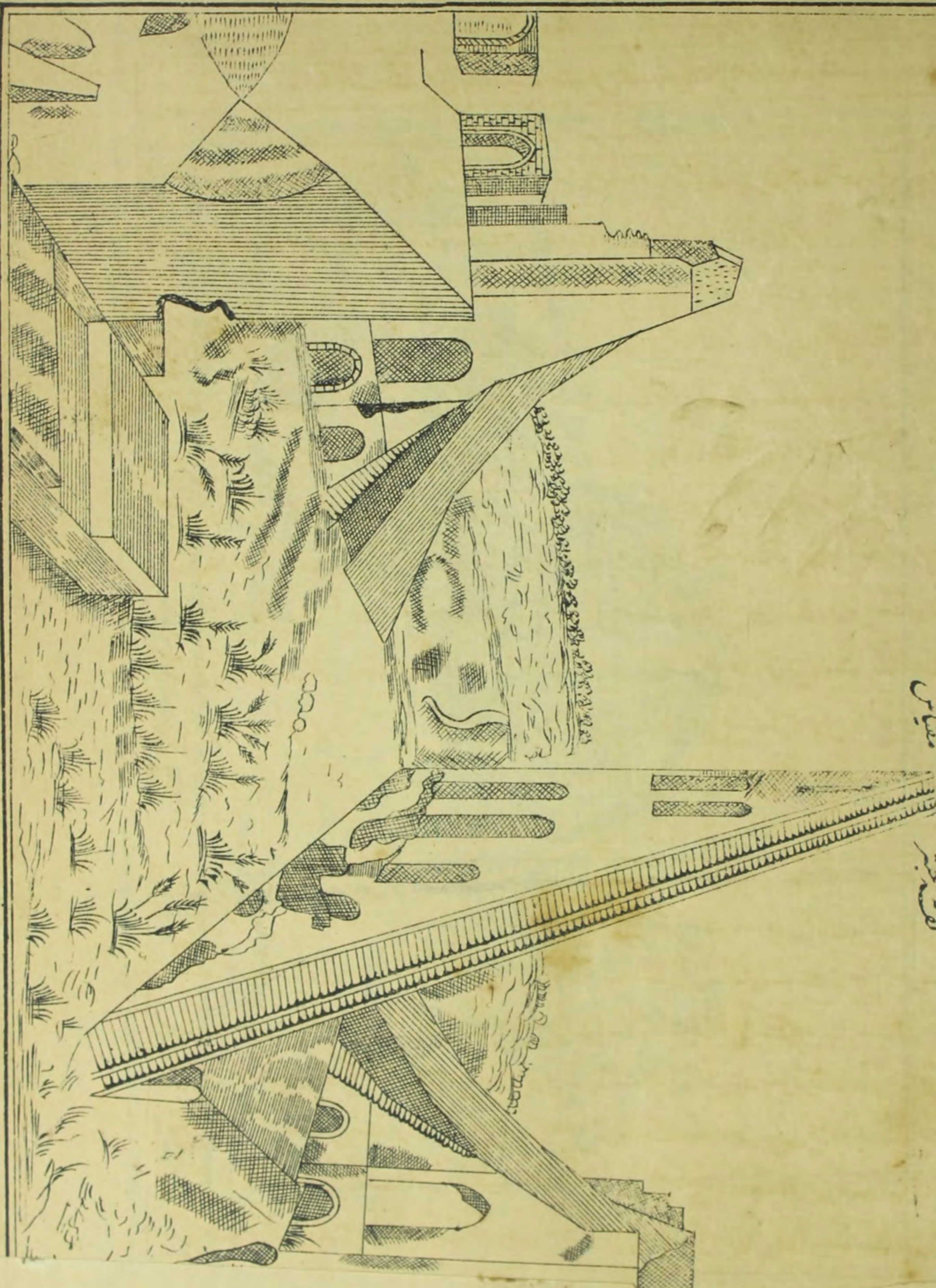

نقشهٔ جزء مقیاس

نقشۂ جنتر قسی دوایر العظام

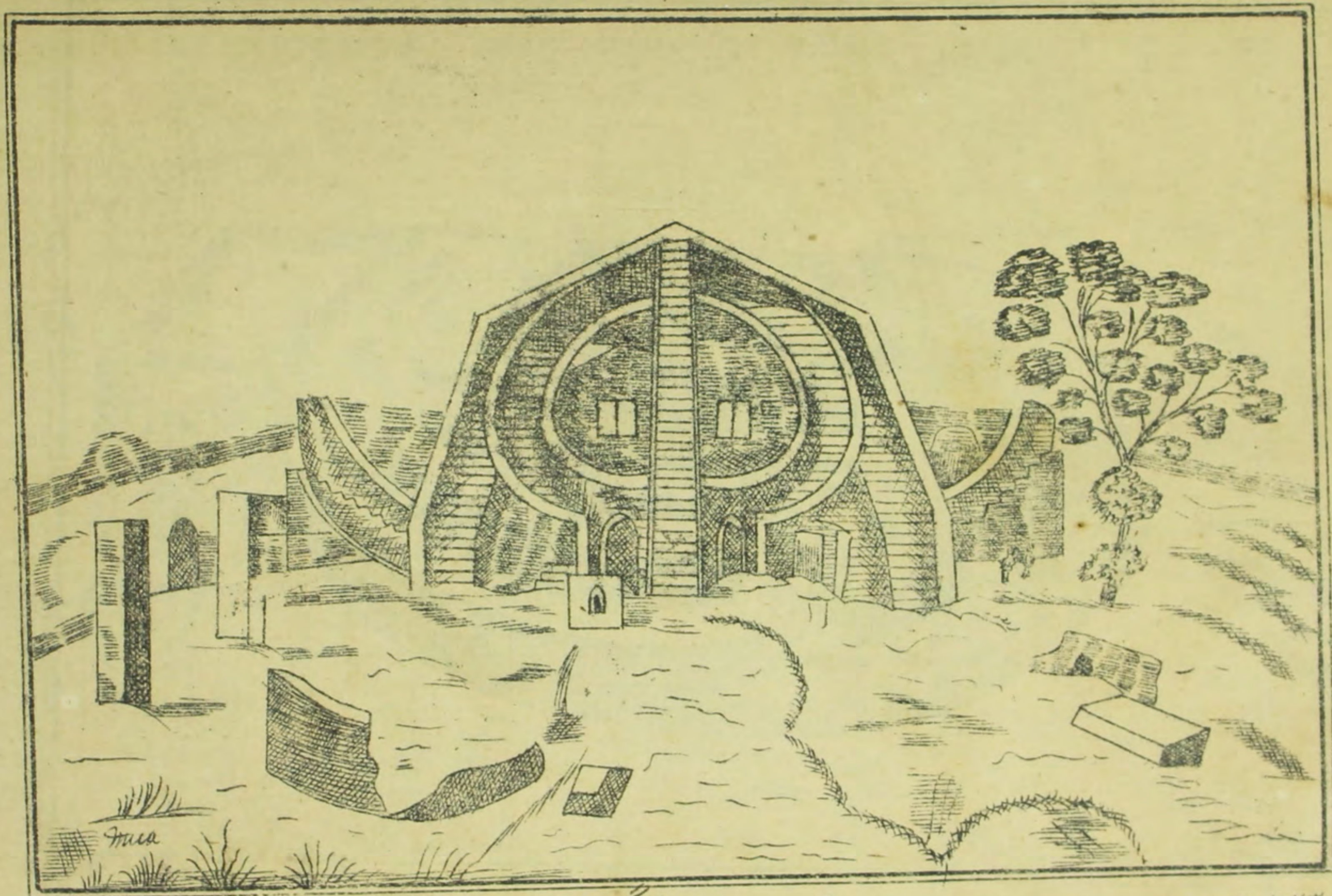

سنہ ۱۲۶۳ ہجری — عمل مرزا شاہ رخ بیگ — سنہ ۱۸۴۷ عیسوی

نقشہ جنتر مقیاس

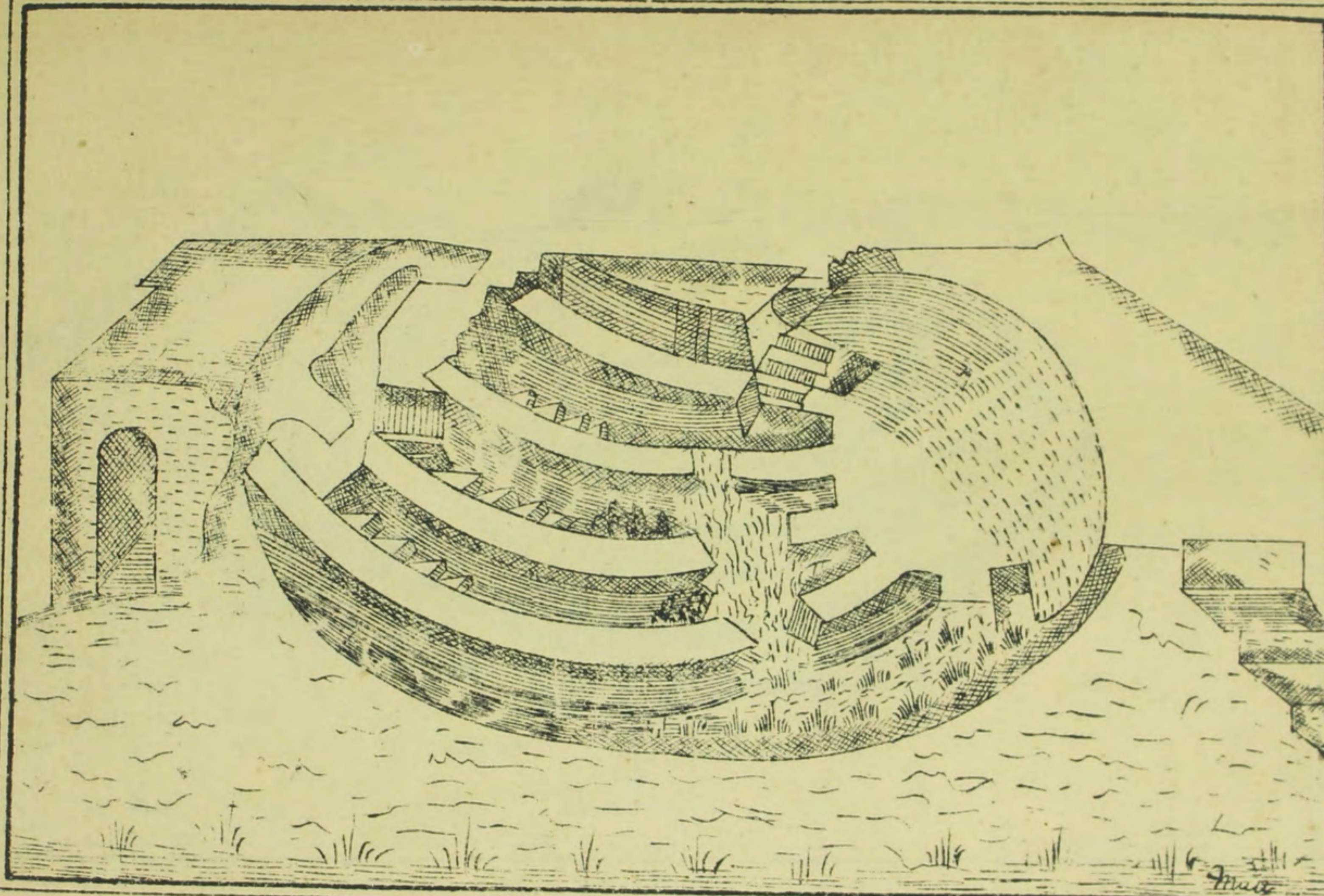

نقشه نمبر - ٨٨ - متعلق صفحه - ٩١ - باب اول

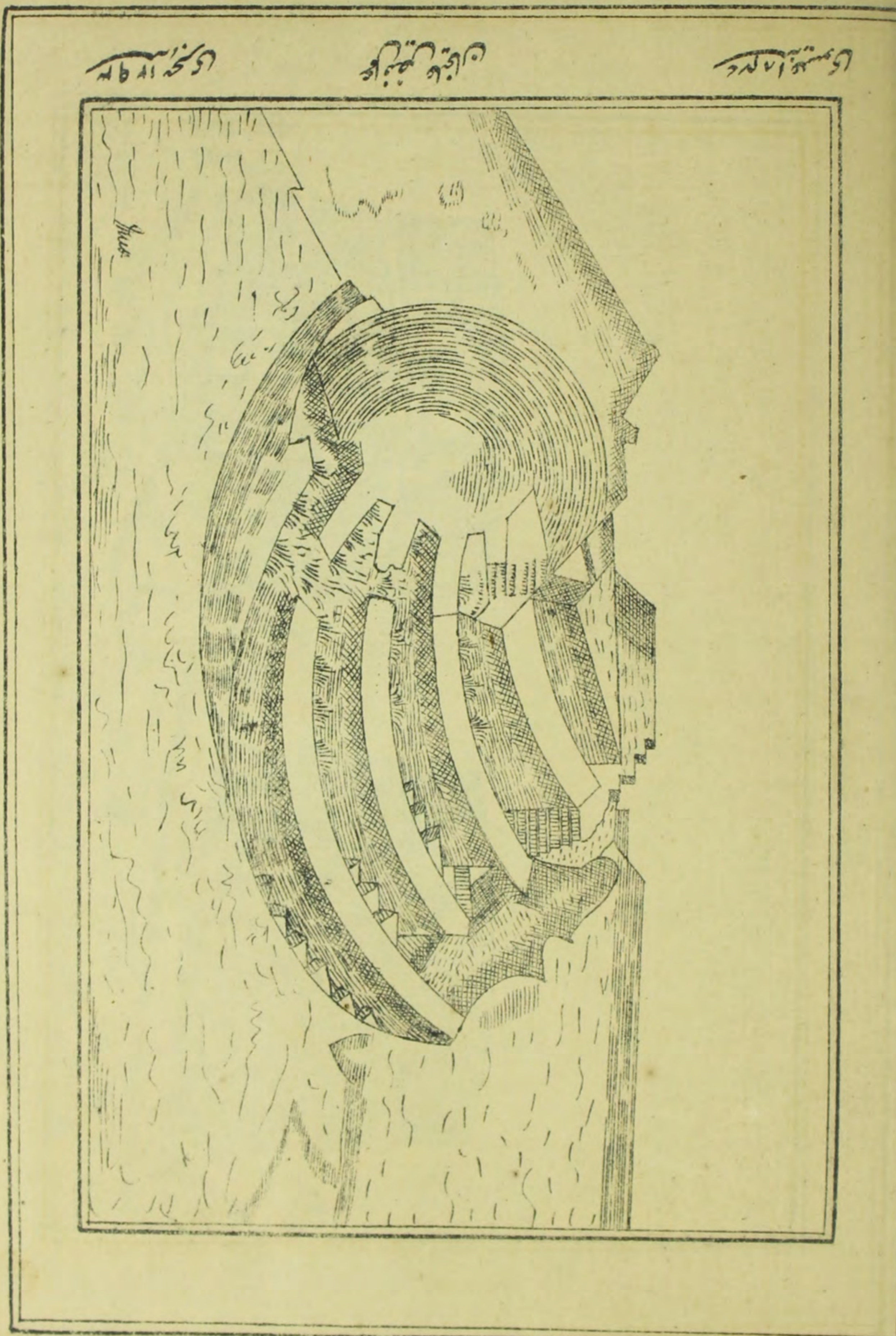

نقشہ - نمبر - ۸۵ - متعلقہ صفحہ - ۹۱ - باب اول

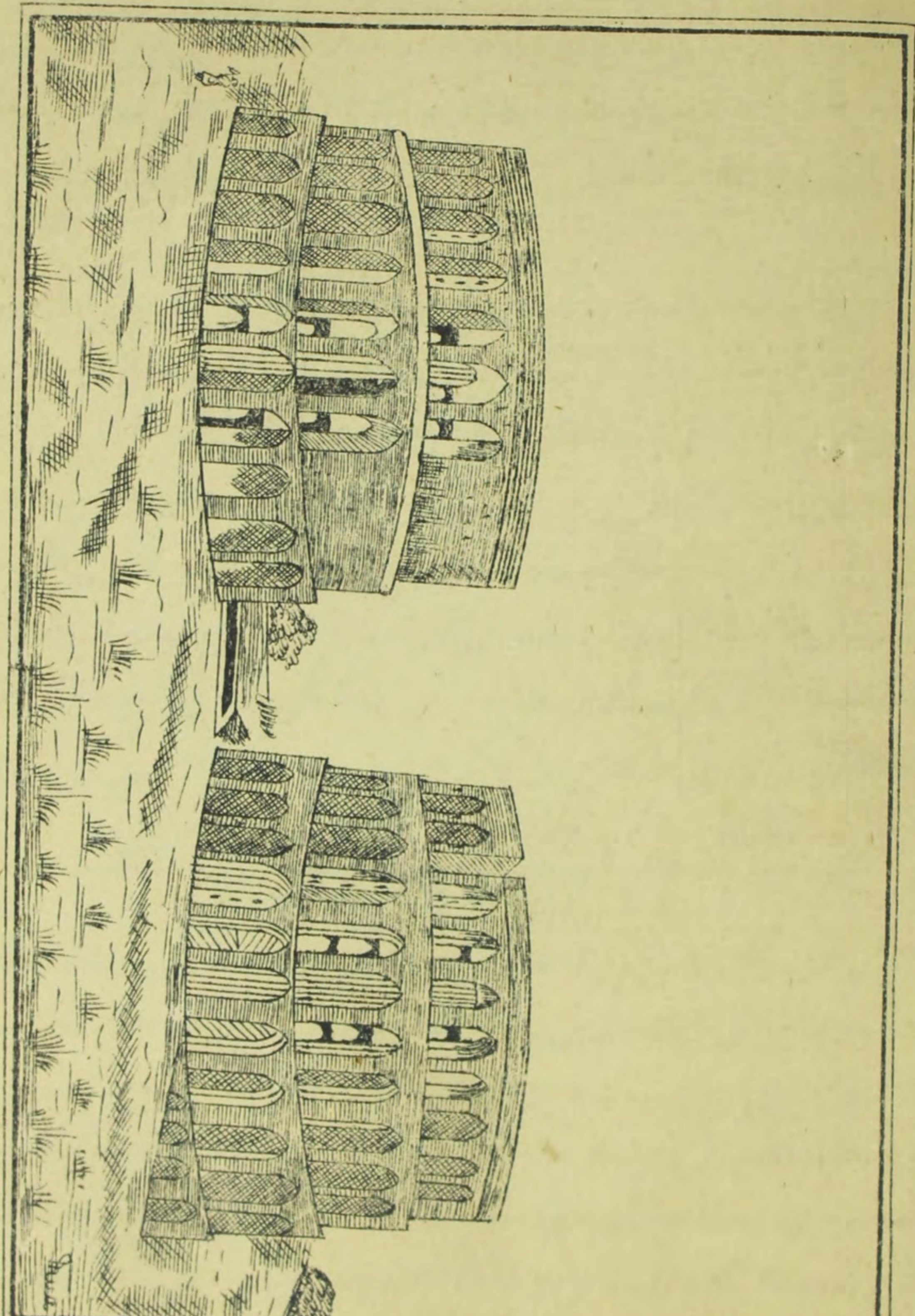

نقشہ گنبذ دو دار انطل

معدل النہار کے دونون طرف ایک دیوار مماس قوس کی بناکر اُسمین بھی زینہ بنائے ہین کہ اُسپر چڑھکر درجات
قوس دیکھا کرتے ہین اُسکے نیچے ایک تہ خانہ تھا کہ اب مٹی سے بند ہو گیا ہے اور اُسپر ایک سوراخ چھوٹا سا
تھا کہ اُس تہ خانہ مین بیٹھکر اور اِس سوراخ مین نظر ڈالکر رصد کواکب کیا کرتے تھے اُس قوس معدل النہار کا
قطر ایک سو چھ فٹ کا ہے اور زینون کی دیوارون کا عرض دو فٹ کا اور ہر زینہ کا عرض ایک فٹ ساڑھے
پانچ انچھ کا ہے اور صورت اُس جنتر کی یہ ہے جو نقشہ مین دکھائی دیتی ہے

نمبر ۸۸	کرہ مقعرہ	

اِسی جنتر کے پاس جانب جنوب یہ جنتر ہے اور حقیقت مین یہ دو کرہ ہین مقعر اور اُنکو سطح پر بنایا ہے کہ مدار قطب
بروج کا ہر ایک مین ناقص ہے کہ اگر ایک کرہ کو اُٹھا کر دوسرے کرہ پر اِسطرح رکھدین کہ قطب شمالی قطب جنوبی پر
اور قطب جنوبی قطب شمالی پر منطبق ہو جاوے تو یہ ایک کرہ پورا بنجاوے اور دونون قطبون کا مدار بھی پورا ہو جاوے
بہرحال اِن کرون مین بارہ قوسین بنائی ہین چھ خالی اور چھ بھری کہ یہ بارہ برج ہین اور قطب جنوبی پہ ایک سیخ
آہنی چھوٹی سی لگی ہوئی تھی کہ اب اُسکو لوگ اکھاڑ لے گئے ہین اور جانب قطب شمالی کا دونون مین ناقص ہے
اور وہان ایک نشان خط نصف النہار کا بنا دیا ہے اور ان کرون کے چارون طرف چار چبوترہ بنائے ہین کہ اُنپر
بیٹھکر اندر کے سایہ کا حال دیکھا کرتے تھے اور ہر خالی قوس مین زینہ بنائے ہین دونون کرون کا قطر چھبیس فٹ
سات انچھ کا ہے اگرچہ ان کرون کی صورت جیسی دل چاہتا ہے نقشہ مین نہین آسکتی اور مقعر مین اُنکی دکھائی
نہین دے سکتا مگر جیسا ممکن ہے نقشہ مین موجود ہے اِسکو دیکھو در ساخت مقعر خیال کرد

نمبر ۸۹	دوائر الظل	

اِنھین دونون کرہ مقعر کے پاس جانب جنوب قریب ہمدیگر یہ دو دائرہ ہین چار طبقہ کے اور اِنسے رصد ظل ہوتی ہے
دائرون کا ایک درجہ زمین مین دبا ہوا ہے اور تین درجہ اوپر نکلے ہوے ہین اِن دائرون مین ساٹھ خانہ بنائے
ہین تیس ثابت اور تیس خالی کہ اِس سبب سے محرابین طاق طاق کے طور پر ہو گئی ہین کہ ہر ایک پایہ ثابت اور طاق
خالی کا عرض دو فٹ ساڑھے دس انچھ کا ہے اور اُسکے اندر بیچون بیچ مین ایک عمود بطور مقیاس کے ہے کہ اُسکا
محیط سترہ فٹ ایک انچھ کا ہے اور نصف قطر دائرہ کا سوائے عمود کے چوبیس فٹ کا ہی اور قطر عمود کا تخمیناً پانچ
فٹ آٹھ انچھ کا ہے کہ کل قطر دائرہ کا تریپن فٹ آٹھ انچھ کا ہوا اور اُسکے اندر بھی سیڑھیان خالی اور
بھری موافق اعداد خانون کے بنا دی ہین غرضکہ اب اِس مقام پر ہم ان دونون دائرون کا نقشہ لکھتے ہین

که جسکے دیکھنے سے اِن دائرون کی صورت بخوبی معلوم ہوتی ہے وہو ہذا

قسی دوائر العظام نمبر ۹۰

پہلے جنتر کے جانب شمال یہ جنتر ہے اِس صورت سے کہ ایک چبوترہ سلامی بنایا ہے کہ شمال کی طرف سے بقدر عرض بلد مرتفع ہے اور اُسکے اوپر دو دو قوسین جانب شرق و غرب دوائر عظام مین سے ہین اندر کی قوس کا قطر بیس فٹ نو انچھ کا ہے اور عرض قوس کا ایک فٹ سات انچھ کا ہے اور اُسکے بعد ایک قوس اور ہے کہ اُسکا قطر بیس فٹ کئی انچھ کا ہے اور عرض ایک فٹ سات انچھ کا اور فصل درمیان قوسین کے جانب شمال سے محرف تین فٹ دو انچھ کا ہے اور جانب جنوب کا بسبب شکستہ ہوجانیکے معلوم نہین ہوا غرضکہ یہ چار قوسین ہین دو جانب شرق اور بعینہ اِسی طرح دو جانب غرب اور اِنکے بیچ مین زینہ بنے ہوے ہین کہ اِنپر چڑھکر درجات قوسون کے دیکھا کرتے تھے اِس مقام پر بھی مثل پہلے جنتر کے ایک قوس معدل النہار کی بنائی ہے اور بدستور سابق زینہ سے بنے ہوے ہین اور علاوہ اِس قوس کے صرف جانب غرب ایک قوس بنائی ہے اسطرح پر کہ اگر اِسکو پورا دائرہ فرض کرین تو سمت الراس اور سمت القدم پر مرور کرے اِس قوس کے پاس بھی سیڑھیان درجات دیکھنے کو بنادی ہین اور اِس مقام پر اور کچھ آلات بھی بنے ہوے تھے کہ وہ بالکل شکستہ ہوگئے ہین غرضکہ اِس مقام پر اِسکا نقشہ لکھتے ہین کہ اُس سے کیفیت ہمارے بیان کی بخوبی واضح ہوتی ہے

قدم شریف نمبر ۹۱

یہ درگاہ ہے بہت نامی اور گرامی اور حقیقت مین یہ قبر ہے شاہزادہ فتح خان کی اور اُسکے اوپر نقش قدم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لگا ہوا ہے کہتے ہین کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معجزہ صادر ہوا تھا اور یہ نقش پا ہو گیا تھا واللہ اعلم بالصواب غرضکہ یہ قدم فیروز شاہ بادشاہ کے عہد مین آیا اور شہور سنہ تسع وسبعمائہ مین جب شاہزادہ فتح خان کا انتقال ہوا اور بادشاہ اُسکو نہایت چاہتا تھا یہ قدم شریف اُسکی چھاتی پر لگا دیا گیا اور اُسکے گرد مدرسہ اور مکانات و مسجد بنا دیے اور متصل چار دیواری کے ایک حوض نہایت بڑا بنوا دیا غرضکہ جو کچھ عمارت اِس درگاہ مین قدیم ہے وہ سب فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہے قبر کے اوپر سنگ مرمر کا کٹہرہ لگا ہوا ہے اور اِسمین پانی بھرتے ہین اور قدم مبارک دھوکر تبرک لوگونکو دیتے ہین اور دور دور لیجاتے ہین اور یہ شعر پڑھتے ہین ؎ اے خضر دل اِسکے پیے سے نجات ہے ٭ پانی قدم شریف کا آب حیات ہے ٭ ربیع الاول کو بارھوین تک یہان بہت دھوم دھام سے میلہ رہا کرتا ہے خصوصاً بارھوین کو بہت دھوم ہوتی ہے

نقشۂ درگاہ قدم شریف

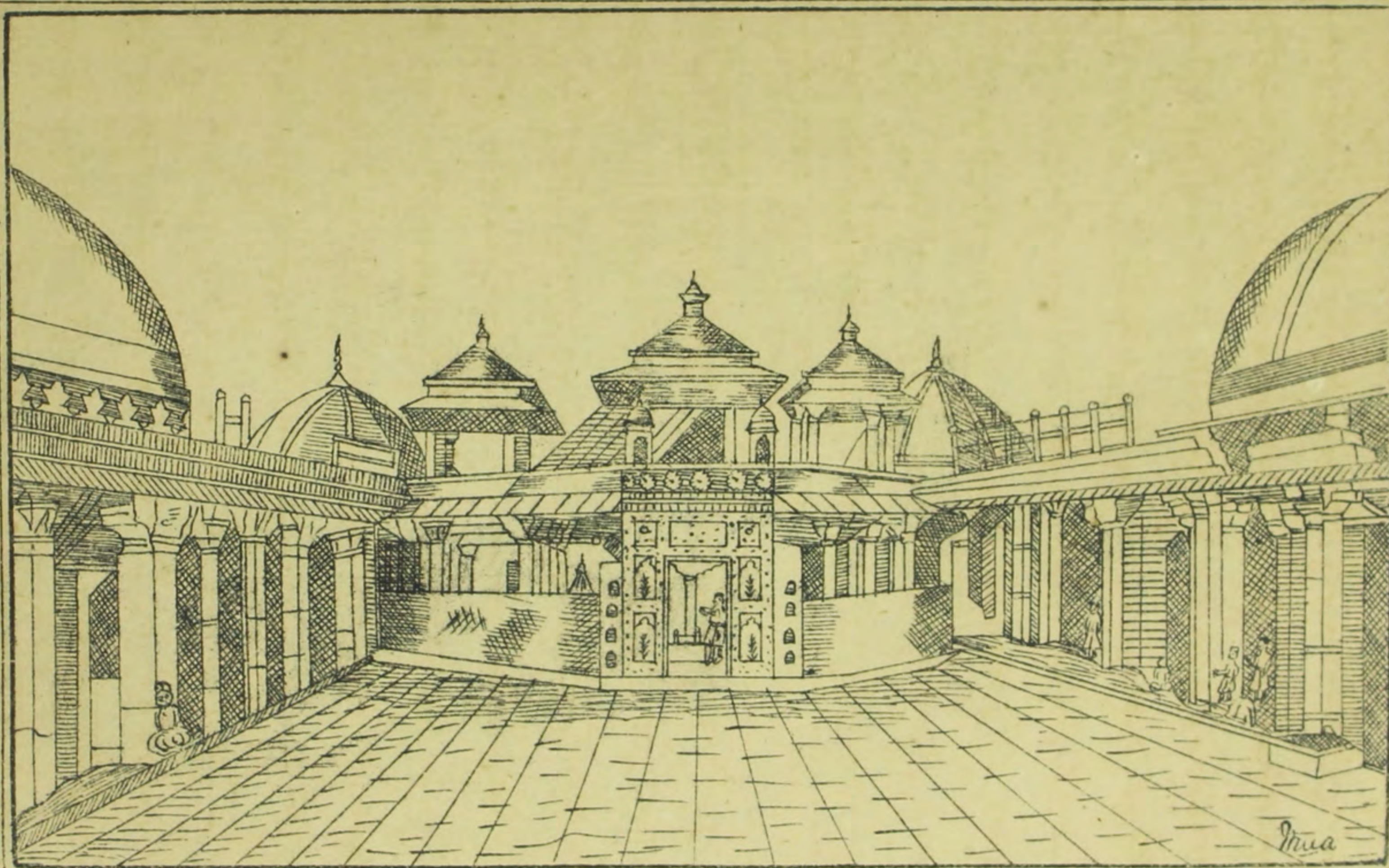

سنہ ۱۲۶۳ ہجری　　عمل فیض علیخان　　سنہ ۱۸۴۷ عیسوی

نقشۂ - نمبر ۹۲ - متعلقہ صفحۂ - ۹۳ - باب اول

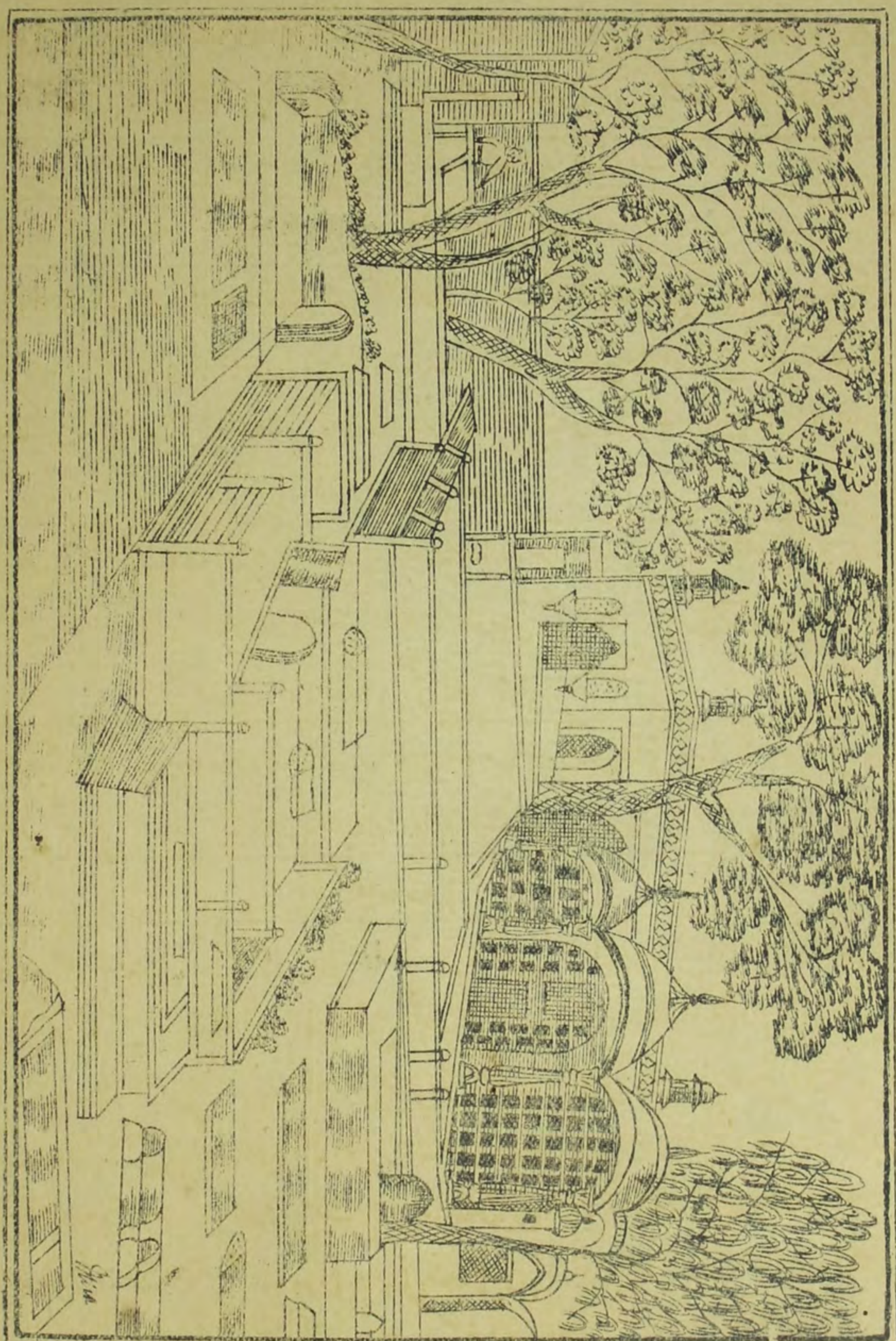

نقشۂ درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ

انام خلقت جمع ہوتی ہے اور ہزارون ملنگ آتے ہین اور دھمال کرتے ہین اِس درگاہ کے کئی دروازے ہین ایک دروازہ پر یہ اشعار کندہ ہین

شعر

زہی گم کنان رہنمای محمدؐ
عرش گشتہ در زیر پا او مسلم

ہدایت دہندہ ہدای محمدؐ
ہر آن کو شدہ خاکپای محمدؐ

خوش آن مدرسہ منبر و بارگاہی
منم از سگان سگ کوی او

کہ در وی بباشد ثنای محمدؐ
شدہ شیر و ان از گدای محمدؐ

اب ہم اِس مقام پر اِس درگاہ کا نقشہ لکھتے ہین وہو ہذا -

درگاہ خواجہ باقی باللہ نمبر ٩٢

یہ درگاہ ہے حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالی عنہ کی اُنکا حال نہایت اشتہار سے محتاج میرے بیان کا نہین اِسواسطے اِنکے مزار مبارک کا حال لکھتا ہون کہ اُنکا مزار مبارک جونہ کا زیر آسمان ہے اور ایسی فیض و برکت آپکے مزار سے ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین باوصف تابش آفتاب کے آپکا مزار ہمیشہ سرد رہتا ہے جنوبی دروازہ درگاہ پر یہ اشعار لکھے ہوے ہین

اشعار

خواجہ باقی آن امام اولیا
چونکہ بد مشرب فنا اندر بقا

عارف باللہ اسرار نہفت
محو حق گشتہ ز اسرار صفت
سال تاریخ وصالش خسروے

نکہت بستان سرد انبیا
رخت بستہ زین سراے بے بقا
باقی باللہ نقشبند وقت گفت
سنہ ١٠١٢ھ

از نہال جعفری خوش گل شگفت
چون ہمارے از جہی از حق شنفت

آپ کے مزار مبارک کے سرھانے ایک دیوار ہے بطور چراغان کے اور اُسمین طاق طاق بنے ہوے ہین اور اُسپر یہ قصیدہ لکھا ہوا ہے

قصیدہ

قبلۂ ارباب معنی کعبۂ اصحاب دین
مورد فضل گرامی آل ختم المرسلین
غوث اعظم عروۃ الوثقی ز رب العالمین
بحر عرفان الہی مقتدای العارفین
نور بیچون بر جبینش تافت از حق المبین
ہست ذات خواجہ باقی رحمت للعالمین
خواجگی الکنہ شد مرشد ان شاہدین

مظہر فیض الہی صاحب علم الیقین
کاشف اسرار مطلق واقف علم الیقین
قطب ارشاد جہان ہم معنی حق الیقین
راضی و مرضی حق بر ذات شان و متین
شد زمین نعتش روشن قلوب المومنین
نعمت اللہ باقی بود باقی شد یقین
لیک مشرب اولین دہم بہار آخر حق

حامی دین نبی اکمل امام المتقین
محو ذات اقدس و باللہ باقی بالیقین
کامل عالی طریقہ مہدی راہ متین
این کرامت ہست از محبوب رب العالمین
کی توانم گفت مدح آن خلاصہ واصلین
مرجع انس و ملک از فضل رب العالمین
چون کمالش وصل دائم بود معنی دلنشین

شد وصال غیب او آخر بعمر اربعین	دان ز ہجرت بعد الف اثنا عشر بوده سنین	از وفات قطب دوران تکیہ گاه مسلمین
ہر کہ آید بر مزارش از سر صدق و یقین	حاجتش گردد روا ہم مقصد دنیا و دین	عاجز و عاصی بدرگاہش ہمی سایند جبین
تا بیابد نظر رحمت ہم نجات یوم دین	باد نازل رحمت رضوان رب العالمین	بر محمد خواجہ بانی زاولیاے مقبلین

اب اِس مقام پر ہم آپ کے مزار مبارک کا نقشہ لکھتے ہین وہو ہذا

درگاه سید حسن رسول نما — نمبر ۹۳

یہ درگاه ہے حضرت سید حسن رسول نما رضی اللہ تعالی عنہ کی کہ اولیاے کبار سے تھے اِنکا حال بھی اتنا مشہور ہے کہ محتاج میرے بیان کا نہین آپ کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وه تقرب حاصل تھا کہ جسکو چاہتے تھے آپ کی زیارت سے مشرف کروا دیتے تھے اِسی سبب سے رسول نما آپکا لقب تھا آپکا مزار بھی زیر آسمان واقع ہے اور مزار شریف کے سرہانے یہ شعر کنده ہے

شعر

حسن رسول نما افتخار آل حسن	اویس قرنی ثانی و ثالث حسنین

اور یہ نقشہ ہے آپ کے مزار مبارک کا فانظر الیہ

بولی بھٹیاری کے محل

آگے اِس درگاه سے بڑھکر یہ ایک مکان پہاڑی پر واقع ہے بنا کیا ہوا بولا خان پٹھان کا کہ عوام اِسکو بولی بھٹیاری کا محل کہتے ہین بسبب مرتفع ہونے اُس پہاڑ کے دور تک کی سیر سبزه زار کی خصوصاً موسم برسات مین جا بجا پانی کا بہنا اور سبزه کا لہلہانا عجب ایک لطف دیتا ہے بعد ایک سال کے تمام برہمن شہر کے جو کچھ مس علم نجوم سے رکھتے ہین وہان ہوا دیکھنے جاتے ہین اور ایک جھنڈی گاڑ کر ہوا دیکھتے ہین اور ہزارون آدمی ہندو مسلمان جمع ہوتے ہین اور اِس میلہ کا نام پون پرچہ کا میلہ ہے

مسجد سرہندی

یہ ایک مسجد ہے لاہوری دروازه کے باہر بنائی ہوئی سرہندی بیگم کی نہایت مرتفع مشتمل اوپر تین گنبد کے تمام و کمال سنگ سرخ کی بنی ہوئی صحن اُسکا وسیع اور خوشنما پہلے اِس سے کہ بیرون دروازه لاہوری مردہ اکرام کی سراے آباد تھی اور اطراف و جوانب سے لوگون کی آمد و رفت وہان ہوتی تھی نماز ہر وقت کی بڑی جماعت کے ساتھ ہوا کرتی تھی ایک طرف سے جو وه سرا بحکم سرکار کمپنی بہادر کے منہدم ہو گئی وه کثرت نماز کی نہین

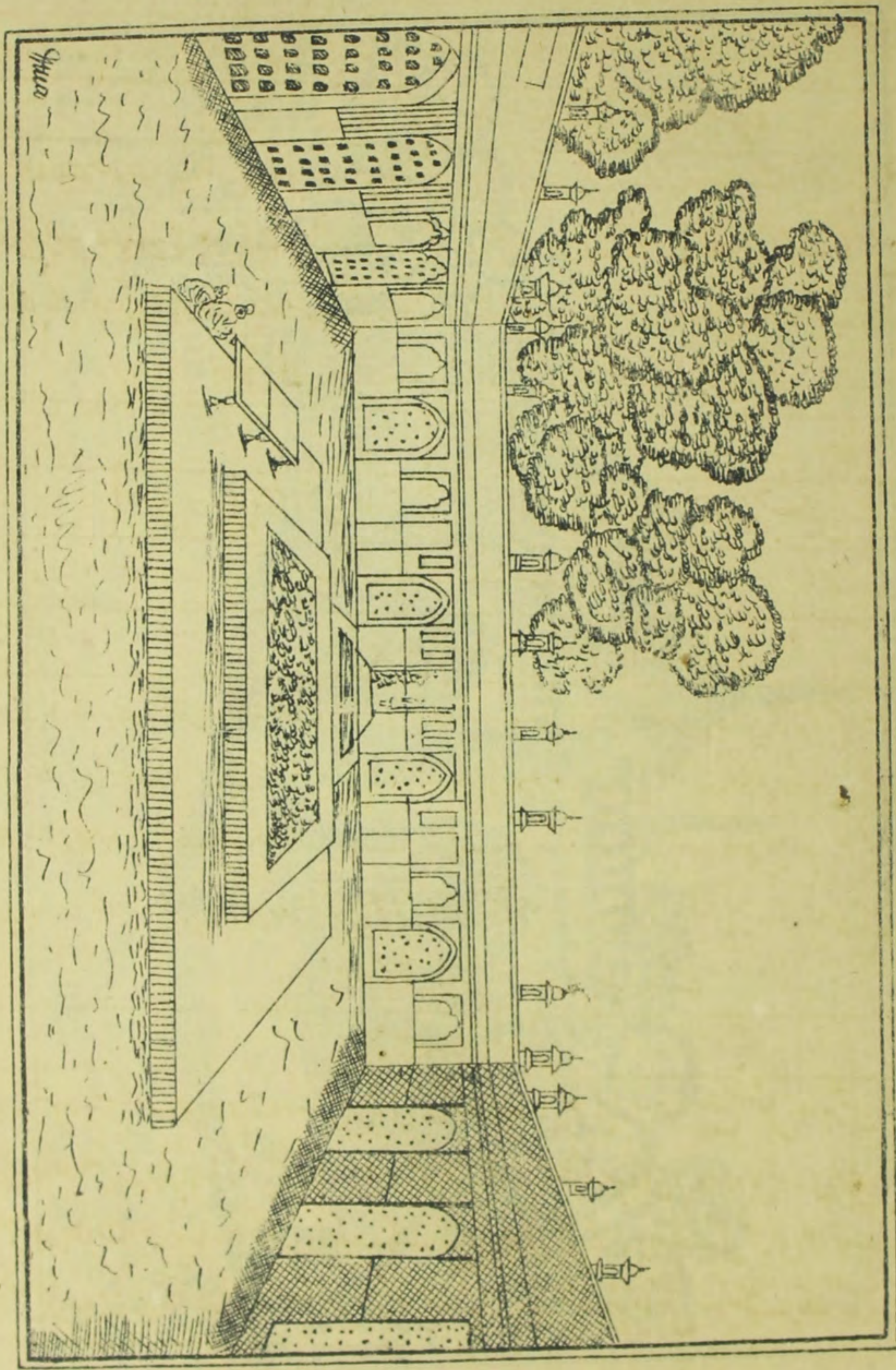

نقشہ درگاہ حضرت سید حسن رسول نما

نقشہ متعلقہ صفحہ ۹۴ - باب اول

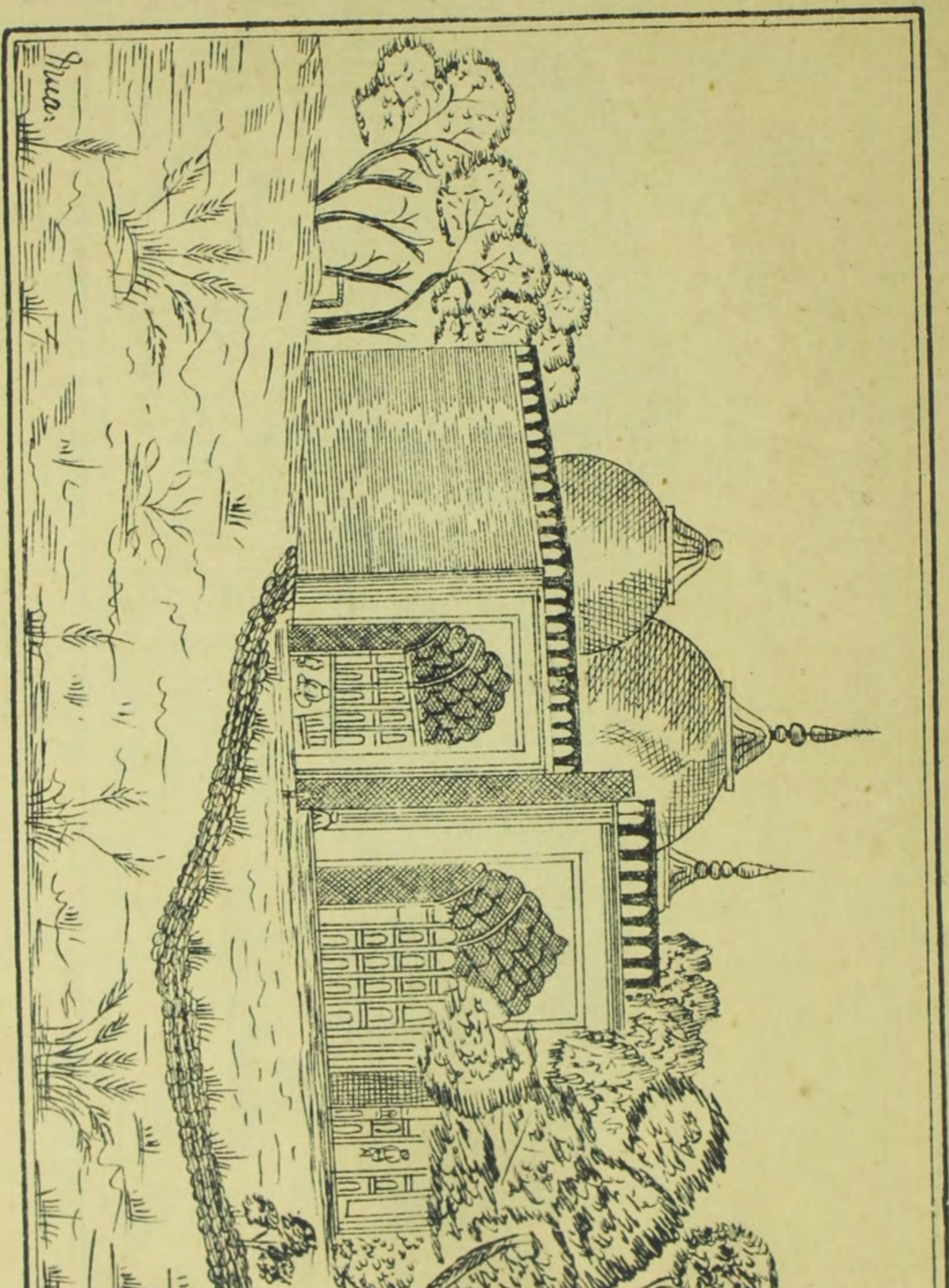

نقشۂ مسجد گلوسر بنیاں

نقشہ متعلقہ صفحہ ۹۵ باب اول

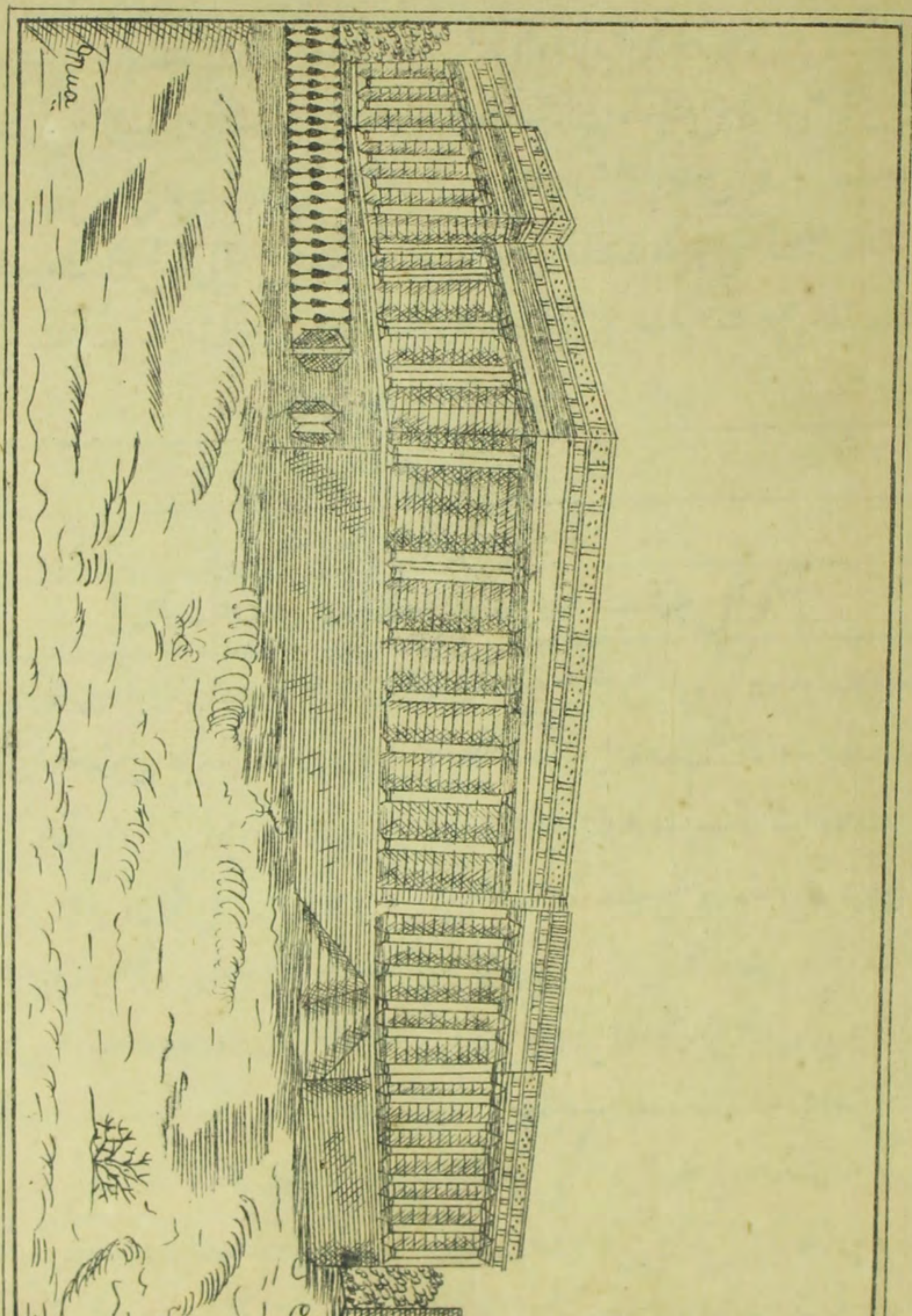

نقشہ کوٹھی جناب صاحب کلان بہادر دارالاقبال

مگر بوقت مغرب البتہ ایک جماعت بزرگ ہو جاتی ہے اور چار دیواری بھی اِس مسجد کی منہدم کر دی گئی ہے اگرچہ یہ مسجد کہنہ ہے لیکن اسطرح کا استحکام اُسکو دیا گیا ہے کہ شاید قیامت ہی کی خبر لا دے تقریباً کہا جاتا ہے کہ مردہ اکرام کی سرائے جو متصل اِس مسجد کے تھی ایسی آباد تھی کہ کثرت آمد و رفت و ہجوم مردم سے ایک وجب بھر زمین قدم رکھنے کو نہین ملتی تھی اور اُس سرا کے دروازے کے باہر شام کو ہجوم سودا بیچنے والون کا اِس کثرت سے ہوتا تھا کہ سرائے خود ایک بازار کلان معلوم ہوتا تھا اور انواع اور اقسام کی چیزین بہم پہونچ جاتی تھین اور مردم شہر بھی بعضے خرید فروخت اور بعضے اُسکی سیر کے واسطے اُس جگہ جمع ہو جاتے تھے اِس سرا کی تاریخ جو اُسکے دروازہ پر کندہ تھی اُسکا مادہ تاریخ بہت لطیف و نہایت خوب اور پاکیزہ ہے اور از بسکہ نہایت بے تکلف ہے اسکا لکھنا یہان مناسب معلوم ہوا

تاریخ

امشب کرمے کن بسرائے اکرام

کوٹھی جناب صاحب بہادر دام اقبالہ

بیرون کشمیری دروازہ یہ کوٹھی واقع ہے حاکم دادگر اور عدل گستر حاتم دوران نوشیروان زمان مونس اساس انصاف و داد عدالت نہاد معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خان فرزند ارجمند بجان پیوند سلطان نی سرطاس سیا فلس مٹکف صاحب مارونٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان دار الخلافہ شاہجہان آباد دام اقبالہ کی بنائی ہوئی زمین چار دیواری کی اِسقدر وسیع ہے کہ اگر ایک جہان اور پیدا ہو جائے تو اُسکی گنجایش اُسمین ہو سکتی ہے اور کوٹھی اِسقدر خوبصورت اور خوش وضع بنی ہے کہ اُسکو رشک ارم اور غیرت فردوس کہین تو بجا ہے بلکہ مبالغہ اور اغراق کو اِسمین کچھ مدخل نہوگا انواع آرایش مکان کہ جسقدر ممکن اور متصور ہو وہ سب اِسمین موجود ہے در و دیوار اسکی نہایت صفا سے ایک آئینہ ہے کہ ہوا کے چلنے سے شاید نکہ رسید اگر سے اور غایت جلا سے جو اِس بدن کی صورت اُسمین جلوہ گر ہو سکتی ہے ؎ زہی صفائے عمارت کہ در تماشایش * بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار * اگر اِس کوٹھی کی تعریف صفحہ کاغذ پر لکھی جاوے ایک دفتر ہو جاوے بلکہ ایک کتاب بنجاوے اسواسطے موقوف رکھا اور بیچ اِس کوٹھی کا تماشائی کی نظر مین ایسا دلچسپ ہے کہ ایک کو چھوڑ کر دوسرے درجہ مین آنے کو جی نہین چاہتا اور جب دوسرے درجہ مین گیا وہان سے ہٹنے کو طبیعت نہین چاہتی غرضکہ ہر درجہ کا یہی حال ہے الحق یہ شعر اِسی مکان جنت نشان کی شان مین صادق آتا ہے

شعر

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ۔ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

قدسیہ باغ

یہ باغ باہر کشمیری دروازہ کے صاحب کلان بہادر دام اقبالہ کی کوٹھی سے ورے واقع ہے بنا کیا ہوا نواب قدسیہ بیگم کا اُسکی بنا سے معلوم ہوتا ہے کہ باغ قدیم ہے قدیم سے تعلق سرکار بادشاہی مین چلا آتا ہے اسمین ایک مسجد ہے سنگ سرخ کی نہایت خوش قطع اور وسیع اور اندر اُس باغ کے ایک بارہ دری ہے نہایت کلان اور شہ نشین اسمین نہایت وسیع اور خوشنما اور دلچسپ اور اُس بارہ دری کے پیچھے بھی ایک پائین باغ ہے ہر چند اس باغ کی آراستگی کی طرف کسی کو کچھ توجہ نہین لیکن باوجود اُسکے بھی ایسا تازہ اور معطرا اور رشک فردوس ہے کہ قلم کو طاقت اُسکے وصف کی نہین ہر درخت اِسکا رشک قامت یار اور ہر گل اُسکا رشک روے نگار اِس باغ کے سنبل سے طرہ نیکوان پیچ و تاب کھاتا ہے اور اِس گلشن کی بنفشہ سے خط خوبان اپنا مُنھ چھپاتا ہے نہر اِسکی کہکشان سے بہتر اور سبزہ زار اِسکا چمن سپہر سے خوشتر جو نسیم یہان سے چلکر بدن کو لگتی ہے گویا نسیم جنت نعیم ہے اور جو پانی کہ اُسکی نہر مین نظر آتا ہے گویا آب کوثر و تسنیم ہے سمت مشرق سے یہ باغ لب دریاے جمن سے مشرف وہان سے تیر نظر کوسون تک پہونچتا ہے ایک طرف سیر دریا اور ایک طرف سبزہ زار کا تماشا سبحان اللہ عجب طرح کا لطف ہے کہ اُسکا بیان حیز قدرت سے باہر ہے

نگمبود

یہ ایک گھاٹ ہے ہنود کے غسل اور عبادت کے واسطے اِنکے عقیدہ مین یہ جاے ایسی متبرک اور پاک ہے کہ جو مردہ اِس گھاٹ کی سرزمین پر جلتا ہے اُسکی آمرزش قطعی ہوتی ہے اور اُسکی برکت مین کچھ شک نہین اور اِسکی ایک صفت یہ بیان کرتے ہین کہ اگر اِس جگہ مردہ جلایا جاوے بالفرض ہیمہ سوختنی قدر معتد بہ سے کم بھی ہون تو بھی مردہ بالکل جل جاتا ہے خلاف اور جاے کہ وہان مردہ کے جلانیکے واسطے اسباب جلانے کا بہت چاہیے مجھکو یہان ایک لطیفہ یاد آیا کہ کسی ہندو نے ایک مسلمان سے اِس سرزمین کے متبرک اور بزرگ ہونے کی دلیل یہی بیان کی اُسنے کہا کہ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقہ آتش اِس سرزمین میے بہت قریب ہے اور اِس سرزمین کے بزرگ اور متبرک ہونے کی ایک یہ وجہ بھی بیان کرتے ہین کہ نیٹد ے ایک زمانہ دراز تک نیلی چھتری کے قریب جو ایک بنگلہ کے طور پر چینی سبز و زرد سے زیر قلعہ دریا کے پار اب تک بنی ہوئی ہے بیٹھکر عبادت مین

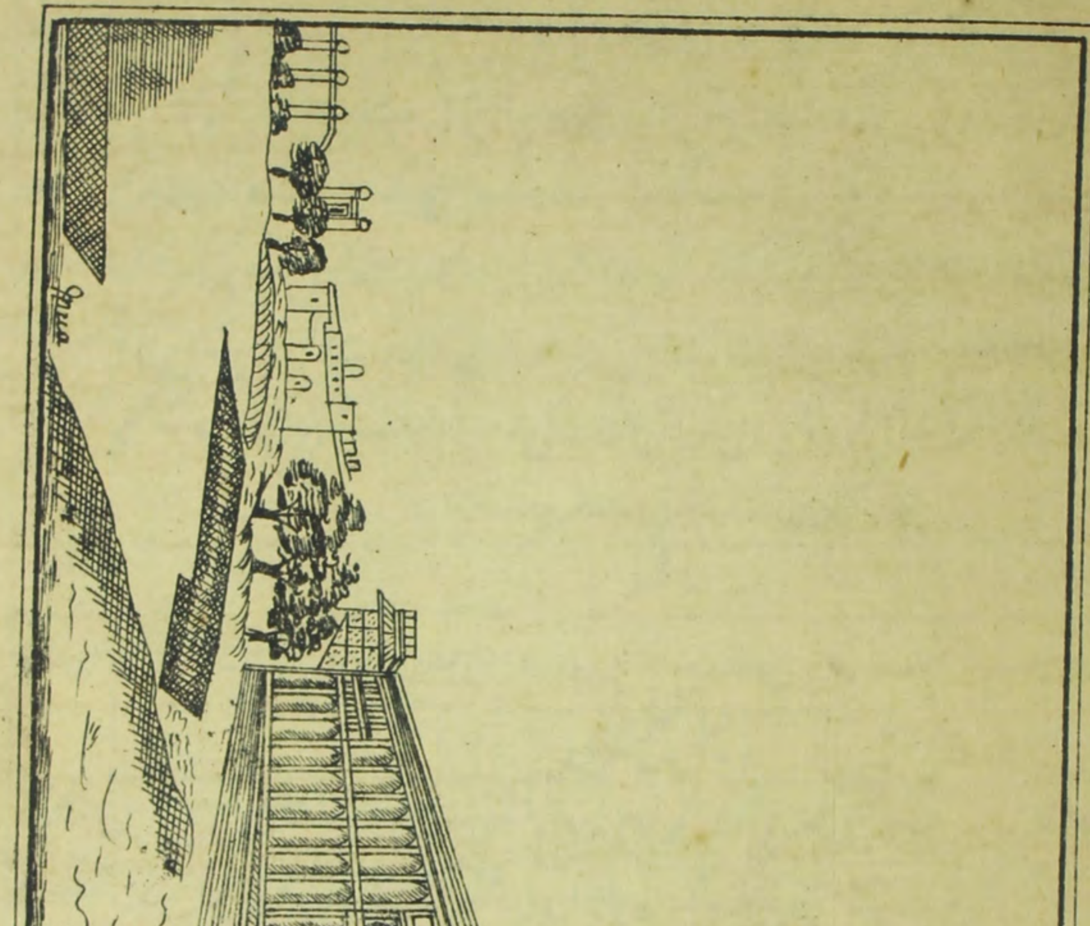

نقشهٔ باغ قدسیه

مصروف رہے ہین اور اہم مقصود اُنکا اِس بیٹھنے سے سمونی ناموس کا انتظار تھا اور اُنکے عقیدہ مین یہ ہے کہ باوجود سیکڑون برس کے انتظار کے وہ ناموس نہ آئی جب وہ تنگ ہوکر اُٹھ کھڑے ہوے اور ناموس مذکور کو بددعا کی کہ تو کل جگ مین اکثر آ دیگی اسی واسطے اِس زمانہ مین ہر سال آتی ہے بہر کیف یہ گھاٹ عجب ایک مکان ہے کہ روے زمین پر اِسکا نظیر نہو گا سب گھاٹ اُسکے سنگ سرخ کے بنے ہوے اور معابد بھی اکثر سنگ سرخ کے بنا کیے ہوے ہین ہر صبح کو اِسقدر ہجوم مرد و زن ہنود کا واسطے غسل کے ہوتا ہے کہ دریاے جمن مین کثرت مردم سے ہجوم مردم آبی کا معلوم ہوتا ہے حسن اُن عورتون کا جو واسطے غسل کے جمع ہوتی ہین کیا بیان کیا جاوے کہ اگر آفتاب کی گردش تابع گردش فلک کی نہ ہوتی بسبب شرم و خجالت کے کبھی اُنکے دہان ہونے تک مشرق سے سر بدر نہ کرتا

شعر

فتادند در کفر صبر و شکیب	خدر از کمرہای زنار زیب	رہ مایہ داران ایمان زنند	بنحروار نقد دل و جان زنند

نیلی چھتری

یہ ایک گنبد ہے بنگلہ نما معروف بہ نیلی چھتری کہ اِسکو ہمایون بادشاہ نے سنہ نوسو انتالیس ہجری مین بنایا پار دریاے جمن کے نگمود کی طرف نیچے سلیم گڈھ کے اور ہمایون بادشاہ اکثر اوقات وہان بیٹھکر سیر دریا کرتے تھے بعضے اِسکا نام بنگلہ جہانگیر بادشاہ کہتے ہین اور ہنود یون مشہور کرتے ہین کہ چھتری قدیم سے ہے کہ بادشاہ جہانگیر نے اُسکی شکست و ریخت کی مرمت از سر نو کی اور چھتری کی علامتین منہدم کرکے بطور بنگلہ کے مرتب کر دیا اصل اِس مقدمہ کی بعد تامل کے یہ معلوم ہوئی کہ یہان قدیم سے ہنڈون کے وقت سے ایک چھتری ہوگی کہ ہمایون بادشاہ نے اُسکو منہدم کیا اور یہ بنگلہ اپنی طرف سے بناکر نشستگاہ اور سیرگاہ مقرر کیا اور جہانگیر بادشاہ نے اپنے وقت مین اُسکی کچھ مرمت کرکے یہ کتبہ بنگلہ کے اندر لکھوا دیا اللہ اکبر مدیئہ جہانگیر شاہ بن اکبر شاہ

عجب پر فیض جاے کامرانی ست	نشیمن گاہ جنت آشیانی ست

اور جنت آشیانی بعد وفات کے نام ہمایون بادشاہ کا ہوا تھا

باغات

واضح ہو کہ بیرون کشمیری دروازہ و لاہوری دروازہ شہرپناہ کے باغات قدیم مثل روشن آرا و سرہندی

و محلدار خان اور شالہ مار و شاہجہانی باغ بلمنات قدیم سے ہین اور باغ نواب حامد علی خان بہادر اور باغ جناب مولانا محمد صدرالدین خان بہادر وغیرہ باغات جدید سے ہین لیکن چونکہ اُنکے لکھنے مین بجز طوالت کے اور کچھ فائدہ نہ تھا اِسواسطے فروگذاشت کیا گیا

پہلا باب تمام ہوا

بعون صناع بیچون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

کتاب حذاقت انتساب متضمن حالات تعمیرات و قلعہ و باشندگان شہر دہلی مسمی بہ

آثار الصنادید

تصنیف جواد الدولہ سید احمد خان صاحب بہادر عارف جنگ سابق منصف دار الخلافہ شاہجہان آباد

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع زین مطبوع ہوئی

باب دوسرا

قلعہ معلی کی عمارت کے حال مین

زہی قلعہ کاندر بساتین وی	نہ از روی بہشت ہست بیگل نہ دی	تموزش گل کوہساری دہد	زمستان نسیم بہاری دہد
بہشتی شدہ بیشہ پیرامنش	وگر کوثری بستہ بر دامنش	سوادش زبس سبزہ اشک بید	چو باغ ارم مایہ صد امید
گرایندہ گردش باسودگی	فرو شستہ خاکش ز آلودگی	ہمہ سال ریحان او سبز شاخ	ہمیشہ درو ناز و نعمت فراخ
زمینش بآب زر آغشتہ اند	تو گوئی دران زعفران کشتہ اند	خرامندہ بر سبزہ آن زمین	خیالی نہ بیند بجز خرمی

زہی بلند پایہ حصار کہ اگر آسمان اُسکے ایک برج کے کلس کی وسعت پیدا کرے کلاہ تفاخر کو اپنے سر پر کج رکھے اور اگر سپہر برین اُسکے ایک کنگرہ کی رفعت بہم پہونچاوے اپنے جامہ مین نہ سماوے اندیشہ اُسکی بلندی دیوار کے اندازہ کرنے مین حیران اور عقل اُسکی وسعت کی تحقیق مین سرگردان اُسکی دیوارے آسمان کی پشتیبان اور اُسکی خندق غیرت محیط و عمان نظم

لب خندقش بستہ از سحر دم	طلسمی میان وجود و عدم	جہان راضرورست خمیازہ	کہ از سایہ اش گیرد اندازہ

یہ قلعہ زمان دولت اور عہد سلطنت شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ انار اللہ برہانہ مین بنا ہی اور تفصیل

نقشہ نمبر ۵ متعلقہ صفحہ ۱- باب ۲

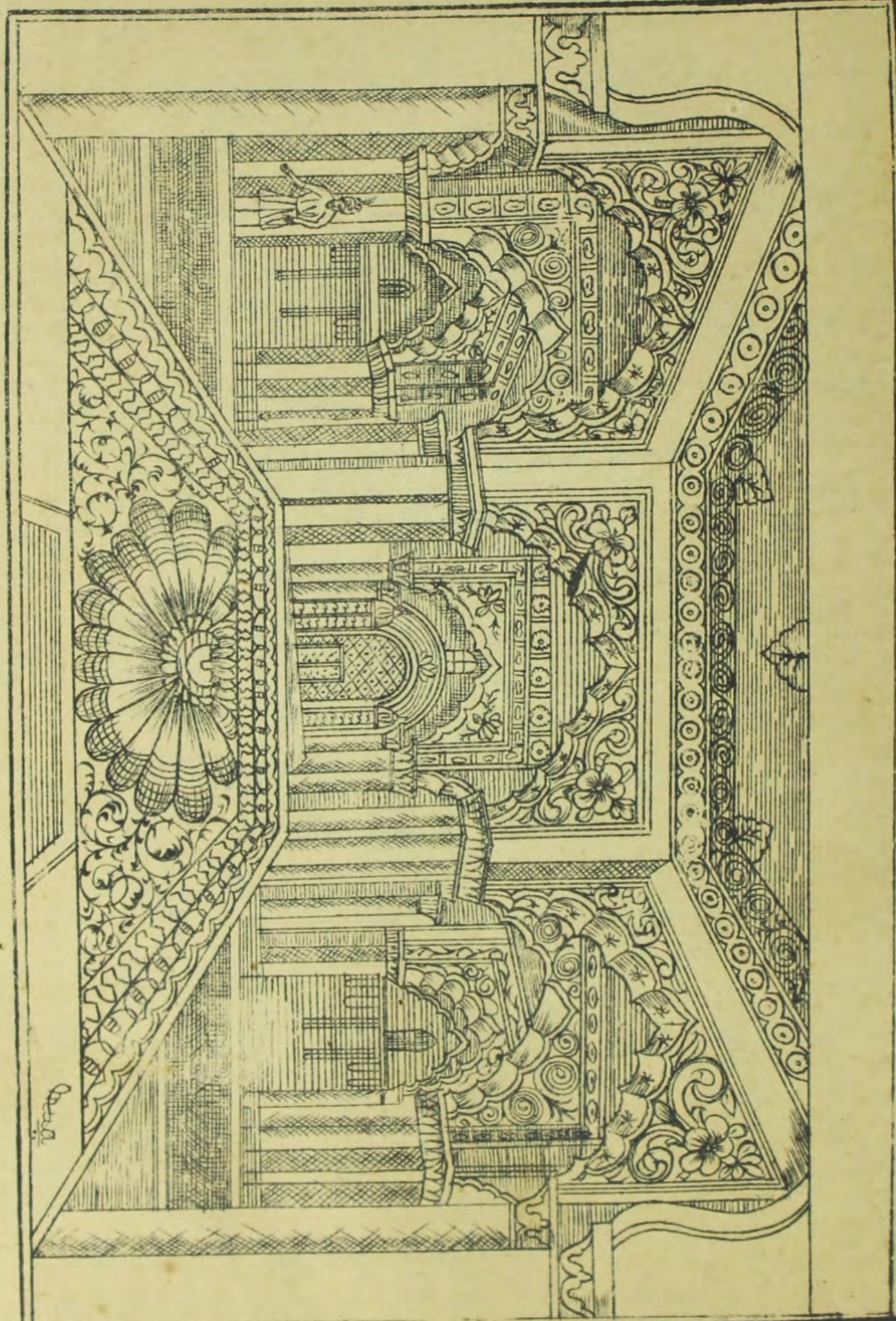

نقشہ بنگلے کا اندر سے

اُسکی یہ ہی کہ بموجب فرمان قضاجریان اس بادشاہ کے یہ قلعہ بننا شروع ہوا اور سال دوازدہم جلوس شاہجہانی مین مطابق شب جمعہ دوازدہم ذیحجہ ۱۰۴۸ھ ہجری ایک ہزار اڑتالیس مطابق نوین اردی بہشت ۶۱ھ ملک شاہی کے اچھی سے اچھی ساعت دیکھکر اُستاد حامد اور اُستاد احمد معمارون نے کہ اپنے فن مین اپنا اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور ہندسہ وحساب مین ثانی اقلیدس اور رشک ازنہمیدس تھے اس قلعہ کی بنیاد رکھی چنانچہ تاریخ بیٹھک مین کندہ ہی لیکن میرے ہاتھ کاغذات کہنہ مین سے ایک زائچہ بنا اس قلعہ کا لگا اُسکو بھی واسطے ملاحظۂ ناظرین کے درج کتاب کرتا ہون اور اس زائچہ مین تاریخ بنا یہ لکھی ہی۔ جمعہ کی رات کو پانچ ساعت اور بارہ دقیقہ گذرنے کے بعد نوین محرم ۱۰۴۹ھ ایک ہزار اُنچاس ہجری کو مطابق چوبیسوین اردی بہشت ۶۱ھ پانسو اکسٹھ ملک شاہی کو بطالع دلو اس قلعہ کی بنیاد پڑی اور وہ زائچہ یہ ہی۔

زائچہ بنائے قلعہ شاہجہان آباد بعد از مرور پنج ساعت دوازدہ دقیقہ از شب جمعہ نہم محرم ۱۰۴۹ھ ہجری
موافق بست وچہارم اُردی بہشت ۶۱ھ ملک شاہی

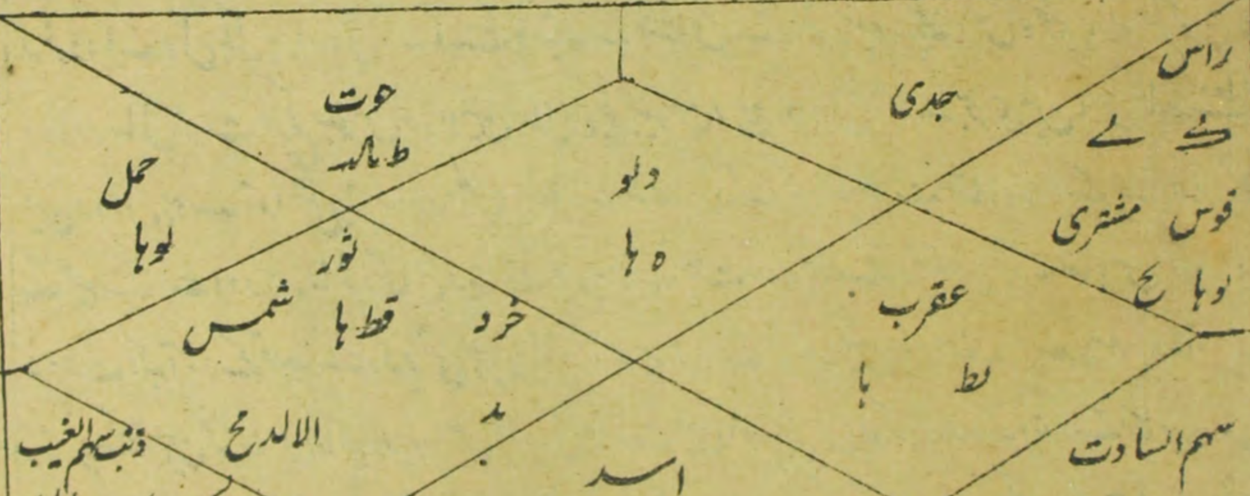

غرضکہ جب اس قلعہ کی بنیاد پڑی اور بننا شروع ہوا تو حضرت بادشاہ جہان پناہ کی طرف سے نہایت تاکید ہوئی کہ جسقدر جلد ہوسکے اس قلعہ کو پورا کرو اور اس طلسم کو کہ رشک فردوس برین ہوگا انجام کو پہونچاؤ چنانچہ تمام قلمرو سلطانی سے بڑے بڑے کاریگر سنگ تراش اور معمار بلائے گئے اور طرح طرح کے

منبت کار اور پرچین ساز حاضر ہوئے اور بہزار دل و جان اس قلعہ بنانے مین مصروف ہوے پہلے پہل اس قلعہ کا اہتمام عزت خان کو سپرد ہوا اور اُسنے پندرہوین جمادی الاول سنہ ۱۰۴۹ ہجری تک تاریخ بنا سے پانچ مہینے دو دن اس قلعہ کی بنیادین کھدوانے اور مصالح جمع کرنے مین ہمت مصروف کی کہ اُسکے اہتمام سے قلعہ کی تمام بنیاد کھدگئی اور کچھ مصالحہ بھی جمع ہوگیا اور بعضی بعضی جگہ سے بنیاد بھی اُٹھ آئی جبکہ عزت خان ٹھٹھہ کی صوبہ داری پر مامور ہوا اس قلعہ کا اہتمام الہ وردے خان صوبہ دار کو سپرد ہوا اور دو برس ایک مہینہ گیارہ دن الہ وردے خان کے اہتمام مین یہ قلعہ بنا اور ہر طرف سے بارہ بارہ گز اونچا ہوگیا تھا بعد اسکے یہ کام مکرمت خان کے سپرد ہوا اور مکرمت خان کے اہتمام اور سعی سے سال بستم جلوس شاہجہان مین یہ قلعہ بنکر طیار ہوگیا اس زمانہ مین شاہجہان بادشاہ کابل مین رونق افروز تھے اور وہان کی سیر و سیاحت کرتے تھے کہ مکرمت خان نے اپنی عرضی بھیجی اور لکھا کہ دولت خانۂ بادشاہی اور ایوان حضرت ظل الٰہی بن کر تیار ہوگیا اور دیوان خاص و عام و حمام محل و نہر سے مرتب اب قدم رنجہ فرمایئے اور اس قطعہ بہشت کو اپنی برکت قدوم میمنت لزوم سے رشک فردوس برین کیجیے بادشاہ نے کہ خود ایک دل بلکہ ہزار دل سے اُسکے دیکھنے کے مشتاق تھے بفور پہونچنے اس عرضی کے حکم کوچ کا دیا اور سال بست و یکم جلوس والا مین مطابق چوبیسوین ربیع الاول سنہ ۱۰۵۸ ہجری مین اس قلعہ معلی مین داخل ہوے آراستگی باغ اور دلچسپی مکانات سے ہر ایک کو عالم حیرت تھا اور نہر کے بہنے اور فوارون کے چھوٹنے سے اور ہی عالم دکھائی دیتا تھا اور بیشک جنت کے ہونے پر یقین ہوتا تھا اس قلعہ کی وسعت اکبرآباد کے قلعہ سے دوگنی ہی یہ قلعہ آٹھ برس کے عرصہ مین باوصف اسقدر سعی اہتمام کے بنا ہی کہتے ہین کہ پچاس لاکھ روپیہ اس قلعہ کی عمارت مین اور پچاس لاکھ قلعہ کے اندر کے مکانون کی عمارت مین خرچ ہوا ہی اور یہ قلعہ مشتمل ہی چار دروازون اور دو کھڑکیون اور اکیس برجون پر ان برجون مین سے سات برج مدور اور چودہ مثمن ہین اور چار دیواری کا محیط کہ مثمن بغدادی ہی ہزار گز کا طول اور چھ سو درعہ کا عرض اور پچیس گز کا ارتفاع کنگرہ سے خاکریز تک رکھتا ہی اور بنیاد اُسکی گیارہ گز کی ہی اسکے نیچے کا عرض پندرہ اور اوپر کا دس گز کا ہی اور قلعہ کی زمین چھ لاکھ گز ہی اس قلعہ کے ضلع شرقی کی بلندی جو دریاے جون کی طرف واقع ہی پانی کے کنارے سے عمارت کی کرسی بارہ گز کی ہی ازبسکہ دریاے جون اس قلعہ کے ضلع شرقی سے

نقشۂ متعلقہ صفحہ ۵ - باب ۲

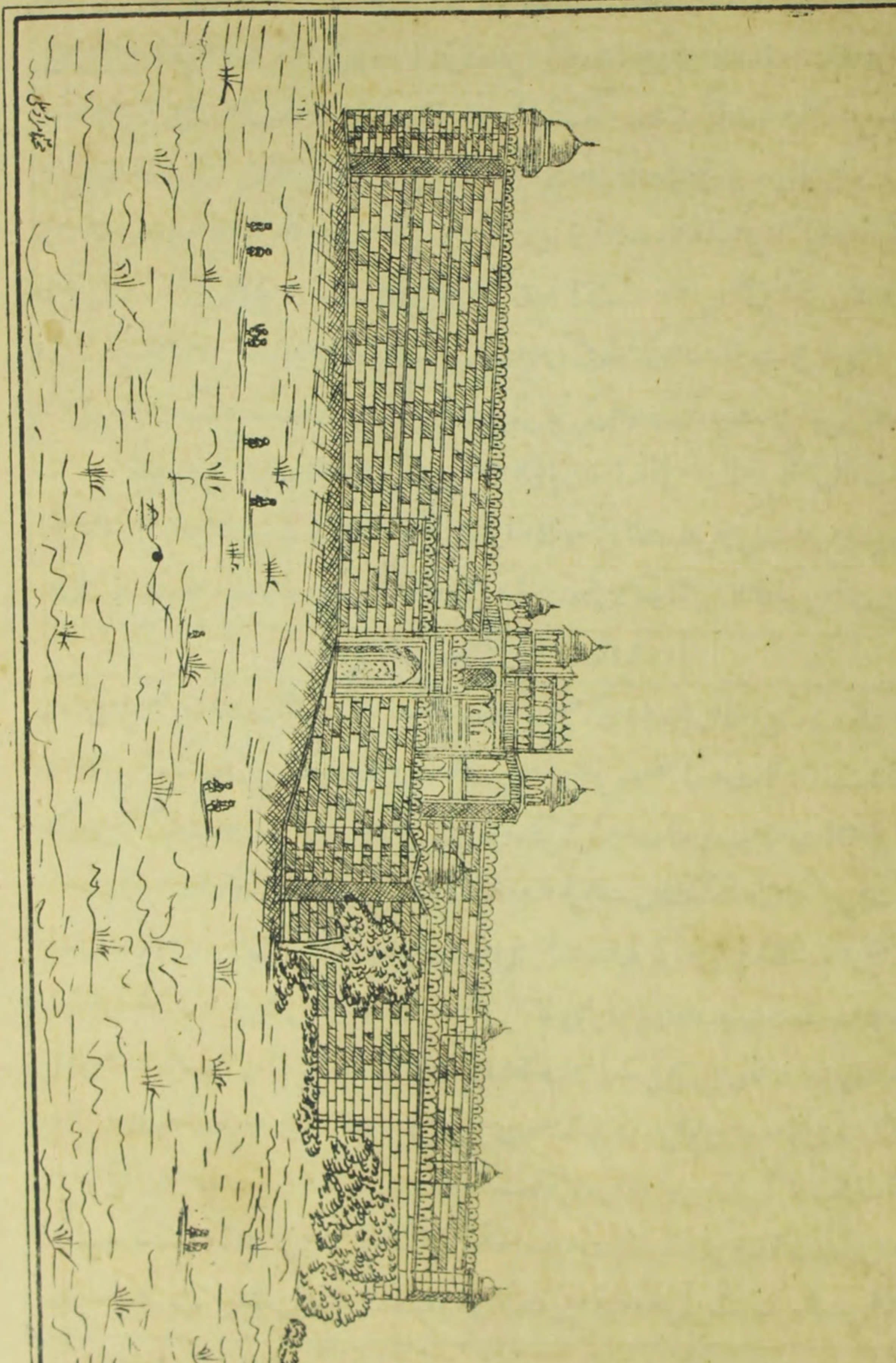

نقشۂ دہلی دروازہ قلعۂ معلی

متصل ہی خندق پچیس گز کی چوڑی اور دس گز کی عمیق اور اضلاع مین اس قلعہ کے کھودکر نہر کا پانی اُسمین ڈالا ہی اور وہ پانی دو طرف دریاے جون مین جاتا ہی دور اُس خندق کا تین ہزار چھ سو گز کا ہی سب بارہ بروج اوج سے حضیض اور کنگرہ سے خاکریز تک سنگ سُرخ سے بنے ہوئے ہین اور سب عمارتین دولتخانہ کی مثلاً عمارت برج شمالی اور باغ حیات بخش اور حمام اور شاہ محل مشہور بدیوان خاص اور آرامگاہ مقدس اور برج طلائی اور امتیاز محل اور وہ عمارت جو قرینہ ہی خوابگاہ اقدس کا اور آرامگاہ محل خاص اور اور عمارتین محل ملکہ دوران سے متعلق تھین اور وہ برج جو برج شمالی کا قرینہ اور ایک رستہ مین بترتیب واقع ہوا اس ضلع مین ایسی طرح سے بنائے ہین کہ مشرق کی طرف دریا اور مغرب کی طرف سے باغ دلبساطین دلکشا ہین اور ایک نہر مسمی بہ نہر بہشت چار گز کے عرض کی شمال کی طرف سے آکر اُن عمارات کے بیچ سے گذر کر جنوب کی طرف جاتی ہی جب حال خجستگی اشتمال اس قلعہ آسمان پایہ کا برسبیل اجمال ناظرین کتاب پر واضح ہوا اب فکر بلند اس آرزو مین ہی کہ اس جاے کی بعض عمارت نامی مشہور کا حال جنکا مثل و عدیل سواے عالم مثال اور شہر بند خیال کے روے زمین پر نہین پایا جاتا اس کتاب مین لکھون تاکہ دیکھنے والون کو زیادہ لطف و کیفیت حاصل ہو

دروازہ جنوبی قلعۂ معلیٰ

یہ ایک دروازہ ہی رفیع الشان بلند بنیان کہ جسکی رفعت کے آگے آسمان پستی خاک سے کمتر اور جسکی اوج آسمان موج کے سامنے اوج ثابت و سیار حضیض زمین سے پست تر یہ دروازہ سر سے پانون تک سنگ سُرخ کا بنا ہوا ہی اور جا بجا مقامات مناسب پر سنگ مرمر کی پچی کاری کی ہوئی ہی لہذا اس دروازہ کے گنبد آسمان سے بھی فوق لیجاتے ہین اور طاق اُسکے کہکشان سے بھی خوشنرو دکھائی دیتے ہین اس دروازہ کو قلعہ کا دہلی دروازہ بھی کہتے ہین اسواسطے کہ پرانی دلّی کی طرف واقع ہی اور اکبری دروازہ بھی کہتے ہین اس سبب سے کہ اکبرآباد کا بھی اسی طرف سے رستہ ہے اور ہتیاپول بھی کہتے ہین اسواسطے کہ سابق مین اس دروازہ کے آگے پتھر کے دو ہاتی کہ کلانی اور کوہ مثالی مین سچ مچ کے ہاتیون کے برابر بنے ہوئے تھے اور اسی سبب سے ہتیاپول کہتے تھے کہ ہندی محاورہ مین پول دروازہ کے معنون مین ہی یعنی دروازہ فیلان مگر عہد سلطنت محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر کے ہین یہ دونون ہاتی توڑے گئے اور اُس بادشاہ دین پناہ نے اسطرح کی تصویرین دروازون پر بنانے کو رسم ہنود اور خلاف طریقۂ اسلام سمجھکر توڑوا ڈالا اس دروازہ کے سامنے کچھ اوٹ نہ تھی اور شہر کے آگے دلّی دروازہ مین سے نظر ہوکر دور تک جنگل مین چلے جاتے تھے حضرت

عالمگیر نے اس بات کو بھی نامناسب جانا اور اُس دروازہ کے آگے ایک اور چوک بناکر اُسکا دروازہ دوسرے ضلع مین یعنی جانب غرب رکھا کہ اس سبب سے اس دروازہ کی اوٹ ہوگئی اور اس موڑ کا نام گھوگس اور یہی اُس زمانہ مین بنا ہی جب کہ حضرت عالمگیر نے بعضی مصلحتون کے سبب اپنے والد ماجد شہاب الدین محمد شاہجہان کو کنج عبادت مین بٹھایا اور کار سلطنت اپنے ذمہ لیا مشہور ہی کہ جب شاہجہان نے یہ بات سُنی تو عالمگیر کو لکھا کہ ای فرزند ارجمند تمنے قلعہ کو دولھن بنایا اور اسکا گھونگٹ نکالا اس قلعہ کے گرد خندق ہو کہ اُسکا حال ہم اوپر بیان کر چکے ہین اس دروازہ کے آگے بھی خندق تھی اور اسپر تختہ لگا ہوا تھا کہ جب چاہتے تھے تختہ اُٹھا لیتے تھے اور بسبب خندق اور پانی کے قلعہ کا رستہ نہین رہتا تھا لیکن حضرت عرش آرامگاہ محمد اکبر شاہ ثانی کے وقت مین سرکار دولتمدار انگریزی کی طرف سے اُس دروازہ کے آگے پُل بن گیا ہی اُسپر یہ کتبہ سنگ مرمر مین لگا دیا ہی

سنہ جلوس والا ۱۲۲۶ھ ہجری ہو المعنی سنہ ۱۸۱۱ء در عہد شاہ جم جاہ محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی صاحب قران ثانی باہتمام دلاور الدولہ رابرٹ باقفرسن بہادر دلیر جنگ پل فیض منزل تعمیر یافت

اس دروازہ سے اندر آکر جلوخانہ کا چوک ہی دو سو گز کے طول اور ایک سو چالیس گز کے عرض سے اور تین طرف دروازے اور ایک طرف نقارخانہ جنوبی مین تو یہی دروازہ ہی اور شمالی دروازہ مین سے اصطبل خاص مین ہوکر نورگڈھ کی طرف راستہ جاتا ہی اس چوک مین ایک حوض ہی اور سرتاسر ایک نہر چار گز کے عرض سے بہتی ہی جنوب کی طرف جاکر خندق مین پڑتی ہی ۔

چھتہ لاہوری دروازہ

جانب غرب اس چوک کے لاہوری دروازہ کا چھتہ ہی یہ چھتہ بھی عجائب روزگار سے ہی اسکے صانع نے عجب عجب طرح کے طلسمات اور انواع انواع عجائبات بنائے ہین یعنی اسکا لداو ایسا مرتفع ہی کہ سقف فلک کے مانند دکھائی دیتا ہی اور اُس لداو مین عجب عجب طرح سے لہرین اور موڑ توڑ بنائے ہین کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتے ہین اس بلندی اور ارتفاع پر طولانی بھی بہت ہی اور اُس چھتہ کے دونون طرف مکانات دلکشا اور ایوانہائے فرحت افزا بنے ہوئے ہین اور سرتاسر دومنزلے مکان ہین اور بیچ مین ایک چوک بنایا ہی اور اُسکی چھت روشنی کے لیے نہین پاٹی اس چھتہ کو شاہجہان کے وقت مین بازار مسقف کہا کرتے تھے اس

چھتہ کے آگے لاہوری دروازہ ہی

لاہوری دروازہ قلعهٔ معلیٰ نمبرا

یہ دروازہ فلک مثال اور کوہ تمثال بلندی اور رفعت مین اپنا نظیر اور زینت اور پرچین سازی مین اپنا عدیل نہین رکھتا جس طرح کہ دلّی دروازہ قلعهٔ معلیٰ کا بنا ہوا ہی اُسی طرح کا یہ دروازہ بھی ہی اور اسی طرح حضرت اورنگ زیب عالمگیر نے اس دروازہ کے آگے بھی گھوگس بنا دیا ہی اسواسطے کہ اس دروازہ مین سے بلکہ دیوان عام سے تمام چاندنی چوک اور فتحپوری تک نظر جاتی تھی امراے بادشاہی کو فتحپوری کی مسجد کے پاس سے اُترنا پڑتا تھا اور پیادہ دربار مین آنا ہوتا تھا اسکے آگے بھی خندق تھی اور تختہ لگا ہوا تھا حضرت اکبر بادشاہ ثانی کے وقت مین اسکے آگے بھی پُل بنا دیا اور اُسپر بھی بعینہ وہی کتبہ لگا ہوا ہے جو دلی دروازہ کے پل پر ہی یہ دروازہ صاحب قلعہ دار کے تصرف مین ہی اور صاحب ممدوح اُسپر تشریف رکھتے ہین اور جوکہ یہ دونون دروازے صورت وشکل مین ایک سے ہین اسواسطے ہم اس مقام پر دلّی دروازہ کا نقشہ لکھتے ہین

نقارخانہ نمبر۲

اس چوک کے غربی ضلع مین بہت بڑا دروازہ ہی کہ آسمان سے باتین کرتا ہی اور اس دروازہ مین سے دیوان عام مین جانے کا رستہ ہی اور اس دروازہ پر دالان دلکشا و مکانات فرحت بخش بنے ہوے ہین ان مکانون مین نقارخانهٔ بادشاہی ہی اور دن رات اپنے معمول پر نوبت بجتی ہی کہ اُسکی آواز سے غم والم کا دنیا مین نام نہین رہتا اور عالم عالم فرحت وشادمانی کا حشر ہوتا ہی ہر در و دیوار و حوش وطیور چرند و پرند و انس وجن اُسکی آواز سے مست ہوتے ہین اور عالم عالم شادمانی کا حاصل کرتے ہین اور نقارہ شاہی کی صلاے عام ہی ہوا خواہان جانثار کو اور دلیری اور بہادری کا سبب ہی بہادران دشمن شکار کو اور بھی آوازهٔ فرح افزا دشمنون کی جان کو وبال ہی کہ ہیبت سے اُنکا پتا پانی ہوتا ہی اور اسکی دہشت سے اُنکا جی نکلتا ہی یہ عمارت تمام سنگ سُرخ کی ہی بیچ مین دروازہ کلان ہی اور ادھر اُدھر دومنزلے دو حجرے ہین کہ اُنکے آگے بھی محرابین بنا دی ہین اور اُنکی ادھر اُدھر سیڑھیان اوپر جانے کو بنی ہوئی ہین اُسکے اوپر پنچ درہ دالان ہی کہ ادھر اُدھر دونون طرف اُسکے در نمودار ہین اس دالان مین نوبت کا کارخانہ ہی اور نوبت شاہی بجتی ہی اور اسی سبب سے نقارخانہ کہلاتا ہی اسکے اوپر چارون کونون پر چار برجیان ہین بہت خوشنما کہ اُنکے سبب سے عجب رونق اس مکان کو حاصل ہو گئی ہی چنانچہ ہم اب اس مقام پر اسکا نقشہ لکھتے ہین

دیوان عام نمبر۳

نقارخانہ کے آگے ایک بڑا چوک ہی اور اسمین دیوان عام بنا ہوا ہی یہ مکان بھی عجیب و غریب ہی اور جب کبھی دربار عام ہوا کرتا تھا تو بادشاہ اس مقام مین دربار فرمایا کرتے تھے اس مکان مین جانب شرق نو نو در کا نہ گھا دالان بنا ہوا ہی کہ سب در اسکے ملکر ستائیس ہوے اور ہر ہر دالان کی بغل مین ایک ایک در ہی کہ تین در ایک طرف کے اور تین در ایک طرف کے چھ دریہ ہوئے اس دالان عظیم الشان کا طول سرسٹھ گز کا اور عرض چوبیس گز کا ہی ہر ہر درجہ مین ستون لگائے ہین اور اُسپر محرابین نہایت خوبصورت بنائی ہین اگرچہ یہ سارا دالان مع چھت کے سنگ سُرخ کا بنا ہوا ہی لیکن اسپر بہت خوب سفیدی کرکے تمام سونے کا کام کیا تھا اور سنگ مرمرِ عالم بنا دیا تھا اور باہر کے درون مین سنگ مرمر کا کٹہرا لگا ہوا ہی اور اُسپر سنہری قبہ اور کلسیان بنی ہوئی تھین کہ اب اُن کلسیون کا نام نہین رہا مگر سنگ مرمر کا کٹہرا ٹوٹا پھوٹا باقی ہی یہ دالان ایک چبوترہ پر واقع ہی کہ اُس چبوترہ کا طول ایک سو چار گز کا اور عرض اسکا ایک سو ساٹھ گز کا ہی اور اسکے گرد سنگ سُرخ کا قد آدم کٹہرا لگا ہوا ہی اور اسپر سنہری کلسیان تھین کہ اب نہین رہی ہین یہ کٹہرا بالکل مسمار ہو گیا تھا اور نام و نشان تک بھی نہین رہا تھا سلہ جلوس بادشاہ دین پناہ سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ مین یہ کٹہرا از سر نو مرتب ہوا اور اس کٹہرہ کے آگے بہت وسیع صحن ہی کہ وسعت جہان بھی اُسکے آگے تنگ معلوم ہوتی ہی طول اس صحن کا دو سو چار گز کا اور عرض سولہ گز کا ہی اور اُس صحن کے گردا گرد ایوانہاے دلکشا اور نشیمن ہاے روح افزا بنے ہوئے ہین اسکی جانب جنوب کو ایک دروازہ ہی کہ اس طرف سے محلات شاہی اور اور مکانات کو رستہ جاتا ہی اور جانب شمال بھی ایک دروازہ ہی کہ اسمین سے خانساماانی اور باغات کی طرف رستہ نکلتا ہی اور جانب غرب جو دروازہ ہی اُسپر نقارخانہ ہی کہ ہم اسکا حال بیان کر چکے

نشیمن ظل الٰہی نمبر۴

ان دالانون مین اندر کے دالان کے بیچ مین ایک نشیمن سلطانی بنی ہوئی ہی کہ اسکو تخت شاہی اور اورنگ ظل الٰہی کہتے ہین یہ نشیمن عجیب عمارت ہی کہ چشم فلک نے بھی ایسی لطیف و نفیس عمارت نہ دیکھی ہوگی یہ نشیمن کرسی دار بنا یا ہی نرا سنگ مرمر کا بنگلہ کے طور چار گز مربع مین اور اسپر چار ستون کہ حقیقت مین اوتاد آسمان مین بناے ہین اور اسپر بنگلہ سنگ مرمر کا بنا ہی اور اسکے پیچھے ایک پیش طاق ہی سات گز کا لنبا اور ڈھائی گز کا چوڑا نرا سنگ مرمر کا اور اس نشیمن اور پیش طاق مین طرح طرح کے رنگین اور بیش قیمت پتھر لگاے ہین اور منبت کاری اور پرچین سازی سے طرح طرح کے بیل بوٹے تراشے ہین کہ چشم فلک اُسکے دیکھنے سے حیران اور عقل آسمان اسیر

نقشہ دیوان عام

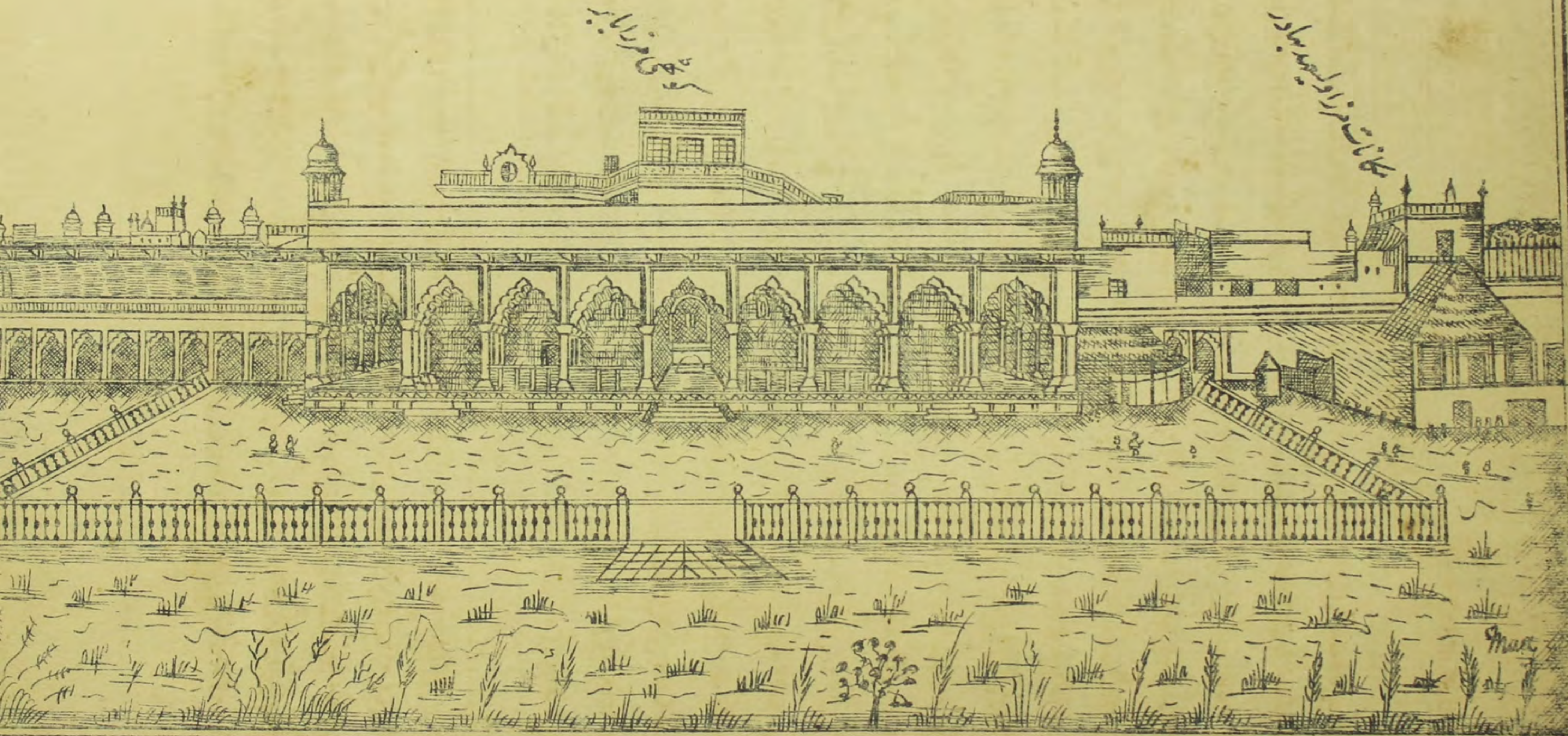

نقشہ نمبر ۲ متعلقہ صفحہ ۸ باب ۲

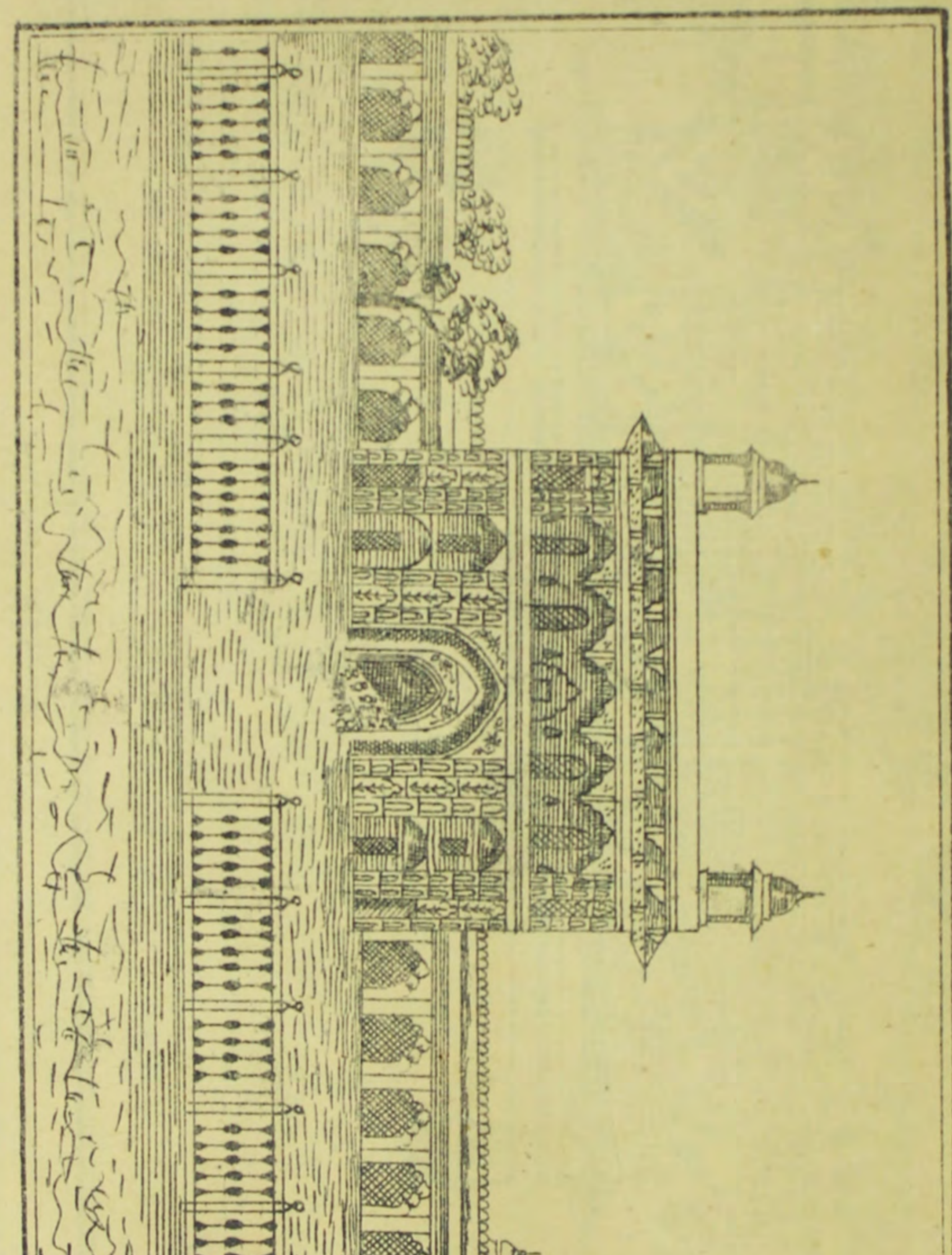

زنانہ حمام

نقشہ نمبر ۴ متعلقہ صفحہ ۹ - باب ۲

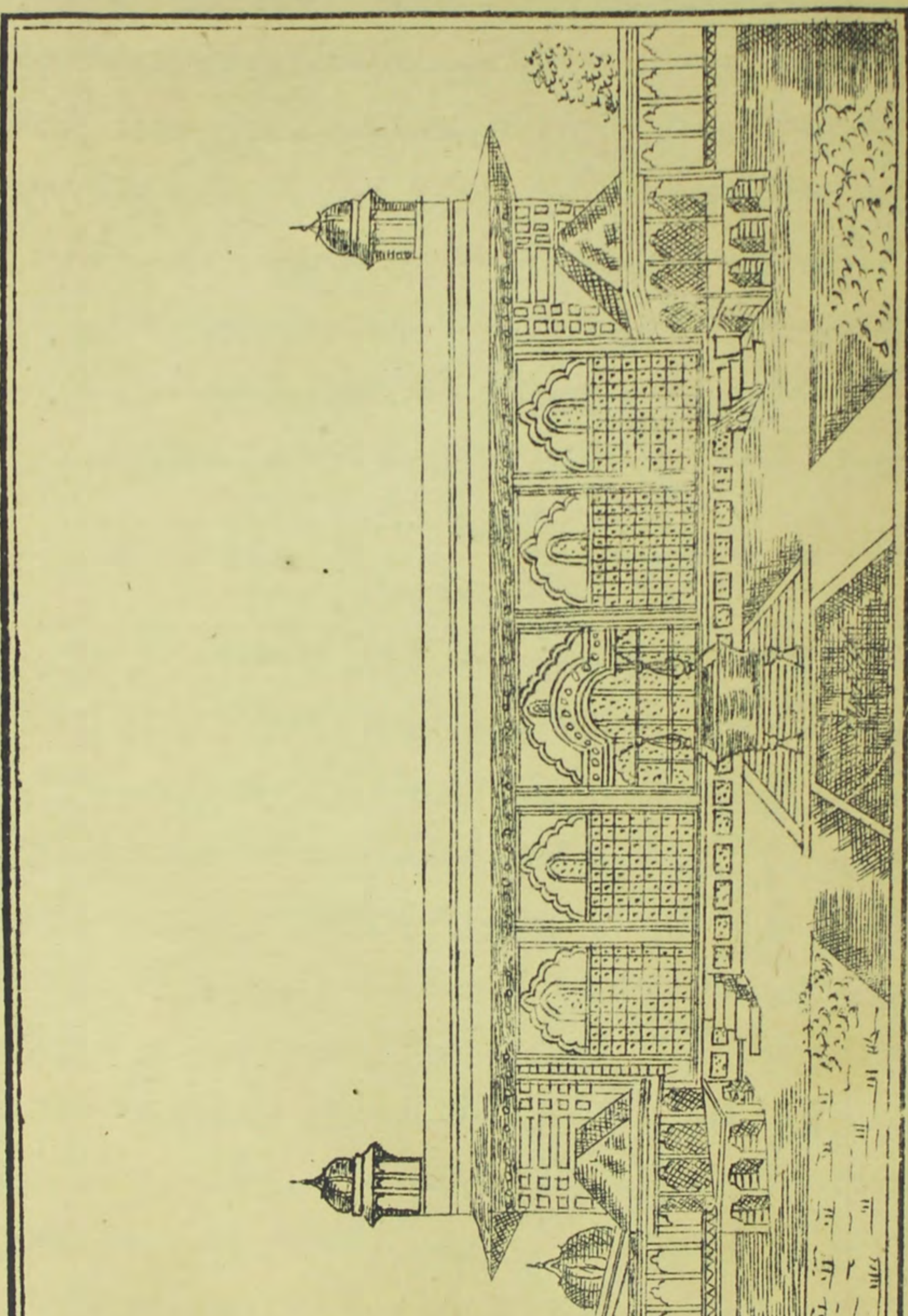

نقشہ رنگ محل کا باہر سے

اُسکی صنعت پر سرگردان ہی اور پیش طاق مین بھی طرح طرح کے رنگین پتھر لگائے ہین اور عجیب عجیب جانورونکی صورتین اُسپر بنائی ہین اُس پیش طاق کے پیچھے مکان ہی اور اسمین دروازے لگے ہوے ہین جب کبھی دربار عام ہوتا بادشاہ اُس طرف سے تشریف لاتے اور اُس تخت سنگین دلنشین پر رونق افروز ہوتے اور تمام امرا اور وکلاے بادشاہان ہاتھ باندھکر تخت کے آگے حاضر رہتے اس تخت کی کرسی آدمی کے سر سے بھی بہت اونچی ہی اسواسطے اس تخت کے آگے سنگ مرمر کی بہت خوبصورت ایک چوکی رکھی اور اسمین بھی طرح طرح کی پرچین سازی کی ہی جب کبھی کسی مقرب خاص کو کچھ عرض کرنا ہوتا اجازت حاصل کرکے اُسپر قدم رکھتا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیکر اور آداب بجالاکر کچھ عرض کرتا اور سنگ مرمر اور سنگ سُرخ کے کٹہرہ کے پاس جمیع اُمرا و افسران فوج اپنے اپنے درجہ کے موافق ہاتھ باندھکر کھڑے رہتے تھے مدت ہوئی کہ اس جگہ دربار نہین ہوتا اور یہ مکان جسمین بڑے بڑے بادشاہون کے وکیلون کو قدم رکھنا نصیب نہین ہوتا تھا ویران پڑا ہوا ہی اور بادشاہی سپاہی دن رات پڑے رہتے ہین اب ہم اس مقام پر اُس مکان عالیشان کا نقشہ لکھتے ہین

امتیاز محل معروف بہ رنگ محل نمبر ۴

یہ محل معلیٰ دیوان عام کی پشت پر واقع ہی اور اتنا بڑا اور کوئی محل نہین صحن اسکا نہایت وسیع تھا کہ اسمین نہرین جاری تھین فوارہ چھوٹتے تھے باغ لگا ہوا تھا اب سب برباد ہوگیا اور اس صحن دلکشا مین ٹڑیل ٹڑیل مکان بن گئے ہین اگلے زمانہ مین اس محل کے صحن مین ایک حوض تھا پچاس گز سے اڑتالیس گز مین اور پانچ فوارے اسمین چھوٹتے تھے اور ایک نہر تھی کہ اسمین چھبیس فوارہ لگے ہوئے تھے اور باغچہ تھا ایک سو سات گز کا لنبا اور ایک سو پندرہ گز کا چوڑا اور اُسکے گرد سنگ سُرخ کا مُحجر لگا ہوا تھا اور اُسپر دو ہزار سنہری کلسیان لگی ہوئی تھین اور تین طرف اس صحن کے ستر گز کے عرض سے مکان دلکشا اور ایوانہاے دلربا بنے ہوئے تھے اور جانب غرب مین مشرف بدریا اور پائین باغ یہ عمارت ہی امتیاز محل کی کہ جسکی تعریف لکھنی طاقت بشری سے باہر ہی چہرہ اسکا باہر سے یون ہی کہ کرسی دیکر ایک چبوترہ بنایا ہی اور اُسکے نیچے دو تہخانے ہین بہت غوب اور اس چبوترہ پر گویا پانچ درہ تہرا دالان بنایا ہی ستاؤن گز کا لنبا اور چھبیس گز چوڑا بیچ کے در کے آگے صحن کی طرف ایک حوض ہی سنگ مرمر کا بہت بڑا ایک پتھر کا پایہ دار کہ اسمین ڈیڑھ گز کی اونچائی سے تین گز کی چوڑی چادر پڑتی ہی اور اسمین سے آبل کر نیچے کے حوض مین آتی ہی اور وہان سے نہرین بہتی اور صحن کے حوض مین جاکر باغچہ کی ہر ہر روش اور پٹری مین بہتی تھی روکار اسکی تمام سنگ مرمر کی تھی اور وہ تحفہ تحفہ محرابین اور مرغولین بنائی ہین اور وہ منبت کی ہی کہ آدمی کی عقل دیکھکر حیران

ہوئی ہی اور اُسکی چھت کے چارون کونون پر چار چوکھنڈیان بنائی ہین کہ اُس سے رفعت و شان اس عمارت کی المضاعف ہوگئی ہی اس محل کے کونون پر چار بنگلہ سنگین بنے ہوے تھے تاکہ گرمیون مین خس کی ٹٹیان لگاکر خس خانہ بنایا جاوے غور کرو کہ جب اس محل مین یہ سب نہرین جاری ہونگی اور فوارہ چھوٹتے ہونگے اور خس خانہ تیار ہوگا اور ٹٹیون پر پانی چھڑکا جاتا ہوگا اور ہر ایک تیلی سے پانی کی بوندین ٹپکتی ہونگی اور دُرشاہوار باآب ٹپکتے ہونگے اور ٹھنڈی ہوا چلتی ہوگی تو کیا عالم ہوگا حقیقت مین بہشت برین کا ایک ٹکڑا ہی کہ اُسکی خوبیون کا بیان نہین ہوسکتا یہ حال تو اُسکے صحن اور صرف روکار کا تھا اندر سے اس محل مین اس سے سوا عجائبات ہین کہ اب ہم اس مقام پر اُسکی روکار کا نقشہ لکھکر اندر کا حال بیان کرتے ہین

حال امتیاز محل کا اندر سے نمبر ۵

اس محل عالی کا کیا حال بیان کرون کہ کہنے کی طاقت نہین پاتا کیفیت کیونکر بیان کیجاوے اور حال کو قال مین کیونکر ادا کیا جاوے بہر حال جیسا ہوسکتا ہی لکھتا ہون کہ اسکے بنانے والے نے اس عمارت مین عجب عجب طرح کی کارسازیان اور نیرنگیان کی ہین ایک طلسمات کا عالم ہی کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتا ہی جسطرح کہ اُسکی روکار مین پانچ در محرابدار بنائے ہین اُسی طرح اسکے اندر بھی محراب دار در ہین کہ ہر ہر محراب پر ہزار ہزار ابروے دلربائے دلربایان قربان ہین اور اُسکے ہر ہر مرغولہ پر لاکھ لاکھ طرہ مرغولہ دار معشوقان نثار ان درون اور محرابون کے بنانے سے بیچون بیچ مین ایک چوکھنڈی سی واقع ہوگئی ہی اُسمین ایک حوض ہی کہ اُسکی خوبی بیان نہین ہوسکتی اُس حوض کو سنگ مرمر سے اس طرح بنایا ہی کہ ایک کھلا ہوا پھول معلوم ہوتا ہی اسکی پنکھڑیان ایسی خوبصورت ہین کہ چمن چمن گل یاسمین و نسترن نثار کیے جادین تو بجا ہی اور پھر اُسمین احجار رنگین بیش قیمت سے وہ منبت کاری اور پرچین سازی اور پچی کاری کی ہی اور وہ گل بوٹے بیل پتے بنائے ہین کہ جسکا کچھ بیان نہین نگارخانہ چین ہی کہ تماشائیون کی آنکھ جلوہ گر ہی اگرچہ یہ حوض ساڑھے سات گز مربع ہی لیکن عمق اس حوض کا بہت کم ہی بعینہ مثل دست دلبران دلربا معلوم ہوتا ہی اور اسمین خوبی یہ ہی کہ جسوقت پانی بھرتا ہی اور لہراتا ہی تمام بیل بوٹے اس حوض کے ہلتے دکھائی دیتے ہین اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک باغ ہی اور اسمین ہزارون طرح کے گلہاے رنگارنگ کھلے ہوئے ہین اور نسیم بہاری سے لہراتے ہین اور کیفیت خلد برین یاد دلاتے ہین اس حوض مین ایک کانسہ ہی سنگ مرمر کا کہ گل بنا ہوا اور اسمین اسی طرح منبت کاری اور پرچین سازی کی ہوئی ہی وہ کانسہ اگرچہ فی نفسہ ایک گل ہی کہ ہزار پھول اُسپر سے نثار کیے جاوین اُسپر اسکی ہر ایک مروڑ اور مرغول پر رنگین پتھرون سے گل بوٹے اور بیل پتے بنائے ہین کہ پھول مین سے

بیل اور بیل مین سے پھول نکلے ہوے معلوم ہوتے ہین اُس پیالہ مین ایک سوراخ ہی اور ایک نہر پوشیدہ تلے تلے آئی ہی اور اُس پیالہ مین سے اُبلی ہی پیالہ کی لبون پر سے پانی کا گرنا اور اُس حجاب آب مین سے گل بوٹون کا لہراتا ہوا دکھائی دینا ایک عالم طلسمات معلوم ہوتا ہی نہر بہشت جو موتی محل اور دیوان خاص مین سے ہوتی آئی ہی اس محل کے بیچون بیچ مین سے گذری ہی اور جانب جنوب بہتی ہوئی چلی گئی ہی اور ایک اور نہر اس محل مین اس حوض سے جانب شرق و غرب بہتی ہی اور جانب شرق اُس حوض مین جو صحن کی طرف رو کار کے سامنے رکھا ہوا ہی چادر ہو کر گرتی ہی ہر ایک نہر مین منبت کاری اور پرچین سازی اور پچی کاری کا وہی حال ہی جو ہمنے حوض کی نسبت بیان کیا یہ محل تمام اجارہ تک اور اُسکے ستون کہ پایہ نما ہین اور محرابین سب کی سب سنگ مرمر کی ہین اور اسمین پچی کاری کی ہوئی ہی کہ سنگ مرمر اُسکا ہزار درجہ بیاض گردن جانان سے بہتر اور عقیق اُسکا کرور درجہ لب لعل مہ جبینان سے خوشتر ہی اور علاوہ اسکے ہر ایک در و دیوار پر سونا لپا ہوا ہی اور سونے کے کام سے گل بوٹے بنے ہوے ہین کہتے ہین کہ اس محل کی چھت نری چاندی کی بنی ہوئی تھی فرخ سیر کے وقت مین کسی ضرورت کے سبب وہ چھت اُکھاڑی گئی اور اُسکے بدلے تانبے کی چھت چڑھا دی گئی لیکن قریب بتیس برس کے عرصہ ہوا کہ حضرت عرش آرامگاہ معین الدین محمد اکبر شاہ کے وقت مین اس تانبے کی چھت کو بھی اُکھاڑ لیا اور اُسکے بدلے کاٹ کی چھت لگائی ہی کہ وہ بھی اب بوسیدہ ہو گئی ہی کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام اسکے پہلو مین حجرے بنے ہوے ہین اور اسکے بعد جانب جنوب ایک مکان ہی کہ وہ چھوٹی بیٹھک کرکے مشہور ہی

اب اس مقام پر اس محل کے اندر کا نقشہ لکھکر اُسکا حال لکھین گے

چھوٹی بیٹھک

یہ عمارت جانب جنوب امتیاز محل کے واقع ہی اور حقیقت مین قرینہ ہی خوابگاہ اعلی کا جو بڑی بیٹھک کرکے مشہور ہی اگرچہ یہ عمارت بھی بہت نفیس و لطیف اور نہایت خوشنما ہی لیکن مرزا جہانگیر بہادر مرحوم نے اسمین تصرفات جدید کیے تھے کہ قطع قدیم شاہجہانی نہین رہی اسواسطے اسکے نقشہ لکھنے کی ضرورت معلوم نہوئی

جھروکہ

جھروکہ عبارت ہی ایک مکان سے کہ اُسمین کھڑکیان جانب ریتی دریا ہین اور جو کچھ تماشا وغیرہ حضور کو دیکھنا ہوتا ہی اسمین بیٹھ کر دیکھتے ہین اگرچہ غرض واضع کی یہ نہین تھی اسواسطے کہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے وقت مین جھروکہ وضع ہوے ہین اور انکا نام درشنی تھا اور بعضے لوگ کہ

وہ سب ہندو تھے بندگان خاص اکبری کہلاتے تھے اُنکا یہ قاعدہ تھا کہ جبتک بادشاہ کی صورت نہ دیکھ لیتے تھے اور بادشاہ کی ڈنڈوت نہ کر لیتے تھے بات تک نہ کرتے تھے اسواسطے بادشاہ ہر روز صبح کے وقت درشنی مین جا کر جلوہ افروز ہوتے تھے اور اُن بندگان خاص کو اپنا درشن دکھاتے تھے بعد اس سلطنت کے جب یہ طریقہ موقوف ہوا اُسوقت سے اسکا نام جھروکہ رکھا گیا اور سیر و تماشہ گاہ مقرر ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ شاہجہان تک یہ طریقہ جاری تھا مگر عہد اورنگ زیب عالمگیر مین موقوف ہوا

اسد برج

یہ ایک برج ہی جنوبی قلعہ معلی کا اور قرینہ ہی برج شمالی کا جو شاہ برج کرکے مشہور ہی اور اُسکا حال ہم آگے بیان کرینگے یہ برج ہرناتھ چیلہ کے ہنگامہ مین بسبب صدمہ گولون کے بالکل شکستہ و خراب ہوگیا تھا مگر عہد عدالت مہد حضرت عرش آرامگاہ معین الدین محمد اکبر شاہ مین دوبارہ بنا ہی اور جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا ہی اس برج کو صرف ایک بہت بڑا برج خیال کرنا چاہیے اور اسکا نقشہ اپنے خیال مین کھینچ لینا چاہیئے

خوابگاہ مشہور بڑی بیٹھک

یہ خوابگاہ اقدس و اعلی امتیاز محل کے جانب شمال کو واقع ہی اور یہ ایک عمارت ہی نفیس و لطیف کہ روے زمین پر اپنا نظیر نہین رکھتی سر سے پانوٗن تک سنگ مرمر کی ہی اور اسمین طرح طرح سے منبت کاری کا کام اور سونے کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہین اسکے بیچ مین شہ نشین کی طرح ایک مکان ہی اور اسکے جنوب و شمال کو دو بڑے بڑے دالان سنگ مرمر اور پرچین سازی سے بنے ہین کہ اس شہ نشین کا طول پندرہ گز اور عرض چھ گز کا ہی اور اُسکی دو محرابون پر ایک کتابہ کہ سعد اللہ خان نے انشا کیا ہی لکھا ہوا ہی اور گرداجارہ کے پاس سونے کے پانی سے اشعار لکھے ہوئے ہین کہ ہم اُن سب کو اس مقام پر نقل کرتے ہین

کتبہ محراب جنوبی

سبحان اللہ این چہ منزلہا ست رنگین و نشیمن ہا ست دلنشین قطعہ بہشت برین چون گویم کہ قدسیان ہمت بلند بتماشایش آرزومند اگر ساکنان اطراف و اکناف بسان بیت العتیق بطوافش آیند رواست و اگر نظارگیان انفس و آفاق مثل حجر اسود بہ تقبیل استان رفیع الشانش شتابند سزا آغاز قلعہ والا کہ از کاخ گردون برترست و رشک سد اسکندر واین عمارت دلکشا و باغ حیات بخش کہ دو منازل چون روح در بدن است و شمع در انجمن و نہر اطہر کہ آب صافیش ہنبار را آئینہ جہان نماست و دو انارہ از عالم غیب پردہ کشاد آبشار ہا کہ ہر یک گوئی سفیدۂ صبحدم است یا لوحہ اسرار لوح و قلم و فوارہ ہا کہ ہر کدامش پنجہ خورسبت

نقشه متعلقه صفحه ۱۲ - باب ۲

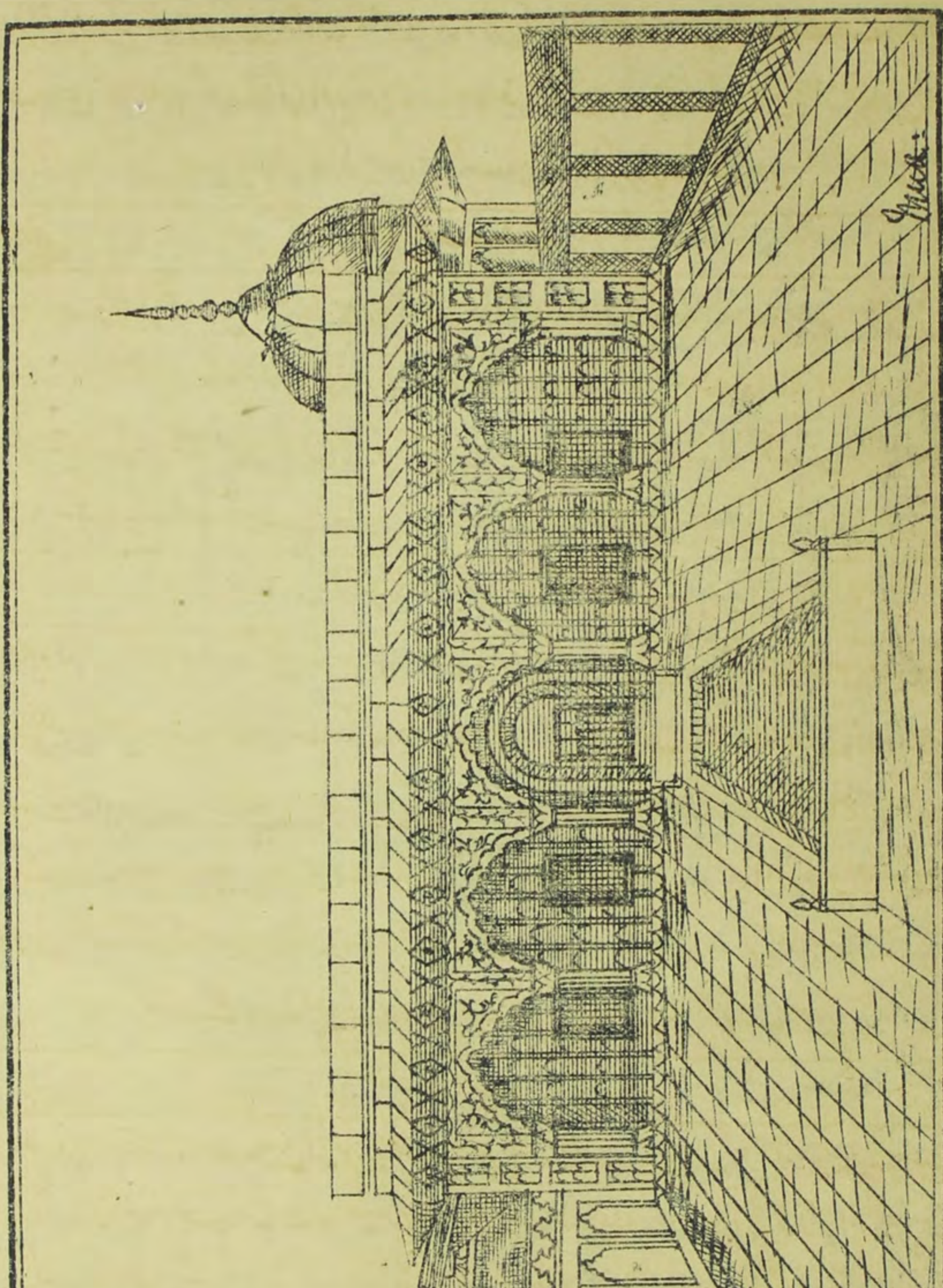

نقشه محل نشیمن خواجگان صحن حرم

کتبہ محراب شمالی

بمصافحہ آسمانیان مائل بالآئی متلالی است بانعام زمینیان نازل و حوض کہ ہمہ از آب زندگانی پر ـ بصفا رشک نورد چشمۂ خور دوازدہم ذی الحجہ سال جلوس دوازدہم اقدس مطابق ہزار و چہل و ہشت ہجری بعالمیان نوید کامرانی داد و انجامش کہ بصرف پنجاہ لک روپیہ صورت پذیرفت بست و چہارم بربیع الاول سال بست و یکم جلوس ہمایون موافق سنہ ہزار و پنجاہ و ہشت بفر قدوم میمنت لزوم گیتی خدیو گیہان خداوند بانی این مبانی آسمانی شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی در فیض بروی جہانیان بکشاد

ابیات

شہنشاہ آفاق شاہجہان	باقبال ثانی صاحبقران	در ایوان شاہی بصد احتشام	چو خورشید بر چرخ باد ادام
اساس ہست تا ناگزیر این بنا	بود قصر اقبال او عرش سا	زہی دلنشین قصر پیراستہ	بہشتی بصد خوبی آراستہ
شرافت یکی آیہ در شان او	سعادت در آغوش ایوان او	جو بیند کسی این سرای سرور	فزاید بدل فرح و در دیدہ نور
بپایش سر صدق ہر کس کہ سود	جو بحر چمن آبرویش فزود	زمانہ چو دیوار او بر فراشت	بہ پیش رخ مہر آئینہ داشت
زبس روی دیوارش آراستست	زنقاش چین رونما خواستست	چنان بر سرش دست آباد کرد	کہ گردون بلندی ازو وام کرد
زفوارہ و حوض دریا نشان	بآب زمین شستہ رو آسمان	چہ جای شہنشاہ عادل بود	از ان بادشاہ منازل بود

اس شہ نشین کے آگے ایک پنج درہ دالان ہی بڑا سنگ مرمر کا پرچین کا نہایت نفیس و لطیف بیس گز کا لنبا اور چھ گز کا چوڑا اور ادھر اُدھر دس دالان کے بھی محرابین اور حجرے ہین کہ غربی حجرہ مین سے دیوان خاص کو رستہ جاتا ہی اور اُسکو خاصی ڈیوڑھی کہتے ہین اس دالان کے بیچ مین ایک حوض ہی سنگ مرمر کا عجیب و غریب کہ ایسا حوض نہ دیکھنے مین آیا اور نہ سُننے مین اُن لوگون کو کیا کیا باتین سوجھتی تھین کہ ایسے ایسے عجائبات بناتے تھے اور کیفیت اُس حوض کی یہ ہی کہ وہ ایک حوض ہی مستطیل بہت تحفہ سنگ مرمر کا بغیر فوارہ کے یعنی اُسمین فوارہ نہین ہی مگر اُسکے تہ پر طرح طرح کے رنگین اور بیش قیمت پتھرون سے ہزارون طرح کے گل بوٹے اور بیل پتی بنائے ہین اور ہر پھول کی پنکھڑی مین ایک ایک چھید رکھا ہی کہ جب پانی چھوڑتے ہین اُن سوراخون مین سے فوارے چھوٹتے ہین اُس حوض کی پچی کاری مین ہزارون پنکھڑیان ہین اور ہزارون چھید اس سبب سے ہزارون دھارین فوارہ کی نکلتی ہین اور نہایت مرتفع ہوتی ہین اسواسطے کہ اسکا منبع بہت بلند ہی اور ان فوارون سے جو کیفیت ہوتی ہی اپنے خیال مین خیال کرو کہ کیا عالم ہوگا اور کیا لطف دکھائی دیتا ہوگا اس دالان کے آگے

صحن ہی وسیع دلکش سنگ مرمر کا فرش اسمین کیا ہوا ہی اور نہر بہشت بہتی ہی اور رنگ محل مین چلی جاتی ہی اور اس عمارت کے جانب شرق کو مشرف بدریا برج طلا ہی کہ اُسکو برج مثمن بھی کہتے ہین چنانچہ اب ہم اسکا حال لکھتے ہین

برج طلا معروف بہ مثمن برج نمبر ۱۶

اسی عمارت کے متصل جانب شرق یہ برج ہی مثمن سر سے پانون تک سنگ مرمر کا اور بدستور اور مکانات عالی کے اسمین بھی سونے کا کام اور پرچین سازی اور منبت کاری کی ہوئی ہی اور اُسکا برج اور کلس سنہری ہی اور اسی سبب سے اسکو سنہری برج بھی کہتے ہین اور بسبب مثمن ہونے کے مثمن برج بھی کہلاتا ہی تین ضلع اسکے عمارت خوابگاہ کی طرف ہین اور پانچ جانب دریا مشرف ہین ان پانچون ضلعون مین سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہین اور اسمین اور ایک نشیمن بطور برآمدہ کے جانب دریا بنا ہوا ہی چنانچہ اب ہم اس مقام پر ایک نقشہ لکھتے ہین کہ خوابگاہ اور یہ برج سب اسمین موجود ہی

شاہ محل معروف بہ دیوان خاص

یہ ایک عمارت ہی نامی اور مشہور بے مثل و بے عدیل کہ روے زمین پر اپنا نظیر نہین رکھتی اور ایسی خوش قطع ہی کہ دوسری دیکھنے مین نہین آئی خوابگاہ کی جانب شمال کو ایک بہت بڑا چوک ہی اُس چوک کے ضلع شرقی مین ڈیڑھ گز کا اونچا چبوترہ بنایا ہی اسّی گز کا لنبا اور چھبیس گز کا چوڑا اُسکے بیچوں بیچ مین دیوان خاص کی عمارت ہی جو چھتیس گز کی لنبی اور چھبیس گز کی چوڑی سر سے پانون تک سنگ مرمر کی ایسا سنگ مرمر کہ سپیدۂ صبح اُسکے سامنے شب دیجور سے بدتر معلوم ہوتا ہی اور سرتاسر اسکے بیچ مین چار گز کے عرض سے نہر بہشت بہتی ہی اس عمارت کے بیچوں بیچ مین پایہ نما ستون بنا کر اٹھارہ گز کے طول اور دس گز کے عرض سے مکان بنایا ہی اور اُسکے بیچوں بیچ مین ایک چبوترہ ہی اس چبوترہ پر تخت طاؤس رکھا جاتا ہی اور اُسپر حضور والا اجلاس فرماتے ہین اور اُس مکان کے گرد پایہ نما ستون لگا کر مکان بنایا ہی در و دیوار و ستون و مرغول اور محراب اور فرش اس عمارت کا سنگ مرمر کا ہی اور اسمین اجارہ تک عقیق و مرجان اور اور اجار بیش قیمت سے پچی کاری کی ہی اور بیل بوٹے پھول پتے بنائے ہین کہ اُنکے دیکھنے سے قدرت الٰہی یاد آتی ہی اور اجارہ سے اوپر چھت تک سونے کا کام کیا ہوا ہی اور سونے کے پانی سے گویا لیپ دیا ہی اندر کے رُخ محرابون کے اوپر سونے کے پانی سے یہ شعر لکھا ہوا ہی ؎ اگر فردوس بر روی زمین است ٭ ہمین است و ہمین است و ہمین است ٭ یہ عمارت جانب شرق سے مشرف بدریا ہی اور اسطرف کے درون مین جالیان لگا کر آئینہ بندی کی ہی اور جانب غرب اسکا صحن ہی ستر گز سے ساٹھ گز کا اور اس صحن کے گرد مکانات اور ایوانہا سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہین جانب غرب اس صحن کے دروازہ ہی کہ دیوان عام سے اُس مین رستہ آتا ہی

نقشۂ دیوان خاص

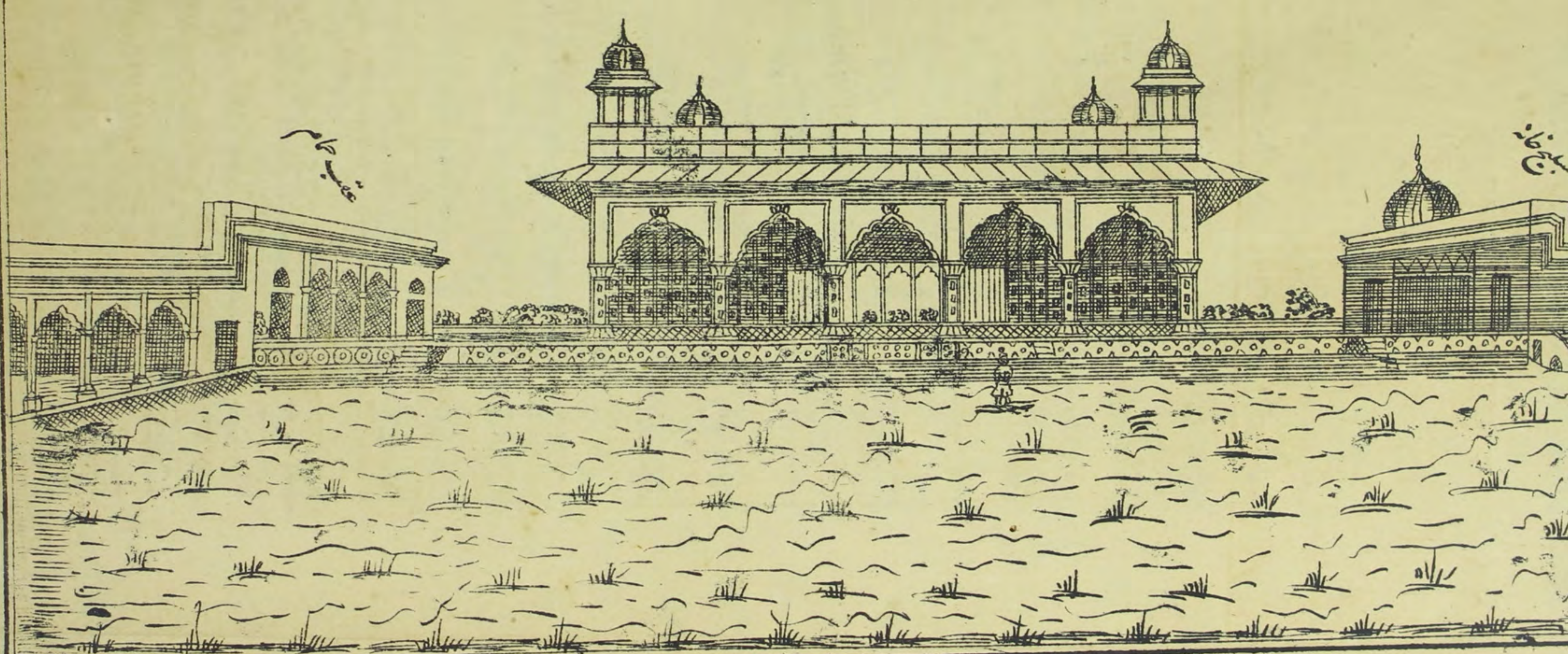

عمل فیض علیخان

سنہ ۱۸۴۷ عیسوی

اور اس دروازہ کے آگے لال پردہ تنا رہتا ہی اور سب اُمرا بروقت دربار کے اس لال پردہ کے پاس سے آداب وتسلیمات بجالاتے ہین اور جانب شمال رستہ ہی حیات بخش کا اور جانب جنوب ڈیوڑھی محلات شاہی کی اور اُس کے بیچ کے در کے سامنے صحن کی طرف ایک کٹہرہ ہی سنگ مرمر کا اسکو چوکھنڈی دیوان خاص کہا کرتے ہین غرضکہ یہ عمارت بھی عجائب روزگار سے ہی اُسکی چھت بھی نری چاندی کی تھی مگر مرہٹہ اور جاٹ گردی مین اُکھر گئی

تسبیح خانہ

اسی چبوترہ پر جسپر یہ عمارت عالی بنی ہوئی ہی جانب جنوب کہ عقب ہی خوابگاہ معلی کا ایک دالان بنا ہوا ہی اور وہ تسبیح خانہ کرکے مشہور ہی کبھی کبھی جب خلوت کرنی منظور ہوتی ہی یا دربار اُمراے مخصوص کا ہوتا ہی حضور والا یہان بھی اجلاس فرمایا کرتے ہین اس دالان کی دیوار پر بیچوبیچ مین سنگ مرمر کی میزان بنی ہوئی ہی اور وہان میزان عدل لکھا ہوا ہی اور بہت سا سنہری کام کیا ہوا ہی کیا اچھا آدمی تھا جسنے اس مقام پر میزان عدل بنائی ہی کہ بروقت عبادت کے بادشاہ اسکو دیکھے اور یاد کرے کہ قیامت کے دن میزان عدل الٰہی کھڑی ہوگی بادشاہ اور غریب سب برابر ہونگے اور سب کے اعمال تولے جاوینگے اسی طرح بادشاہ کو بھی لازم ہی کہ انصاف سے کام کرے اور ہر امر کو میزان عدالت مین جانچ کر حکم دے اسی تسبیح خانہ مین سے خوابگاہ کا رستہ ہی کہ وہ خاصی ڈیوڑھی کہلاتی ہی

عقب حمام

جانب جنوب اس عمارت کے حمام ہی کہ روے زمین پر اپنا مثل نہین رکھتا اور اسطرف کے جو مکانات ہین وہ عقب حمام کہلاتے ہین چنانچہ اب ہم اس مقام پر دیوان خاص کا نقشہ لکھتے ہین کہ تسبیح خانہ بھی اُسمین دکھائی دیتا ہی اور کچھ مکانات عقب حمام کے بھی معلوم ہوتے ہین اور بعد اسکے حمام کا حال علٰحدہ لکھین گے

حمام

یہ حمام بےمثل وبےعدیل کہ روے زمین پر اپنا نظیر نہین رکھتا تھا تین درجہ کا ہی اسواسطے مناسب معلوم ہوا کہ اسکے تینون درجون کا حال علٰحدہ علٰحدہ بیان کیا جاے

درجہ اول حمام مسمّٰی بہ جامہ کن

یہ درجہ حقیقت مین جامہ کن ہی کہ پہلے اس درجہ مین گئے یا نہانے کے بعد بیٹھے اور کپڑے پہنے اور کچھ کھایا اگرچہ اس درجہ کی عمارت بھی بہت خوب ہی اور کمرے کی طرح پر اسکے درجہ بنے ہوئے ہین اور جارہ تک نرا سنگ مرمر کا ہی اور پرچین کاری کا کام کیا ہوا ہی اور جانب شرق مین جالیان لگاکر آئینہ بندی کی ہی کہ اُسمین سے دریا اور سبزہ اور جنگل کی کیفیت دکھائی دیتی ہی لیکن میرے نزدیک اس درجہ کا نقشہ کھینچنا فضول تھا اسواسطے صرف

حال مختصر پر اکتفا کیا اور واضح ہو کہ بعضے لوگ اس درجہ ہی کو عقب حمام بولتے ہین

درجہ دوم حمام مسمیٰ بہ سرد خانہ نمبر ۷

یہ درجہ عجیب و غریب ہی کہ اسکا نظیر چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا اس درجہ مین جانب شمال کو ایک شہ نشین ہی سر سے پانٔون تک سنگ مرمر کی نہایت منبت کار اور پرچین ساز اور پچی کار ہ اور اُسکے آگے ایک درجہ ہی مربع نرا سنگ مرمر کا اور اسکے فرش سے لیکر چھت تک عجیب عجیب رنگ کے پتھر سے پچی کاری کی ہوئی ہی اور طرح طرح کے بیل بوٹے بنائے ہین اس درجہ کے فرش کی پچی کاری ایسی خوب ہی کہ اسکا بیان ممکن نہین غور کرکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ہزار قالین ایرانی اسکی ایک گلکاری کے آگے بے رونق ہی اور اسکے بیچو بیچ مین ایک حوض ہی مربع اسیطرح کا پرچین کار اور اُسکے چارون کونون پر چار فوارے ہین سنہری کہ وہ چھوٹا کرتے ہین اور اُن فوارون کو اس طرح محرف لگایا ہی کہ چارون فوارون کی دھار ملکر حوض کے بیچ مین پڑتی ہی اور گرد اُسکے دیوار سے ملی ہوئی ایک نہر جدول کے طور پر ایک گز کے عرض سے جاری ہی غرض کہ اس نفاست و لطافت سے کوئی مکان نہین علاوہ اسکے اس درجہ مین یہ خوبی ہی کہ اگر چاہین تو یہ درجہ سرد رہے اور نہر اور حوض مین بھی پانی سرد جاری رہے اور چاہین اُسکو بھی گرم کردین کہ فرش سے لیکر چھت تک گرم ہوجاوے اور فوارے گرم ہی چھوٹین اور نہر بھی گرم ہی پانی کی بہے بہرحال اب ہم اس مقام پر اس درجہ کا نقشہ لکھتے ہین

درجہ سوم حمام مسمیٰ بہ گرم خانہ نمبر ۸

یہ درجہ تیسرا ہی اس حمام کا اور اسکی جانب غرب حوض آب گرم کے بنے ہوئے ہین اور نرے سنگ مرمر کے ہین کہ اس حمام مین سوا سو من لکڑیون کا لقمہ دیا جاتا تھا اور اُسکے آگے ایک مربع درجہ ہی اور اسکے بیچو بیچ مین سنگ مرمر کا چبوترہ ہی کہ اُسپر بیٹھکر نہایا کرتے ہین اور جانب شمال بدستور دوسرے درجہ کی شہ نشین بنی ہوئی ہی اور اُس شہ نشین پر ایک بہت بڑا مستطیل حوض ہی اور اسمین بھی یہ خوبی ہی کہ چاہین اُس حوض کو گرم پانی سے بھرین خواہ سرد پانی سے اس درجہ کا بھی فرش اور چبوترہ اور حوض اور دیوارین اجارہ تک بالکل منبت کار ہین اور طرح بطرح کے رنگین اور بیش قیمت پتھر اسمین جڑے ہین اور اسکے پھول اور بیلین بنائی ہین کہ اُس گلکاری کے سبب باغ کا سا عالم دکھائی دیتا ہی صفائی اسکی بیان سے باہر ہی اور یہ شعر بعینہ اسی مقام پر صادق آتا ہی ؎

زہی صفائی عمارت کہ در تماشایش ٭ بدیدہ باز نہ گردد نگاہ از دیوار ٭ غرضکہ اب ہم اس مقام پر اس درجہ کا نقشہ لکھتے ہین کہ اُسکے دیکھنے سے اس عمارت کی خوشنمائی اور خوبصورتی معلوم ہوتی ہی -

نقشہ نمبر ۷ متعلق صفحہ ۱۶ - باب ۲

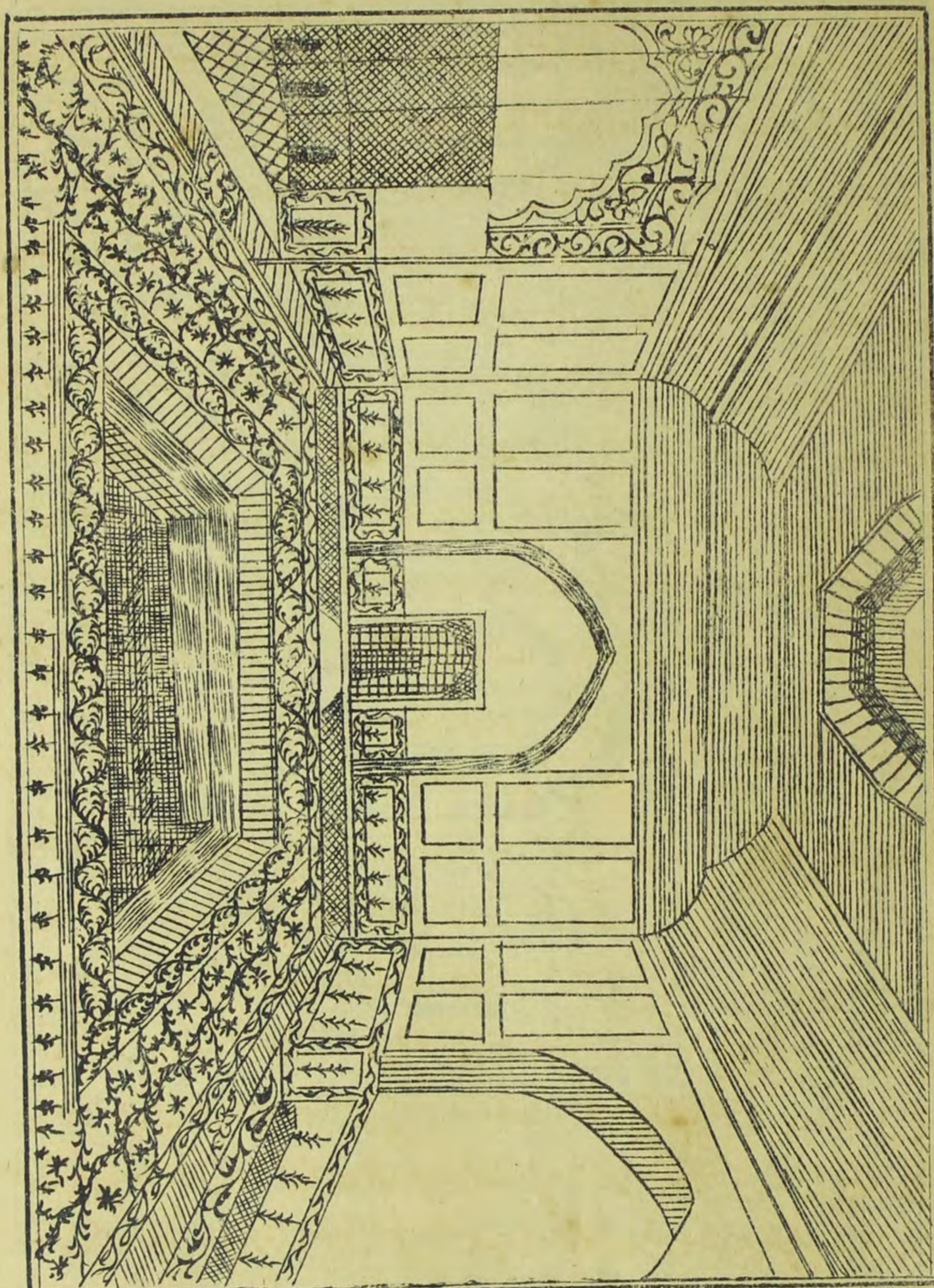

نقشہ سردخانہ حمام

نقشه نمبر ۸ متعلقه صفحه ۱۶ باب ۲

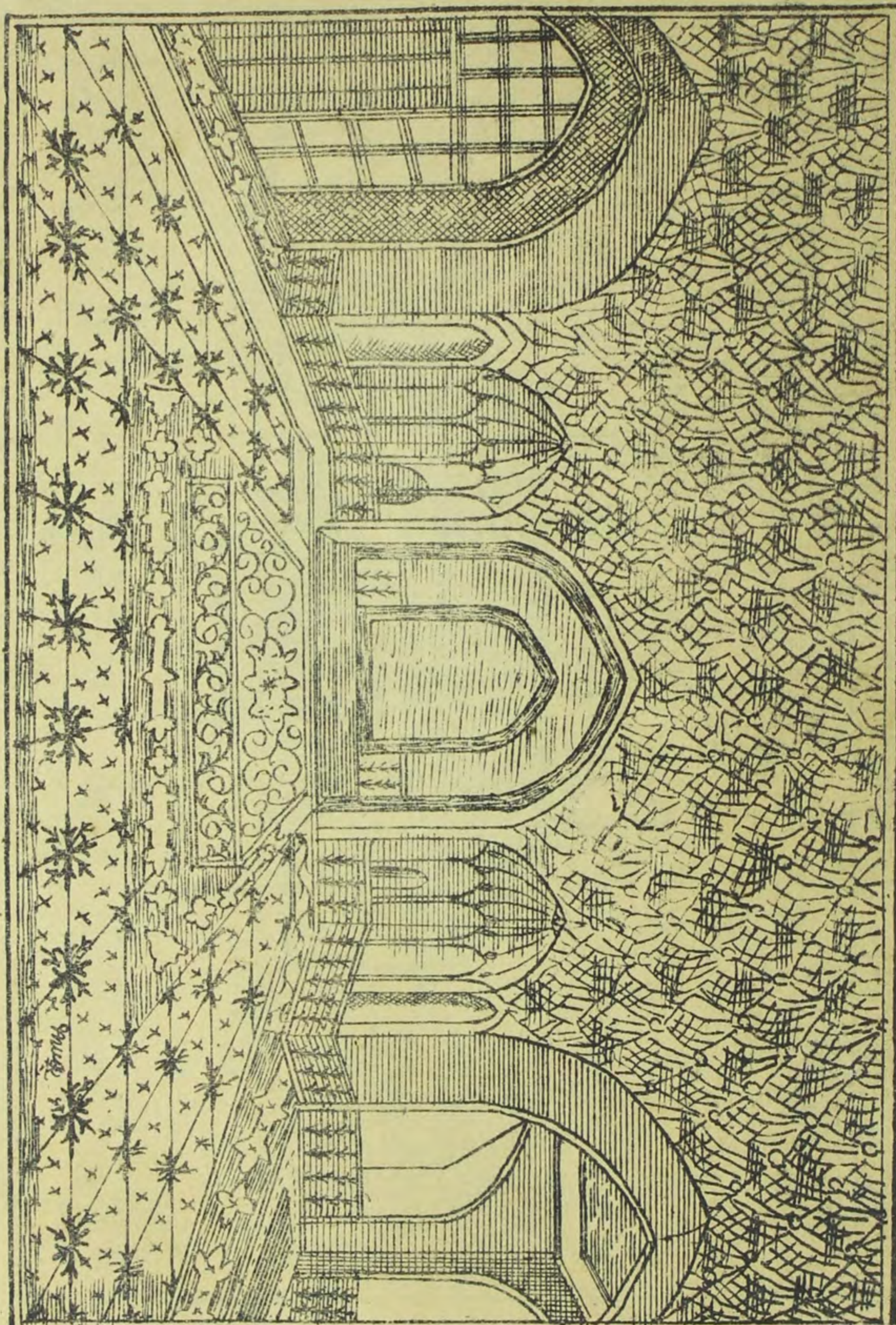

نقشه دیوان خاص

نقشہ نمبر ۹ متعلقہ صفحہ ۱۷ - باب ۲

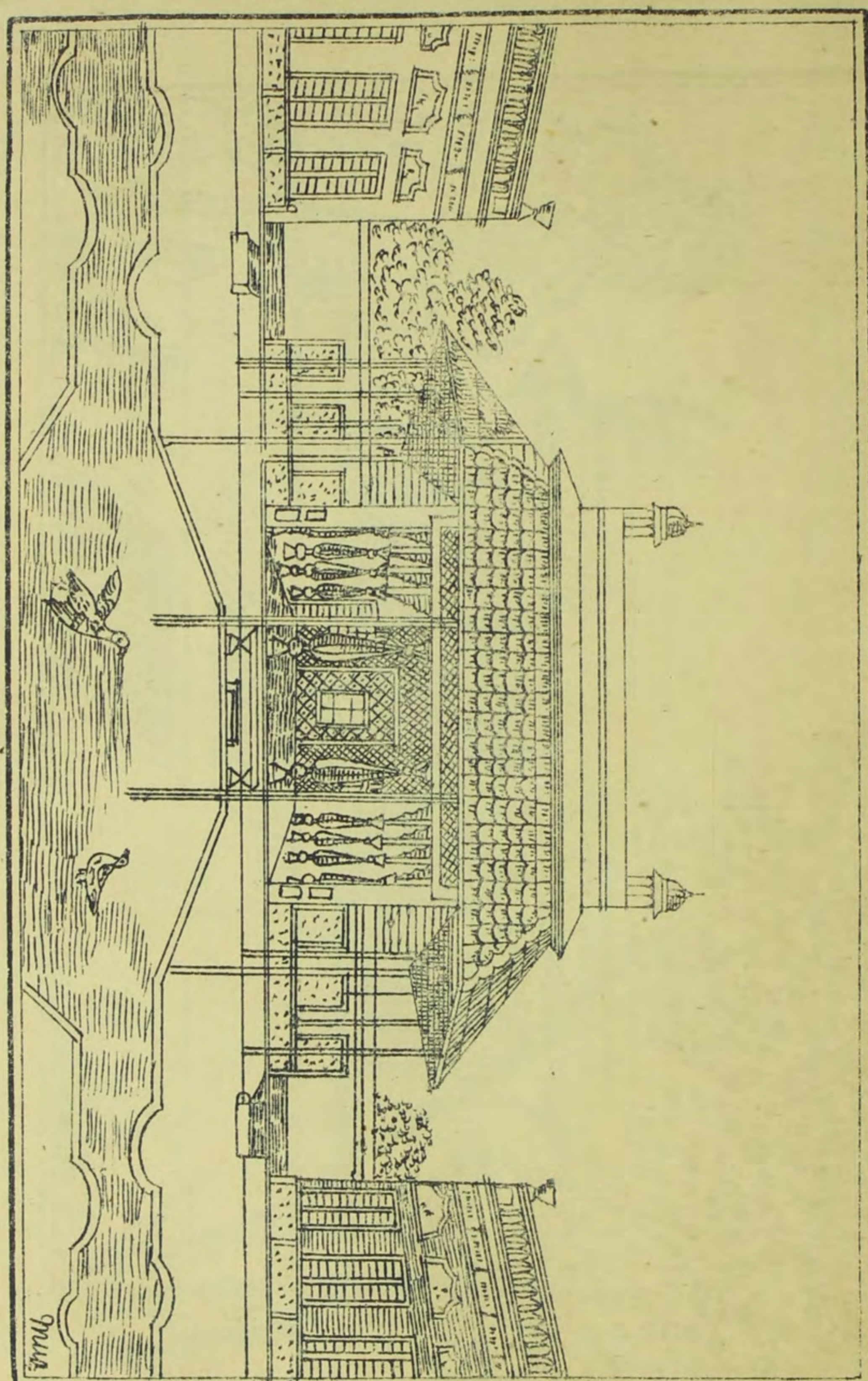

نقشہ رنگ محل

نقشہ متعلقہ صفحہ ۱۷ باب دوم

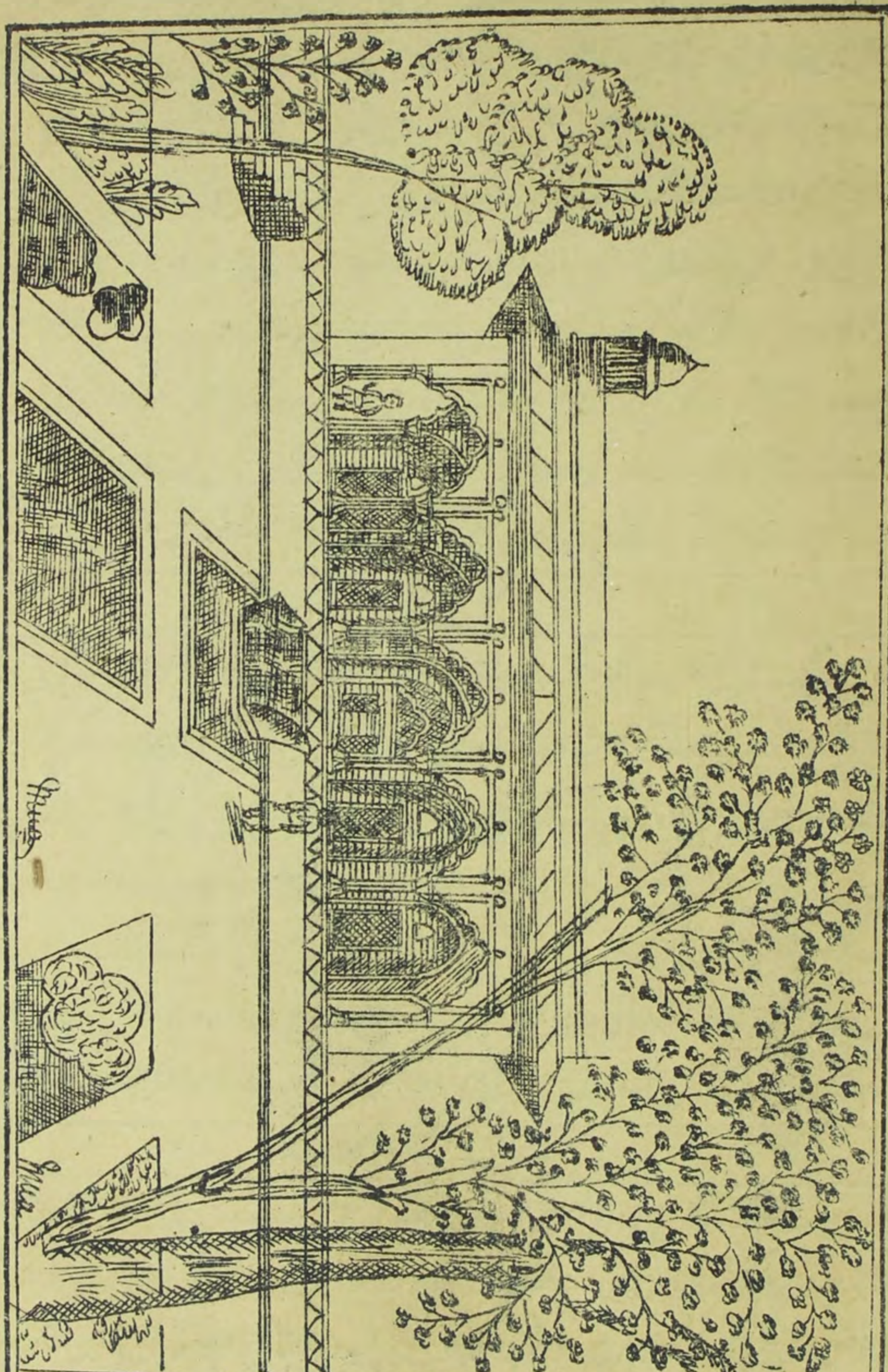

نقشہ موتی محل

ہیرا محل نمبر ۹

جانب شمال اس حمام کے موتی محل ہی اور اسمین اور حمام مین صحن چھوٹا ہوا ہی اور اس صحن مین چار گز کے عرض کی ایک نہر بطور مار پیچ کے سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہی اور یہ وہی نہر ہے جسکا نام نہر بہشت ہی اور دیوان خاص اور رنگ محل مین جاری ہی اس صحن کے بیچ مین نہر کے کنارہ پر ایک بارہ دری بڑی سنگ مرمر کی بنائی ہی اور اسکی چھت کے چارون کونون پر چار چھوٹی چھوٹی چوکھنڈیان بنائی ہین اور اُنکی برجیان سنہری ہین یہ محل بھی نرا سنگ مرمر کا ہی اور بہت نازک اور خوبصورت بنا ہی یہ محل قدیم نہین ہی بلکہ چار پانچ برس ہوئے کہ حضرت ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ نے بنایا ہی صفائی اور نفاست اسکی حد سے زیادہ اور خوبصورتی اور خوشنمائی اُسکی بیان سے باہر ہی اس صحن مین جو نہر جاری ہی وہ بہت خوشنما ہی اور اسطرح سے مار پیچ سے بنائی ہی کہ اسکا بیان نہین ہو سکتا اگلے زمانہ مین اس نہر کے بیچ مین سنہرے روپہلے چھبیس فوارہ نصب تھے اور ہمیشہ چھوٹا کرتے تھے مگر اب نہر تو ٹوٹی پھوٹی باقی رہ گئی ہی لیکن فوارون کا نام نہین رہا اپنا لہو آپ پیتے ہین اور خاموش ہو گئے ہین غرضکہ اس مقام پر ہم اُنکا نقشہ لکھتے ہین اُسکو دیکھو قدرت الٰہی کو یاد کرو

موتی محل

یہ ایک محل ہی سنگ سُرخ کا اور اسکو سنگ پٹھانی سے سفید کر کے رنگا میزی اور طلا کاری کے گل بوٹے بنائے تھے اسمین ایک درجہ ہی پندرہ گز کا لنبا اور آٹھ گز کا چوڑا اور مشتمل دو شہ نشینون پر اور اُسکے بیچ مین ایک حوض ہی چار گز کا لنبا اور تین گز کا چوڑا اور ہر ایک شاہ نشین کے پیچھے ایک ایک درجہ ہی آٹھ گز کا لنبا اور پانچ کا چوڑا اور ایوان ہین رفیع پانچ پانچ در کے کہ جانب شرق سے مشرف بدریا ہی اور جانب غرب سے مشرف بہ باغ حیات بخش اور ہر ایک ایوان کا طول تیس گز کا اور عرض ساٹھ گز کا ہی اندر کی عمارت مین اجارہ تک سنگ مرمر کا لگا ہوا ہی اور باقی سنگ سُرخ کا ہی اور اسکو سنگ پٹھانی سے سفید کیا ہی اور اسمین ایک حوض اور نہر ہی اسمین سے ایک چادر دو گز کے عرض سے جانب باغ حیات بخش ایک حوض مین پڑتی ہی کہ وہ حوض بھی عجائب روزگار سے ہی چنانچہ ہم اب اُس حوض کا بیان لکھتے ہین

بیان حوض نمبر ۱۰

یہ حوض ایک سنگ مرمر کا بے جوڑ ہی کہ اتنا بڑا پتھر اور ایسا بڑا بے جوڑ حوض روے زمین پر نہو گا حقیقت اسکی یہ ہی کہ یہ پتھر اتنا بڑا بے جرم مکرانہ کی کان مین سے نکلا جو کہ صفائی اور شفافی مین بے نظیر تھا اسواسطے بموجب حکم معلے کے اُسکا حوض بنایا گیا کہ چار گز کا مربع اور ڈیڑھ گز کا عمیق پایہ دار بنا کہ تمام حوض مع پائون کے ایک پتھر کا ہی

بعد تیار ہونے اس حوض کے مکرانہ سے کہ دار الخلافت سے دو سو کوس بادشاہی کی مسافت رکھتا ہی باحتیاط لائے اور اس مقام پر لاکر رکھدیا کہ اس موتی محل کی جانب جنوب اور جانب شمال بھی مکانات تھے اور اب بھی موجود ہین مگر اسمین کچھ نقصان بھی آگیا ہی اور اب حال مین حضور والا نے اس محل کے نیچے ایک چھوٹا سا تہخانہ بنایا ہی اور اکثر اسمین اور اس محل مین آرام فرمایا کرتے ہین غرضکہ یہ مکان بھی بہت نامی اور نہایت نفیس ہی کہ اب ہم اس مقام پر اسکا نقشہ لکھتے ہین تاکہ جسقدر ممکن ہو اُس نقشہ کے دیکھنے سے اسکی خوبی اور خوشنمائی دریافت کرسکے اور وہ نقشہ یہ ہی

موتی مسجد نمبر ۱۱

یہ ایک مسجد ہی حمام کے پیچھے مشرف بہ حیات بخش سر سے پانون تک سنگ مرمر کی فرش اسکا اور در و دیوار محراب و مرغول اور چھت اور منڈیر سب کی سب سنگ مرمر کی ہین اور پھر اسپر وہ منبت کاری کی ہوئی ہی اور ایسے گل بوٹے بیل پتے بنائے ہین کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہین حقیقت مین ایسی منبت کاری تمام قلعہ مین کسی مکان پر نہین بلکہ قلعہ کیا روے زمین پر بھی نہوگی اس مسجد کے تین در ہین بہت خوشنما اور چھوٹے چھوٹے دو مینار ہین اور تین گنبد ہین سنہرے اور اسی سبب سے بعضے لوگ اسکو سنہری مسجد بھی کہتے ہین اس مسجد کے صحن مین ایک حوض ہی بہت چھوٹا اور بسبب اسکے کہ وہ دہ در دہ سے چھوٹا تھا پاک رہنا مشکل معلوم ہوا اسواسطے اسمین ایسی ترکیب رکھی ہی کہ بھادون مین سے اس حوض مین پانی آتا ہی اور اُبل کر ہر وقت بہتا رہتا ہی گویا یہ حوض بھی چشمہ جاری ہی اور اس مسجد کی جانب شمال کو ایک حجرہ بنا ہوا ہی واسطے عبادت اور وظیفہ وظائف کے اسمین بھی ایک مختصر کم عمق بہت نفیس حوض ہی اور اسکے گرد آئینہ بندی کی ہوئی ہی اس مسجد کو حضرت اورنگ زیب عالمگیر نے سنہ دو جلوس مین بنایا ہی اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ اسپر خرچ ہوئے ہین اور عاقل خان نے یہ تاریخ اُسکی پائی ہی۔ ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا۔ غرضکہ یہ مسجد بھی عجائب روزگار ہی اور یہ اسکا نقشہ ہی

باغ حیات بخش

یہ باغ خدا کی قدرت کا نمونہ ہی اسکے دیکھنے سے دل کو فرحت تازہ اور جان کو نشاط بے اندازہ حاصل ہوتی ہی اسکے دیکھنے سے نقشہ بہشت برین کا آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہی ہر درخت اسکا رشک قامت یار اور ہر گل اسکا غیرت گل رخسار اسکی سمن کے آگے بناگوش یار خجل اور اسکی بنفشہ کے سامنے زلف خوبان

نقشہ نمبر ۱۱ متعلقہ صفحہ ۱۰۸ - باب ۲

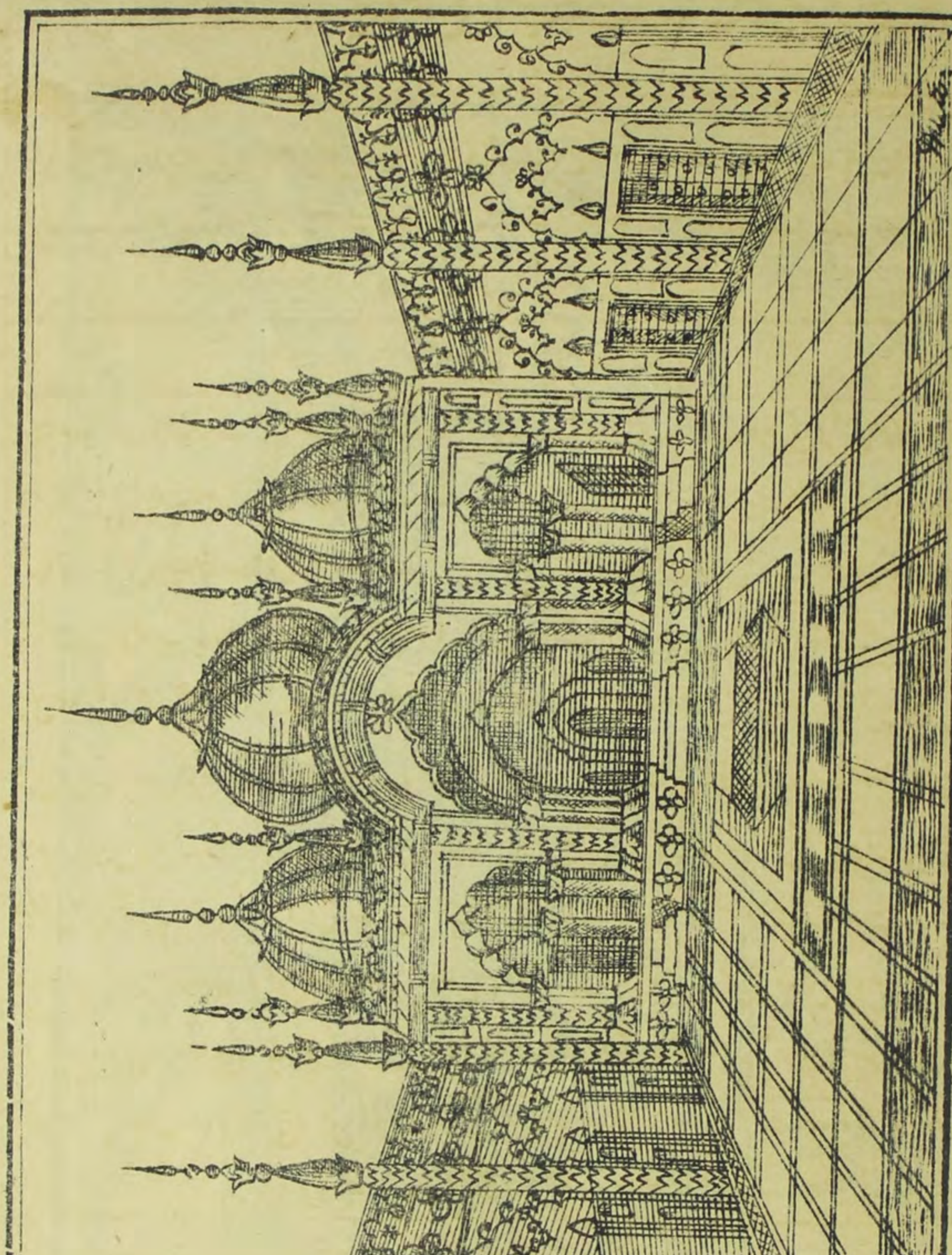

نقشہ موتی مسجد

نقشہ نمبر ۱۲ متعلقہ صفحہ ۱۹ باب ۲

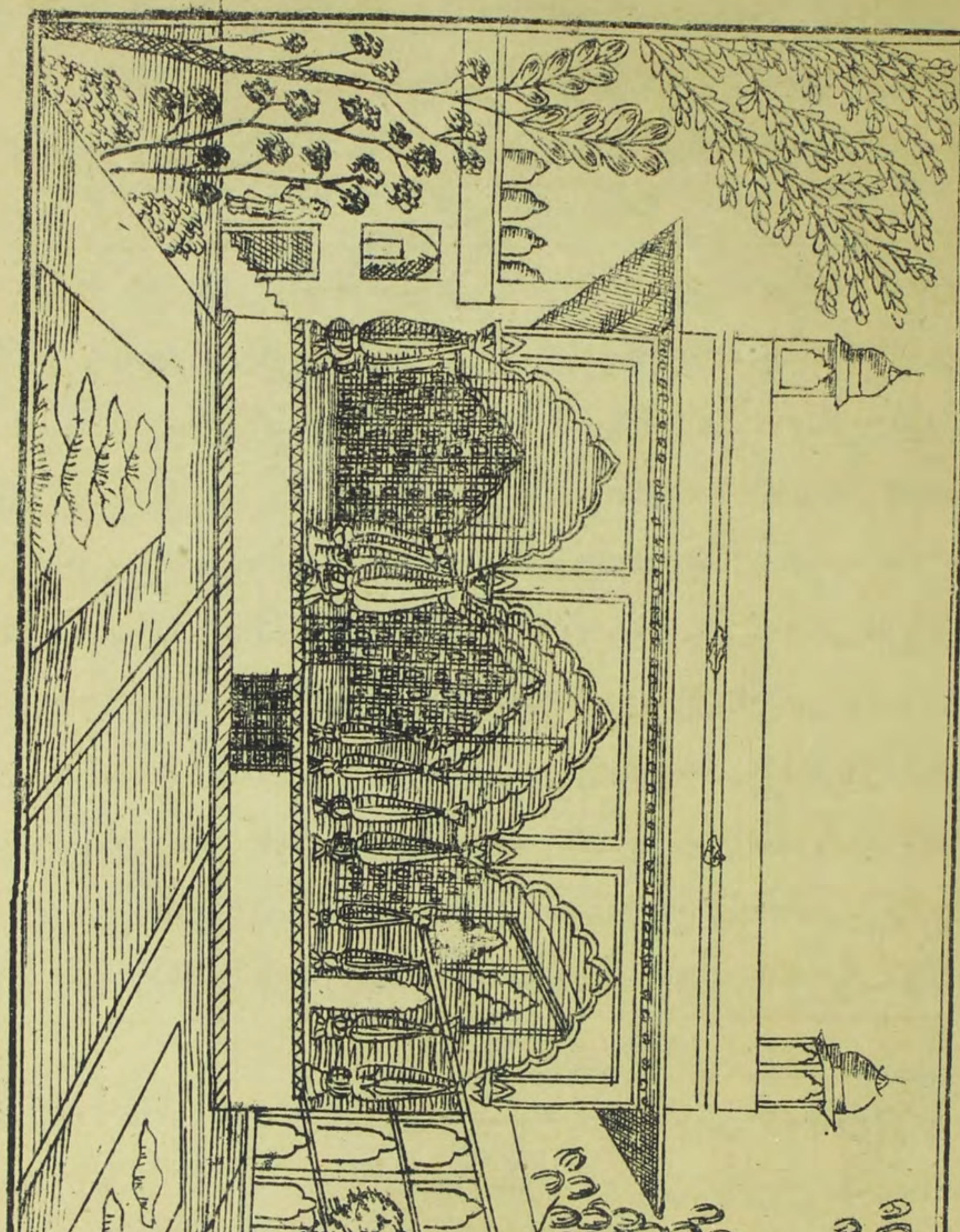

نقشہ بھادوں

منفصل اس باغ کے بیچوں بیچ مین ایک حوض کلان ہی اور حوض کے چارون طرف سنگ سُرخ کی نہرین چھ گز کے عرض سے بہتی ہین اور ہر ہر نہر مین تیس تیس فوارہ چاندی کے چھوٹتے تھے اور روش مین نہر ہی کا پانی آتا ہی اور گلہاے مطرا اور درختان دلکش کی تازگی کا باعث ہوتا ہی اور حوض کے دو جانب مین دو مکان واقع ہین کہ اُنکو ساون بھادون کہتے ہین ان دونون مکانون کا حال ہم آگے بہ تفصیل لکھتے ہین طول اس باغ کا دو سو پچاس گز اور عرض ایکسو پچاس گز کا ہی الغرض ایک کیفیت سبزہ و گل اور آب جاری اور ہواے ملائم اور صحن دلکشا کی قابل بیان کے نہین ہے ؎ صد ہزاران گل شگفتہ درو * سبزہ بیدار و آب خفتہ درو

بھادون نمبر ۱۲

اس باغ مین جانب جنوب ایک مکان ہی سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف اُسکو بھادون کہتے ہین چہرہ اُسکا یہ ہی کہ ایک چبوترہ کرسی دیکر بنایا ہی اور اُسپر سولہ ستون لگا کر ایک ایوان دلکشا تعمیر پایا ہی مشتمل او پر دو ایوان کے جانب شرق وغرب اور دو بنگلہ ہین آگے اور پیچھے کہ ان ستونون کے سبب بیچوں بیچ مین ایک چوکھنڈی بن گئی ہی اور اسمین ایک حوض سنگ مرمر کا چار گز پندرہ طسو کا مربع اور ڈیڑھ گز کا گہرا اس مکان مین نہر بہشت سے نہر آتی ہی اور حوض مین چادر ہو کر پڑتی ہی اور نہر اسمین سے نکلکر آگے ایک اور چادر چھوٹتی ہی اور نہر مین پڑتی ہی یہ عمارت بھی بہت نادر ہی اور اسمین پانی کا پڑنا اور چادر کا چھوٹنا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بھادون کا مہینہ برستا ہی اور اسی سبب سے اس مکان کا بھادون نام رکھا ہی اب اس مکان مین پانی آنیکا اور چادرین چھوٹنے کا رستہ بالکل بند ہو گیا ہی اس مکان کے حوض اور چادرون مین محرابی چھوٹے چھوٹے طاق بنا دیے ہین کہ دن کو اُنمین گلدانہاے رنگین رکھے جاتے تھے اور رات کو شمع کافوری روشن ہوا کرتی تھین کہ اُسکے اوپر سے پانی کی چادر پڑتی تھی اور اندر سے اُن پھولونکی خوشنمائی اور چراغون کی روشنی عجب عالم دکھاتی تھی اُسکی چھت کے چارون کونون پر بھی چار برجیان چوکھنڈی کی سنہری بنی ہوئی ہین چنانچہ اب ہم اس مقام پر اسکا نقشہ لکھتے ہین کہ اُسکے دیکھنے سے اس عمارت عجیب کی خوبی معلوم ہوتی ہی

حوض باغ حیات بخش

اس باغ کے بیچوں بیچ مین یہ ایک حوض ہی کہ چشمۂ خضر اسکے آب زلال کا تشنہ ہی عرض و طول اسکا ساٹھ گز سے ساٹھ گز کا ہی اور اسکے بیچ مین انچاس فوارہ چاندی کے لگے ہوے تھے اور ہر دم چھوٹا کرتے تھے اور علاوہ ان فوارون کے گرداگرد اس حوض کے ایک سو بارہ فوارہ چاندی کے مائل جانب حوض تھے اور وہ ہی مدام چھوٹا کرتے تھے اب ان فوارون کا نام نہین رہا مگر ہر جگہ چھید باقی رہ گئے ہین بیت دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا

اب جس جگہ کہ داغ ہی یہان پہلے درد تھا

ظفر محل نمبر ۱۳

عرصہ چار پانچ برس کا ہوا کہ اس حوض کے بیچوں بیچ مین حضرت ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی نے ظفر محل بنایا ہی سر سے پانون تک سنگ سُرخ کا اسکے بیچ مین ایک درجہ ہی اور اُسکے چارون طرف غلام گردش کے طور پر مکان اور کونون پر حجرہ اور چارون ضلعون مین نشیمن ہین اور ایک طرف اس مکان مین آنے جانے کا پل بنایا ہی غرضکہ یہ مکان جدید بھی بہت تحفہ ہی چنانچہ اب اس مقام پر ہم ایک نقشہ لکھتے ہین کہ اسمین ان دونون مکانون کا نقشہ موجود ہی

ساون نمبر ۱۴

اسی باغ مین جانب شمال یہ عمارت ہی نری سنگ مرمر کی نہایت نفیس اور بہت تحفہ کہ اسکی لطافت اور نفاست حد بیان سے باہر ہی اور چہرہ اسکا بعینہ مثل چہرہ بہادون کے ہی بال برابر بھی فرق نہین گویا ایک مکان کو چھپاؤ اور ایک کو نکالو اور ایک ذرہ فرق نہین اور اسی طرح اسمین بھی چادر بنی ہوئی ہی اور حوض بھی بنا ہی اور اسی طرح گلدان اور چراغان رکھنے کو محرابی طاق بنائے ہین جو کہ نقشہ ساون اور بہادون کا بہت مطابق تھا اسواسطے ہمنے بہادون کا نقشہ تو باہر سے کھینچا ہی اور ساون کا نقشہ اندر سے کھینچتے ہین تاکہ اس سے شان عمارت کی اور اس سے خوبی حوض اور طاقہاے چراغان معلوم ہو اور اس سبب سے کہ اس مکان مین پانی کی آمد اور چادر کا پڑنا اور زور شور سے پانی کا بہنا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسا ساون کا مینھ اسیواسطے اس عمارت کا ساون نام رکھا ہی اور یہ اسکا نقشہ ہی

بُرج شمالی معروف بہ شاہ بُرج نمبر ۱۵

یہ بُرج بھی عجائب روزگار سے ہی کہ ایسا برج نہ دیکھا نہ سُنا قطر اُس برج کا سو گز کا ہی اور اُسکی عمارت مین طبقہ پر ہی پہلے طبقہ کو زمین سے بارہ گز کرسی دیکر بنایا ہی اور اُسکی چھت اندر سے گول اور اوپر سے مسطح ہی یہ عمارت تمام سنگین ہی اجارہ تک تو سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہی اور اسمین احجار رنگین سے پچی کاری کی ہوئی ہی اور اجارہ سے چھت تک سنگ پٹھانی ہی سے سفید کر کے سنہری گل بوٹے بیل پتے بنائے ہین یہ درجہ مثمن ہی اور اسکا قطر آٹھ گز کا ہی اور اسمین چار طاق اور دو نشیمن نیم مثمن مشرف بدریا بنائے ہین اور اُسکی روکار سنگ مرمر کی ہی طول اور عرض طاق شمالی اور شرقی کا چار گز کا ہی اور غربی اور جنوبی طاقون کا طول چار گز اور عرض تین گز کا ہی اور مثمن درجہ کے بیچ مین ایک حوض ہی تین گز کے قطر کا نہایت دلربا اور نہایت خوشنما اور اُسکی منبت کاری دیکھکر عقل حیران رہجاتی ہی اور صنعت الٰہی یاد آتی ہی اور غربی طاق مین ایک آبشار ہی اور چھوٹے چھوٹے طاق محراب دار بنائے ہین کہ اُن مین دن کو پھول اور رات کو چراغ

نقشه نمبر ۱۳ متعلقه صفحه - ۲۰ - باب ۲

نقشۂ ظفر محل مع حوض مهتاب باغ

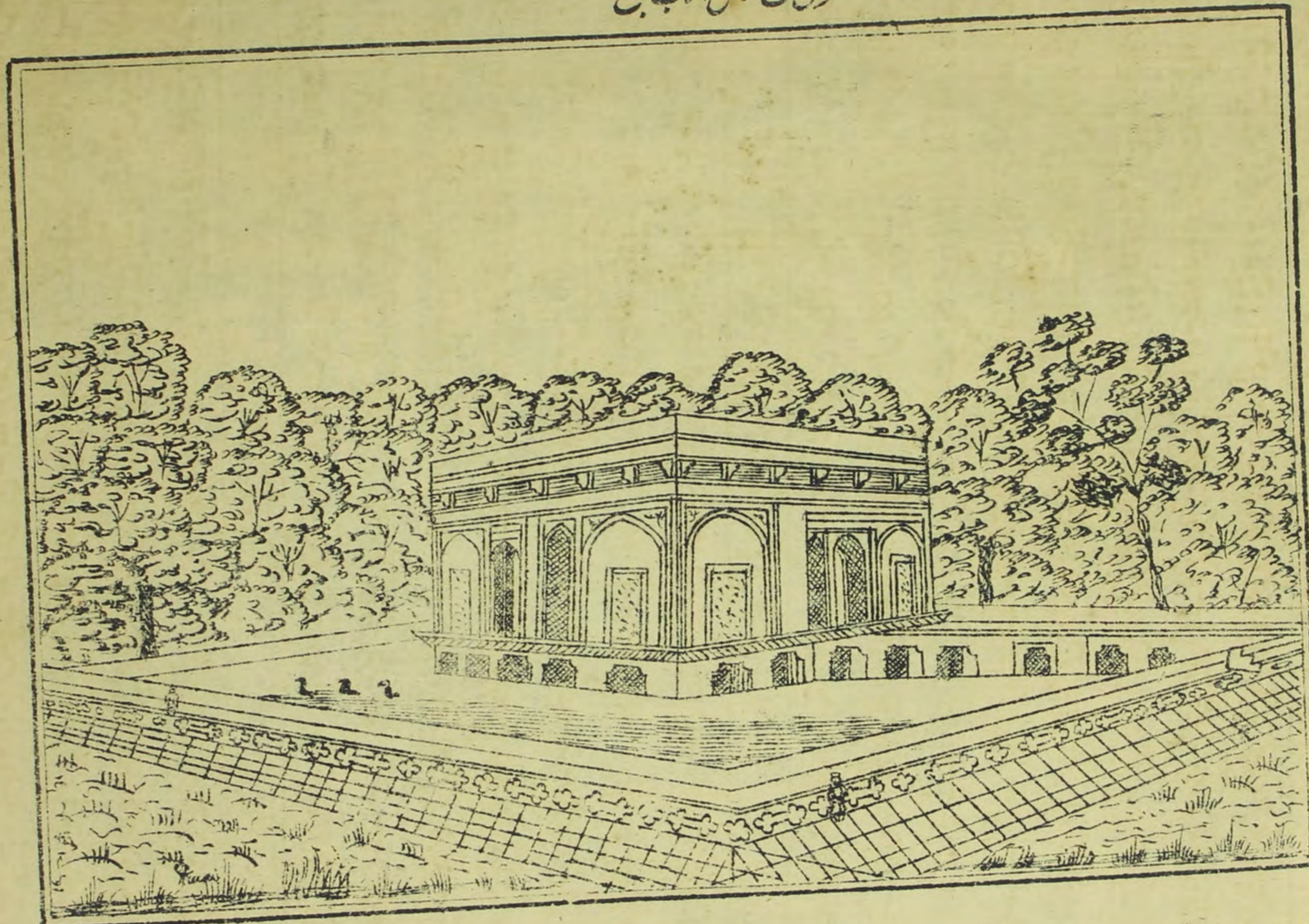

نقشہ نمبر ۱۴ متعلقہ صفحہ ۲۰ باب ۲

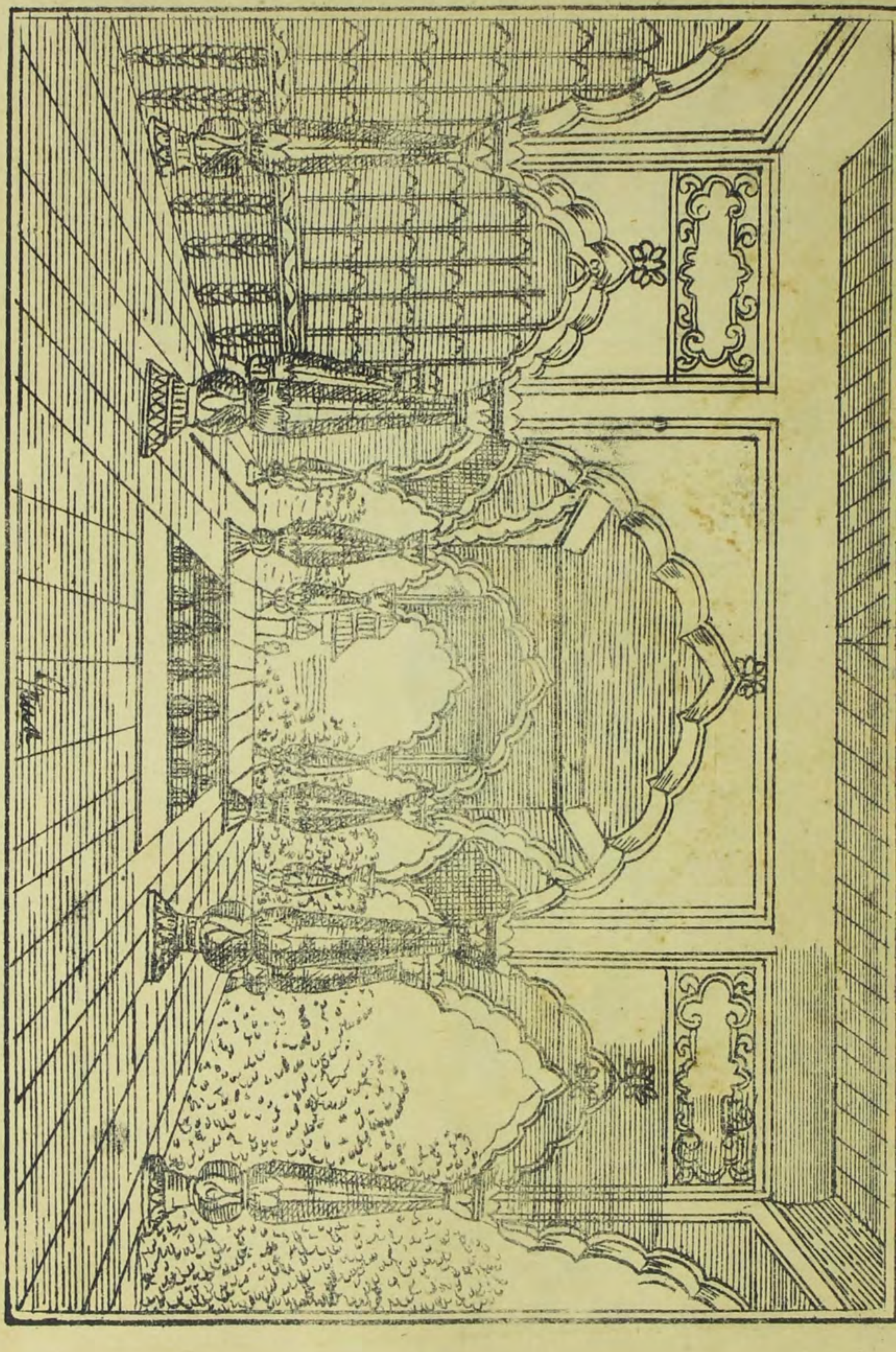

نقشہ ایوان

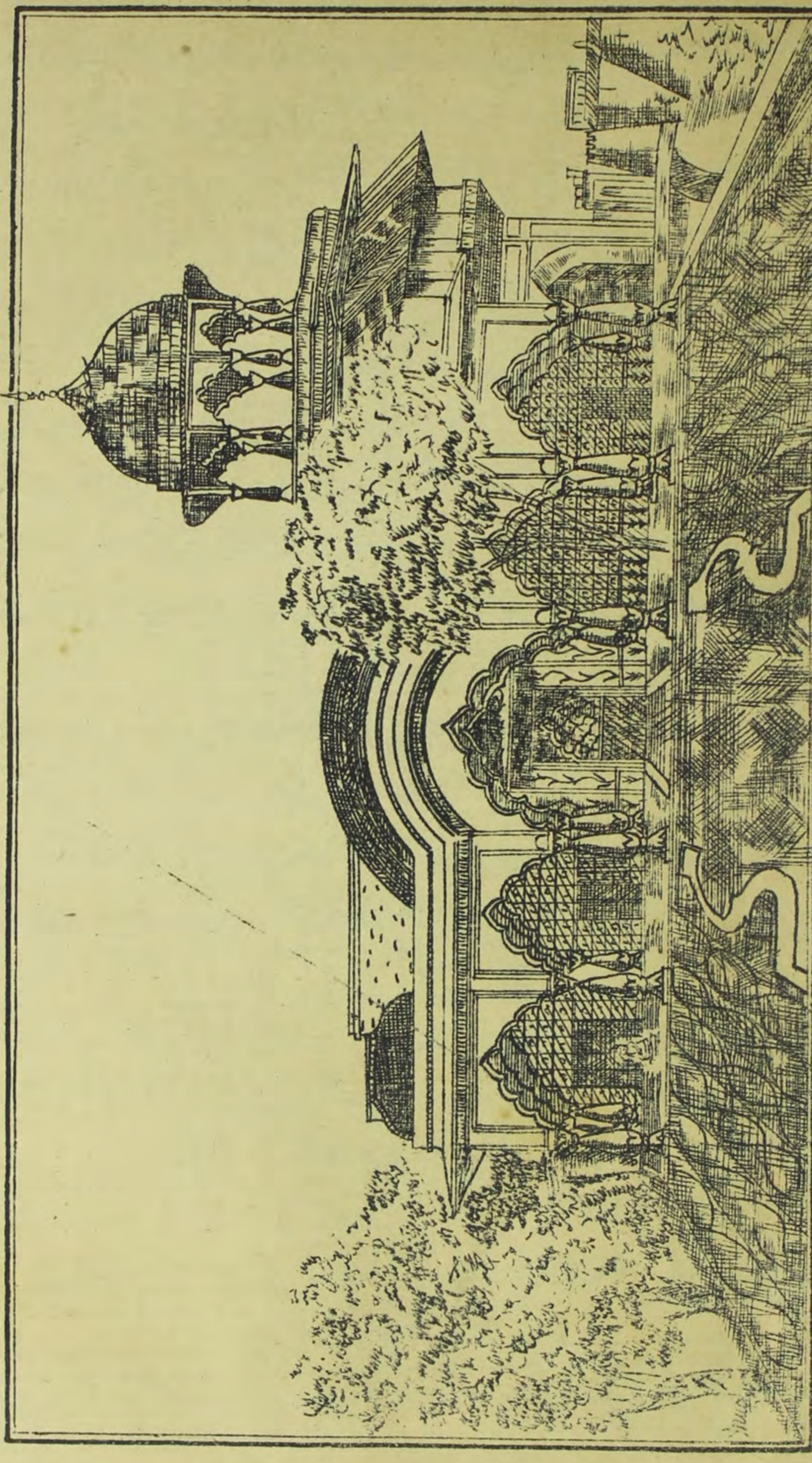

SHAH BOORJ ROYAL TOWER ON THE SIDE OF THE GARDEN DELHI PALACE.

نقشہ شاہ برج کا مہتاب باغ کی طرف سے

رکھا کرتے اس آبشار کے آگے ایک حوض ہی سنگ مرمر کا ساڑھے تین گز کے طول اور ڈھائی گز کے عرض سے اور اس حوض سے شرقی طاق کے کنارے تک ایک نہر ہی ڈیڑھ گز کے عرض سے نری سنگ مرمر کی بہت تحفہ اور پرچین ساز اور منبت کار اور یہ دونون حوض بھی نہایت پرچین ساز اور منبت کار ہین اور عقیق اور مرجان اور اور پتھر بیش قیمت جڑے ہین اس نہر مین سے ایک نہر نکل کر غربی طاق کے حوض مین پڑتی ہی اور اُس سے برج کی نہر مین آنکر اور مثمن حوض مین سے ہوکر شرقی طاق کی طرف بہتی ہی کہ اسکے نیچے دریا کی طرف ایک آبشار بنی ہوئی ہی سارے قلعہ مین اسی مقام سے نہر گئی ہی اور ہر جگہ پانی جانے کے قلبہ اسی برج مین بنے ہوے ہین اور ہر ہر قلبہ پر نام لکھا ہوا ہی کہ یہ فلانے حوض کا قلبہ ہی اور یہ فلانی نہر کا اور دوسرے درجہ کی عمارت بھی مثمن ہی نہایت صفائی کے ساتھ آٹھ گز کے قطر سے اور اُسکے آٹھون ضلعون پر سراسر ایوان ہی چوبیس ستون کا اور تیسرے درجہ کی عمارت ایک نشیمن ہی گنبدی آٹھ ستونون پر اور اسکا برج سنگ مرمر کا اور کلس سنہری ہی غرضکہ یہ عمارت عجائب روزگار سے ہی اب ہم اس مقام پر اس کا نقشہ لکھتے ہین

مہتاب باغ

حیات بخش باغ کی جانب غرب یہ باغ ہی کہ کسی زمانہ مین بہت لطیف ونفیس ہوگا مگر اب کچھ اچھا نہین رہا اس باغ کے بیچ مین ایک بہت بڑی نہر بہت خوشنمائی سے بہتی ہی اور اب حضور والا سراج الدین محمد بہادر شاہ نے اس نہر کے پاس جانب غرب قطب صاحب کے جھرنہ کے طور پر جھرنہ بنایا ہی نرا سنگ سُرخ کا اور اس سبب سے اس باغ کو اور رونق ہوگئی ہی اور اسی باغ مین ایک درگاہ قدم شریف کی ہی مگر کچھ عمدہ نہین اسواسطے اُسکا نقشہ نہین لکھا

چوبی مسجد

اس باغ سے آگے نکلکر دو مکان ہین باورچی خانون کے اور وہ دونون مکان چھوٹا خاصہ اور بڑا خاصہ کرکے مشہور ہین انکے پاس ایک مسجد تھی چوبی احمد شاہ بادشاہ کے وقت کی بنی ہوئی مگر اب بالکل ٹوٹ گئی ہی اور مٹی کا ڈھیر ہوگئی ہی مگر اسکے دروازہ پر یہ کتبہ باقی رہگیا ہی

بنا کرد مسجد شہ دین پناہ خرد را بحیرت فرو رفت پای	اگر شد یاورش دولت سرمدی چو شد فکر تاریخ را مبتدی	برو ہر کہ آنجا سجود نیاز بگفتا سروش از سر برتری	بانوار طاعت شود مہتدی بہ بیت شرف مسجد احمدی ۱۱۶۲ ہجری

حال قلعہ معلی از جانب ریتی

ریتی کی طرف سے دیکھنا اس قلعہ کا ایک کیفیت عجیب اور تماشاے غریب رکھتا ہی کہ ایک طرف موج زنی دریاے جون

اور جریان آب اور روانی کشتیہا اور لہرانا سبزہ کا اور دور دست تک نظر آنا صحراے خرم و شاداب کا اور دوسری طرف فصیل اور بروج طلائی اور کنگرہ ہاے قلعہ اور ان سب چیزون کا عکس پانی مین پڑنا اور سورج کرن سے برج طلائی کا چمکنا اور کثرت لمعان سے تماشائیون کی نظر کا اوسپر نہ ٹھہرنا ایک طرفہ تماشا ہی خصوصًا بوقت شام پانی کے جاری ہونے کی صدا اور درختان زیر قلعہ پر کہ بہت گھن کے واقع ہوے ہین انواع طیور کا بسیرا لینا اور آپسمین بیٹھکر صداے خوش اور لحن دلکش کا کرنا اور ہواے ملایم کا چلنا عارفون کو از خود رفتگی کی تکلیف کرتا ہی

نور گڈھ نمبر ۱۶

اسی قلعہ کے متصل جانب شمال سلیم گڈھ ہی اسلام شاہ کا بنایا ہوا جو ۹۵۳ھ ہجری مین بنا تھا خاندان تیموریہ مین اوسکو نور گڈھ بولتے ہین اب یہ نور گڈھ قلعہ سے ایسا ملحق ہوگیا ہی کہ حقیقت مین ایک جزو ہی قلعہ کا یہ عمارت دریا کے بیچ مین بنی ہوئی ہی اور اسلام شاہ کے وقت مین دریا اوترکر اس عمارت مین جاتے تھے اور اصلی دروازہ اس گڈھ کا جانب جنوب بطرف گھاٹ نگمنبود ہی عہد جہانگیر بادشاہ مین اسکی جانب شمال ایک پل بنا اور اس طرف بھی دروازہ بنایا گیا جبکہ شاہجہان نے یہ قلعہ بنایا وہ پل اس قلعہ مین ایسا مل گیا کہ گویا اس قلعہ ہی کے لیے بنایا تھا اور اوسپر دونون طرف کتبہ لگا ہوا ہی چنانچہ اوسکی ہم نقل کردیتے ہین

کتبہ جانب شرق

شد بحکم شاہ نور الدین جہانگیر عظیم	سال و تاریخش مبارک آن صراة المستقیم

کتبہ جانب غرب

بحکم بادشاہ ہفت کشور چو این پل گشت در دہلی مرتب	شہنشاہ بعدل و داد و تدبیر کہ وصفش را نشاید کرد تحریر	جہانگیر ابن شاہنشاہ اکبر پی تاریخ اتمامش خرد گفت	کہ شمشیرش جہان را کرد تسخیر پل شاہنشہ دہلی جہانگیر

سنہ جلوس جہانگیری

اب ہم اس مقام پر ایک نقشہ ریتی کا لکھتے ہین کہ اسمین سلیم گڈھ اور پل سلیم گڈھ اور تمام مکانات جانب ریتی کے موجود ہین وھو ھذا

اشارہ

واضح ہو کہ ہمنے اس قلعہ کی پیمایش کا جہان جہان ذکر کیا ہی وہ شاہجہانی گز سے بیان کیا ہے اسواسطے کہ کتب تواریخ مین اسکی پیمایش شاہجہانی گز سے لکھی ہے

ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ

الحمد للہ کہ یہ قلعہ معلیٰ اور یہ قصر اعلیٰ کہ جسکا ادنیٰ مکان خلد برین پر فوق لیجاتا ہی ایسے شاہنشاہ عالم پناہ کے وجود باجود سے رونق پذیر ہی کہ نوشیروان کو اسکے دیوان عدالت مین رتبہ ادنیٰ چاکر کا اور سکندر کو اُسکی بارگاہ مین کمترین رتبہ نوکر کا ہی خزان انکے عہد دولت مین برنگ بہار اور خار انکے زمانۂ سلطنت مین غیرت گلزار ہے یہ بات ظاہر ہی کہ اگر اندیشہ ایسے ممدوح کی مدح وثنا کی درپے ہو جسقدر مضمون عالی پیدا کرے اُسکی شان کے آگے پستی سے خالی نہوگا اسواسطے اول ہی عجز پر اقرار کرنا اولیٰ اور انسب ہی ولادت اس مرشد برحق اور قبلہ اہل حق کی اٹھائیسوین شعبان المعظم سنہ ۱۱۸۹ ہجری روز سہ شنبہ قرب غروب آفتاب ہی تاکہ جہان کو معلوم ہو کہ اس برگزیدۂ خدا اور نور دیدۂ عرفا کے ظہور کے بعد آفتاب بھی خجل ہوکر پردۂ حجاب مین چھپ گیا اور ابوظفر تاریخ ولادت پائی ہی کہ دلیل ہی معاندین پر ظفرمندی اور فیروزی کی اور جلوس میمنت مانوس حضرت کا اٹھائیسوین جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۳ ہجری شب جمعہ کو واقع ہوا ہی اور یہ تاریخ جلوس ہی ؎ از نشہ دولت بہادر شاہی ❊ شد پر زمی طرب ایاغ دہلی ❊ بنشست بہ تخت دولت روز افزون ❊ نزہت بفزود از و بباغ دہلی ❊ تاریخ جلوس آن شہ والا قدر ❊ آمد بلب خرد چراغ دہلی ❊ اللہ تعالیٰ اس زبدۂ ملوک بزرگ اور نقاوہ سلاطین سترگ کی ذات مقدس کو ابد الآباد تک سلامت رکھے اور عالم اُنکے فیض عدالت سے شاداب وسیراب رہے بالنبی وآلہ الامجاد

تمام شد باب دوم

بعون صناع مکین ومکان فضل خلاق زمین وزمان

کتاب حذاقت انتساب متضمن حالات تعمیرات وقلعہ وباشندگان شہر دہلی مسمی بہ

آثار الصنادید

تصنیف جواد الدولہ سید احمد خان صاحب بہادر عارف جنگ سابق منصف دار الخلافہ شاہجہان آباد

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہو کر مطبوع ہوئی

باب تیسرا

خاص شہر شاہجہان آباد کے حال مین

	کسی را زندگانی شاد باشد	کہ در شاہ جہان آباد باشد	
شہر اعظم بہشت رحمت نشان	مرکز ہند تختِ گاہِ شہان	چون سوادِ بہشت جان پیرا	ہیچو باغ بہارِ روح فزا
ساکنانش ہمہ خلف فرزند	فاضل و نکتہ دان و دانشمند	ہمہ فیروز جنگ و ملک ستان	ہمہ مقبولِ طبعِ شاہجہان
ہمہ با جاہ و منصبِ خانی	ہمہ با زیب و فرِ سلطانی	ہمہ مانندِ بوعلے ماہر	ہمہ با خیلِ قدسیان ذاکر
ہمہ مرہم نہِ دلِ خستہ	ہمہ از جورِ دہر وارستہ	ہمہ داؤد لحن خوش آواز	ہمہ در فن و کارِ خود دمساز
ہمہ یوسف رخ و زلیخا شوق	ہمہ فرہاد طبع شیرین ذوق	ہمہ با شخص کام ہم آغوش	ہمہ از بادۂ خوشی مدہوش

آدمی کی کیا طاقت ہی کہ اس شہر کرامت بہر کی تعریف لکھ سکے اسواسطے اُس سے درگذر کر کچھ مختصر حال اسکا لکھتا ہون + آبادی اس شہر کرامت بہر کی سنہ ۱۲ بارہ جلوس شاہجہان بادشاہ مین شروع ہوئی ہی کہ مطابق تھے سنہ ایکہزار اڑتالیس ہجری کے بعد تیاری قلعہ کے شہر پناہ اور خندق شہر نہایت لطافت اور نزاکت سے بنائی گئی اور ہر ہر مقام پر دروازے اور کھڑکیان رکھی گئین اور چوک اور بازار مرتب ہوئے کہ ایک ایک گلی اور ایک ایک کوچہ رشک فردوس برین تھا نزاکت اور لطافت مین روے زمین پر اپنا نظیر نہین

رکھتا تھا ۱۰۵۸ہجری مین یہ شہر بنکر تیار اور آباد ہوا امیر یحیےٰ کاشی نے اس شہر کی یہ تاریخ پائی + شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد + اس شہر کے بیچ مین نہر جاری ہی اور + جنات تجری من تحتہا الانہار + کی مصداق رکھتی ہی ہر گلی کوچہ مین نہر کا پانی پہونچتا ہی اور آب حیات پر طعنہ مارتا ہی اسواسطے مناسب معلوم ہوا کہ سب سے پہلے نہر کا حال لکھا جاوے اور مشتاقان لقاے دہلی کو طراوت روح افزا دیجاوے

حال فیض نہر

یہ ایک نہر ہی فیروز شاہ بن سالار رجب کی بنائی ہوئی جسنے دلی مین قلعہ فیروز آباد اور کوٹلہ اور جہان نما یعنی بدیع منزل عرف بجے منڈل بنایا تھا یہ بادشاہ بہت نیک نیت تھا اور پل اور بند بنانے پر بہت ہمت مصروف رکھتا تھا چنانچہ اس بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت مین دریاے جمن سے ایک نہر کاٹی اور نواحی پرگنۂ خضر آباد سے اُسکا مبدع شروع کیا کہتے ہین کہ جس مقام سے اس بادشاہ نے نہر کاٹنی شروع کی ہی وہان ایک بہت مرتفع مربع عمارت نہایت مستحکم بنائی ہی اور اُسمین بتفاوت درجات دروازے اور دریچہ رکھے ہین کہ جتنا پانی منظور ہوتا ہی اُتنا لیتے ہین غرض کہ فیروز شاہ کے عہد مین یہ نہر پرگنۂ خضر آباد سے پرگنۂ سفیدون تک آئی ہی جہان فیروز شاہ کی شکارگاہ تھی۔ جبکہ فیروز شاہ مرگیا اور اُس پر ایک زمانہ گذرا یہ نہر خراب ہوگئی اور بہنے سے رہگئی جلال الدین محمد اکبر شاہ کے عہد مین شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دہلی نے اپنی جاگیر کی آبادی اور افزونی زراعت کو اس نہر کی مرمت کی اور خضر آباد سے سفیدون تک پھر جاری کی اور نہر شہاب اس کا نام رکھا جب اسپر بھی ایک زمانہ گذر گیا اور کسی نے اس کی مرمت اور خبر گیری نہ کی پھر یہ نہر بند ہوگئی اور بہنے سے رہگئی جس زمانہ مین شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے قلعہ بنایا اور شاہجہان آباد آباد کیا اُس زمانہ مین حکم دیا کہ اس نہر کی پھر مرمت کیجاوے اور خضر آباد سے سفیدون تک بدستور پھر جاری ہووے اور سفیدون سے قلعہ معلےٰ اور ارک اعلیٰ تک کہ تیس کوس کا فاصلہ ہی ایک نئی نہر کھودی جاوے اور قلعۂ معلےٰ اور شہر امت بھر مین جاری ہووے چنانچہ پند۔ ہوین جمادی الاول ۱۲ سنہ جلوس تک چار مہینہ بارہ روز عزت خان برادر زادہ عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ نے اس نہر کی مرمت مین ہمت مصروف کی جب کہ عزت خان ٹھٹھہ کی صوبہ داری پر مقرر ہوا اہتمام نہر وغیرہ کا اکہ بردی خان کو مفوض ہوا اور اُس نے یکم جمادی الثانی ۱۵ سنہ جلوس تک دو برس ایک مہینہ پندرہ دن اس کام مین سعی کی اور بعد اُسکے یہ خدمت مکرمت خان میر سامان و خان سامان کو سپرد ہوئی کہ اُسکے اہتمام

مین سال بستم جلوس مین قلعہ اور نہر مرتب ہو گئی قلعہ مین کوئی مکان ایسا باقی نرہا کہ جہان نہر نہ پھری ہو اور شہر مین کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا کہ جہان نہر نہ آئی ہو حتی کہ باورچیخانون مین بھی نہر جاری تھی اور پانی کی محتاجی نرہی تھی بعد گذرنے مدت دراز کے قریب قریب عہد عالمگیر ثانی کے پھر اس نہر کا حال تباہ ہو گیا اور جابجا سے ٹوٹ گئی اور مٹی بھر گئی کہ پانی بہنے سے رہ گیا اور شہر مین وہ تروتازگی اور وہ دلچسپی اور وہ دلربائی نرہی۔ جب کہ سرکار دولتمدار انگریزی نے ان بلاد کو فتح کیا اور عالم خزان رسیدہ نے اُن کے حکم اور عدل سے رونق بہار حاصل کی حکام والا مقام انگریزی اس نہر کی مرمت اور ترتیب مین مصروف ہوئے اور اگلے زمانہ سے بہتر اُسکی درستی کی اب شہر مین بدستور سابق یہ نہر جاری ہی اور قلعہ کے ہر ہر مکان مین بہتی ہی اور علاوہ اسکے حکام والا مقام انگریزی نے افزونی زراعت اور آبادانی ملک کے لیئے بھی وہ ہمت مصروف کی کہ اس نہر کے سبب محصول دیہات مضاعف ہو گیا کوئی پرگنہ باقی نہین کہ جہان سے یہ نہر نہ گذری ہو اور اُس کے ہر ہر موضع مین نہ گئی ہو۔ جہان سے کہ یہ نہر کٹی ہی وہان سے چلکر اس نہر کے دو شعبہ ہو گئے ہین ایک شعبہ مائل بجانب غرب گیا ہی کہ ملک سرسہ اور حصار وغیرہ کو اُس سے رونق حاصل ہی مگر یہ شعبہ بسبب ریگستان کے آگے نہ چلا اور وہین غائب ہو گیا۔ اور دوسرا شعبہ اُس کا مائل بجنوب انبالہ اور کرنال اور پانی پت ہوتا ہوا شہر شاہجہان آباد مین آیا ہی اور اُس کے بازارون مین ہوتا ہوا قلعہ معلے مین داخل ہوا ہی اور اُسکے ہر ایک مکان کو رونق تازہ دی ہی اور پھر دریاے جمن مین جا ملا ہی اور اب سرکار دولتمدار انگریزی کی بدولت اس ملک مین پانچ نہرین جاری ہین اَوّل نہر مغربی جسکو نہر فیض کہتے ہین اور اُسکا بہنے اوپر حال لکھا ہی اور یہ نہر شہر شاہجہان آباد مین بہتی ہی اور اُسکے شعبے حصار رہتک تک پہونچے ہین دوّم نہر مشرقی کہ دریاے جمن سے متصل سہارنپور روان ہی + سوّم نہر بیجاپور واقعہ دیرہ دون کہ نکالی گئی ہی جانب چپ دریاے توسی سے متصل بیجاپور کے + چہارم نہر راجپور واقع دیرہ دون کہ نکالی گئی ہی جانب راست دریاے رستپائی قریب قصبۂ راجپور کے + پنجم نہر نگینہ واقع ضلع بجنور علاقہ روہیلکھنڈ کہ نکالی گئی ہی جانب راست دریاے کوہ سے اور بہتی ہی متصل نگینہ کے اب کہ کچھ مختصر حال فیض نہر کا معلوم ہو گیا اُس کے بعد اب آبادی اور شہر پناہ خیر البلاد شاہ جہان آباد کا حال لکھتا ہون

حال شہر پناہ

جبکہ یہ قلعہ معلے اور ارک اعلی بنکر تیار ہوا اور شہر نے کوچہ و بازار اور نہر آبدار سے رونق پائی اور آبادی اس کی روز افزون ہونے لگی اُسوقت بادشاہ دین پناہ نے حکم دیا کہ اس شہر کی فصیل بھی بنائی جاوے

نقشہ متعلقہ صفحہ ۵ - باب ۳

نقشۂ اجمیری دروازہ

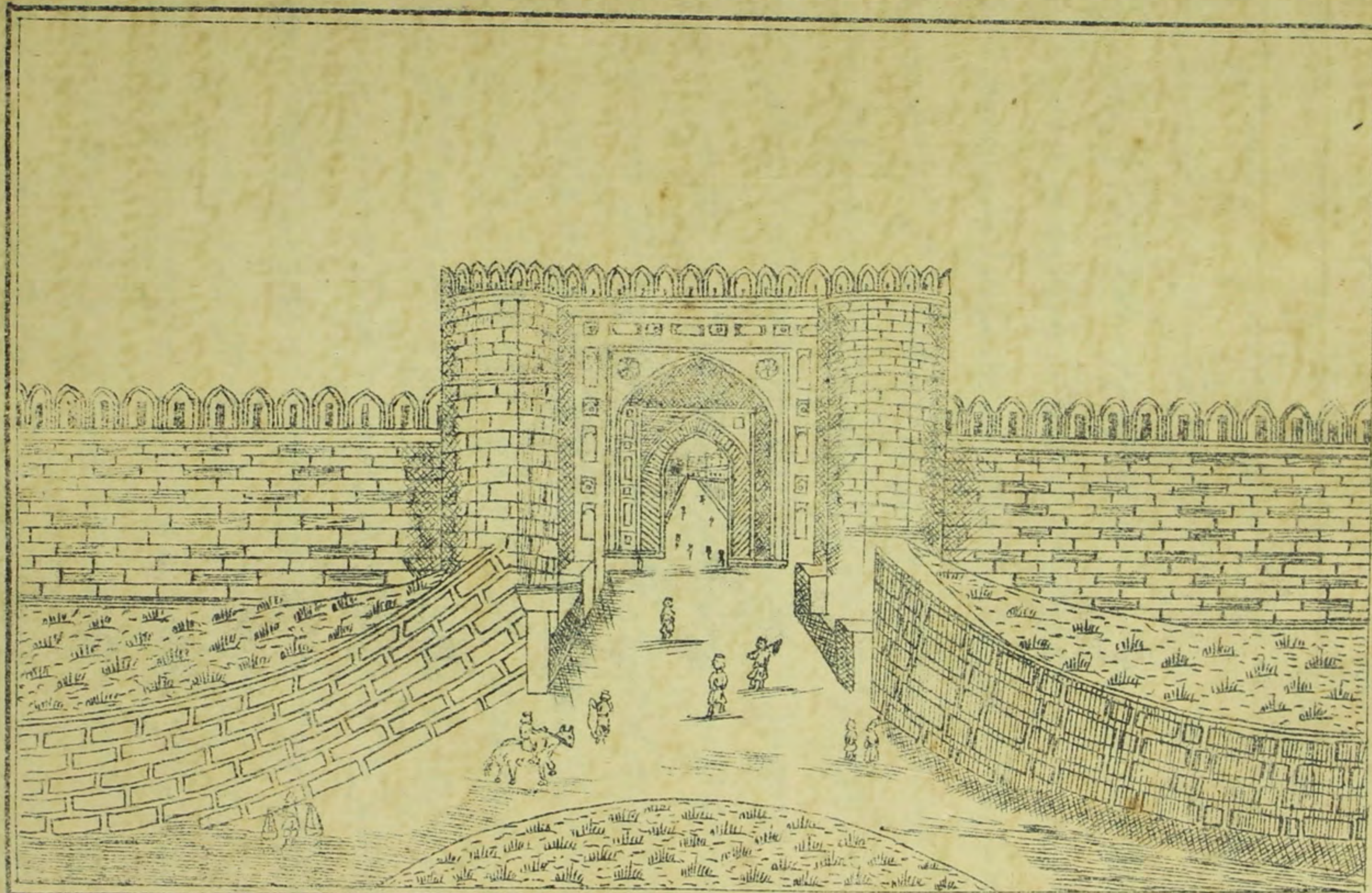

اور خندق اور برج بارہ سے درست کیجاوے تاکہ شہر کو رونق تازہ حاصل اور ساکنین کو آسایش فراوان حاصل ہو چنانچہ سال بست و چہارم جلوس شاہجہانی مین مکرمت خان کے نام حکم ہوا کہ شہرپناہ پتھر اور مٹی سے بنائی جاوے بموجب حکم عالی کے شہرپناہ پتھر اور مٹی سے چار مہینہ کے عرصہ مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ لگ کر بنی لیکن اس سبب سے کہ مٹی کو چندان قیام نہین ہی پانی کے زور اور برسات کے زور شور مین اکثر جگہ سے شہرپناہ گر پڑی اسواسطے سال بست و ششم جلوس مین ربیع الاول کی بائیسوین تاریخ کو حکم ہوا کہ اس شہرپناہ کو اُکھیڑ کر سر نو سے شہرپناہ لطیف و نفیس مستحکم و مضبوط چونہ اور پتھر سے بنائی جاوے کہ بموجب حکم اقدس و اعلی کے شہرپناہ جدید پختہ و مستحکم ساڑھے تین لاکھ روپے خرچ ہو کر بنی کہ ڈیڑھ لاکھ سابق کا اور ساڑھے تین لاکھ حال کے کل پانچ لاکھ روپیے اسپر خرچ ہوئے اور گیارہوین جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۹ ہجری مین تمام ہوئی اس حصار فلک مثال کا طول چھ ہزار تین سے چونسٹھ گز کا ہی اور عرض دیوار کا چار گز کا اور ارتفاع کنگورون تک نو گز کا اور اسمین ستائیس برج ہین ہر برج کا دس گز کا قطر ہی اور چھ دروازے بڑے اور پانچ چھوٹے تھے لیکن اب ایک آدھ دروازہ اور بھی بڑھ گیا ہی اور کھڑکیان بھی کمتی ہو گئین ہین چنانچہ اُسکا حال آگے لکھینگے مگر ہر دروازہ کی قطع اور صورت اور شکل ایک سی ہی اور سب آپسمین ملتے ہین اسواسطے ہم اس مقام پر ہر ایک دروازہ کا نام لکھکر صرف ایک دروازہ کے نقشہ پر اکتفا کرتے ہین کہ اُسی پر سب دروازون کا حال قیاس کیا جا سکتا ہی + یہ فصیل بھی بسبب امتداد زمانہ کے جا بجا سے شکستہ ہو گئی تھی حکام والا مقام انگریزی نے ہر مقام سے اسکی مرمت کی اور اُسپر مزید یہ کیا کہ اجمیری دروازہ کے باہر ایک مدرسہ غازی الدین خان کا متصل شہرپناہ واقع تھا چونکہ عمارات بلند کا گرد شہرپناہ کے رہنا مراتب احتیاط اور دانشمندی کے خلاف تھا اسواسطے جملہ مکانات بیرون شہر کے توڑنے کی تجویز ہوئی یہ مدرسہ کہ نہایت عالی اور بغایت دلکشا تھا اُسکا توڑنا بہت نامناسب جانا اسواسطے اجمیری دروازہ کے باہر شہرپناہ جدید بنائی اور اس مدرسہ کو داخل شہر کر لیا چنانچہ اسکا حال اُس مقام پر آوے گا اور چونکہ یہ تعمیر معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کے عہد سلطنت مین ہوئی تھی اسواسطے اُسکے ایک برج جدید پر برج اکبر شاہ سنگ مرمر مین کھود کر لگا دیا ہی اب ہم اس مقام پر دروازون کا نام بیان کرتے ہین اور ایک دروازہ کا نقشہ لکھتے ہین

	نام دروازون کے	

دلی دروازہ + راج گھاٹ دروازہ + خضری دروازہ + نگمبود دروازہ + کیلہ کے گھاٹ کا دروازہ + لال دروازہ + کشمیری دروازہ + بدررو دروازہ + کابلی دروازہ + پتھر گھٹی دروازہ + مسدود لاہوری دروازہ + اجمیری دروازہ + ترکمان دروازہ

کھڑکیون کے نام

زینت المساجد کی کھڑکی + نواب احمد بخش خان کی کھڑکی - نواب غازی الدین خان کی کھڑکی + مثمن برج کی کھڑکی - سلیم گڈہ کی کھڑکی + نصیر گنج کی کھڑکی + نئی کھڑکی - شاہ گنج کی کھڑکی + اجمیری دروازہ کی کھڑکی مسدود + سید بھولیکی کھڑکی مسدود + بلند باغ کی کھڑکی مسدود + فراش خانہ کی کھڑکی + امیر خان کی کھڑکی + خلیل خان کی کھڑکی + بہادر علیخان کی کھڑکی + نگمبود کی کھڑکی

آبادی شہر کا حال

اس شہر کرامت بحر کا حال کیا لکھون ایک بہشت ہی اور جوق جوق ملائک اُسمین آباد ہین تمام دنیا کی چیزین موجود ہین اور ہر قسم کے آدمی رہتے ہین جنکے حسن و ادا پر حور و غلمان اور زہد و تقوی پر ملائک ہفت آسمان رشک لیجاتے ہین

عراقی و خراسانی ز حد بیش
نشسته هر طرف گوهر فروشی

نهاده پیش خود سرمایهٔ خویش
برآورده ز دریا ها خروشی
برآید از برای امتحانی

فرنگی از فرنگستان رسیده
فتاده هر طرف صد لعل بدخشان
متاع هفت کشور از دکانی

نوادر از بنادر پیش چیده
بود در هر دکان کان بدخشان

شہر کے گلی کوچہ نہایت وسیع و صاف ہر گلی مثل کوچۂ یار اور ہر بازار مثل گلزار ہی

چو جنت بر زمینش هر مکانی

بود در هر مکانی بوستانی
هوایش دلکشا و دلنشین است

خیابانش چنان عشرت سرشت است
طراوت خانه زاد این زمین است

که گویا کوچه ها راه بهشت است

جب کہ آبادی کا یہ حال ہو اور وسعت کا یہ احوال پھر کیونکر اسکا حال لکھا جاوے اور اس دریائے محیط کو کوزہ مین بند کیا جاوے لیکن قل و دل اس شہر کی آبادی کا حال اور مکانات کا نقشہ لکھنا شروع کرتا ہون اگرچہ اس شہر مین بہت مکان نفیس ہین اور بہت مسجدین عالی اور سنہری ہین لیکن افضل المساجد اور افضل العمارت جامع المساجد ہی اسواسطے پہلے اُسی کا حال لکھتا ہون + کم مسجد زخرفت فیہا منارتہ + لو قابلتہ شموس الضحی تنکسف

مسجد جہان نما یعنی مسجد جامع

یہ مسجد اقصی اور یہ معبد اعلی ارک شاہجہان آباد سے ہزار گز کے فاصلہ پر غرب کی طرف ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہی

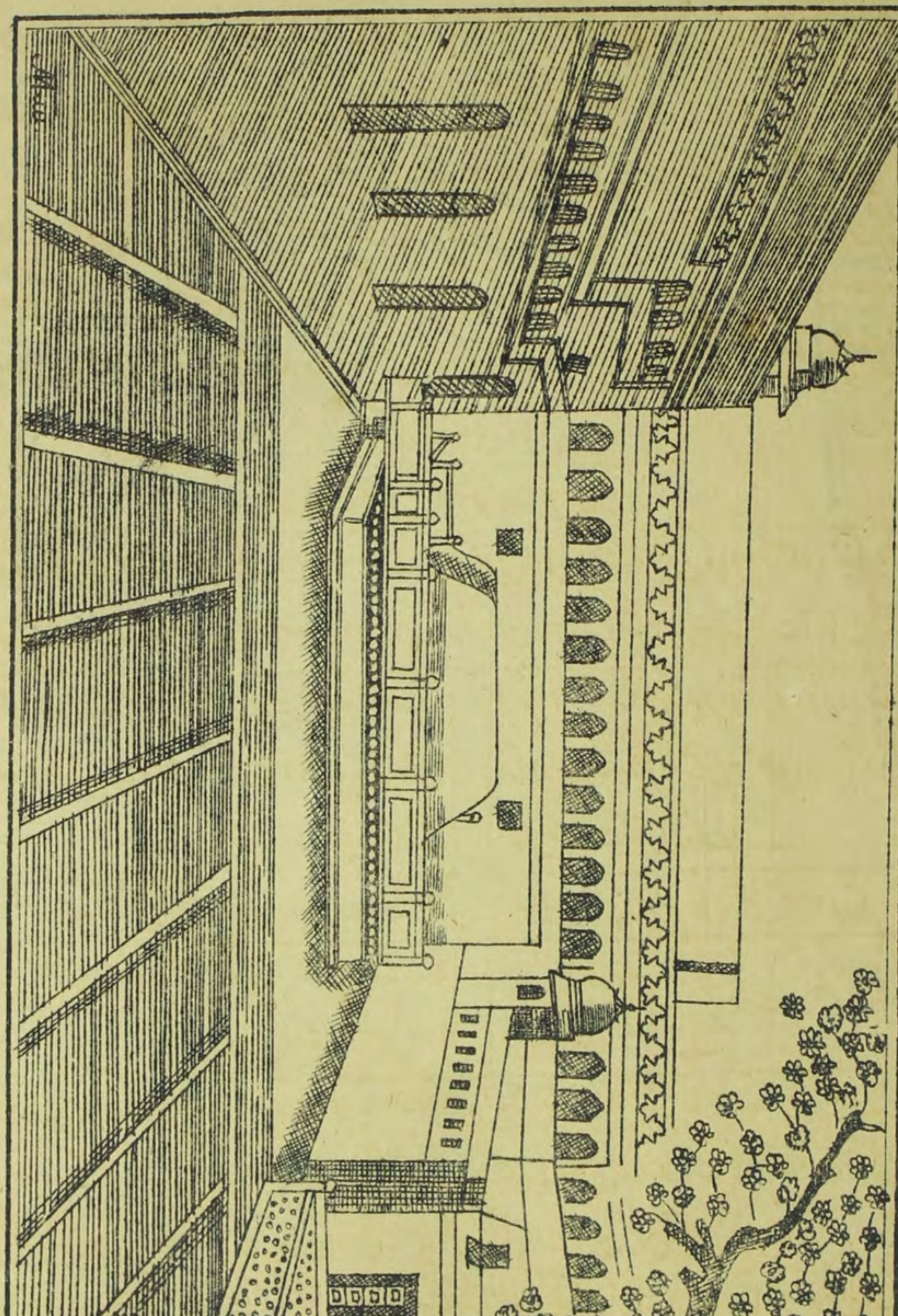

نقشہ درگاہ حضرت شاہ ترکمان

کہ وہ پہاڑی اُسمین بالکل چھپ گئی ہی اور شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ نے اس مسجد کو بنایا ہی کہ لطافت اور نزاکت اور خوبی اور خوشنمائی اُسکی بیان سے باہر ہی آدمی کی طاقت نہین کہ اُسکا بیان کرسکے ایسی خوش قطع اور خوشنما مسجد روے زمین پر نہین سر سے پاؤن تک ایک رنگ کے سنگ سرخ کی ہی اور اندر سے اجارہ تک سنگ مرمر کی اور جا بجا سنگ سرخ مین سنگ مرمر کی دھاریان اور سنگ موسی کی پچی کاری ہوئی ہی برج اسکے تمام سنگ مرمر کے ہین اور اُس مین سنگ موسی کی دھاریان بنی ہوئی ہین ایسے مہندس بے بدل نے یہ مسجد بنائی ہی کہ کوئی در و دیوار طاق و محراب مرغولہ و کنگورہ تناسب سے خالی نہین دسوین شوال سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سال بست و چہارم جلوس مین اس مسجد کی بنیاد باہتمام سعد اللہ خان دیوان اعلے اور فاضل خان خانساماں کے پڑنی شروع ہوئی اور ہر روز پانچہزار راج مزدور بیلدار سنگتراش کام کرتے تھے باوجود اس اہتمام کے چھ برس مین دس لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ مسجد تمام ہوئی اس مسجد کے تین گنبد ہین نہایت خوشنما نوے گز کے طول اور تیس گز کے عرض مین اندر کو سات محرابین ہین اور باہر صحن کی طرف گیارہ در ایک در تو بہت بلند ہی اور پانچ پانچ در ادھر اُدھر ہین بڑے در پر تو یا ہادی بطور طغرا لکھا ہی اور باقی درون پر کتبہ نام نامی شاہجہان اور تاریخ تعمیر اور زر مصارف کھدا ہوا ہی چونکہ وہ کتبہ بہت بڑا ہی اُسکا بعینہ نقشہ مین نقل کرنا بہت مشکل ہی اور مہندر النقشہ کی رونق اور شان و شوکت نہین رہنے کی اسواسطے اُسکو اس مقام پر نقل کردیتا ہون

کتبہ در اول از طرف شمال

بفرمان شہنشاہ جہان بادشاہ زمین و زمان گیہان خدیو کشورستان گیتی خداوند گردون توان موسس قوانین عدل و سیاست مشید ارکان ملک و دولت بسیار دان عالی فطرت قضا فرمان قدر قدرت فرخندہ راے خجستہ منظر فرخ طالع بلند اختر آسمان حشمت انجم سپاہ خورشید عظمت فلک بارگاہ

کتبہ در دوم

مظہر قدرت الٰہی مورد کرامت نامتناہی مظہر کلمۃ اللہ العلیا مروج الملۃ الحنیفۃ البیضا ملجا الملوک والسلاطین خلیفۃ اللہ فی الارضین الخاقان الاعدل الاعظم والقاآن الاجل الاکرم ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی لازالت رایات دولتہ منصورۃ واعداء حضرتہ مقہورۃ کہ دیدہ بصیرت حق بنیش از شعشعہ انوار ہدایت انما یعمر مساجد اللہ

کتبہ در سوم

من آمن باللہ وبالیوم الاخر مستنیر است و آئینہ ضمیر صدق گزینش از شعشعہ مشکات روایت من احب البلاد الی اللہ مساجدہا

فروغ پذیر این مسجد کوه اساس گردون مماس که کریمهٔ لمسجد اسس علی التقوی بیان بنیان پایدار اوست و نبیه والقی فی الارض رواسی آن تمهید بکم کتابه ایوان استوار او و قمهٔ قبه فلک شانش از طبقات آسمان گذشته و شرفه طاق سپهر نشانش با وج کیوان پیوسته

کتبه در چهارم

گر ز طاق و قبهٔ مقصوره اش جوئے نشان	هیچ نتوان گفت غیر از کهکشان و آسمان
فرد بودی قبه گر گردون نبودے ثانیش	طاق بودی طاق گر جفتش نبودی کهکشان

فروغ شمسه پیش طاق جهان نمایش روشنی بخش مصابیح سموات پرتو کلس گنبد عالم آرایش نور افزای قنادیل ثوابت سبز سنگ مرمرش چون صخرهٔ مسجد اقصیٰ مرقات

کتبه در پنجم

مقام قاب قوسین او ادنیٰ محراب فیض گسترش مانند صبح صادق کشاده پیشانی بشارت رسان ولقد جاءهم من ربهم الهدیٰ ابواب رحمت آمایش صلای والله یدعوا الی دار السلام بمسامع خاص و عام رسانیده منار سپهر مدارش ندائی ویجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ از نه رواق گنبد فیروزه فام گذرانیده سقف رفیع با صفایش تماشاگاه روحانیان گره افلاک بر در ششم کتبه یا هادی بخط طغرا نوشته

کتبه در هفتم

صحن وسیع دلگشایش سجده گاه پاک نژادان معمورهٔ خاک روح فضائی فیض انتما و طیب هوای روح افزایش از روضهٔ رضوان حکایت کرده و عذوبت ما معین حوض دلنشین لطافت آمایش از چشمه سلسبیل خبر داده در روز جمعه دهم شهر شوال سال هزار [۱۰۶۰] و شصت هجری موافق سال چهارم از دور سوم جلوس میمنت مانوس بساعت خجسته ـ

کتبه در هشتم

و طالع شایسته سرمایهٔ ابنیا و پیرایه تاسیس یافت و در عرض مدت شش سال بحسن سعی کار پردازان کاردان کارگذار و فرط اعتنا و اهتمام کارفرمایان صاحب اقتدار و بذل جد و جهد استادان ماهر دانشور و وفور کوشش پیشه کاران چابک دست صاحب هنر و اتفاق مبلغ ده لکھ روپیه صورت انجام و طراز اختتام پذیرفت و مقارن اتمام در روز عید فطر

کتبه در نهم

بفر قدوم اقدس پادشاه ظل الله صافی نیت خدا آگاه زیب و زینت گرفت و اقامت نماز عید و ادای وظائف اسلام چون مسجد الحرام در روز عید اضحیٰ مرجع طوائف انام گردید و مبانی اسلام و ایمان را متانت و رصانت کرامت

سیاحان ربع مسکون و مسالک نوردان کوہ و ہامون را آراستہ عمارتی باین رفعت و حصانت در آئینہ بصر

کتبہ در دہم

دمرآت خیال مرتسم نگشتہ وحقائق گذاران وقائع دہر و فکرت پردازان نظم و نثر را کہ سوانح نگاران بدائع ارباب ملک و دولت و صنائع شناسان اصحاب مکنت و قدرت اند افراختہ بنای باین شکوہ و عظمت بر زبان قلم و قلم زبان نگذشتہ فرازندۂ کاخ ہستی وطرازندۂ بلندی و پستی این بنیان رفیع را کہ قرۃ العین بینش و زینت بخش کارخانہ آفرینش است

کتبہ در یازدہم

پایدار داشتہ صدای تسبیح مسجانش را ہنگامہ آرائی ذاکران مجامع ملکوت و زمزمۂ تہلیل مہلانش را نشاط افزای بزم معتکفان جوامع جبروت دارا دو روش منابر معمورۂ جہان را بخطبۂ دولت جاوید طراز این بادشاہ دادگر دین پرور کہ بیمامن ذات مقدس مبارکش ابواب امن و امان برروی روزگار کشادہ است آراستہ دارادہ بحق الحق واہلہ کتبہ نور اللہ احمدان دروں کے دونون طرف منارہ ہین نہایت بلند اور بغایت خوشنما اور اُسمین زینہ بنے ہوے ہین کہ اُس رستہ سے منارہ کے اوپر چلے جاتے ہین مناروں کے اوپر بارہ دری کی برجیان سنگ مرمر سے نہایت دلکشا دلربا بنی ہوئی ہین ان مناروں پر چڑھنے سے شہر کی عجب کیفیت معلوم ہوتی اور سیر دکھائی دیتی ہی تمام شہر مثل کٹورہ کے معلوم ہوتا ہی اور درختوں کی رونق اور مکانوں کی خوشنمائی سے ایک عالم دکھائی دیتا ہی شمالی منارہ بسبب بجلی کے گر پڑا تھا اور اس عمارت عالی مین چشم زخم پہونچ گیا تھا اور صحن کا فرش بھی کہ تمام سنگ سرخ کا ہی جا بجا سے بگڑ گیا تھا سرکار دولتمدار انگریزی نے معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کے عہد مین کہ اُسکو آجتک قریب تیئیس برس کے عرصہ گذرا ہی اس منارہ کو نبوا دیا اور فرش بھی درست کروا دیا کثرت نمازیون کی ماشاء اللہ اس مسجد مین مور و ملخ سے زیادہ ہوتی ہی اور امام کی آواز تکبیر سب نمازیون کو نہین پہونچ سکتی اسواسطے شاہزادہ مغفور مرزا سلیم ابن معین الدین محمد اکبر بادشاہ عرش آرامگاہ نے بڑے در کے بیچ مین ایک مکبر سنگ باسی کا بہت خوشنما نبوا دیا ہی کہ اُس مکبر پر مکبر کھڑا ہو کر آواز اللہ اکبر اور ربنا لک الحمد سب کے کان کا آویزہ کرتا ہی اس مکبر کو بنے ہوے اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہی مسجد مین تمام فرش سنگ مرمر کا ہی اور اُس مین سنگ موسی کی منبت کاری اور ریخین سازی سے مصلے بنا دیے ہین منبر اس مسجد کا سنگ مرمر کا ہی اور ایسا خوش قطع بنایا ہوا ہی کہ جسکا بیان ممکن نہین ٭

درگاہ آثار شریف

اس مسجد مین شمال کی طرف دالان غربی مین آثار شریف جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام رکھے ہوئے ہین

اور اُسکے آگے حضرت اورنگ زیب عالمگیر کے وقت مین الماس علی خان خواجہ سرا نے مجر سنگ سرخ کا جالیدار بنوا دیا تھا اور اُسپر یہ تاریخ کندہ تھی

پیش آثار مبارک سرور آخر زمان با سیادت ساخت دیوار مجر از سنگ سرخ سال تاریخ بنا چون میر جست از عقل و ہوش		در زمان شاہ عالمگیر خاقان جہان بندۂ با اعتقاد از صدق دل الماس خان گفت ہاتف بہر خود و اکر و الواب جنان

مگر پانچ برس کا عرصہ ہوتا ہی ایک آندہی تیرہ آئی تھی اُسکے صدمہ سے وہ مجر گر پڑا تھا حضرت ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ نے از سر نو اُس مجر کو مرتب کیا چنانچہ اب تک وہ مجر موجود ہی

حوض

صحن مسجد کا نہایت دلکشا اور بغایت فرحت بخش ہی ایک سو چھتیس ۱۳۶ گز کے عرض و طول سے اور اُسکے بیچون بیچ مین حوض ہی فرحت بخش روح افزا دلکش اور دلربا پندرہ گز سے بارہ گز کا نرا سنگ مرمر کا اُس کے بیچ مین فوارہ لگا ہوا ہی اور جمعہ اور عیدین اور الوداع کو چھوٹا کرتا ہی اُس کی کیفیت دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہی گویا فوارہ نور ہی کہ آسمان تک پہونچتا ہی اور یا پنجہ مہتاب ہی کہ آسمانیون سے مصافحہ کرتا ہی

ز صحنش فیض دیگر میتوان یافت	ز حوضش آب کوثر میتوان یافت رواقش قبلۂ اہل یقین است	ز رفعت آسمان یکپایۂ او نظیر مسجد اقصیٰ ہمین است	سر خورشید زیر سایۂ او

اُس حوض کے غربی گوشہ پر ایک چھوٹا کٹہرہ سنگ مرمر کا محمد حسین خان محلی نے بنوا دیا ہی اسواسطے کہ اس مقام پر علیٰ روایت العوام جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیٹھے ہوے دیکھا تھا اور اُس کٹہرہ پر یہ اشعار کندہ ہین

اکو ثر محمد رسول اللہ ۸ اللہ

رسول دیدہ اند انجا ولی و اہل اللہ + بجاست گر شود این سنگ ہم زیارتگاہ + بنای سال تحسین دی آفرین ہاتف + بگفت احاطہ جای نشست رسول اللہ

بانی جای ادب داعی محمد تحسین محلی بادشاہی

اس مسجد کے صحن کے چارون طرف ایوان ہای خوشنما اور دالانہای فرحت افزا اور حجرہ ہاے دلکش اور مکانات فرحت بخش بنے ہوے ہین اور چارون کونون پر چار برج ہین بارہ دری کے بہت دلچسپ کہ اُس سے ایک عجیب رونق اور بہار حاصل ہوگئی ہی جنوبی اور شرقی دالان کے سامنے دائرہ ہندی وقت نماز جاننے کو بنا ہوا ہی کہ افق اُسکا افق عالم پر فوق رکھتا ہی اس مسجد کے تین دروازے ہین بہت عالی ایک جانب جنوب بطرف بازار چتلی قبر اور دوسرا جانب

نقشہ نمبر ۲ متعلقہ صفحہ ۱۱ باب ۳

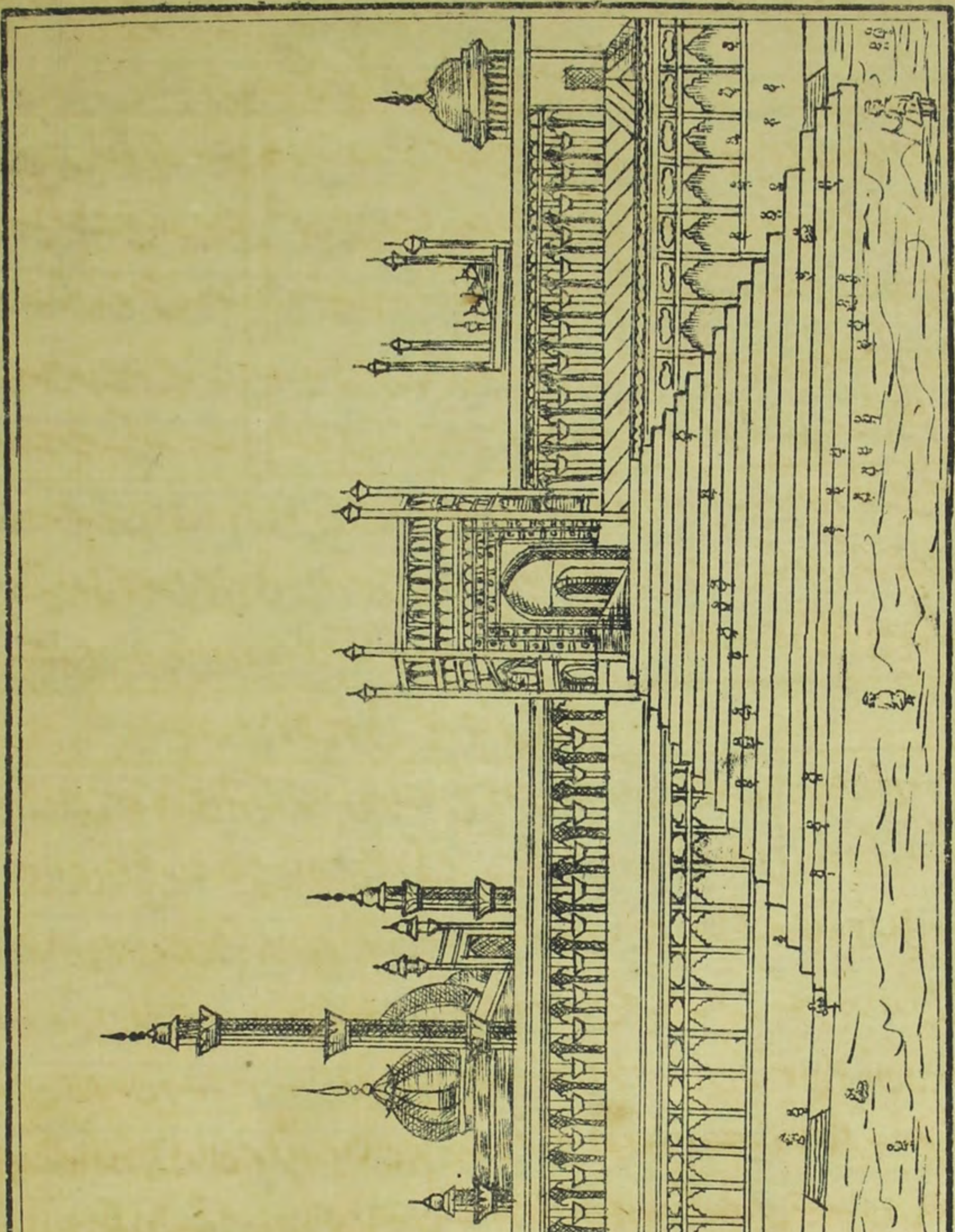

نقشہ دروازہ جنوبی مسجد جامع

غرب بطرف خاص بازار اور تیسرا جانب شمال بطرف بازار پایہ والا ہا اور ان تینون دروازون مین برنجی کواڑ منبت کاری کے جڑے ہوے ہین۔ اور مسجد کے دائین بائین طرف دار الشفا اور دار البقا بہت صفا اور لطافت سے بنے ہوے ہین اور اسکی تاریخ شعراے نامی نے اسطرح کہی ہی

من نگویم کعبہ لیکن این قدر گویم کہ ہست
صبح را گردد نفس انگشت حیرت در دہان
دست اوستاد قضا تا از رخامش ساختہ
جز دعای ثانی صاحبقران شاہجہان
تا ہمیشہ قبلۂ اسلام سمت کعبہ است

جبہۂ او تا د عاشق سجدۂ این آستان
مسجد را این ست می زیبد امعنی جبرئیل
روسفیدی ابد آمادہ گشت از بہر کان
در بنای حر این سعی کہ دارد ہمتش
قبلہ گاہی آرزو باد اجنابش جاودان

پرتوی انوار او چون عالم افروزی چند
خلوت روحانیان را شمع باید بی دخان
نیست ور د حاصل اوقات اہل طاعتش
حاصل کان جملہ خواہد گشت آخر صرف کان
مسجد کان کعبہ ثانی است تاریخش بود

قبلہ احاجات آمد مسجد شاہجہان + اس تاریخ مین ایک عدد کی زیادتی ہوتی ہی اور جو کہ ایک عدد شمار مین نہین ہی اسواسطے یہ زیادتی کالعدم سمجھی جاتی ہی اور مورخین نے اسکو جائز رکھا ہی اب ہم اس مقام پر ایک نقشہ مسجد کا اندر سے لکھتے ہین اور ہر ہر دروازہ کا نقشہ علیحدہ اور اُسکے ساتھ اُسطرف کے مکانات کا ذکر نقشون سمیت لکھ دینگے

۶۰ دروازہ جنوبی مسجد جامع

جنوبی دروازہ اس مسجد کا چتلی قبر کے بزار کی طرف واقع ہی اس دروازہ کی سیڑھیون پر تیسرے پہر مجمع عام ہوتا ہی اور بساطی اپنی اپنی دکانین لگاتے ہین اور طرح بطرح کی چیزین بیچتے ہین اور فالودہ والا اپنی دوکان کو آراستہ کرتا ہی اور شربت قند اور پالودہ رنگین بیچتا ہی اور عاشقان تفتہ جان کے سینہ بریان مین ٹھنڈک پہونچاتا ہی کبابی ہر ہر طرح کے کباب بناتے ہین کہ اُسکی بو پر عاشق برشتہ جان حسرت لیجاتے ہین عجب عجب طرح کے جانور اور اصیل اصیل مرغ بکتے ہین اور جوانان فرشتہ صورت ایام نوروز مین بیضہ ہاے مرغ لڑاتے ہین کہ آسمان بھی اُن کی جفاکاری اور نیرنگی پر رشک کھاتا ہی یاران ہم عمر اور جوانان ہم سیرت ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے سیر و تماشا کرتے پھرتے ہین نمازی آواز اذان سنکر دوڑتے ہین اور مانند فرشتون کے صعود آسمان کا ارادہ کرتے ہین سیڑھیان اس دروازہ کی کہ تعداد مین تینتیس ہین ایسی خوبصورت اور خوشنما ہین کہ اُسکی خوبی کے بیان کی مجال نہین سنگ سرخ اُسکا سرخی لب پان خوردہ معشوق پر فوق لیگیا ہی اور سنگ مرمر اسکا بیاض گردن جانان سے خوشنما زیادہ ہی چنانچہ اُسکا نقشہ دیکھنے سے اس دروازہ کی خوبی معلوم ہوتی ہی

دار البقا

اس دروازہ کی طرف مدرسہ دار البقا ہی کہ اگلے زمانہ مین اسمین طالب علم رہا کرتے تھے اور معقول و منقول پڑھا کرتے تھے یہ مدرسہ بالکل خراب و برباد ہوگیا تھا اور بالکل ٹوٹ پھوٹ گیا تھا جو کہ زمانہ اہل اللہ سے خالی نہین اور ہر وقت مین کوئی نہ کوئی صاحب ہمت عالی اور فطرت بلند ہوتا ہی ورنہ یہ ہمت اور دل اور داد و دہش سواے اُسکے جسپر اللہ تعالے کا سایہ رحمت ہو اور کسی کو میسر نہین ہوتا اس جزو زمانہ مین اللہ تعالےٰ نے جناب مولانا مولوی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور شاہجہان آباد کو ہمت بلند او رفطرت ارجمند عنایت کی ہی کہ شاید اگلے زمانہ مین بھی کسی کو نہو گی جناب ممدوح نے اپنی عالی ہمتی سے اس دار البقا کو زر خطیر صرف کر کر از سر نو مرتب کیا ہی اور شاہجہانی طور پر جو جو حجرے اُسکے ٹوٹ گئے تھے اُنکو نئے سر سے بنایا ہی اور مدرس نوکر ہین اور طالب علم پڑھتے ہین اُن کی خبر گیری نان و پارچہ کی انکی سرکار عالی سے ہوتی ہی سبحان اللہ غور کرو کہ یہ کیا چشمہ فیض ہی کہ انکی ذات فیض آیات سے جاری ہی اور شجرہاے پر بار دین کو پانی دیتا ہی دنیا مین بجز نیکنامی کے کچھ نہین رہتا اور عقبیٰ مین بجز اعمال کے اور کچھ نہین جاتا یہ دونون باتین اللہ تعالےٰ نے انھین کے لیے پیدا کی ہین اللھم زد فزد + اس دروازہ کے آگے ایک بازار ہی بہت وسیع کہ اس جنوبی دروازہ سے شروع ہوا ہی اور ترکمان اور دلّی دروازہ تک چلا گیا اس بازار مین جو جو مقام نامی ہین اُنکا ذکر لکھ کر بعضے بعضون کا تو صرف حال ہی لکھا جاتا ہی اور بعضون کا مع نقشہ اور جب کہ ہم اس جنوبی راستہ سے چلین تو کچھ مکان جانب دست راست پڑتے ہین اور کچھ جانب دست چپ اُن کی تفصیل یون ہی

امام کی گلی

یہ کوچہ دست راست کو واقع ہی اور اُسمین مکانات شرفا و امرا واقع ہین اور اس کوچہ مین قدیم سے امام جامع مسجد کا مکان ہی اور اسی سبب امام کی گلی مشہور ہی

غازی بھڑبونجہ کی دُکان

اس گلی کے سامنے دست چپ کو غازی بھڑبونجہ کی دُکان ہی یہ بھڑبونجہ بھی بڑا نامی ہی ہر میلہ مین اسکی دُکان پر بڑا ہنگامہ اور نہایت رونق ہوتی ہی اپنی دُکان کے سامنے غازی میان کی چھڑیون مین باغ لگاتا ہی اور فوارہ تعبیہ کر کے چھوڑتا ہی اور اتنی روشنی کرتا ہی کہ رات دن ہو جاتی ہی ہزارہا آدمی سیر تماشے کو آتے ہین اور محرم مین ایک بڑا چوبی بجرہ لٹکاتا ہی اور اُسپر پلٹنین اور توپین چڑھاتا ہی اور طرح طرح سے روشنی کرتا ہی کہ دس دن تک شام سے صبح تک ہزارہا آدمی اُسکے دیکھنے کو آتے ہین اور اتنی بھیڑ ہوتی ہی کہ تل رکھنے کی جگہ نہین ملتی دسوین شبکو نوگزہ تعزیہ گشت کرتا ہوا پھر رات رہے اس بجرہ کے پاس آتا ہی اسوقت اس بجرہ مین سے اُسکی سلامی ہوتی ہی اور طرح طرح کی آتشبازی چھوٹتی

ہے

ہی اُسوقت آدمیون کی کثرت سے وہ بازار نمونہ محشر اور صحراے قیامت ہو جاتا ہی

ٹٹیا محل

جانب دست چپ یہ ایک محل ہی بڑا سابق مین کچھ مکانات امرا کے ہونگے مگر اب صرف رعایا رہتی ہی اور یہ محل ٹٹیا محل کر کے مشہور ہی کہ کچھ اُسکی وجہ تسمیہ معلوم نہین ہوتی

حویلی جناب مولوی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور

جانب دست راست حویلی ہی جناب مولوی محمد صدر الدین خان بہادر کی کہ سابق مین لالہ ہزارہ بیگ کی حویلی تھی مولوی صاحب نے اُسکو خرید کیا اور نئے سر سے بنایا یہ حویلی بہت خوش قطع ہی اور نہر و فوارہ اسمین جاری ہین اور بسبب خانہ باغ اور نہر اور فوارہ کے نمونہ بہشت برین ہی

شیدی فولاد خان کا بنگلہ

جانب دست راست شیدی فولاد خان کا بنگلہ تھا جو محمد شاہ کے عہد مین دلی کا کوتوال تھا مگر مدت سے اُسکا نشان باقی نہین رہا نام چلا جاتا ہی اور یہان سے ایک شاخ اس بازار کی جانب غرب گئی ہی کہ اُسکا نام چوڑی والون کا محلہ ہی

عزیز آبادی کی حویلی

جسکے سامنے جانب دست چپ نواب عزیز آبادی کی حویلی ہی مدت تک نواب مغل بیگ خان کے تصرف مین رہی اب بادشاہی علاقہ مین ہی اس حویلی مین ایک مسجد شکستہ تھی کہ اب اُسکو جناب مولوی محمد صدر الدین خان بہادر نے بہت روپیہ خرچ کر کے مرمت کی اور ایک نیا کنوان بنوایا

مکان سید محمد امیر خوشنویس

اسکے مقابل متصل بنگلہ شیدی فولاد خان جانب دست راست سید محمد امیر خوشنویس کا مکان ہی اور اُسپر بہت خوش خط عاقبت بخیر باد لکھا ہوا ہی اور اِسیکے پاس تھانہ بھوجلا پہاڑی ہی

مکان نواب محمد مصطفےٰ خان بہادر

اس سے آگے جانب دست چپ یہ مکان واقع ہی اور بہت اچھا کمرہ اور نفیس مکان بنا ہوا ہی اور مکین کی رفعت شان کے سبب آسمان پر فوق لیجاتا ہی

سید رفاعی صاحب کی مسجد

یہ مسجد دست راست کو واقع ہی اور بنا اسکی بہت قدیم ہی لیکن جو کہ سید صاحب موصوف اس مسجد مین بہت

رہے ہین اور اس مسجد کی مرمت بھی کی ہی اسواسطے اُنکے نام سے مشہور ہوگئی ہی یہ سید صاحب بڑے مقتدا ئے روزگار تھے اور انکے ہان ایک مجلس بنام حضرہ ہوا کرتی تھی اور اُسمین مرید خاص حاضر ہوا کرتے تھے اور یہ قید تھی کہ اُسکے گرد پیش مین عورت نہو اور اُنکے مریدین خاص کے ہاتھ مین چھرے ہوتے تھے اور اُن سب پر ایک حالت طاری ہوتی تھی کہ اُسوقت دنیا و مافیہا فراموش کرتے تھے اور اُس حالت مین کلمہ طیب پڑھتے تھے اور وہ چھرے ایک دوسرے کو مارتے تھے مگر زخم کا اثر نہوتا تھا اور احیاناً اگر کبھی ہوا بھی تو فی الفور سید صاحب نے اپنا لب لگایا اور وہ زخم اچھا ہوگیا اور اب سید صاحب کو مرے ہوے تیئس برس کے قریب ہوے

اعظم خان کی حویلی

یہ حویلی جانب دست چپ واقع ہی اور سابق مین تعمیر کی ہوئی نواب اعظم خان کی تھی مگر اب اسمین محلہ بستا ہی

چتلی قبر

اس حویلی کے مقابل جانب دست راست یہ قبر واقع ہی اور ایسی مشہور ہی کہ دور دور تک اسکا نام مشہور ہی کہتے ہین کہ سید روشن صاحب شہید کی یہ قبر ہی اور پانسو برس سے اس مقام پر واقع ہی اب اس مقام پر اس بازار کی دو شاخین ہوگئی ہین ایک جانب ترکمان دروازہ اور ایک جانب دہلی دروازہ اور یہ میدان جو چتلی قبر اور اعظم خان کی حویلی کے بیچ مین واقع ہی تراہہ ہوگیا ہی اب ہم پہلے ترکمان تک کا حال لکھتے ہین

مزار میر محمدی صاحب

اس بازار کی جانب دست چپ ان بزرگ کی پہلے ایک حویلی تھی اور وفات کے بعد یہین مدفون ہوے ہر برس عرس ہوتا ہی اور روشنی کی جاتی ہی اور مرزا سلیم بہادر ابن معین الدین محمد اکبر شاہ کی بھی قبر یہین ہی

شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ

اس سے آگے دست چپ کو شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ ہی کہ بڑے اولیاے اکمل سے تھے اور اسی خانقاہ مین مرزا جان جانان مظہر اور شاہ صاحب موصوف اور شاہ ابو سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا مزار ہی

موم گرون کا چھتہ

اسی خانقاہ کے مقابل جانب دست راست موم گرون کا چھتہ ہی کہ اب اُسمین رعایا اور شرفا کے مکانات واقع ہین

نقشه - نمبر - ۳ - متعلق صفحه - ۱۵ - باب دوم

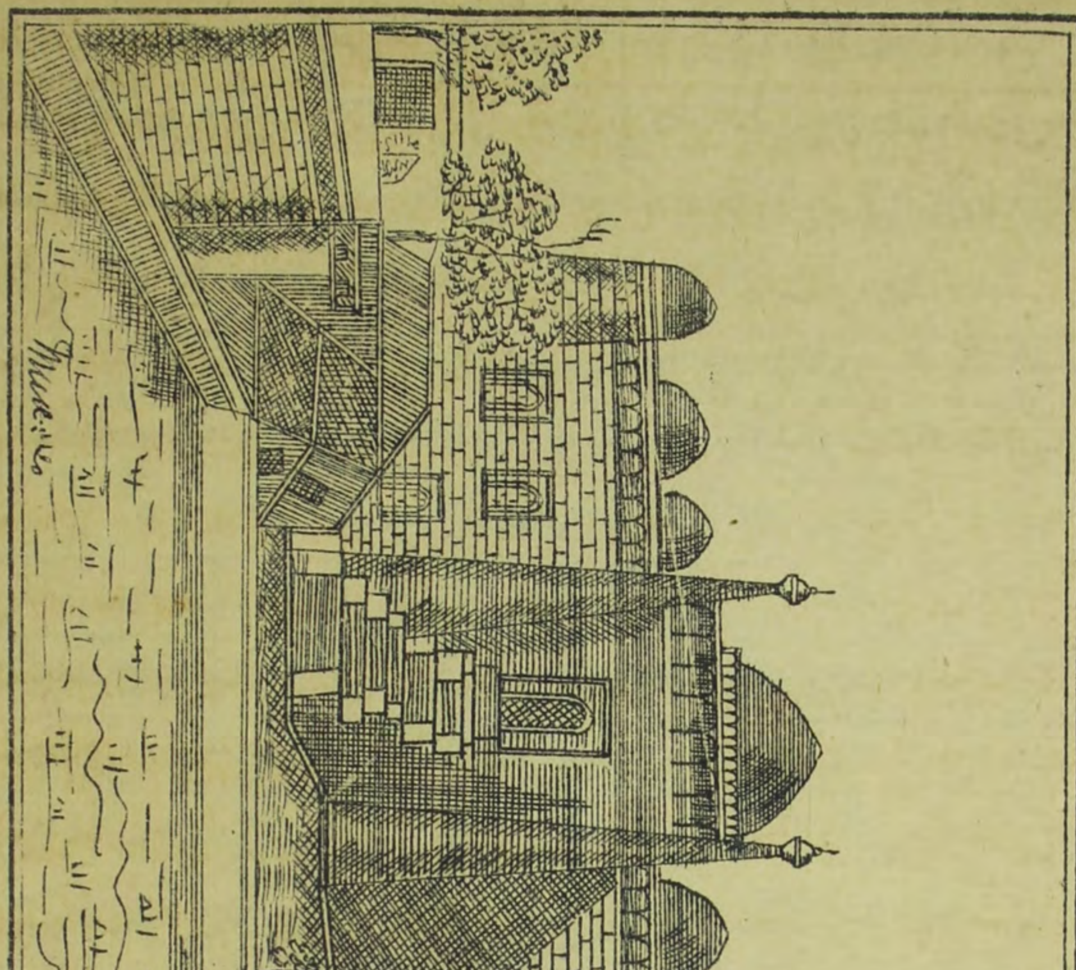

مسجد

شاہ کلن کی ڈگڈگی

اسی خانقاہ کے متصل دست چپ ہی کی طرف سر بازار ایک دالان سا ہی اور اُسمین چھوٹی سی دیوار چراغان کو بنائی ہی اور اُس مین شاہ کلن ایک درویش فریق مداریہ سے رہا کرتے تھے اور روشنی کرتے تھے اُنکی ڈگڈگی مشہور ہوگئی ہی اور ایسے مکان کو اس فرقہ کی اصطلاح مین ڈگڈگی کہا کرتے ہین اور یہان سے بلبلی خانہ اور ترکمان دروازہ کو رستہ جاتا ہی۔

مزار رضیہ سلطان بیگم

اسی نواح مین ایک محلہ بلبلی خانہ کا ہی اور وہان منشی شیر علیخان اور جناب مولوی رشید الدین خانصاحب کے مکانات ہین اُن مکانون مین ایک احاطہ سنگین کھنچا ہوا ہی اور اُسمین دو قبرین ہین ایک رضیہ سلطان بیگم کی اور ایک سجیبہ بیگم کی کہ عوام الناس اُسکو رجی سجی کی درگاہ کہتے ہین شاید کسی زمانہ مین یہ مکان اچھا بنا ہوا ہو لیکن اب بالکل شکستہ و خراب ہی یہانتک کہ قبرون کے تعویذ بھی ٹھیک و ثابت نہین اور یہ مکان اس لائق نہین کہ اُسکا نقشہ لکھا جاوے مگر رضیہ سلطان بیگم اپنے وقت مین ہندوستان کی بادشاہ ہوگئی ہی اور تخت سلطنت ہندوستان کو اُنکی ذات سے رونق حاصل ہوئی تھی اسواسطے اُنکا ذکر لکھدینا مناسب معلوم ہوا جاننا چاہیے کہ رضیہ سلطان بیگم بیٹی ہین سلطان شمس الدین التمش جنھون نے قطب صاحب کی لاٹ اور مسجد قوۃ الاسلام اور حوض شمسی بنایا تھا جبکہ سلطان شمس الدین التمش کا انتقال ہوا اُسکے بعد سلطان رکن الدین فیروز شاہ بن سلطان شمس الدین تخت پر بیٹھا اُسکے بعد سلطان رضیہ نے سنہ ۶۳۴ھ مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور ۶۳۷ھ مین سلطان معز الدین نے انکو پکڑکر قلعہ تبرہند مین قید کیا کہ بعد چند روز کے وفات پائی اور یہان مدفون ہوئین

کالی مسجد نمبر ۲

بلبلی خانہ اور ترکمان دروازہ کے پاس ایک مسجد ہی پٹھانون کے وقت کی اور اُسکو کالی مسجد کہتے ہین شاید اصل مین کلان مسجد ہو یہ مسجد بہت بلند کرسی دار بنائی ہی کہ بتیس سیڑھیان چڑھکر اُسکے صحن مین جاتے ہین اس مسجد کو جوناشاہ المخاطب بخان جہان ابن خان جہان وزیر نے فیروز شاہ کے وقت مین ۷۸۹ھ مین بنائی ہی اور اُسکے دروازہ کی پیشانی پر یہ کتبہ لکھا ہوا ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم بفضل و عنایت آفریدگار در عہد دولت پادشاہ دین دار الواثق بتائید الرحمن ابو المظفر فیروز شاہ السلطان خلد اللہ ملکہ این مسجد بنا کردہ بندہ زادہ درگاہ جوناشاہ مقبول المخاطب خان جہان خدا برین بندہ رحمت کند ہر کہ درین مسجد بیاید بدعاے خیر پادشاہ مسلمانان و این بندہ بفاتحہ و اخلاص یاد کند حق تعالے این بندہ را بیامرزد بحرمۃ النبی و آلہ مسجد مرتب شد بتاریخ دہم ماہ جمادی الآخر سنہ تسع و ثمانین و سبعماۃ ہجری + اس مسجد کے نقشہ دیکھنے سے پٹھانون کے وقت کی عمارت کی قطع بخوبی معلوم ہوتی ہی یہ مسجد تکھی ہی اور پانچ پانچ در ہر ہر گہ مین ہین اور اُسکے صحن مین کئی قبرین ہین منجملہ اُنکے ایک قبر جوناشاہ خانجہان

بانی مسجد کی اور دوسری خانجہان اُسکے باپ کی ہو اب اُس کے نقشہ کو دیکھو اور قدرت الٰہی یاد کرو

درگاہ حضرت شاہ ترکمان نمبر ۲

یہ درگاہ ہو حضرت شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی کی ترکمان دروازہ کے پاس اور اسی سبب سے یہ دروازہ ترکمان دروازہ کرکے بھی مشہور ہوگیا ہو حضرت شمس العارفین ترکمان بیابانی بڑے ولی اللہ ہین آپ کے اوصاف اور کمالات اُس سے سوا ہین جو بیان ہوسکین اور محامد آپ کے اسکے محتاج نہین کہ لکھے جادین مزار آپ کا آسمان کے نیچے واقع ہو ایک مختصر احاطہ بنا ہوا ہو اور اُسمین آپ کا مزار ہو آپکی قبر کے گرد سنگ مرمر کا کٹہرا لگا ہوا ہو اور گرد قبر شریف کے تھوڑی دور تک سنگ مرمر کا فرش ہو باقی سنگ سرخ کا فرش ہو اس درگاہ مین کھرنی کا ایک درخت ہو کہ یہان کے خادم صاحب فرماتے ہین کہ یہ درخت حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہو وفات آپکی چوبیسوین رجب ۶۳۸ھ ہجری ہوئی ہو اور اسی تاریخ ہر برس یہان عرس ہوتا ہو اور ہر برس بسنت یہان بہت دھوم دھام سے ہوتی ہو اور تمام شہر کے لوگ جمع ہوتے ہین اور چار قبرین اسی احاطہ مین اور ہین اور ایک قبر ہو فرش مین ملی ہوئی اور وہ قبرین آپ کے مریدون کی اور ایک قبر بھتیجے کی ہو اور یہ آپ کے مزار کا نقشہ ہو

امیر خان کا بازار

اس بازار کی چتلی قبر سے دو شاخین ہوگئی تھین ایک شاخ کا جو ترکمان دروازہ کو گئی ہو اُس کا حال تو ہم لکھ چکے اب دلّی دروازہ کی طرف کی شاخ کا حال لکھتے ہین کہ چتلی قبر سے آگے بڑھ کر دہلی دروازہ کی طرف جو بازار ہو وہ امیر خان کا بازار ہو اور اُس مین چمڑے والون اور راور سودے والون کی دُکانین ہین

بنگش کا کمرہ

اسی بازار مین جانب دست راست فیض اللہ خان بنگش کا کمرہ ہو کہ رفعت مین آسمان سے باتین کرتا ہو اور استواری مین کوہ پر طعنہ مارتا ہو اس کمرہ کو فیض اللہ خان بنگش نے ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے بنوایا تھا اس بازار کے سامنے تراہہ اور مرزا خجستہ بخت کی حویلی ہو اور اُسی مین سے دائین طرف امیر خان کے گنج کو رستہ جاتا ہو اور بائین طرف چیلون کے کوچہ اور کالے محل کو

حویلی مرزا خجستہ بخت بہادر

یہ حویلی مرزا خجستہ بخت بہادر کی ہو جو بھائی ہین عرش آرامگاہ محمد اکبر شاہ بادشاہ کے اس حویلی کی تاریخ

بہت خوب ہی اور وہ یہ ہی + مکان خجستہ بنیاد

تیراہہ بیرم خان

اس سے آگے ایک چھوٹا سا چوک ہی اُسمین ایک تو یہی رستہ آتا ہی جسکا ہم ذکر کرتے آتے ہین اور اُس کا ایک رستہ دلی دروازہ کو ہو کے جاتا ہی اور ایک رستہ بائین طرف فیض بازار کی طرف جاتا ہی اسواسطے تیراہہ مشہور ہی اور یہان ایک نامی مسجد ہی

دائی کی مسجد

یہ مسجد بہت عمدہ ایک برج کی اور بہت نامی ہی اور اکثر لوگ اسمین نماز پڑھتے ہین اور اُسکی پیشانی پر یہ تاریخ کندہ ہی

تاریخ

شکر للہ کہ گشت این مسجد + از شرف سجدہ گہہ اہل نظر + سال تاریخ او خرد گفتا + گشتہ آباد کعبۂ دیگر

حویلی نواب دبیر الدولہ مرحوم

اس سے آگے جانب فیض بازار نواب دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فریدالدین احمد خان بہادر مصلح جنگ کی حویلی ہی یہ حویلی پہلے نواب مہندی قلی خان کی تھی بعد اسکے اُنھون نے اُسکو خرید فرمایا

اولیا مسجد

اسکے آگے اولیا مسجد ہی اور یہ مسجد نئی بنی ہی اور + خانۂ خدا + اسکی تاریخ ہی اور اسکے آگے فیض بازار ہی اور ایک رستہ تاراچند کے کونچہ کو جاتا ہی

فیض بازار

واقع مین یہ بازار فیض بار ہی دلی دروازہ کے سامنے سے قلعہ کے نیچے تک ایک بازار ہی وسیع و دلکش و دلربا فرحت بخش و دلکشا ایک ہزار پچاس گز کے طول اور تینتیس ۳۳ گز کے عرض سے اور ادھر اودھر مکانات عالی واقع ہین بیچمین نہر موجود ہی اور حوض دلربا بنا ہوا ہی اشجار نازک اور دلربا سے بہار تازہ حاصل ہی دکاکین سبزہ فروشون سے سرسبزی جاودانی ہی اس نہر اور حوض مین جیسا زور و شور پیچ و تاب سے مرغولین کھاتا ہوا اور لہراتا ہوا پانی جاتا تھا اس خوبی سے تمام شہر کی نہرون مین نہ تھا مگر افسوس ہی کہ نہر خراب ہوگئی پانی سوکھ گیا وہ لطف نرہا اب چند روز مین یہ بھی کوئی نہین جانتے کا کہ یہان نہر بھی تھی یا نہین جس زمانہ مین کہ یہان نہر جاری تھی حقیقت مین یہ بازار ایک بہشت کا ٹکڑا تھا اسواسطے کہ اس خوب صورتی سے اور کسی بازار مین نہر نہ تھی اور یہ شعر ہو بہو صادق تھا + ہر سو نہرے دران گلستان + خیزان وفتان چون فیل مستان +

حکیم بوعلی خان کا کمرہ

اسی بازار مین حکیم بوعلی خان کا کمرہ ہو کہ اب اُسکو نواب دبیر الدولہ خواجہ زین العابدین احمد خان بہادر مصلح جنگ نے خرید کرلیا ہو یہ کمرہ بھی کسی زمانہ مین بہت تحفہ تھا

پھول کی منڈی

اس بازار مین پھول کی منڈی تھی اور گلفروشون کی دوکانون سے دماغ عالم کا معطر ہوتا تھا اگرچہ اب دکانین نہین رہین لیکن نام چلا جاتا ہو اور اُسکے پاس تھانہ فیض بازار ہو

مسجد روشن الدولہ نمبر ۵

اس بازار مین قاضی واڑہ کے پاس ایک مسجد ہو نواب روشن الدولہ کی بنائی ہوئی نہایت نفیس و لطیف اگلے زمانہ مین اس مسجد مین سر سے پانؤن تک سونے کا کام کیا ہوا تھا اور سنہرے تین برج بڑے تکلف کے تھے اور اسی سبب سے سنہری مسجد کہلاتی تھی لیکن اب وہ کام بالکل خراب ہوگیا اب وہ برج ٹوٹ گئے اور بازوون کے مینار بھی شکست ہوگئے اب کہین کہین نشان اور علامتین باقی ہین کہتے ہین کہ اس مسجد کے شکست برج کوتوالی چبوترہ کی سنہری مسجد کی مرمت مین صرف ہوے یعنی یہان کے اور وہان کے سنہرے برجون کو ملاکر کوتوالی کی مسجد کے برج درست کردیے جناب مولوی مخصوص اللہ صاحب اکثر اس مسجد مین تشریف رکھتے ہین اس مسجد کے صحن مین ایک حوض ہو بہت دلچسپ و نفیس اب یہ حوض بھی خراب ہوگیا ہو یہ مسجد ایسی سر راہ واقع ہوئی ہو کہ اس سبب سے اسکو زیادہ رونق ہوگئی ہو

یہ مسجد محمد شاہ کے عہد مین بنی ہو اور اُسکی پیشانی پر یہ اشعار کندہ ہین

شکر حق کز یمن فیض سید عرفان پناہ + شاہ بھیکہ آن مرشد کامل ولایت دستگاہ + در زمان شاہ اسکندر نشان جمشید قدر + معدلت گستر محمد شاہ غازی بادشاہ + روشن الدولہ ظفر خان صاحب جود و کرم + کرد تعمیر طلائی مسجد عرش اشتباہ + مسجدی کاندر فضای صحن قدرش آسمان + گردہ از نور شعاع مہر روز و شب نگاہ + حوض صاف او نشان از چشمہ کوثر دہد + ہر کہ از آبش وضو سازد شود پاک از گناہ + سال تاریخش رسائی یافت از الہام غیب + مسجد چون بیت اقصی مہبط نور الہ

غرض کہ یہ مسجد بھی عمدہ عمارات سے اور بہت نامی ہو چنانچہ اب ہم اس مقام پر اُسکا نقشہ لکھتے ہین وہو ہذا

مسجد اکبرآبادی

اسی بازار مین یہ ایک مسجد ہو دلکش و دلربا فرحت بخش و روح افزا سر سے پانؤن تک سنگ سرخ کی اور گرد اسکے مکانات

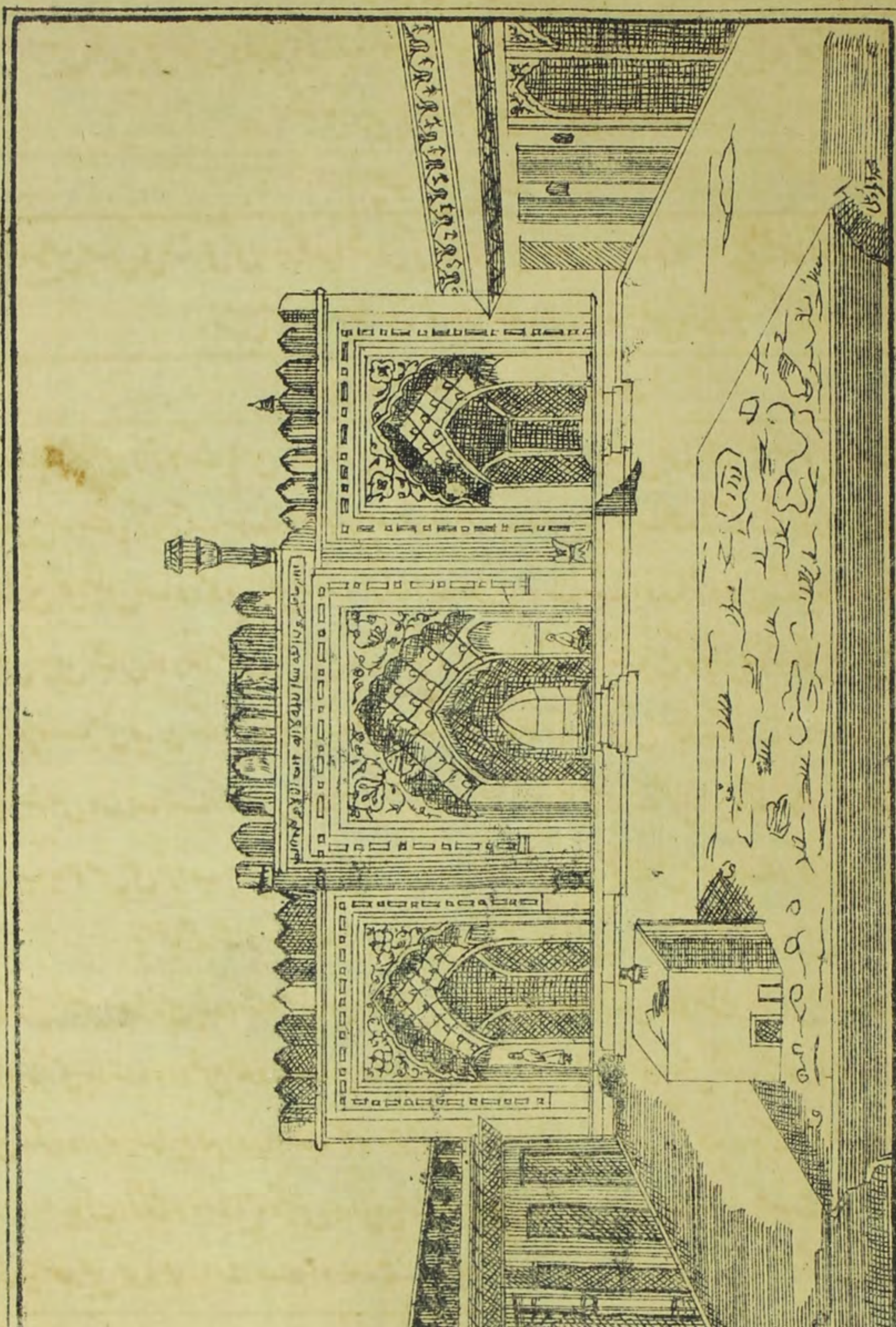

مسجد روشن الدولہ

نقشہ متعلقہ صفحہ ۱۸ - باب - ۳

نقشہ مسجد اکبرآبادی

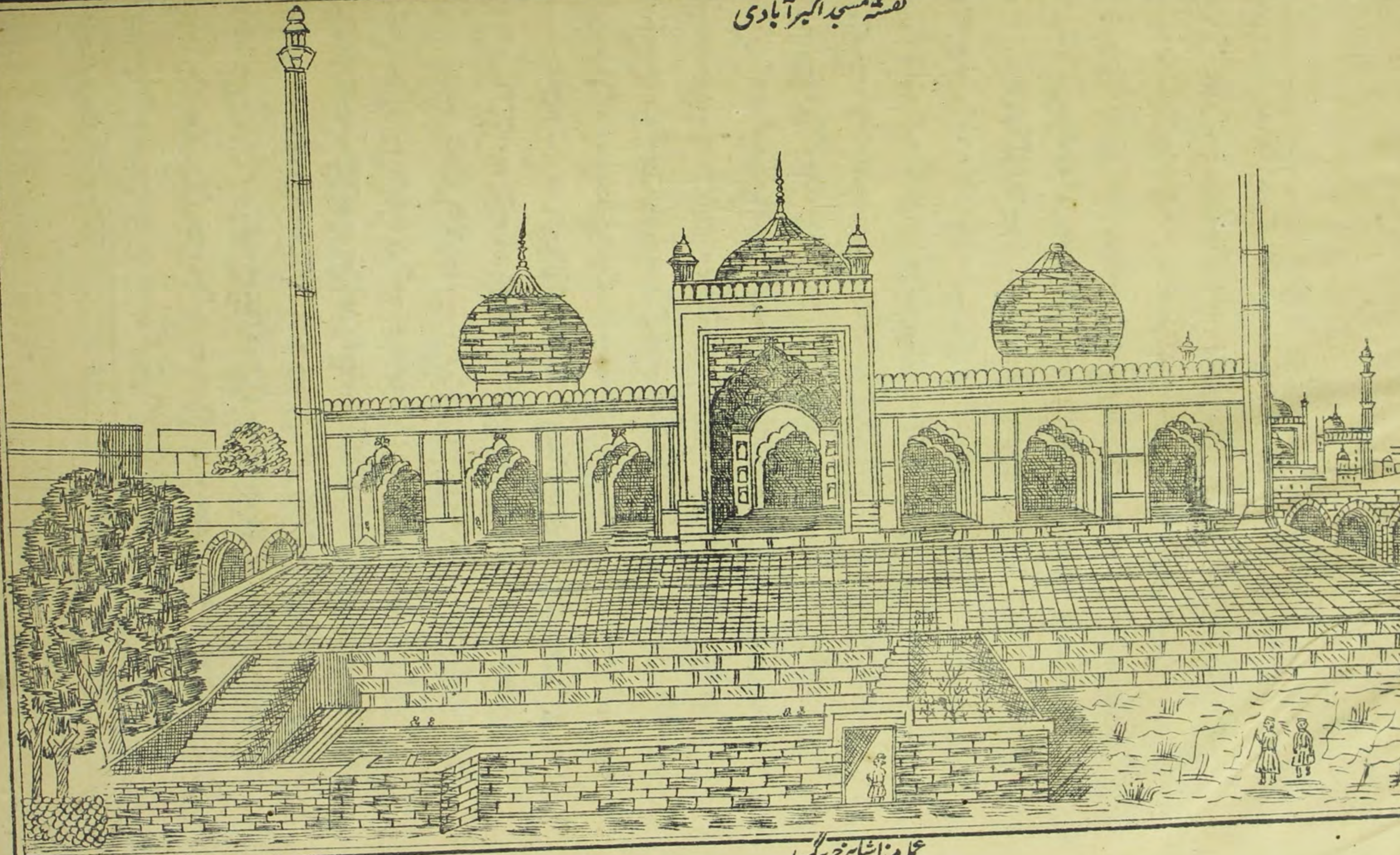

عمل مرزا شاہرخ بیگ

سنہ ۱۸۴۷ عیسوی

اور حجرہ طالب علمون کے رہنے کے لیے بنے ہوے ہین ضلع غربی سے ملحق کرسی دیگر مسجد بنائی ہی جسکی رفعت و شان کے آگے گنبد اخضر پست ہی اور جسکی عظمت و جلال کے آگے ملاء اعلی گرد ہی اس مسجد فیض بنیاد کو اعزالنسا بیگم بیوی شہاب الدین محمد شاہجہان نے ۱۰۶۰ ہجری مین مطابق ۲۴ سنہ کے بنائی ہی ان بیگم کا خطاب اکبر آبادی محل تھا اس سبب سے یہ مسجد بھی اکبر آبادی مشہور ہوگئی ہی اس مسجد کے تین برج اور سات در ہین مسجد کی عمارت ترسیٹھ ۶۳ گز طول مین اور سترہ ۱۷ گز عرض مین نری سنگ سرخ کی اور اُسکا پیشطاق سنگ مرمر کا پرچین کار ہی اور اُسکے آگے ایک چبوترہ ہی ترسیٹھ گز طول اور ستاؤن ۵۷ گز کے عرض سے ساڑھے تین گز کا اونچا اُس پر سنگ سرخ کا کٹہرہ لگا ہوا ہی اور اُسکے آگے ایک حوض ہی بارہ سے بارہ گز کا کہ چشمہ آفتاب و ماہتاب پر شرف لیجاتا ہی اور نہر کا پانی اُس مین آتا تھا بیت دران صحن حوضے بصد آب وتاب ۔ درخشندہ چون چشمہ آفتاب ۔ جب سے کہ یہ نہر خراب ہوگئی اس حوض مین بھی پانی نہین رہا اُس کے گرد حجرہ بنے ہوے ہین ایک سو چون گز کے طول اور ایک سو۱۰۴ چار گز کے عرض سے اور ہر حجرہ کے آگے ایک ایوان ہی اور اُس کے آگے سرتاسر چار گز کے عرض سے چبوترہ تھا اور اس مسجد کے دو مینار ہین بہت بلند منجملہ اُن کے شمالی مینار بجلی کے صدمہ سے ٹوٹ گیا ہی اور اب تک ویسا ہی ٹوٹا پڑا ہی اور اُسکے دروازہ پر ایک کتبہ ہی خط نسخ مین چنانچہ ہم اُس کو اس مقام پر نقل کرتے ہین ۔ کتبہ این مسجد فیض انتما و سراے راحت جا و حمام لطافت آباد و چوک دلکشا کہ عبادت گاہ حق پرستان روزگار و روح افزاے مترددان اقطار و نزہت کدہ آسمانیان و دار النفع زمینیان است در عہد سعادت مہد بادشاہ اسلام کہف انام سایہ والا پایہ پروردگار خلیفہ برگزیدہ کردگار رحمت اعم ذی الجلال مظہر ایزد دادار بیمال ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی پرستار خاص بادشاہی پرستندہ با اخلاص ظل الہی موفقہ خیرات و مبرات محررہ سعادات و حسنات اعزالنسا مشہورہ باکبرآبادی محل بفرمان معلے بنا کرد و بجہت ایفاے رضای الہی اقتنای ثواب اخروی و حاصل سری و محبوبی با حقوق مرافق داخلہ و خارجہ وقف لازم شرعی نمود و مقرر ساخت کہ اگر مرمت این امکنہ احتیاج افتد انچہ از حاصل این موقوف بعد الترمیم باقی ماند بخدمت مسجد و حمام و طالب علم رساند و الا تمام را بجماعہ مسطور بدہند این منازل منیعہ در عرض دو سال بصرف صد و پنجاہ ہزار روپیہ آخر شہر رمضان المبارک سال ہزار و شصتم ہجری مطابق بست و چہارم سال جلوس عالم آرا صورت انجام پذیرفت ایزد تعالی با جراء این خیر جاو نفع باقی بر روزگار فرخندہ آثار بادشاہ دین پرور حق گزین حقیقت گستر و بانی این مبانی عامرہ عائد گرداند امین یارب العالمین

سنہری مسجد نمبر ۶

اس مسجد سے تھوڑی دور آگے قلعہ کے نیچے سنہری مسجد ہی لطافت اور نزاکت اُسکی بیان سے باہر خوبی اور خوشنمائی اُسکی حد سے زیادہ ہی قطع اُسکی بہت خوب اور وضع اُسکی نہایت مرغوب ہی سر سے پانوٗن تک سنگ باسی کی بنی ہوئی ہی اور دو مینار ہین خوبصورت وہ بھی سنگ باسی کے ہین تین گنبد تھے سنہرے یعنی کاٹ کے گنبد بناکر اُسکے اوپر تانبے کے موٹے موٹے پترے چڑھائے تھے اور اُن پترون پر سونے کے پترے بطور ملمع کے چڑھائے تھے اور اسیطرح تمام چھتیان اور کلسیان اس مسجد کی سنہری ہین اور اندر سے تمام در و دیوار اسکی سونے سے لپٹی ہوئی تھین چند روز سے کاٹھ اُسکے برجون کا گل گیا تھا اور برج ٹیڑھے ہو گئے تھے اسکا نقشہ کھینچنے کے بعد بموجب حکم حضور والا کے وہ برج اُتار لیے گئے اس مسجد کے بائین طرف ایک کاٹ کا دالان بنا ہوا ہی اور اُسمین تبرکات رکھے ہین اور ہر برس اُن کی زیارت ہوتی ہی اور دائین طرف بہت خوبصورت حوض اور اُسمین فوارہ لگا ہوا اُس حوض مین اُس کوٗین مین جو اس مسجد کے متصل ہی پانی آتا تھا اب بسبب بے مرمت ہو جانے کے پانی نہین آتا اور فوارہ نہین چھوٹتا اس مسجد کے بیچ در پر اشعار کندہ ہین **اشعار** شکر حق در عہد احمد شاہ غازی بادشاہ + خلق پرور دادگر شاہان عالم را پناہ + مسجدی کردہ بنا نواب قدسی غرد جاہ + باد دائم فیض عام آن ملائک سجدہ گاہ + سعی نواب بہادر صاحب لطف و کرم + ساخت تعمیر چنین جاوید عالی دستگاہ + چاہ و حوض و صاف صحنش آبروے زہد ہست + ہر کہ از آبش طہارت کرد شد پاک از گناہ + سال تاریخش چو خرم یافت از الہام غیب + مسجد بیت مقدس مطلع نور الٰہ + اب ہم اُسمقام پر اُسکا نقشہ لکھتے ہین و ہو ہذا

بگوا باڑی

اسی مسجد کے پاس بگوا باڑی ہی اور اُسمین بگوا بیگم کی قبر ہی اور خانہ باغ اب اسمین بعض سلاطین رہتے ہین اور اسی کے پاس تھانہ گذر راج گھاٹ ہی

زینت المساجد

یہ مسجد بھی شاہجہان آباد مین بہت نامی ہی اور نہایت بلند اور دریا گنج مین دریا کے کنارے واقع ہی اسکے مینار دور دور سے دکھائی دیتے ہین اور یہ مسجد کوسون سے معلوم ہوتی ہی ادھر مسجد کی فضا اور منبت کاری اور پرچین سازی کی بہار اور اُدھر سبزہ زار کا دکھائی دینا اور دریا کا بہنا اور طرح طرح کی موجون کا لینا عجب عالم دکھاتا ہی واقع مین جیسی کیفیت اور لطف اس مسجد مین ہی بہت کم کسی مسجد مین ہو گا سر سے پانوٗن تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی اور تینون برج سنگ مرمر کے ہین اور اُسمین سنگ موسیٰ کی دھاریان بنائی ہین تاکہ چشم بد سے محفوظ رہے اور برجون پر نہایت خوشنما سنہرے کلس ہین کہ اُنکی دمک آفتاب کی چمک کو مات کرتی ہی مینار اسکے آسمان سے باتین کرتے ہین شمسہ اسکا خمسہ فلک سے بھی گذر گیا ہی اس مسجد کے سات در ہین

نقشہ نمبر ۶ متعلقہ صفحہ ۲۰ باب ۳

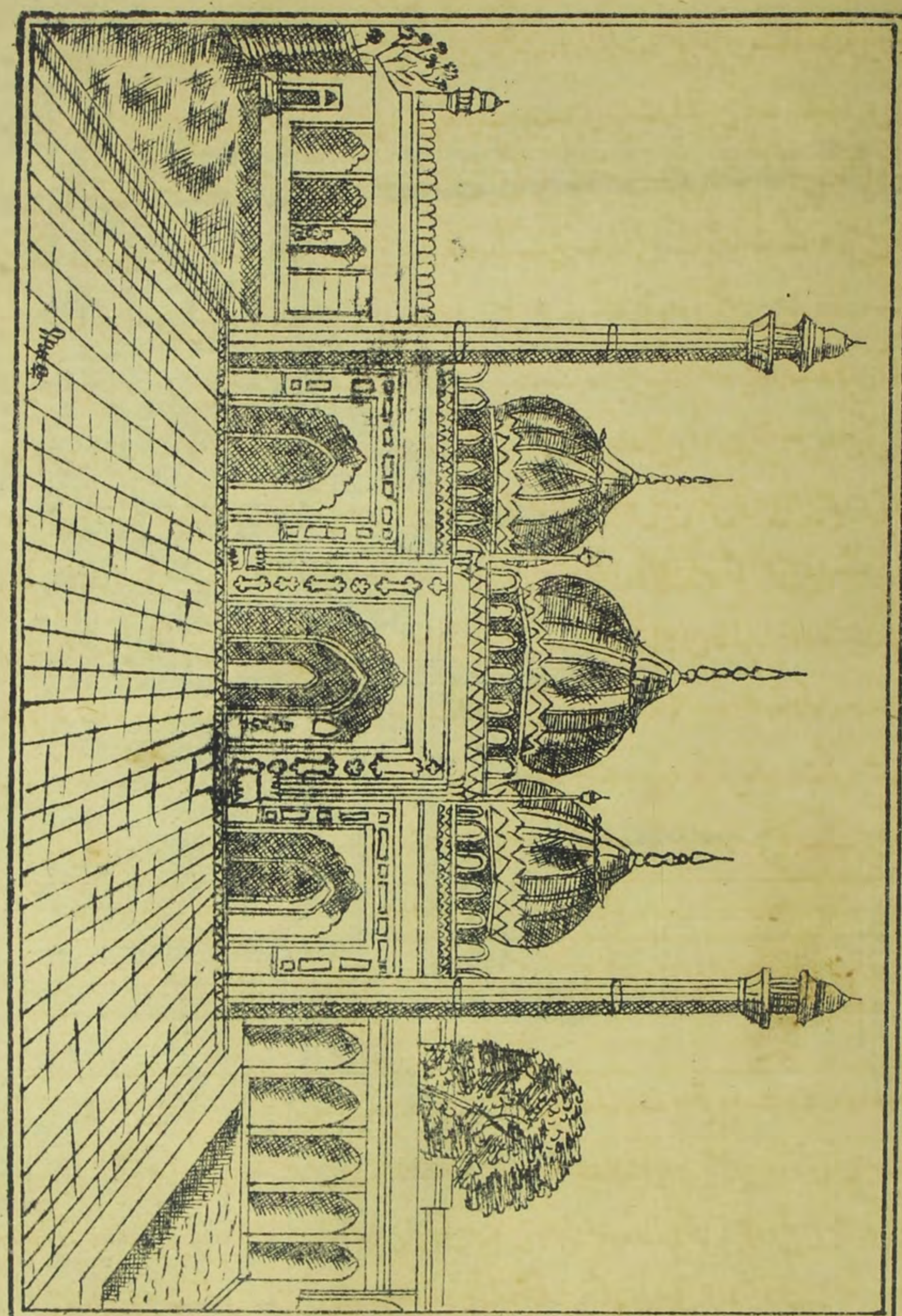

نقشہ سنہری مسجد

نقشہ متعلقہ صفحہ ۲۰ باب سوم

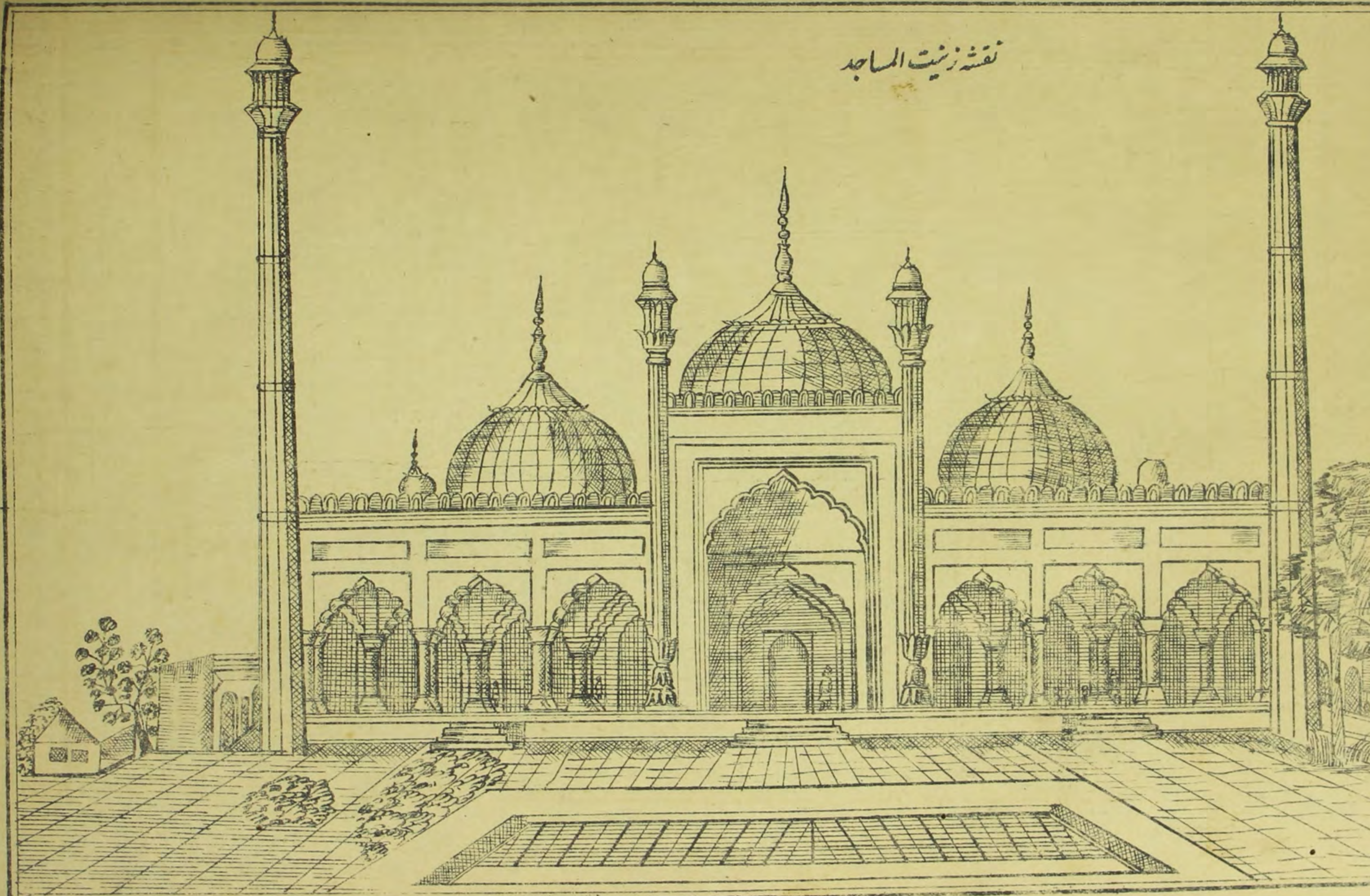

عمل فیض علیخان

نقشہ نمبر ۵ - متعلقہ صفحہ [illegible] - باب ۳

نقشۂ دروازۂ شرقی مسجد جامع

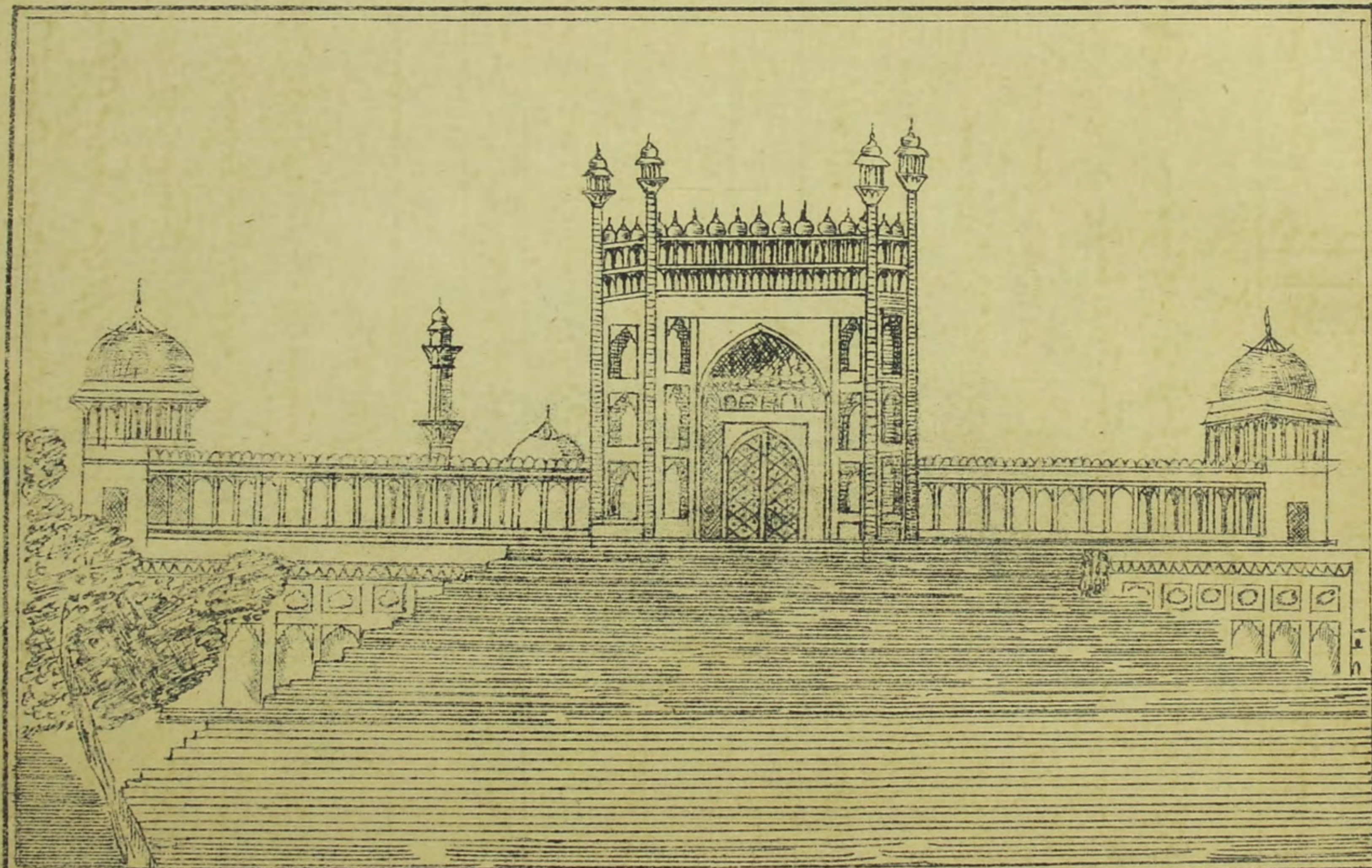

بہت خوشنما ہی کا در بہت بڑا ہی اور ادہر ادہر کے چھوٹے صحن کے بیچ مین ایک حوض ہی دلربا مانند چشمۂ آفتاب کے اور پر نور مثل ماہتاب کے اور اس مسجد کے پاس ایک کنوان تھا کہ اس سے پانی اس حوض مین آیا کرتا تھا مگر اب وہ کنوان بند ہو گیا ہی اس مسجد کو زیب النسا بیگم اورنگ زیب عالمگیر کی بیٹی نے بنایا ہی اور اسکا مدفن بھی اسی مسجد کے صحن مین شمال کی طرف ہی چنانچہ اسکی قبر کے پاس ایک چھوٹا برج تبرکات رکھنے کا بنایا ہی اور اسکے نیچے دو مجر ہین ایک مجر سنگ باسی کا ہی اور اسکے اندر ایک مجر ہی سنگ مرمر کا کہ اسمین فرش بھی سنگ مرمر ہی کا ہی اور تعویذ بھی سنگ مرمر کا ہی اور قبر کے سرہانے آیۂ کریمہ + قل یا عبادی الذین + کندہ کرکر یہ عبارت کندہ کی ہی

کتبہ

	سایۂ از ابر رحمت قبر پوش ما بس است		مونس ما در لحد فضل خدا تنہا بس است	

امید وار حسن خاتمہ فاطمہ زیب النسا بیگم بنت بادشاہ محی الدین محمد عالمگیر غازی انار اللہ برہانہ سنہ ۱۱۲۲ ہجری یہ مسجد عہد عالمگیر مین بنی ہی اور یہ مجر عالمگیر کے بعد اب ہم اس مقام پر اس مسجد کا نقشہ لکھتے ہین کہ اسمین مسجد اور مجر دونون کا نقشہ موجود ہی وہو ہذا

دروازۂ شرقی مسجد جامع نمبر ۲

یہ دروازہ اس مسجد عالی کا خاص بازار کی طرف واقع ہی اور اس دروازہ کی سیڑھیون پر گذری ہوتی ہی یہ گذری بھی شاہجہان آباد مین گویا ہر روز کا میلہ ہی بزاز طرح طرح کے کپڑے الگنیون پر ڈالتے ہین اور عجب عجب خوشنمائی سے اپنی اپنی دوکانین آراستہ کرتے ہین کہ ان کی رنگ آمیزی اور گلکاری سے در و دیوار باغ بہشت اور روضۂ رضوان پر فوق لیجاتا ہی جوانان عشق سرشت طرح طرح کے جانور پنجرون مین لیے ہوئے سیر کرتے پھرتے ہین اور انکی اچھی اچھی آوازین سناتے ہین ایک طرف کبوتر والے کبوتر بیچتے ہین اور ایک طرف گھوڑے والے گھوڑے لیے کھڑے ہین خریدار جوق جوق پڑے پھرتے ہین اور ایک ایک چیز نقد دل کے بدلے مول لیتے ہین یک چیز و صد مشتری ویک انار و صد بیمار کا نقشہ ہوتا ہی

تعال اللہ چہ شہر است این چہ بازار	نشستہ مہ جبینان در دکاکین	چو گل زان رو ہمہ آسودہ حال اند
کہ در زیب صفا باغ است و گلزار	کہ این بازار را حسن است آئین	کہ ہم زردار و ہم صاحب جمال اند
چہ با رونق بود یکسر دوکانش	ندارد آسمان یک مشتری بیش	بود صد مشتری در ہر دکانش

نہ پیچد روز و شب زین رشک بر خویش

اس دروازہ کی طرف سینتیس سیڑھیان ہین اور اسی طرف شاہ ہرے بھرے صاحب کی درگاہ اور میان سرمد کا ڈھیر واقع ہی چنانچہ اب ہم اس مقام پر اُسکا نقشہ لکھتے ہین

خاص بازار نمبر ۷

اسی دروازہ کی جانب یہ ایک بازار ہی بہت وسیع نہایت دلکشا اور سیدھا اس بازار مین سب طرح کے سودے والون کی دکانین ہین خصوصاً ترکاری بیچنے والے بہت بیٹھتے ہین اور ہر طرح کی ترکاری بیچتے ہین اور اُسمین سے خانم کی بازار اور خان دوران خان کی حویلی کو رستہ جاتا ہی

سعد اللہ خان کا چوک

یہ چوک بھی بہت نفیس و لطیف تھا اور نہایت سیر و تماشہ کا مکان تھا لیکن اب وہ رونق نہین ہی ایک نام چلا جاتا ہی

لال ڈگی نمبر ۸

خاص بازار کے آگے قلعہ کی فصیل کے نیچے جس مقام پر کہ اگلے زمانہ مین گلابی باغ تھا وہان سرکار دولتمدار انگریزی کی طرف سے ایک چشمہ فیض بنا ہی کہ چشمہ آفتاب ماہتاب پر فوق لیگیا ہی اس حوض کو سر تا سر سنگ سرخ سے بنایا ہی اور چارون کونون پر چار برج کٹھرہ دار بہت خوشنما بنے ہوے ہین اور دونون طرف عرض مین سیڑھیان بنی ہوئی ہین اور یہ چشمہ فیض بموجب حکم قضا شیم نواب عالیجناب فلک رکاب لارڈ الن برا بہادر کے بنا ہی اور پچاس ہزار روپیہ کے قریب اسپر خرچ ہوا ہی طول اسکا پانسے فٹ اور عرض ڈیڑھ سے فٹ کا ہی اگرچہ ایسے مکان کی لطافت اور نفاست بجز دیکھنے کے بیان نہین ہو سکتی لیکن پھر بھی نقشہ کے دیکھنے سے کچھ پائی جاتی ہی اور نقشہ یہ ہی

دروازہ شمالی مسجد جامع نمبر ۹

یہ دروازہ مسجد جامع کا پایے والون کے بازار کی طرف واقع ہی اور اُسطرف انتالیس سیڑھیان ہین اگرچہ اسطرف بھی کبابی بیٹھتے ہین اور سب سودے والے دوکانین لگاتے ہین لیکن بڑا تماشا اسطرف مداریون اور قصہ خوانون کا ہوتا ہی تیسرے پہر کو ایک قصہ خوان مونڈھا بچھائے ہوئے بیٹھتا ہی اور داستان امیر حمزہ کہتا ہی کسی طرف قصہ حاتم طائی اور کہین داستان بوستان خیال ہوتی ہین اور ہزارہا آدمی اُسکے سننے کو جمع ہوتے ہین ایک طرف مداری تماشا کرتا ہی اور بھانمتی کا کھیل کرتا ہی اور بوڑھے کو جوان اور جوان کو بوڑھا بناتا ہی غرضکہ ان دروازون پر ہر روز ایک طلسم کا عالم رہتا ہی کہ اُسکی کیفیت دیکھنے والا ہی جانتا ہی ع شنیدہ کی بود مانند دیدہ ۔ سبحان اللہ کیا مسجد ہی اور کیا شہر اور کیا لوگ ہین اور کیا بازار

نقشۂ نمبر ۸ متعلقہ صفحہ ۲۲ باب سوم

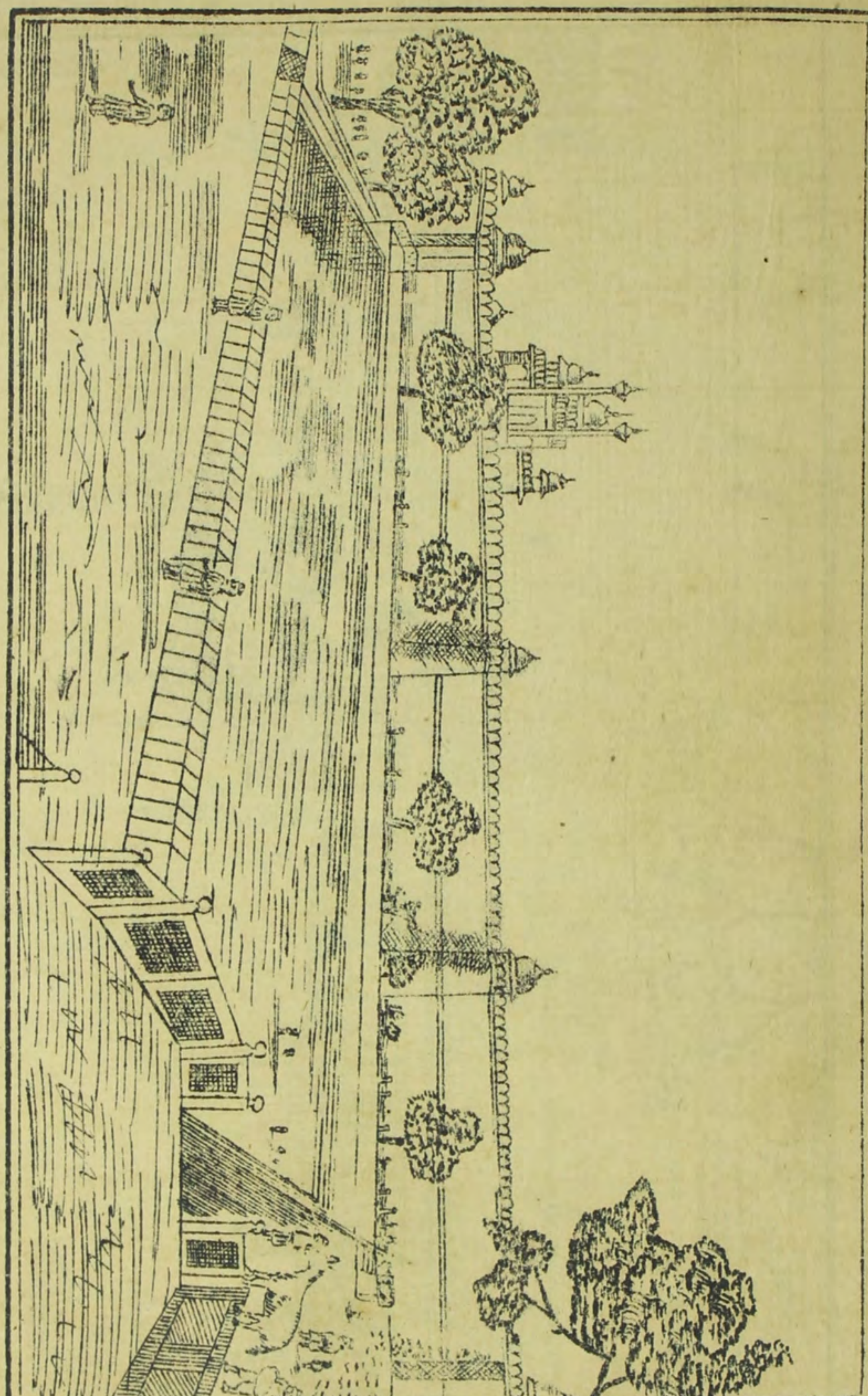

نقشۂ لال ڈگی

نقشہ نمبر ۹ - متعلقہ صفحہ ۲۲ - باب ۳

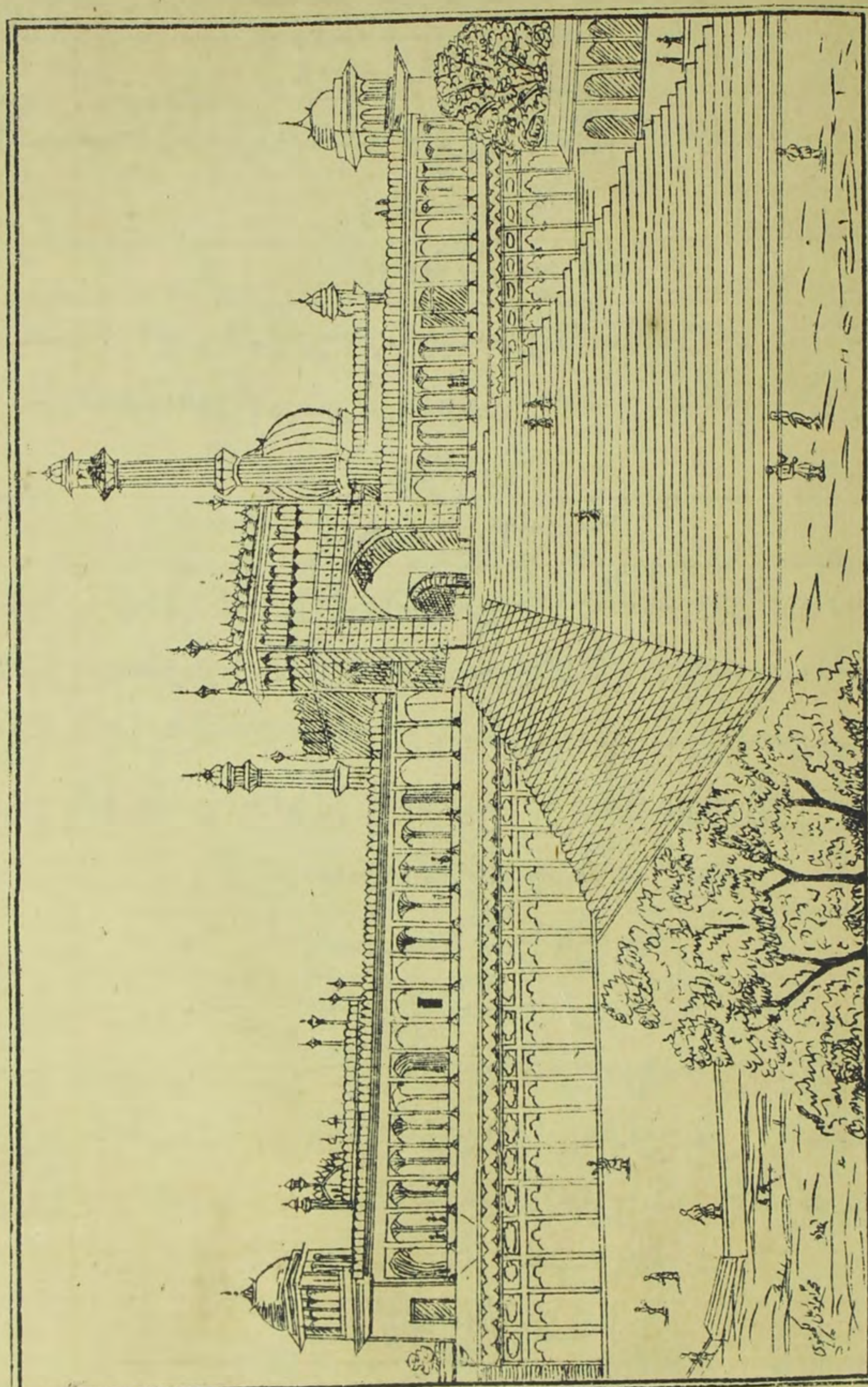

نقشہ دروازہ شمالی مسجد جامع

اور کیا تماشے ہین اور کیا طلسمات جو دیکھے وہی جانے اب ہم اس مقام پر اس دروازہ کا نقشہ لکھتے ہین اور اُس کی خوبی اور خوشنمائی ایک پرچۂ کاغذ پر دکھلاتے ہین او نگارخانۂ چین اور نقش ارژنگ بناتے ہین وہوا ہذا

دار الشفا

اسی دروازہ کی جانب شاہجہانی دار الشفا ہی کہ سابق مین حکیم بیٹھتے تھے اور دوائی خانہ رہتا تھا اب لوگ رہتے ہین اور گھر بھی بن گئے ہین

رہٹ کا کنوان

یہ کنوان بھی بہت نامی اور نہایت مشہور اور شاہجہانی ہی پہاڑ مین کٹا ہوا اسپر رہٹ لگا ہوا ہی اس سبب سے رہٹ کا کنوان کہلاتا ہی اسی کنوے سے مسجد جامع کے حوض مین پانی آتا ہی یہان بہت بڑے خزانے بنے ہوئے ہین اُنسے فوارہ حوض کا چھوٹتا ہی

جنیون کا بڑا مندر

یہ مندر دھرم پورہ مین واقع ہی بہت بڑا اگرچہ یہ مندر چونہ اینٹ کا بنا ہوا ہی اور شاید کہین کہین اندر پتھر بھی لگا ہوا ہو لیکن اسکے بننے پر روپیہ بہت خرچ ہوا ہی سمت ۱۸۵۷ مین یہ مندر بننا شروع ہوا اور سات برس کے عرصہ مین بنچکا اتی بیساکھ سدی تیج سمت ۱۸۶۴ مین سراوگیون نے اپنے مذہب کے موافق اس مندر مین پہلے پوجا کی تھی پانچ لاکھ روپیہ اس مندر کے بنانے مین خرچ ہوا ہی اس مندر کو لالہ ہرسکھ رائے اور لالہ موہن لال مہاجنون نے بنایا ہی کہتے ہین کہ اس مندر مین سوا لاکھ روپیہ کی تیاری کی صرف ایک بیدی ہی

جنیون کا چھوٹا مندر

اسی مندر کے پاس یہ مندر ہی سیٹھ کی گلیمین اس مندر کو تمام شہر کے سراوگیون نے ملکر بنایا ہی اور پنچایتی مندر کہلاتا ہی اس مندر کی تیاری چودہ سدی دوج سمت ۱۸۹۰ مین شروع ہوئی اور سمت ۱۸۹۱ مین ہتی منگر بدی تر ودشی کو سراوگیون کے مذہب کے موافق اس مندر مین مہاراج راج دان ہوئے ہین ان دونون مندرون کے کلس سنہری ہین اور اسمین بہت سے مکانات بنے ہوئے ہین مگر سراوگی غیر مذہب کو مندر کے اندر جانے دینے مین ادھرمی کی بات جانتے ہین اس سبب سے ان دونون مندرون کا نقشہ نہ بن سکا

پائے والون کا بازار

یہ ایک بازار ہی وسیع اور دلکشا جامع مسجد کے شمالی دروازہ کے سامنے اور اس بازار مین ایک تراہہ ہی کہ اسمین سے

خاتم کے بازار اور دریبہ کو رستہ جاتا ہی

دریبہ

یہ ایک بازار ہی نہایت معروف اور بغایت مشہور اگرچہ اس بازار کی وسعت مانند اور بازارون کے نہین ہی لیکن اسقدر آباد اور بارونق ہی کہ جسکا کچھ حد حساب نہین اکثر مہاجنون اور ہنڈوی والون کی دکانین یہین ہین اور بہت اقسام کے سودے والے یہان بیٹھتے ہین اور سودا بیچتے ہین

مسجد شرف الدولہ نمبر ۱

اسی بازار مین سرراہ ایک مسجد ہی نہایت دلکشا اور بہت خوب اگرچہ وہ مسجد تو ساری چونہ اور اینٹ سی بنی ہوئی ہی لیکن برج اُسکے سنگین ہین اگرچہ اُن برجون کے پتھر کو بھی سنگ مرمر ہی کہا چاہیے لیکن عجب طرح کا زردی لیا ہوا پتھر ہی کہ اُس کی سنہری کلسیون اور اُس پتھر کی رنگت مین شبہہ پڑتا ہی اس مسجد کے پاس جو مدرسہ ہی اُس کو نواب شرف الدولہ محمد شاہی نے ۱۱۳۳ ہجری مین بنایا ہی اور اُس کی پیشانی پر سنگ مرمر کی لوح پر یہ کتبہ تاریخ کندہ ہی

درزمان شہ خورشید سریر	ظل حق ماہ زمین شاہ زمان	ناصر الدین کہ محمد شاہ است	تیغ او کفر شکن در دوران
شرف الدولہ بنا فرمودہ	مسجد و مدرسۂ عالیشان	این دو بیت الشرف علم و عمل	ہمچو سعدین فلک کرد قران
سال تاریخ بنا گفت خسرو ۱۱۳۵	قبلہ ج ارادت کیشان	اب ہم اس مقام پر اس مسجد کا نقشہ مندرج کرتے ہین	

خونی دروازہ

دریبہ کے سرے پر ایک دروازہ بنا ہوا ہی محراب دار خوشنما اُس دروازہ کا نام خونی دروازہ ہی اور اُسکے آگے بڑا بازار جسمین چاندنی چوک وغیرہ سب بازار شامل ہین مگر اگلے زمانہ مین یہ بازار لاہوری بازار یا اردو بازار کہلاتا تھا اب اُسکے متعدد نام ہوگئے اسواسطے ہم اگلے نام سے اسکا حال لکھتے ہین

بازار جانب دار السلطنت لاہور

یہ ایک بازار ہی نہایت وسیع کہ عرصہ جہان بھی اُسکے آگے تنگ معلوم ہوتا ہی اور بہت دلچسپ کہ خلد برین سے بھی بہتر معلوم ہوتا ہی ہر قسم کے سودے والے اسمین سودا بیچتے ہین اور طرح طرح کے دوکاندار دوکانین لگاتے ہین کیفیت اس بازار کی اُس سے زیادہ ہی جو کہنے مین آوے اور اُس سے بہت ہی جو لکھی جاوے یہ بازار قلعہ کے لاہوری دروازہ سے فتحپوری تک ہی اس بازار کے پہلے حصہ کو اردو بازار کہتے ہین اور اُس سے آگے یہان ترپولیہ اور کوتوالی ہی وہ اسی نام سے مشہور ہی اور اُسکے آگے چاندنی چوک کہلاتا ہی اور اُسکے آگے فتحپوری کا بازار کہلاتا ہی غرضکہ

نقشہ نمبر ۱۰ متعلقہ صفحہ ۲۴ باب سوم

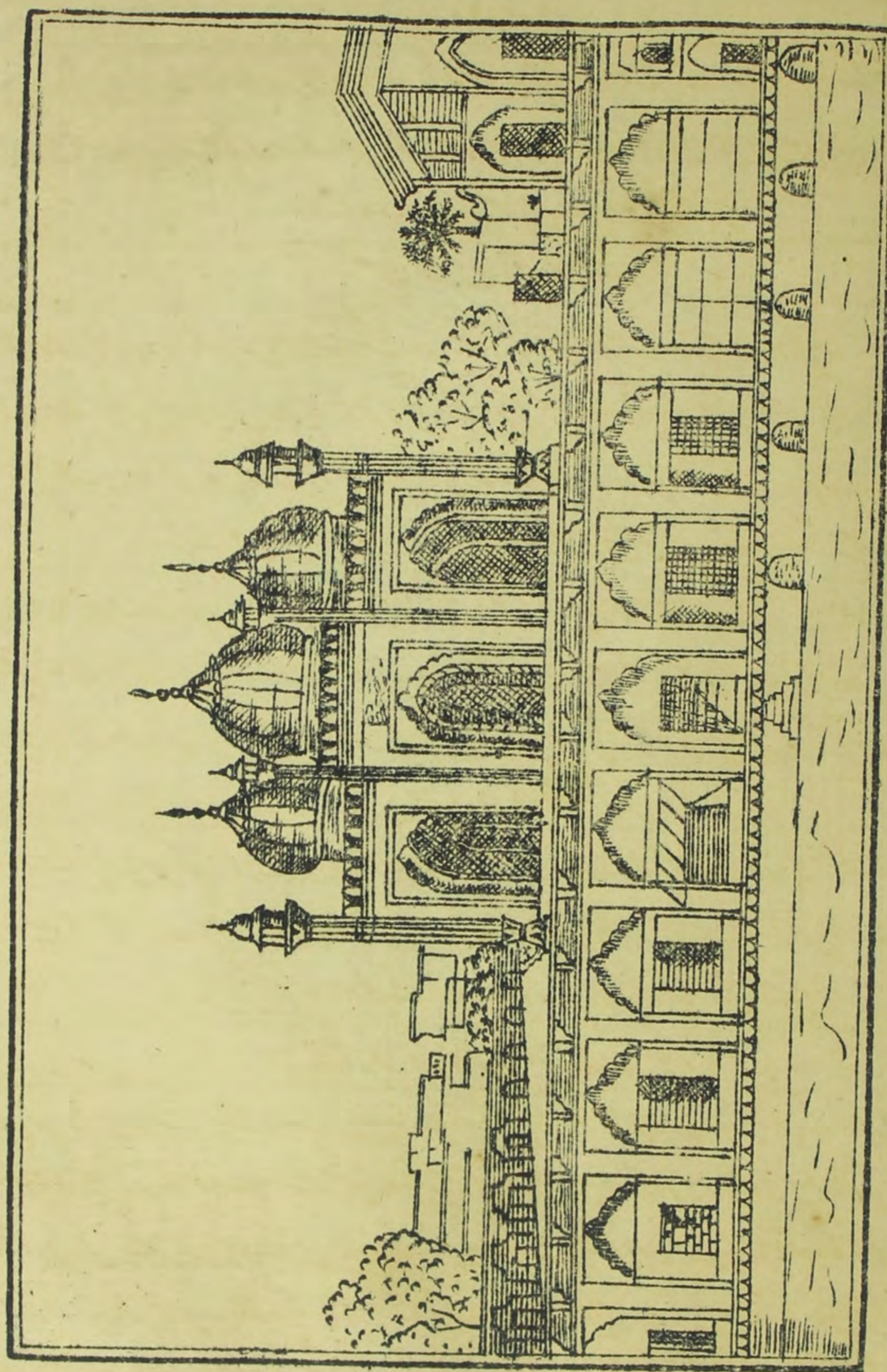

نقشہ مسجد شرف الدولہ

نقشہ مسجد سنہری کوتوالی

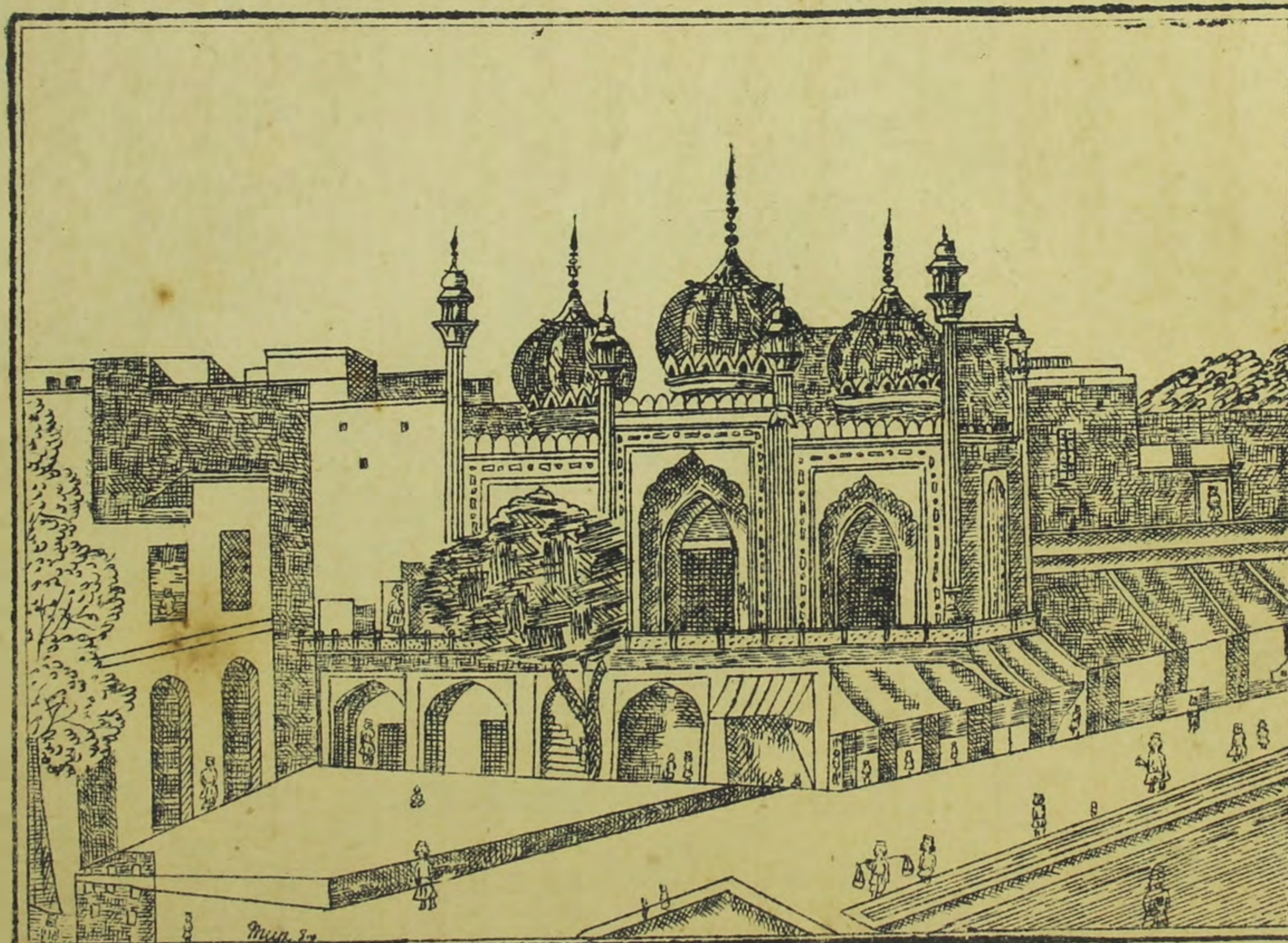

یہ بازار ہی چالیس گز کے عرض سے بیس ادھر اور بیس گز اُدھر بیچ مین سرتاسر نہر جاری ہی اور گرد نہر کے دو رستہ درخت لگے ہوئے ہین اور طرح طرح کے عجائب عجائب مکانات تیار ہین کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتے ہین خونی دروازہ سے نکلتے ہی تو شمرو کی بیگم کی کوٹھی ہی کہ اب ہم اُسکا حال پہلے لکھ دیتے ہین

شمرو کی بیگم کی کوٹھی

یہ ایک کوٹھی ہی نہایت دلکشا اور فرحت بخش بہت عمدہ کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی اس کوٹھی کو کرسی دیکر بنایا ہی اور کرسی مین کمرے گودام کے اور شاگرد پیشہ کے لیے بنائے ہین اور اُس پر یہ کوٹھی ہی کہ ایک درجہ اُس کا بہشت ارم سے بہتر ہی علاوہ خوبی عمارت کے باغ کی آراستگی اور سرو کے درختون کی خوشنمائی اور نہر کے زور و شور کے بہنے سے اور ہی لطف و کیفیت ہوگئی ہی اس کوٹھی کو ابتداے عملداری سرکار مین شمرو صاحب کی بیگم نے جو جاگیر دار سردہنہ تھین بنایا تھا جو کہ باہر سے نمود کوٹھیون کی کمتر ہوتی ہی اسواسطے مین نے ہمقام پرصرف تحریر حال پر اکتفا کیا

کوتوالی چبوترہ

یہ سیاست گاہ ایک چوک مین واقع ہی اور صورت اسکی یہ ہی کہ یہی بازار جسکا ہم ذکر کرتے ہین جس مقام سے شروع ہوا ہی وہان سے چار سو اسی گز پر آن کر ایک چوک ہی اسی سے اسی گز کا اور اُسمین حوض ہی اور جانب جنوب کوتوالی چبوترہ ہی اور جانب شمال ترپولیہ تھا اور رستہ جاتا تھا کہ اب ترپولیہ تو لوٹ گیا ہی مگر رستہ بدستور چلتا ہی کہتے ہین کہ یہ مقام ہمیشہ آفت خیز رہا ہی ایک زمانہ تھا کہ یہان دریا بہتا تھا اور اس مقام پر بھنور پڑتا تھا کہ ہزار ہا کشتیان غرق ہوتی تھین اور ایک زمانہ تھا کہ یہان جنگل ہوگیا اور شیر لگنے لگا کہ کسی ذی روح کو زندہ نہین چھوڑتا تھا اب یہان کوتوالی چبوترہ ہی اور لوگ پکڑے جاتے اور عذاب بھگتے ہین اسی چبوترہ کی سنہری مسجد ہی ؎ مسجد کے زیر سایہ

خرابات چاہیے ٭ بھون پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے

سنہری مسجد کوتوالی نمبر ۱۱

یہ مسجد ہی نہایت دلچسپ و دلکشا اور ایسی سر بازار واقع ہوئی ہی کہ جسکا کچھ بیان نہین اگرچہ یہ مسجد چونہ و اینٹ کی ہی لیکن بہت خوشنما اور خوشقطع بنی ہوئی ہی برج اس مسجد کے سنہرے ہین اس سبب سے سنہری مسجد کہلاتی ہی اسکے برج بھی مثل بروج مسجد فیض بازار ٹوٹ گئے تھے لیکن ان دونون مسجدون کے برجون کو ملاکر اس مسجد کے برج پھر سر نو سے بنا دیے ہین کہ اب بخوبی مرتب ہین اس مسجد کو بھی نواب روشن الدولہ ظفر خان نے ۱۱۳۴ ہجری مین بنایا ہی چنانچہ اُس کی پیشانی پر یہ اشعار کندہ ہین ؎

بعہد بادشاہ ہفت کشور + سلیمان فر محمد شاہ داور + بہ نذر شاہ بھیکہ آن قطب آفاق + شد این مسجد بہ زینت در جہان طاق + خدا با نیست لیک از روی احسان + بنام روشن الدولہ ظفر خان + بتاریخش ز ہجرت تا شمار است + ہزار و یکصد و سی و چہار است + غرض کہ یہ مسجد بھی بہت خوب اور نہایت نامی ہی چنانچہ اب ہم اس مقام پر اُسکا نقشہ لکھتے ہین وہو ہذا

چاندنی چوک

اسکے آگے چاندنی چوک ہی یعنی اس مقام کے آگے چار سو اسی گز کا لنبا بازار ہی اور اُس مقام پر ایک چوک ہی مثمن سو سو گز سے سو گز مین اور اُسکے بیچ مین بھی مثمن حوض ہی اس چوک کو چاندنی چوک کہتے ہین خوبی اور خوشنمائی اسکی بیان سے باہر ہی آدمی کی طاقت نہین کہ بیان کر سکے تیسرے پہر کو اس چوک مین عالم طلسمات ہوتا ہی اکثر جوانان جوان دل اور امرا اور شاہزادے سیر و تماشے کو آتے ہین اور سیر کرتے پھرتے ہین اس چوک کے گرد دکانین نہایت اسلوبی اور خوشنمائی کے ساتھ بنی ہوئی ہین اور اُنمین ہر قسم کے سودے والے بیٹھتے ہین تمام دنیا کی چیزین یہان بہم پہونچ سکتی ہین اور ایسی کیفیت ہوتی ہی کہ خامہ و زبان کو اُس کے بیان کی طاقت نہین

بیگم کا باغ

اس چوک کے جانب شمال مکانات دلکشا اور دلچسپ بنے ہوئے تھے اور ایک باغ تھا نو سو ستر گز کا لنبا اور دو سو چالیس گز کا چوڑا باغ مین عجیب عجیب بارہ دریان اور مکانات تھے اور نہر جاری تھی اور ہر جا حوض و فوارے تھے اگرچہ اب وہ صورت نہین رہی اکثر لوگون نے اسمین مکانات بنا لیے ہین اور ایک بستی بسگئی ہی لیکن اسپر بھی باغ موجود ہی اور نہر جاری ہی اور اگلے زمانہ کی کیفیت یاد دلاتی ہی اس چوک کے جنوب کی طرف بھی اس عمارت کے جواب مین عمارت دلکشا بنی ہوئی تھی چنانچہ اب بھی اُسکا نمونہ باقی رہگیا ہی یہ باغ صاحبہ آباد کر کے موسوم تھا اور یہ سب عمارت اور باغ جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ کے حکم سے بنا تھا جسکے دیکھنے سے نقش عمارت شکستہ خیال مین پھر جاتا ہی ؎ از نقش و نگار در و دیوار شکستہ + آثار پدید است صنادید عجم را

مسجد فتحپوری نمبر ۱۲

یہ مسجد اس بازار کے انتہا پر واقع ہی بہت تحفہ اور نہایت نفیس اور ایسی نیک نیتی سے بنائی ہی کہ ابتک اسمین بہت کار خیر ہوتے ہین اس مسجد مین صدہا لوگ حافظ قرآن مجید ہوئے الحمد للہ علی ذالک طول اس مسجد کا پینتالیس گز کا ہی اور عرض بائیس گز کا اور سر سے پانؤن تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی گنبد کے دونون طرف ایوان در ایوان ہین تین تین در کے اور کرسی اور اجارہ مین تمام منبت کاری کی ہوئی ہی اور فرش بھی سنگ مرمر کا ہی

نقشہ نمبر ۱۲ - متعلقہ صفحہ ۲۶ - باب ۳

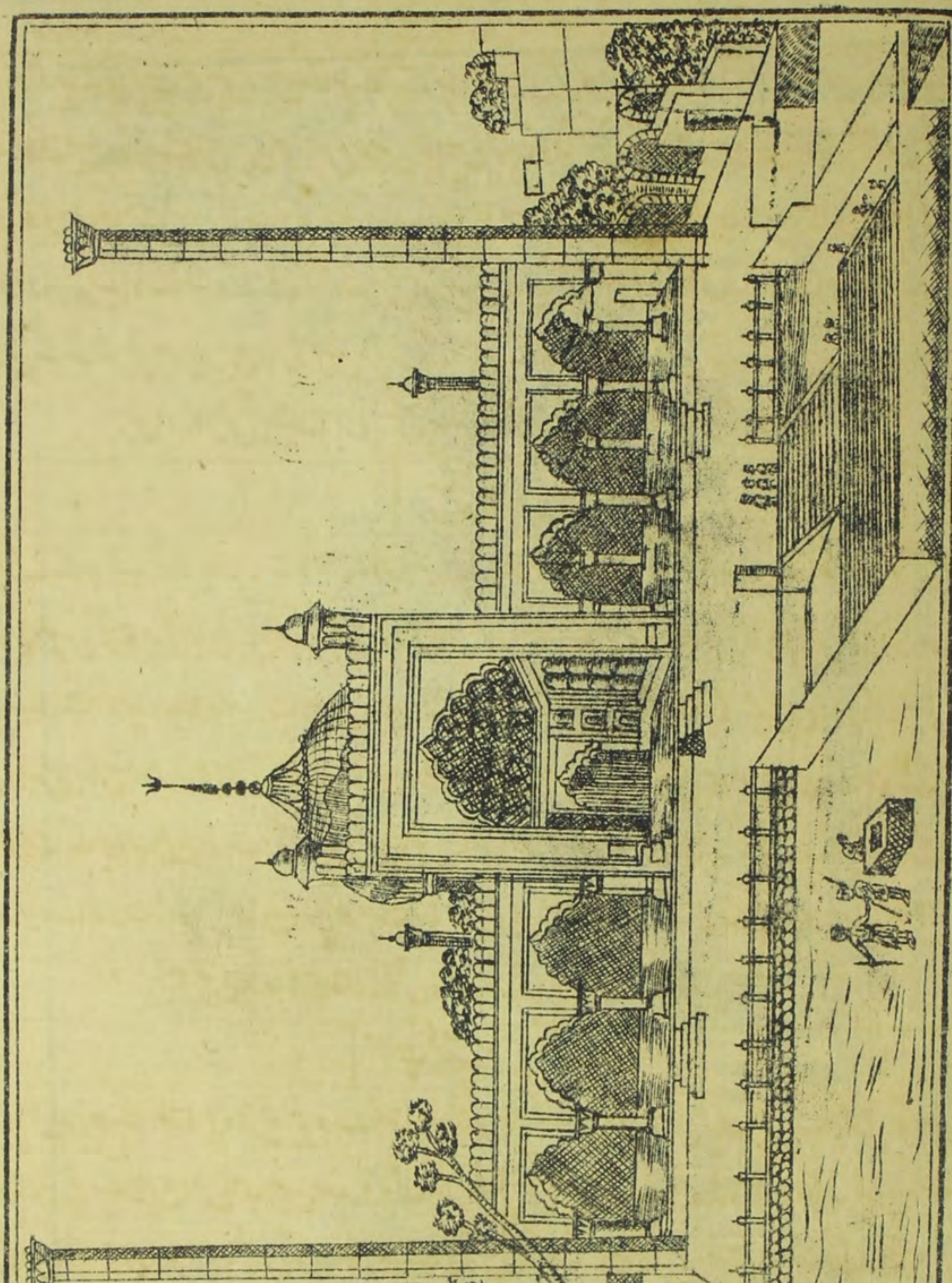

نقشہ مسجد فتح پوری

نقشہ نمبر ۱۳ متعلقہ صفحہ ۲۷ - باب سوم

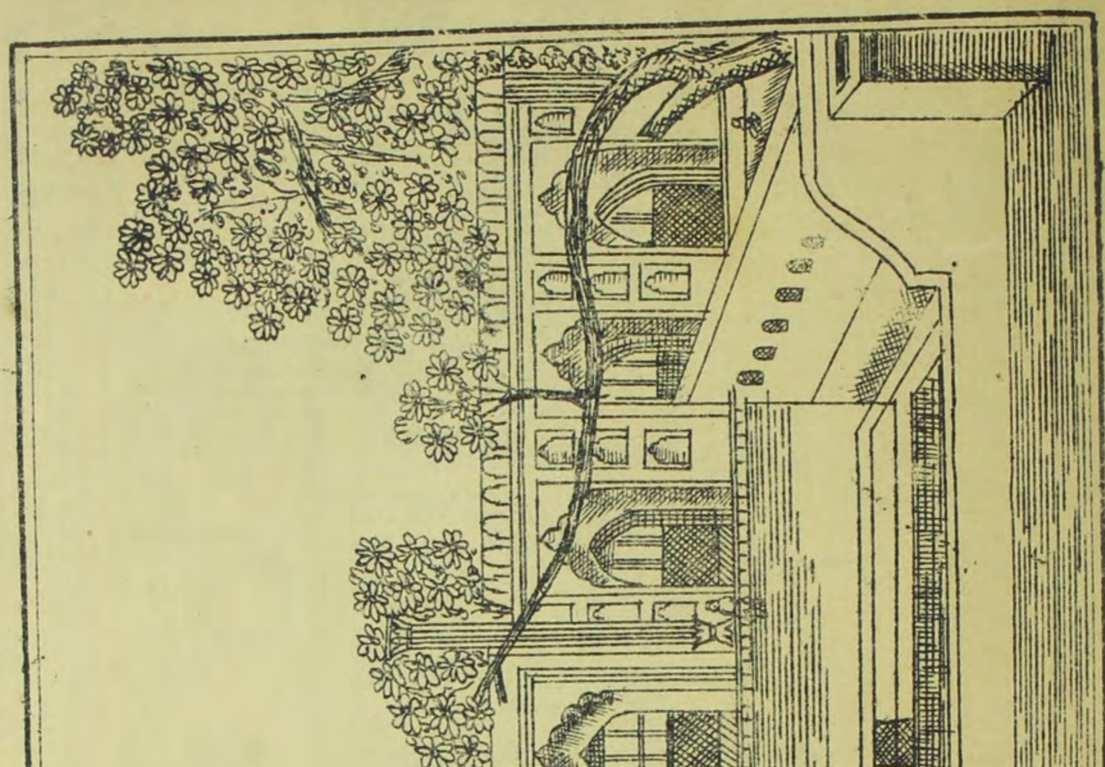

نقشہ مسجد بخاری گڑہ

نقشہ نمبر ۱۴ متعلقہ صفحہ ۲۷ باب سوم

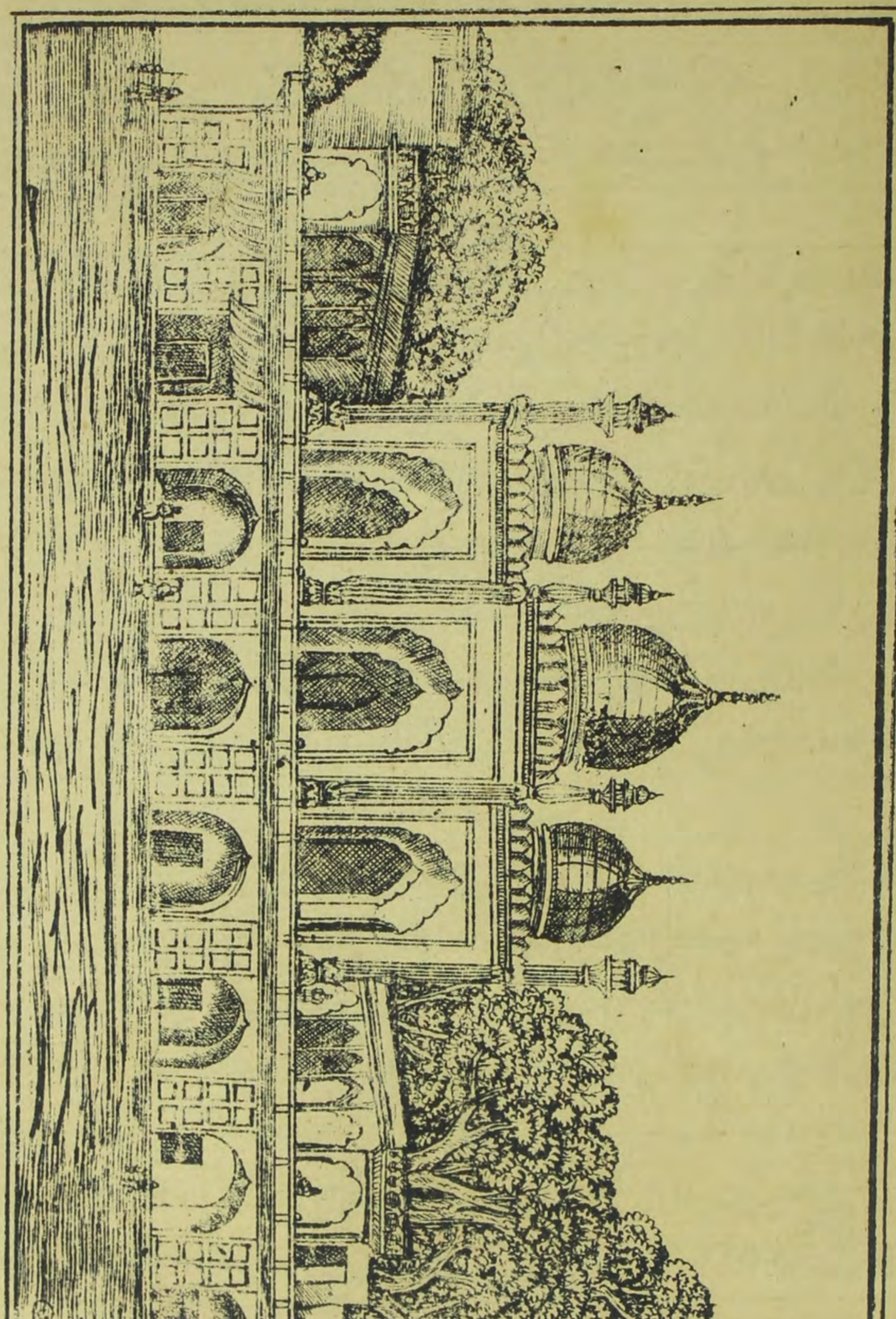

نقشہ فروالماہ

اور دونون کونون پر دو مینار ہین پینتیس گز کے اونچے نہایت خوشنما مگر اب اُسکی برجیان ٹوٹ گئی ہین صرف مینار باقی ہین اُس مسجد کے آگے ایک چبوترہ ہی سنگ سرخ کا پینتالیس گز کا لنبا اور پینتیس گز کا چوڑا نرا سنگ سرخ کا اور اُس چبوترہ کے پائین حوض ہی نو آئین سولہ گز سے چودہ گز کا کہ چاندنی چوک کی نہر مین اسمین سے ہو کر پانی آتا ہی اور گرد صحن کے اُنہتر ایوا نہاے عمدہ طالب علمون کے رہنے کو بنے ہوئے تھے اور اُن ایوانون کے آگے سرتاسر تین گز کے عرض سے چبوترہ ہی صحن اس مسجد کا سو گز سے سو گز کا ہی اسکے عقب مین الہوردی کا دروازہ ہی اس مسجد کو نواب فتحپوری محل بیگم نے بنایا ہی جو بی بی تھین شاہ جہان کی اور اُس کا نقشہ یہ ہی

	مسجد پنجابی کٹرہ نمبر ۱۳	

پنجابی کٹرہ ایک مکان تھا مسکن سوداگرون کا اور اُسمین اکثر پنجابی سوداگر اوترا کرتے تھے اس سبب سے پنجابی کٹرہ مشہور ہو گیا ہی اُس کٹرہ مین یہ مسجد ہی مصفا اور دلربا نری سنگ سرخ کی کہ اُسکی خوبی اور خوشنمائی بیان سے باہر ہی اور ایسی نیک نیت بیگم نے بنائی ہی کہ ابتک آباد ہی اور مولوی عبد الخالق صاحب اور مولوی محمد نذیر حسین صاحب اسی مسجد مین درس و تدریس فرماتے ہین اور دن رات قال اللہ و قال الرسول کا ذکر رہتا ہی اس مسجد مین ایک حوض بہت پاکیزہ اور مکانات دلچسپ بنے ہوئے ہین اگرچہ اسکا صحن جیسا پر فضا پہلے تھا اب نہین رہا اسواسطے بعض بعض لوگون نے اِسکے صحن کو اپنے مکانون مین ملا لیا ہی لیکن پھر بھی بہت با کیفیت مسجد ہی- اس مسجد کو نواب رنگ بائی بیگم نے جو بیوی تھین اورنگزیب عالمگیر کی اُسی بادشاہ دین پناہ کے وقت مین بنایا ہی اور اپنے اعمال نیک کا یادگار چھوڑا ہی چنانچہ اب ہم اس مقام پر اس مسجد عالی کا نقشہ لکھتے ہین کہ اُسکے دیکھنے سے اس مسجد کی قطع اور خوبی اور خوشنمائی بخوبی معلوم ہوتی ہی اور وہ نقشہ یہ ہی

	فخر المساجد نمبر ۱۴	

یہ مسجد دلربا کشمیری دروازہ کے پاس واقع ہی اگرچہ یہ مسجد بہت بڑی نہین ہی لیکن ایسی خوش قطع بنی ہوئی ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتی خصوصاً اس مسجد کے برج ایسے خوبصورت ہین کہ روے زمین پر ایسے نہونگے گنبد فلک صرف اس مسجد عالی کے گنبدون کے رشک سے سرگردان ہی اس مسجد کو سر بازار کرسی دیکر بنایا ہی اور کرسی مین کئی دوکانین نکالی ہین روکار اس مسجد کی تمام سنگ مرمر کی ہی اور جابجا سنگ سرخ کی دھاریان لگی ہوئی ہین مسجد کے اندر اجارہ تک سنگ مرمر بہت نفیس لگا ہوا ہی برج اس مسجد کے نرے سنگ مرمر کے ہین اور سنگ موسیٰ کی اُسمین دھاریان بنائی ہین کلس اس مسجد کے بالکل طلائی ہین مسجد کے اندر کا فرش سنگ مرمر کا ہی اور باہر کا فرش سنگ سرخ کا اس مسجد کے ضلع جنوبی مین دالان سنگین نہایت عمدہ بنا ہی اور اُسکے جواب

مین ایک دالان ضلع شمالی مین ہی مگر اُسکے دونون طرف در بنے ہوئے ہین اور جانب دریاے شمالی ایک حوض تھا نہایت خوش قطع اور پاکیزہ اور اُسمین فوارہ بھی لگا ہوا تھا مگر اب وہ حوض بھی بگڑ گیا ہی اور فوارہ بھی بند ہوگیا ہی اس حوض کے متصل ایک حوض ہی کہ اُسمین نہر کا پانی آتا تھا اور اُسمین سے یہ فوارہ چھوٹتا تھا اور حوض بھرتا تھا اس مسجد کو فاطمہ فخر النسا بیگم زوجۂ نواب شجاعت خان نے سنہ ۱۱۴۱ مین بنایا ہی جبکہ نواب شجاعت خان نے اس جہان سے رحلت کی اُنکی بیوی نے اپنی عالی ہمتی سے یہ مسجد اپنے خاوند کے لیئے بنائی ہی تاکہ حسنات اس کے نامۂ اعمال نواب مرحوم مین لکھے جاوین اور تا ابد الآباد اسکا ثواب اُسکو پہونچے اور بیگم کا نام نیک یادگار رہے اس مسجد کے دروازہ پر سنگ مرمر مین فخر المساجد کھدا ہوا ہی اور مسجد کی پیشانی پر یہ اشعار کندہ ہین ٭ خان دین پرور شجاعت خان بجنت یافت جا + بارضای حق تعالیٰ از طفیل مرتضیٰ + صدر خاتونان کنیز فاطمہ فخر جہان + یادگارش ساخت این مسجد بفضل مصطفیٰ + اب ہم اس مقام پر اس مسجد عالی کا نقشہ لکھتے ہین کہ اُسکی خوبی اور خوشنمائی اس نقشہ سے پائی جاتی ہی

گرجا گھر نمبر ۱۵

اس مسجد کے پاس یہ گرجا گھر ہی کہ اُسکی عمارت کی خوبی اور خوشنمائی بیان سے باہر ہی حقیقت مین یہ بات ہی کہ ایسا خوبصورت گرجا گھر اور کہین دیکھنے مین نہین آیا اسکا کلس کہ بشکل صلیب بنایا ہی بہت خوبصورت اور سنہری ہی اور اسکا گنبد اور کئی کمرے بہت خوبصورتی سے بنائے ہین اندر کمرون مین سنگ مرمر کا بہت نفیس فرش ہی اس گرجا گھر کو کرنیل جمس اسکنر صاحب بہادر نے کہ بڑے عالی ہمت اور نام آور تھے اپنی ذات کا روپیہ خرچ کر کر بنایا ہی اسکی تعمیر سنہ ۱۸۲۶ عیسوی کو شروع ہوئی تھی اور دس برس کے عرصہ مین بنکر تیار ہوا ہی اور نوے ہزار روپیہ سواے قیمت سنگ مرمر کے کہ وہ کرنیل صاحب کے پاس موجود تھا خرچ ہوئے ہین اسی گرجا گھر کے صحن مین جانب غرب قبر ہی ولیم فریزر صاحب بہادر کی جو صاحب کمشنر تھے اس شہر کرامت بہر کے اور بعضے کوتاہ اندیشون نے اُن کو بضرب قرابین ہلاک کیا تھا یہ صاحب ہندوستانی رئیسون کی بہت قدر کرتے تھے اور اسی سبب سے اُنکے مارے جانے کا بہت ہندوستانیون کو نہایت افسوس اور رنج ہوا تھا فریزر صاحب کی قبر بھی بہت تحفہ سنگ مرمر کی منبت کار بنی ہوئی ہی اور اُسکے گرد آہنی کٹہرہ لگا ہوا ہی غرض کہ اس مقام پر اسکا نقشہ لکھتے ہین کہ اُسکی خوبی اور خوشنمائی اُس سے ظاہر ہی

حویلی نواب عبد الاحد خان

اسی نواح مین یہ حویلی تھی نواب عبد الاحد خان کی کہ نہر اور حوض اور فوارہ اور باغ سے آراستہ تھی اب حویلی کے

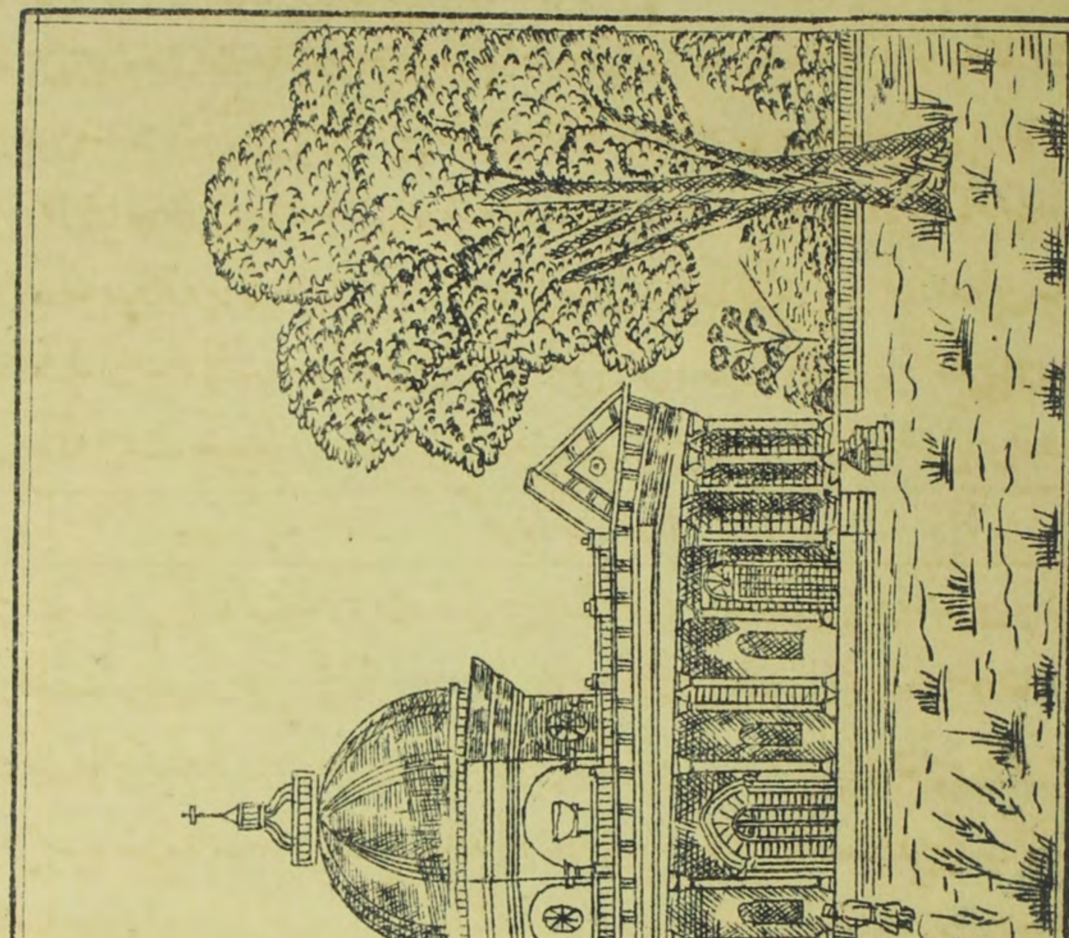

نقشہ مزار حاکم

نقشہ نمبر ۱۶ متعلقہ صفحہ ۲۹ باب ۳

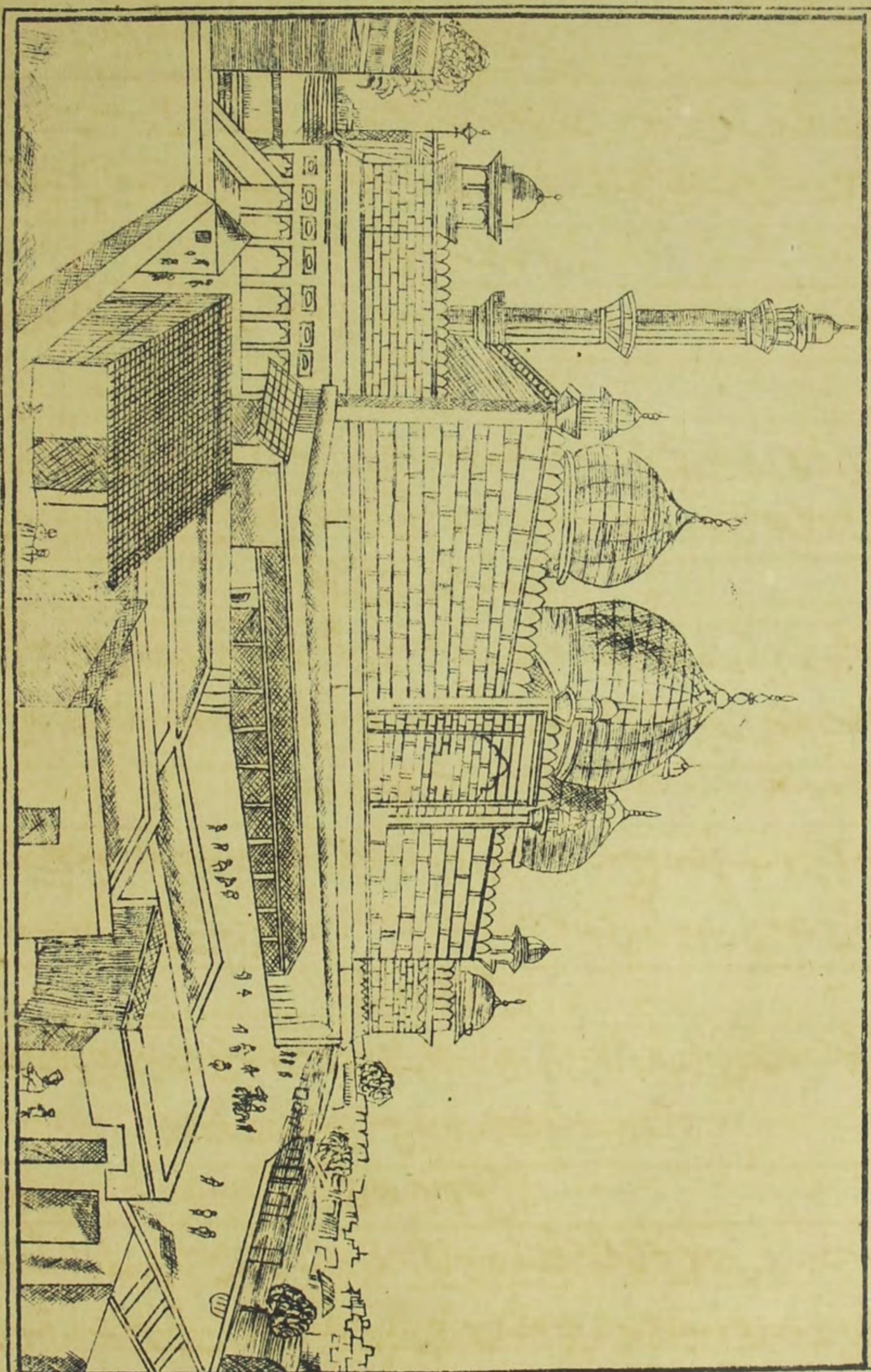

نقشہ عقب جامع مسجد

بعض مکانون مین مدرسہ سرکاری ہی اور بعض مین کچہریان عدالت دیوانی کی مقرر ہین

حویلی منصور علی خان

اسی حویلی کے پاس منصور علی خان کی حویلی ہی بہت عمدہ اور نہایت بڑی آراستہ نہر جاری اور فوارہ اور اُس حویلی کے پاس ایک حمام ہی بہت خوب یہ حمام ابتک آراستہ ہی اور ہر سال جاڑے مین گرم ہوتا ہی

میگزین سرکاری

انہین حویلیون کے نزدیک ایک میگزین سرکاری ہی اور سب طرح کا اسباب حرب وپیکار اسمین موجود ہی اور ہر روز ترقی پر ہی

پن چکیان

اسی کے قریب نہر جاری ہی اور یہ وہ ہی جو قلعہ مین گئی ہی اور قلعہ کے تمام مکانات مین جاری اسی نہر مین پنچکیان بنی ہوئی ہین اور ہر روز صدہا من آٹا پانی کے زور سے پستا ہی اب یہان سے عقب جامع مسجد کا حال لکھا جاتا ہی

عقب مسجد جامع نمبر ۱۶

جامع مسجد کی پشت بھی بہت بہار کی ہی اور اُس کا نقشہ عقب سے بھی بہت کیفیت دکھاتا ہی اور جامع مسجد کی دیوار اور برجون کی نمود اور منارون کا دکھاوا اور برجیون کی قطار عجب عالم دکھاتی ہی چنانچہ اب ہم اس مقام پر اُسکا نقشہ لکھتے ہین

چاوڑی

جامع مسجد کے پیچھے کا جو بازار ہی وہ چاوڑی کر کے مشہور ہی اور یہ بازار بہت وسیع اور دلچسپ اور سیرگاہ عالی ہی سب طرح کے سودے والے یہان بیٹھتے ہین مگر دال والے اور کپے والے اور کاغذی اور کسیرون کی بہت سی دُکانین ہین

شاہ بولا کا بڑ

چاوڑی سے آگے یہ بڑ نہایت نامی ہی اور شاہ بولا ایک فقیر یہان رہا کرتا تھا کہ اب اُس مقام پر اُسکی قبر ہی اگرچہ وہ درخت اب نہین اُسکی جگہ اور درخت ہی مگر نام چلا جاتا ہی

قاضی کا حوض

اس بڑ سے آگے ایک کھاری کنوان تھا کہ اب وہ بند ہو گیا ہی اور اُسکے آگے قاضی کا حوض ہی نہایت مشہور اگرچہ وہ حوض اب آراستہ نہین لیکن ٹوٹا پھوٹا نشان باقی ہی اُس مقام پر چوراہہ ہی ایک تو یہی رستہ ہی اور ایک رستہ اجمیری دروازہ کو جاتا ہی اور ایک سیتارام کے بازار مین اور ایک لعل کنوین کی طرف

لال کنوان

یہ بازار بھی بہت بڑا وسیع ہی اور اسمین بدل بیگ خان اور حافظ عبد الرحمان کی حویلی ہی اور مسجدین چھوٹی چھوٹی واقع ہین اور یہ کنوان بھی ابتک موجود ہی نرا سنگ سرخ کا اور اسی سبب سے لال کنوان مشہور ہوگیا ہی

کھاری باولی

اس سے آگے بڑھکر کھاری باولی ہی اگرچہ وہ باولی اب آراستہ نہین رہی دکانون مین دبگئی ہی لیکن اُس کا پتہ اور نشان بلکہ باولی کی صورت بھی معلوم ہوتی ہی یہ باولی بہت قدیم اور شاہجہان آباد کی آبادی سے بہت پہلے کی ہی یعنی ۹۵۲ھ ہجری عہد شیرشاہ مین باولی بنی شروع ہوئی اور ۹۵۹ھ مین تمام ہوئی چنانچہ اس باولی پر یہ عبارت کندہ ہی بعضے لفظ جو پڑھے نہین گئے وہ بعینہ نقل کردیے ہین

کتبہ دروازہ

یا اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا اللہ

کتبہ اندرونی پیشانی چوکھٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ یاشفنی رب بعونت تمام شد این باودی وچاہ در ماہ رمضان سنہ نہصد وپنجاہ وہشت ہجری بروح محمد مصطفیٰ رسول درگاہ حضرت اللہ در زمان عادل اسلام شاہ بن شیرشاہ بناکردہ کارکردین ارحملہ پیشی خواجہ عماد الملک عرف عبد اللہ لاذ قریشی بندہ کان کربا ورای امید وار عنایت ومرحمتک کرد وبابر سری بایستک

کتبہ دیوار شمالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم در عہد وزمان شاہ سلطان السلاطین والمظفر اسلام شاہ بن شیرشاہ سلطان خلد اللہ ملکہ وسلطانہ بناکردہ این چاہ بتوفیق اللہ وبروح رسول اللہ ملک عماد الملک عرف خواجہ عبد اللہ لاذ قریشی بدار الملک حضرت دھلی فی سنۃ اثنی وخمسین وتسعمأت

بازار اجمیری دروازہ

یہ بازار بھی بہت وسیع ہی اور بہت عمدہ مکانات اور چھوٹی چھوٹی مسجدین اسکے دو جانب کو بنی ہین اور اس دروازہ کے باہر مدرسہ غازی الدین خان کا ہی اب ہم اُسکا ذکر لکھتے ہین

نقشۂ مدرسہ نواب غازی الدین خان

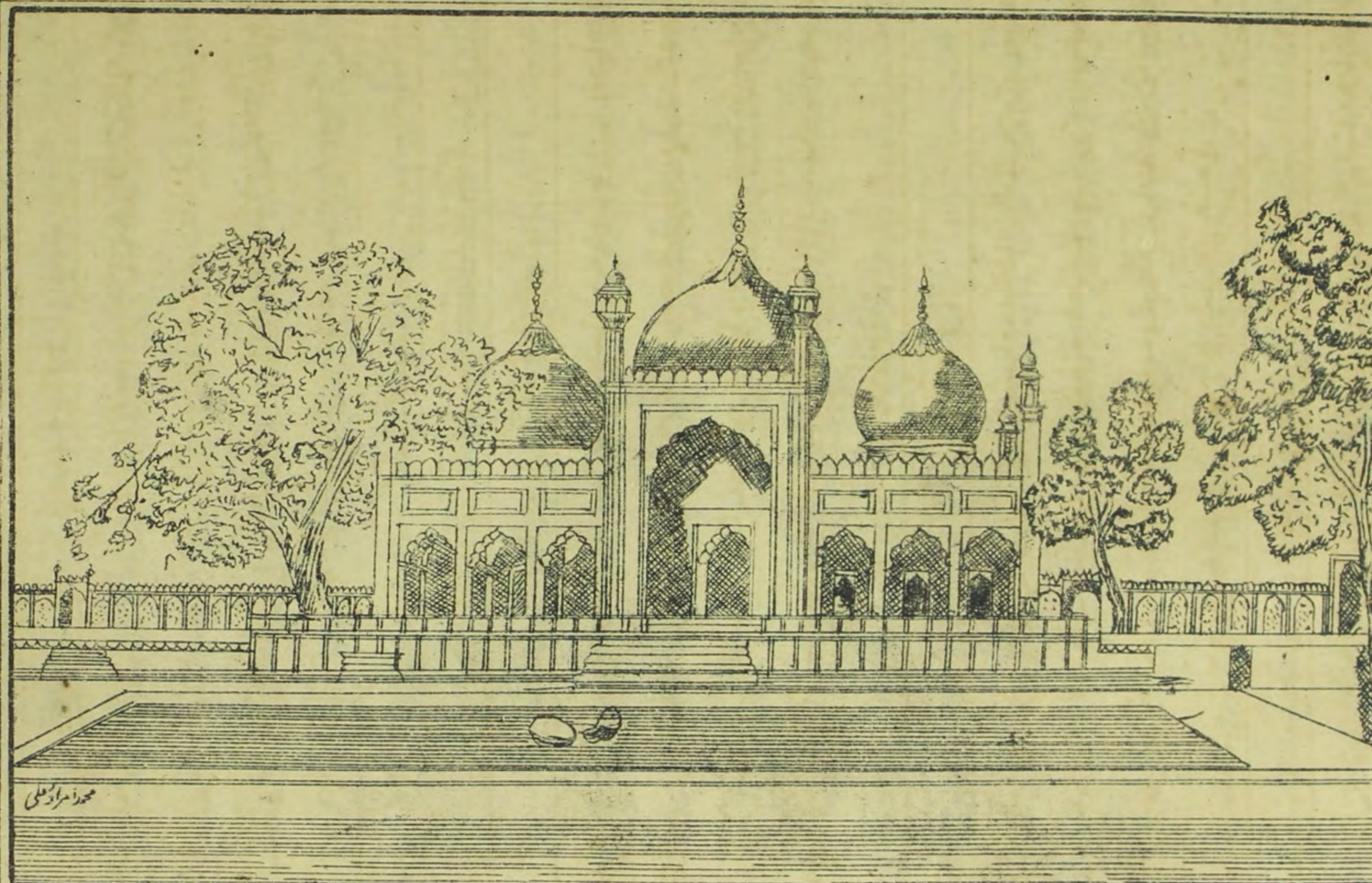

مدرسۂ غازی الدین خان نمبر ۱۷

اجمیری دروازہ کے باہر مدرسہ نواب غازی الدین خان نہایت لطیف و نفیس بنا ہوا ہی یہ مدرسہ سب سنگ سرخ سے تعمیر کیا ہوا ہی اسکے تین دروازے بہت کلان اور نہایت خوبصورت ہین مرتبہ اول ہی مین جب کوئی اُن دروازون سے مدرسہ مین قدم رکھتا ہی اُس عمارت کی خوبی و خوبصورتی دروازون سے دلنشین ہو جاتی ہی اندر جا کر ایک صحن نہایت وسیع اور اُسکے جنوب و شمال کی طرف حجرے متعدد بہت وسیع اور نہایت مرتفع واسطے آرام طلبہ کے بنے ہوئے ہین اور ان حجرون کے سقف پر بھی حجرے متعدد ہین اور ان دونون جانبون کے وسط حقیقی مین ایک ایک درہ نہایت وسیع اور مرتفع ہی اور ان ایک درون کی چھت پر دالان سنگ سرخ کا ہی اور یہ ایک درے مابین حجرون کے اسطرح پر ہین کہ چند حجرے اُسکے ایک جانب ہین اور چند حجرے باقی اُسکے دوسری جانب مین واقع ہوئے ہین اور جانب شرقی مین بھی جس طرف وہ تینون دروازے ہین دروازون کے دونون جانب مین چند حجرے ہین اُنھین حجرون کی طرح کے اور غرب کی طرف ایک مسجد ہی بہت بڑی اور نہایت خوبصورت سنگ سرخ کی اور فرش مسجد کا بھی سنگ سرخ کا ہی اور مسجد کے دونون پہلو مین کچھ صحن چھوڑ کر دو دالان بہت بڑے سنگ سرخ کے ہین جنوبی دالان کے پاس متصل مسجد کے ایک مجر جالیدار سنگ باسی کا اور اُس مجر مین ایک مجر اور سنگ مرمر کا جالیدار وہ جالیان ایسی خوبصورت ہین اور اُنمین ایسی نازک کاری ہی کہ بیان نہین ہو سکتا اس مجر مین تین قبرین ہین کہ تعویذ اُسکا سنگ مرمر کا اور سامنے مجر کے دالان در دالان بہت خوش وضع ہی اور صحن مدرسہ مین ایک حوض بہت وسیع اور عمیق تھا یہ مدرسہ احمد شاہ بادشاہ اور عالمگیر ثانی کے عہد مین تیار ہوا تھا غازی الدین خان نے جو ان سلاطین کے عمدہ اراکین سلطنت سے تھا اُسکو تیار کیا تھا ایک مدت ہوئی کہ انگریزون نے چاہا تھا کہ اسکو منہدم کر دین بلکہ انہدام اسکا شروع ہو گیا تھا ازبسکہ بنا اسکی نہایت مستحکم ہی جبتک کہ ایک گز بھر دیوار ٹوٹی کئی ایک کدالین ٹوٹ گئین چونکہ اسکے انہدام مین بھی بہت روپیہ کا صرف پڑتا تھا اور عمارت بھی بسبب خوبی کے یادگار سلف تھی اُسکا انہدام موقوف کر کر ایک خندق اُسکے گرد کھود وا کر اسکو شہر مین لے لیا اور سرکار انگریزی نے اسکو طالب علمون کی تعلیم کے واسطے پسند کیا چند مدرس عربی اور فارسی اور شاستری کے اسمین مقرر کر دیے چند مدت کے بعد نواب فیض علی خان اعتماد الدولہ وزیر شاہ اودھ نے بھی اس مدرسہ کے خرچ کے واسطے ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ دیے سرکار کی طرف سے ایک عبارت اسی مضمون کی ایک پتھر پر کندہ ہو کر بیچ کے دروازہ پر اندر کی طرف لگوا دیا عبارت یہ ہی

کتبہ

نہ بر لوح نقشے بماند ولیک		جزاے عمل ماند و نام نیک	

بیاد حسنات نواب اعتماد الدولہ ضیاء الملک سید فضل علی خان بہادر سہراب جنگ کہ یک لاکھ ہفتاد ہزار روپیہ براے ترقی علوم در مدرسہ ہذا واقع دہلی خاص مولد و موطن خویش بصاحبان کمپنی انگریز بہادر تفویض نمودند

منقوش گردیدہ در ۱۸۲۹ع

کتبہ سید امیر رضوی

ہر چند اسمین مدرسہ حوض سے بہت کیفیت نہایت منفعت تھی لیکن انگریزون نے اس لحاظ سے کہ اس مین پانی بند رہتا ہی اور اس سبب سے متعفن ہو کر ہوا کو فاسد کرتا ہی اور فساد ہوا موجب بیماری کا ہوتا ہی حوض کو بند کروا دیا اور اُسپر ایک چمن لگوا دیا تھا اور بیچ کے دروازہ کو دو چوکھٹین لگوا کر بشکل ایک کمرہ کے بنوا دیا اور اُسکو امتحان گاہ طلبہ مقرر کیا اب دو تین برس کے عرصہ سے مدرسہ فارسی و عربی اور جا سے مقرر ہوا اور اس مکان کو دار الشفاے مرضا ٹھہرا دیا چنانچہ اکثر بیمار وہان رہتے ہین اور سرکار سے اُنکے کھانے پینے اور دوا کی اعانت ہوتی ہی

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

کتاب حذاقت انتساب متضمن حالات تعمیرات و قلعہ و باشندگان شہر دہلی مسمی بہ

آثار الصنادید

تصنیف جواد الدولہ سید احمد خان صاحب بہادر عارف جنگ سابق منصف دار الخلافہ شاہجہان آباد

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع مزین مطبوع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب چوتھا

دلی اور دلی کے لوگون کے بیان مین

صفت حضرت دہلی کہ سواد اعظم + ہست منشور وی از حرسہا اللہ نشان

حضرت دہلی کنف عدل و داد
دورش ازان گاہ کہ پرکار شد
از دو حصارش دو جہان یکمقام
حصن درونیش تو گوئی مگر
ہردم ازان قلعۂ مینو سرشت
برج فلک منقلب آمد سہ چار
کنگر او گشت زبان جملہ تن
ملک ز دروازۂ او فتح باب
گر شنو و قصۂ این بوستان
در حقش از چرخ چو دیدم عطا
سالک او جملہ بزرگان ملک
گوشۂ ہر خانہ بہشتی شگرف

جنت عدنست کہ آباد باد
دائرۂ چرخ زیرکار شد
وز دو جہان یکنفسش صد سلام
چرخ بزیر است حصارش ز بر
قلعۂ فیروزہ شدہ خشت خشت
برج حصارش ہمہ ثابت شمار
وامدہ با ماہ سما در سخن
سیزدہ دروازۂ او فتحیاب
مکہ شود طایفہ ہندوستان
گفتم ر و مست نگفتم خطا
گوشہ بگوشہ ہمہ ارکان ملک
گشت بہ صنعت زربی مرفہ حرف
مردم یکخانہ و صد خرمی

ہست چو ذات ارم اندر صفات
تاکہ بنا یافت نگنجید بیش
حصن برونیش ز عالم بردن
گفت حصار نو او را سپہر
چون فلک ثابتہ ثابت صفات
درج بہ برجش درجات سپہر
چرخ ندارد در دیوار کس
نام بلندش رہ بالا گرفت
شہر نبی را بسر او قسم
قبۂ اسلام شدہ در جہان
تختگہ تاجوران بلند
بر سر ہر گور بزرگان صفی
خانۂ یک مردم و صد مردمی

حرسہا اللہ عن الحادثات
در ہمہ عالم ز بزرگی خویش
عالم بیرونش بحصن اندرون
کای فلک نو کہن دار دہر
نی چو فلک ہای دگر بی ثبات
گشت بگرد سر او ماہ و مہر
تکیہ بدیوار درش کردہ بس
تا بختن شد رہ یغما گرفت
شہر خدا گشت ز صیتش اصم
پشتۂ او قبۂ ہفت آسمان
گشت باقبال شہان بہرہ مند
در رف ہر خانہ نہان رفرفی

اگر مین یہ ارادہ کرون کہ ابتداے دلّی کا حال لکھون اور ہندؤن کی تاریخ کے موافق اسکا بیان کرون اُسکو تو ایک دفتر چاہیے اور اس مختصر مین کہان گنجایش کہ وہ سب آسکے اسواسطے تھوڑا تھوڑا اُسکا حال لکھدیتا ہون کہ دلی کو تیسری اقلیم مین گنتے ہین طول اسکا جزائر خالدات سے ایک سو تیرہ درجہ اور پینتیس دقیقہ اور عرض اس کا خط استوا سے اٹھائیس درجہ اور اُنچاس دقیقہ ہو اور ساعات اُس کی پانچ ہین

اندرپرست

پہلا نام اس دلّی کا اندرپرست ہو۔ اندر نام ہو اکاس کے راجہ کا جو ہندؤن کے مذہب مین ایک مقرری راجہ ہو اور پرست کہتے ہین دونون ہاتھ بھر کر دان کرنے کو ہندؤن کے اعتقاد مین یہ بات ہو کہ یہان راجہ اندر نے کسی اگلے زمانہ مین دونون ہاتھ بھر کر موتیون کا دان کیا تھا جب سے یہ جگہ اندرپرست مشہور ہوگئی۔ مگر کثرت استعمال سے پرست کا پت رہگیا اور لوگ اندرپت اندرپت کہنے لگے چنانچہ ابتک پُرانے قلعہ کے پاس موضع اندرپت موجود ہو لیکن اُسکی آبادی جہان پہلے تھی وہان سے ویران ہوگئی ہو اور وہان کے زمیندار خاص پُرانے قلعہ مین بستے ہین

دلی

اس بات مین بڑا اختلاف ہو کہ اندرپت کو دلی کب سے کہنے لگے۔ اور اسمین تین روایتین ہین ایک یہ کہ لفظ ڈہلی ہو ہندی ڈال سے۔ اور ڈہلی ہندی مین نرم زمین کو کہتے ہین کہ جہان مینخ نگڑسکے یہان کی زمین بھی بہت نرم تھی اور مینخ نگڑسکتی تھی اسواسطے اسکو بھی ڈہلی کہنے لگے۔ دوسری روایت یہ ہو کہ دہلو ایک زمیندار تھا اُس نے اپنے نام پر ایک گانوٗن آباد کیا جب سے اس کو دہلی کہنے لگے تیسری روایت یہ ہو کہ راجہ دلیپ نے اپنے نام پر شہر آباد کیا جب سے دلی کہنے لگے اور اب لوگون کی زبان پر دلی بغیر ہے کے جاری ہو اور اگلی کتابون مین دہلی ہے سے لکھا ہو قول فیصل اس مین یہ ہو کہ راجہ دلیپ سے پہلے دہلی ہے کے ساتھ مشہور ہوگا اور پھر دلی بغیر ہے کے کہنے لگے ہونگے اس سبب سے دونون نام لکھنے بولنے مین آتے ہین

پُرانا قلعہ

پہلے پہل دلی مین راجہ اننگپال تنور نے قلعہ بنایا ہو چنانچہ وہ قلعہ ابتک شاہجہان آباد سے دو ڈھائی کوس پر جنوب کی طرف موجود ہو۔ اس قلعہ کے سال بنا مین بھی تھوڑا سا اختلاف ہو۔ بعضے کہتے ہین

کہ سمت چار سے اُنتیس مین بنا ہی - اور بعضے کہتے ہین کہ سمت چار سے چالیس مین - غرضکہ اس سے پہلے کوئی نامی عمارت نہین تھی

قلعہ راے پتھورا

بعد اسکے جب کہ تنورون کی قوم سے حکومت جاتی رہی اور چوہانو پاس پہونچی اور راے پتھورا جسکا اصلی نام راے پرتھی راج ہی بادشاہ ہوا اُسوقت اُس نے سمت ایکہزار دوسو مین ایک قلعہ بنایا چنانچہ اس قلعہ کا ابتک قطب صاحب کے پاس لاٹھ کے قریب نشان موجود ہی

قصر سفید

راے پتھورا ہی کے قلعہ مین سلطان قطب الدین ایبک نے ایک محل بنایا تھا اور اُس کا قصر سفید نام رکھا تھا مگر اب اس قصر کا نام و نشان نہین رہا - اور جو کہ سلطان قطب الدین سنہ[۶۰۲] ہجری مین بادشاہ ہوا ہی اسواسطے کہا جاسکتا ہی کہ اُس سنہ کے بعد یہ قصر بھی بنا ہوگا

قصر ہزار ستون

اور اسی قلعہ مین یا اسی قلعہ کے پاس کہ اب اُس کا نشان نہین ملتا سلطان ناصر الدین محمود غازی نے ایک محل بنایا تھا اور اُسکا قصر ہزار ستون نام رکھا تھا - اگرچہ سال بنا اسکی بھی معلوم نہین لیکن سلطان ناصر الدین سنہ چھ سے چوالیس[۶۴۴] ہجری مین بادشاہ ہوا ہی اسی سال پر اُسکی بنا کو بھی خیال کرلینا چاہیے لیکن وہ عمارت سلطان ناصر الدین کے سامنے پوری نہونے پائی کہ اُسکی عمر پوری ہوگئی اور سلطان غیاث الدین بلبن نے اُس ادھوری عمارت کو پورا کیا

سرزغن

بعد اسکے جب سلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ ہوا اس نے سنہ چھ سے چھیاسٹھ[۶۶۶] ہجری مین ایک قلعہ بنایا اور سرزغن اُسکا نام رکھا - اس قلعہ کا بھی نشان نہین معلوم ہوتا - مگر لوگ کہتے ہین کہ جہان حضرت نظام الدینؒ کا مزار ہی وہان تھا بلکہ اُسی کی آبادی کے موضع کا غیاث پور نام ہی

کیلوکھڑی

جب کہ سلطان معز الدین کیقباد بادشاہ ہوا اس نے سنہ چھ سے چھیاسی[۶۸۶] ہجری مین ایک قلعہ بنایا اور کیلوکھڑی اُسکا نام رکھا - اگرچہ اُس قلعہ کا اب نشان نہین لیکن اُسی جگہ ہمایون کے مقبرہ کے پاس

موضع کیلوکھڑی موجود ہے اور دس پانچ جھوپڑے پڑے ہین اور حضرت امیر خسرو نے قران السعدین مین اسکی تعریف لکھی ہے وہ شعر یہ ہین

صفت قصر نو و شہر نو اندر لب آب ⁂ کہ بود عرصہ رفرف دو رف این ایوان

قصر نگویم کہ بہشتی فراخ	روضۂ طوبی در او را بشاخ	بام سفیدش بفلک سودہ سر	کردہ بخورشید سپیدی اثر
پای چو مہتاب ببامش نہاد	گشت ز دوران زمین اوفتاد	رفت درون را و آفتاب	وقف زمین کرد رخ چرخ تاب
رہ بکسوی روزن او جست ماہ	ہیچ ندادہ بکسوی خویش راہ	رفت صبا زان در و دیوار خس	گفت ندانم در و دیوار کس
بانگ کشاد در او دمبدم	رفت بدربند بدروازہ ہم	باد ربارش و جہان بست او	قلعہ نہ در شدہ در بست او
از شرف پایۂ او نردبان	پایہ بپایہ شدہ بر آسمان	کالبد چرخ بجنبش کمیست	خشت زمین کالبدش نیست
آئینہ گشتہ ز گچ صاف خشت	دید درو صورت خود در بہشت	ہر کہ دران آئینہ بیند جوان	پیر دران خشت نہ بیند ہمان
ہر چہ کہ نقاش پہ یکسو کشید	عکس بدیوار دگر شد پدید	نیست درو جای نقش از صفا جست	بسکہ شد از عکس کیسان رونما
نقش بلندش بہوا خامہ راند	تختہ سقفش بسما تار خواند	دیدۂ بدخواہ ازان جای خوش	نیز بتسے خور روز ہر نرگس
قطرہ دران بام نیفتاد تیز	بر گریزندہ ز باران گریز	شکل ستونش بمقام استاد	قصر ارم را شدہ ذات العماد
گشت چو جاروب خاکروب	گرد ز بنجیش ہمہ کس سر بہ جوب	طرفہ عروسی کہ شدہ آراستہ	آئینہ از آب روان ساختہ
ہمچو دو آئینہ مقابل ز تاب	آب درو عکس نما او در آب	چونکہ گذر کرد خیال عیان	قصر نمود از تہ آب روان
عکس ہمش مثل نیارود گر	گرچہ کہ سر زیر کند پایہ زبر	طاق بلندش بفلک گشت جفت	قابل او شد فلک اندر نہفت
کنگرہ طاقش نربان دراز	پیش فلک گفت سخنہای راز	سنگ سپیدش کہ شدہ بر سپہر	آمدہ از مہر شدہ ہم بر مہر
یک طرفش آب دگر سوی باغ	باغی و آبی ز دو سویش بلاغ	آبی ازان باغ بر و ماندہ زرو	باغی ازان آب بجان گشتہ سرد
	شاخ بہر بارگہی کرد راہ	جایگہ بار شدہ بارگاہ	

کوشک لعل

بعد اسکے سلطان جلال الدین خلجی نے ۶۸۹ھ ہجری مین ایک محل بنایا اور کوشک لعل اسکا نام رکھا اب اس محل کا بھی نشان نہین ملتا کہ کہان تھا اور کیا ہوا - اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ یہ محل حضرت سلطان جی کی درگاہ کے پاس تھا - اور ایک عمارت جو لعل محل کر کے مشہور ہے اور ہمنے اسکا نقشہ بھی کھینچا ہے منجملہ اُسی عمارت کے بیان کرتے ہین الغیب عند اللہ

قلعہ علاول

جبکہ سلطان علاء الدین خلجی بادشاہ ہوا اُسنے اپنے عہد مین کہ سنہ ۶۹۵ ہجری سے شروع ہوا تھا ایک اور قلعہ بنایا اور اُس قلعہ کا سری نام رکھا چنانچہ اب بھی قطب صاحب کو جاتے ہوے بائین ہاتھ کو اُس قلعہ کا کچھ کچھ نشان پایا جاتا ہے اور ہمنے اُسکے محل پر اُسکا ذکر بھی کیا ہے

تغلق آباد

جبکہ نوبت سلطنت کی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ تک پہونچی اُسنے سنہ ۷۲۵ ہجری مین اپنا قلعہ جدا بنایا اور طرح طرح کی عمارت سے آراستہ کیا چنانچہ یہ قلعہ ابتک موجود ہے اور ہمنے سب سے پہلے اسکا حال لکھا ہے

عادل آباد

بعد اِسکے کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ مرا اور اُسکا بیٹا سلطان محمد تغلق عادل شاہ عرف سلطان خونی بادشاہ ہوا۔ اُسنے تغلق آباد ہی کے پاس اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد سنہ ۷۲۸ ہجری مین جدا بنائی اور عادل آباد اُسکا نام رکھا اور اُسکو عمارت ہزار ستون بھی کہا کرتے تھے چنانچہ اُسکا حال بھی ہم لکھ چکے ہین

فیروز آباد

جبکہ یہ بادشاہت ایک کے ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ اور دوسرے کے ہاتھ سے تیسرے کے ہاتھ ہوتے ہوتے سلطان فیروز شاہ تک پہونچی۔ اُس نے اپنے عہد سلطنت مین یعنے سنہ ۷۵۵ ہجری مین ایک اور قلعہ بنایا اور ایک نیا شہر آباد کیا اور فیروز آباد اُسکا نام رکھا۔ لیکن اب اُس قلعہ کا بھی حال نہین معلوم ہوتا کہ کہان تھا اور کچھ نشان بھی نہین معلوم ہوتا۔ بعضے کہتے ہین کہ یہ قلعہ اُس مقام پر تھا جہان اب فیروز آباد گانون بستا ہے

کوٹلہ فیروز شاہ

اِسی بادشاہ نے اُسی سنہ مین یعنی سنہ ۷۵۵ ہجری مین ایک اور عمارت بنائی اور اُسپر ایک پتھر کی لاٹھ لگائی۔ چنانچہ یہ عمارت ابتک موجود ہے اور ہم اُسکا نقشہ بھی لکھ چکے ہین۔ سرکار دولتمدار انگریزی نے اِس کوٹلہ کے توڑنے کا حکم دیا ہے اور جہان کہین پتھر کی خواہش ہوتی ہے یہان سے ڈھو کر جاتا ہے عنقریب یہ بھی نیست و نابود ہو جاویگا اور اور قلعون کی طرح اِسکو بھی کوئی نہین جانیگا کہ کیا تھا اور کیا ہوا مگر البتہ اس کتاب مین تو اِسکا نقشہ رہجاویگا ؎ غرض نقشیست کز ما یاد ماند ٭ کہ ہستی را

نمی منیم بقاے ٭ مگر صاحبدلی روزی برحمت ٭ کند بر حال این مسکین دعاے

خضرآباد

جس زمانہ مین کہ امیر تیمور صاحبقران دلی مین آیا - اور دلی کو لوٹ کر کوچ کیا - اُسکے بعد خضرخان بادشاہ ہوا اُسنے ۸۲۱ھ ہجری مین دریا کے کنارہ یہ قلعہ بنایا تھا - اگرچہ اِس زمانہ مین اِس قلعہ کا بھی نشان نہین ملتا لیکن لوگ بیان کرتے ہین کہ خضر کی گمٹی کے پاس یہ قلعہ تھا - ہمنے خضر کی گمٹی کے حال مین یہ بات لکھی ہے کہ ہم نہین تبلاسکتے کہ خضر کی گمٹی کسکا مقبرہ ہے اور اِس تحریر سے اب یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاید یہ خضر کی گمٹی اسی بادشاہ کی قبر ہو

مبارک آباد

جب کہ سلطان مبارک شاہ خضرخان کا بیٹا بادشاہ ہوا اُسنے ۸۲۴ھ ہجری مین ایک اور قلعہ بنایا اور مبارک آباد اُسکا نام رکھا یہ قلعہ صفدر جنگ کے مقبرہ کے سامنے تھا چنانچہ اب بھی اُس جگہ ایک گانون بستا ہے مبارک پور کوٹلہ کہلاتا ہے

دین پناہ

یہ وہی قلعہ ہے جسکو راجہ اینک پال تنور نے بنایا تھا اور اب پُرانا قلعہ کرکے مشہور ہے لیکن یہ قلعہ بالکل منہدم ہوگیا تھا - جبکہ نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ نے دلی کو فتح کیا اُسنے ۹۳۰ھ ہجری مین اِس قلعہ کو از سر نو تعمیر کیا - اور اب جو کچھ عمارت اِس قلعہ کی دکھلائی دیتی ہے وہ اِسی بادشاہ دین پناہ کی بنائی ہوئی ہے چنانچہ ہم اِسکا نقشہ لکھ چکے ہین

شیر منڈل

جبکہ شیرشاہ ہمایون بادشاہ پر غالب ہوا اور دلی اُسکے ہاتھ لگی اُسنے اِسی قلعہ مین کچھ کچھ مکان بنائے اور ایک مکان بطور جہان نما کے بناکر اُسکا شیر منڈل نام رکھا تھا - چنانچہ یہ مکان پُرانے قلعہ کی مسجد کے پاس موجود ہے اور اِسکا بھی نقشہ ہم لکھ چکے ہین - اور جب کہ ہمایون بادشاہ دوسری بار آیا ہے تو اُس نے اِس مین کتب خانہ کیا تھا لیکن اِس عمارت بنانے کے بعد ۹۴۳ھ ہجری مین شیرشاہ کو قلعہ بنانے کی ہوس بھی ہوئی اور اِسی قلعہ کے پاس اُس نے ایک چھوٹا سا قلعہ بنایا اور اُسکا بھی شیر منڈل نام رکھا - لیکن اب اُسکا کچھ نشان نہین معلوم ہوتا بالکل ٹوٹ کے برابر ہوگیا -

سلیم گڈھ

اِس قلعہ کو اسلام شاہ بن شیرشاہ نے ۹۵۳ھ ہجری مین چار لاکھ روپیہ خرچ کرکے بنایا ہے چنانچہ یہ قلعہ دریا کے کنارہ لعل قلعہ کے سامنے موجود ہے - بلکہ گویا لعل قلعہ مین ملگیا ہے اِس زمانہ مین بادشاہی لوگون نے اِس قلعہ کا نام بدل دیا ہے اور سلیم گڈھ کے بدلہ نورگڈھ کہتے ہین

شاہجہان آباد

یہ سب عمارتین تو اگلے زمانہ کی بنی ہوئی تھین اور ایک کو ایک سے سوا رونق تھی - لیکن شاہجہان بادشاہ نے ۱۰۴۸ھ ہجری مین مطابق ۱۲ھ جلوس کے اینک نیا قلعہ بنایا اور ایک اور شہر آباد کیا کہ وہ ابتک موجود ہے اور حضور والا ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ اسی قلعہ مین تشریف رکھتے ہین اور اب بھی شہر آباد ہے اللہ اِسکو آباد رکھے - چنانچہ ہمنے اسکا مفصل حال باب علحدہ مین لکھا ہے ؎ ہر کہ آمد عمارت نوساخت ؀ رفت منزل بدیگرے پرداخت ؀ اب یہانکی آب ہوا کا حال سنو

آب و ہوا کا بیان

اگلے زمانہ کی آب و ہوا کی بہت تعریف سنی جاتی ہے - لیکن اِس زمانہ مین میرے نزدیک خاص شہر کی آب و ہوا اچھی نہین - شہر مین عموماً سب کنوئین کھاری ہین لیکن جو جو کنوئین نہر کے کنارہ پر ہین اُنکا پانی میٹھا ہے دریا کے پانی کے بیان کرنے کی کچھ حاجت نہین کہ جیسا دریا کا پانی ہوتا ہے ویسا ہی ہے بلکہ اِس سبب سے کہ اب دریا مین پانی بہت کم رہگیا ہے اور جابجا نہرون مین کٹ گیا ہے دریا کا پانی بھی اچھا نہین رہا کنوون کا پانی گرمیون مین بہت سرد ہوتا ہے اور برف اور شورہ کے پانی کو بھی مات کرتا ہے اور ہلکا بھی ہوتا ہے لیکن جیسا چاہیے ویسا ہاضم نہین - اور مین یہ بھی نہین کہتا کہ وہ پانی کچھ مضر ہے مگر اسمین کچھ شک نہین کہ تعریف کے قابل نہین - ہوا یہان کی نہایت مرطوب ہوگئی ہے اور بہت آدمی بلکہ تمام شہر کے لوگ امراض ضعف معدہ اور نزلہ مین گرفتار رہتے ہین ؀ باعث اِن خرابیون کا بجز اِسکے اور کچھ نہین معلوم ہوتا کہ آبادی شہر کی بہت کثرت سے ہے اور ہر حرفہ کے لوگ رہتے ہین اور اگلے زمانہ کی نسبت گلیان بازار بھی بہت تنگ ہوگئی ہین اور شہر کی صفائی بھی جیسی چاہیے ویسی نہین رہی - اِس سبب سے آب و ہوا کے مزاج مین اختلاف ہوگیا ہے - گرمیون مین گرمی اگرچہ بہت شدت کی نہین ہوتی لیکن امراض وبائی اکثر شہر مین پھیلجاتے ہین شہر کے باہر کی آب و ہوا بہت اچھی ہے پانی بھی ہاضم اور ہوا بھی بہت خوب بیماری بھی

بہت کم - خصوصاً قطب صاحب کی آب وہوا بہت اچھی مشہور ہے اگرچہ اب وہ بھی اِس سبب سے کہ بادشاہ وہان بہت جاکر رہتے ہین اور ازدحام خلقت کا ہوجاتا ہے اور کوڑہ اکرگٹ پھیلتا ہے جیسی پہلے تھی ویسی نہین رہی لیکن پھر بھی غنیمت ہے باوصف ان سب باتون کے یہان کی آب وہوا اور شہرون سے ہزار ہزار درجہ بہتر ہے - کوئی مرض مخصوص یہان کی آب وہوا کا نہین - خدا کے فضل سے سب لوگ اچھے اچھے گورے چٹے خوبصورت خوبصورت ہوتے ہین اور اپنی اپنی جوانی مین عجب عجب جوبن دکھاتے ہین نظم

هر که درین ملک دمی آب خورد	گشت دل از آب خراسانش سرد	بسکه خنک دید خراسان سپهر	گشت همه سال ازو سرد مهر
ورچه درین ملک همه است گرم	از خنکی های خراسان چه شرم	مهر فلک گرم شد اندر فاش	گرم از آن گشت جهان را هواش
گل همه ساله بچمن خوش نسیم	خاک ز گلها شده پر زر و سیم	ترّی صد برگ بصد برگ تر	کوزهٔ هر خاک بر آب دگر
خط تر سبزه بصحرا وکشت	نسخه گرفته ز سواد بهشت	میوه ز هند و ز خراسان بسی	وانچه نخورده بخراسان کسی

زبان کا بیان

یہان جو اب زبان مروج ہے اور جسمین سب لوگ بولتے چالتے ہین اُسکا نام اردو ہے اور تحقیق اُسکی یون ہے، کہ اردو فارسی لفظ ہے اور اسکے معنی بازار کے ہین اور اُردو سے مراد اردوے شاہجہان ہے - اگرچہ دلی بہت قدیم شہر ہے اور ہندؤن کے تمام راجہ پرجاؤن کا ہمیشہ سے دار السلطنت رہا ہے لیکن سب اپنی اپنی بھاکھا بولتے تھے ایک کی دوسرے سے زبان نہین ملتی تھی - جبکہ ہندوستان مین مسلمانون کی عملداری ہوئی اور مسلمان لوگ ان شہرون مین آئے اور بھی مشکل پڑی اور اِس نئی زبان کے لوگون کے آنے سے سودا سلف لینے دینے بیچنے بچانے مین دقت پڑنے لگی - اول اول تو مسلمانون کی عملداری مین اختلاف رہا کبھی کسی کی بادشاہت رہی اور کبھی کسی کی کبھی غوری آئے اور کبھی لودھی اور کبھی پٹھان اور کبھی مغل اِس سبب سے زبان کا بدستور اختلاف چلا گیا اور کوئی شخص اِسکی اصلاح کے پیچھے نہ پڑا - جبکہ اکبر بادشاہ ہوا ایک گونہ سلطنت کو قیام ہوا اور سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانے بیٹھے اور علم کا بھی چرچا ہوا - لیکن اُس زمانے مین فارسی زبان کی ایسی قدر تھی کہ لوگ اور کسی طرف متوجہ بھی نہین ہوتے تھے جب کہ شہاب الدین شاہجہان بادشاہ ہوا اور اُسنے انتظام سلطنت کا کیا اور سب ملکون کے وکلا کے حاضر رہنے کا حکم دیا اور دلی شہر کو نئے سرے سے آباد کیا اور قلعہ بنایا اور شاہجہان آباد اُسکا نام رکھا - اُسوقت اِس شہر مین تمام ملکون کے لوگون کا مجمع ہوا ہر ایک کی گفتار رفتار جدا جدا تھی ہر ایک کا رنگ ڈھنگ نرالا تھا - جب آپس مین معاملہ کرتے لاچار ایک لفظ اپنی زبان کا دو لفظ اُسکی زبان کے تین لفظ

دوسرے کی زبان کے ملاکر بولتے اور سودا سلف لیتے - رفتہ رفتہ اِس زبان نے ایسی ترکیب پائی کہ یہ خود ایک نئی زبان ہوگئی اور جو کہ یہ زبان خاص بادشاہی بازارون مین مروج تھی اِسواسطے اُسکو زبان اردو کہا کرتے تھے اور بادشاہی امیر امرا اِسی کو بولا کرتے تھے گویا کہ ہندوستان کے مسلمانون کی یہی زبان تھی ہوتے ہوتے خود اِس زبان ہی کا اُردو نام ہوگیا - اُسوقت سے اِس زبان نے ایک رونق حاصل کی اور دن بدن تراش خراش اِسمین ہوتی گئی یہانتک کہ جس زمانہ مین میر اور سودا نے آوازہ اپنی خوش زبانی کا بلند کیا تھا اور یہ آویزہ ہر ایک کے کان مین پہنایا تھا اُسوقت یہ زبان بہت درست ہوگئی تھی اور عجب رنگ ڈھنگ نکال لائی تھی - اُنکے بعد کچھ کچھ اِس زبان مین اور تغیر و تبدیل ہوئی اور اب ایسی منجھ گئی ہے کہ قیامت تک اِس سے بہتر ہونی ممکن نہین اور اِس زبان کو شاہجہان آباد سے ایسی نسبت ہے جیسے فارسی کو شیراز سے یعنے یہان کے لوگون کی زبان تمام اُردو بولنے والون کو سند ہے - نہین تو بقول میر امن کے اپنی دستار رفتار گفتار کو کوئی بُرا نہین جانتا اگر ایک گنوار سے پوچھیے تو شہر والے کو نام رکھتا ہے اور اپنے تئین سب سے بہتر سمجھتا ہے، خیر عاقلان خود میدانند - اگرچہ اِس زبان مین اکثر فارسی اور عربی اور سنسکرت کے الفاظ مستعمل ہین اور بعضے بعضون مین کچھ تغیر و تبدیل کر لی ہے لیکن اِس زمانہ مین اور شہر کے لوگون نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ اردو زبان مین یا تو فارسی کی لغت بہت ملا دیتے ہین اور یا فارسی کی ترکیب پر لکھنے لگتے ہین - یہ دونون باتین اچھی نہین اُنسے اُردو پن نہین رہتا - اور ظاہر ہے کہ اِس بات کے لیے کہ کِسقدر فارسی کی ترکیب دیجاوے اور کون کون سی لغت اور زبانون کی نہ بولی جاوین کوئی قاعدہ نہین مقرر ہوسکتا یہ بات صرف اہل زبانون کی صحبت پر منحصر ہے

شاہجہان آباد کے لوگون کا بیان

اگرچہ لوگ یہ خیال کرینگے کہ مین نے جو اِس شہر کے لوگون کا حال لکھا ہے وہ بنظر حب الوطن ہوگا لیکن جن لوگون کے مزاج مین انصاف ہے وہ میری اِس ساری کتاب کو دیکھکر جان لینگے کہ مین نے جو حال لکھا ہے وہ افراط اور تفریط سے خالی ہے حقیقت مین یہان کے لوگ ایسے ہین کہ شاید اور کسی اقلیم کے نہ ہونگے ہر ایک شخص ہزار ہزار خوبی کا مجموعہ اور لاکھ لاکھ ہنرون کا گلدستہ ہے ہر ایک کو علم و ہنر سے شوق اور دن رات لکھنے پڑھنے ہی سے ذوق ہے ہر ایک کی جبلت مین اخلاق ایسا سمایا ہے کہ اگر ایک ایک بات اُنکی لکھی جاوے تو ہزار ہزار اخلاق کی کتاب بنجاوے اُسپر حلم ویسا ہی ہے مروت ویسی ہی ہے دوست پرستی کا کچھ بیان نہین بعض

اور حسد کا کچھ نشان نہین ؎ کفر است در طریقت ما کینہ داشتن ✤ آئینہ ماست سینہ چو آئینہ داشتن ✤ ہزارہا آدمی ہونگے جنھون نے تمام مکروہات ترک کر کر اور خواہش نفسانی کو چھوڑ کر طریقۂ سنت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کیا بس پھر خیال کرو کہ جو خوبی طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے وہی خوبی یہان کے آدمیون مین ہے ؎

مردم دہلی فرشتہ سرشت
ہر سر مو بر تن ایشان ہنر
در قلمی ہر چہ بر آرد قلم

خوشدل و خوشخوی اہل بہشت
دادہ در موی شگافی بسر
وانچہ نگنجد بزبان قلم

ہر ہمہ نزدیک دل و گرم خون
ہر چہ بہ صنعت ہمہ عالم ست
بیشتر از علم و ادب بہرہ مند

رفتہ چو جان در تن مردم درون
ہست در ایشان و زیادت ہست
ز اہل سخن خود کہ شمارد کہ چند

اگرچہ بعض بعض جوان آزاد مزاج آوارہ طبع بھی ہین اور بقول سعدی علیہ الرحمہ کے ع در ایام جوانی چنانکہ افتد دانی ✤ آوارہ مزاج اور لہو و لعب مین بھی مصروف ہین اور بجز عشقبازی اور واہیات کے اور کچھ کام نہین رکھتے لیکن اسپر بھی سب باتین ایک حیا کے ساتھ ہین اور ٹٹی کے اوجھل شکار کھیلتے ہین انہیم غنیمت ست کہ کچھ تو حیا ہے اور ہزارون جوان سادہ رو نیکخو ایسے ہین کہ باوصف جوانی اور عالم شباب کے مطلق واہیات کیطرف متوجہ نہین اور وہ طریقہ سلامت روی اور نیک طینتی اختیار کیا ہے کہ دیکھنے سے تعلق ہے غزل

ای دہلی و ای بتان سادہ
فرمان نبرند زانکہ ہستند
جاے کہ برہ کنند گلگشت
شان برہ و عاشقان بدنبال
خورشید پرست شد مسلمان

پگ بستہ و ریش کج نہادہ
ز غایت ناز خود مرادہ
در کوچہ و ہد گل پیادہ
خونابہ ز دیدگان کشادہ
زین کج کلہان شوخ سادہ
بربستہ شان بموے مغول

خون خوردن شان باشکار ست
نزدیک دل آنچنانکہ جان را
آسیب صبا رسید بر دوش
ایشان ہمہ بادہ حسن در سر
کردند مرا خراب و سرمست
خسرو چو شکست در قلادہ

گرچہ نہان خورند بادہ ✤
بر داشتہ گوشہ نہادہ
دستارچہ بر زمین فتادہ
دینہا ہمہ دل بباد دادہ
ہندو بچگان تاک زادہ

اب مین تھوڑا سا بزرگان معاصرین علیہ الرحمہ کا جنکی فیض خدمت سے مین مشرف ہوا ہون یا اُس زمانہ مین اُنکے وجود باجود سے عالم کو رونق تھی حال لکھتا ہون

ذکر کبار مشائخین رضی اللہ عنہم اجمعین

جناب حضرت شیخ الشیوخ مولانا شاہ غلام علی قدس سرہ

میرا کیا مقدور ہے کہ آپ کے کمالات ظاہری اور مقامات باطنی کا حال لکھ سکون کیونکہ حالات آپکے اُس سے سوا ہین جو بیان ہو سکین اور مقامات اُس سے بہت ہین جو لکھنے مین آوین سبحان اللہ علم اور عمل اور فضل و کمال اور تجرید اور تجرد اور حلم و کرم اور سخاوت اتم اور ایثار و انکسار آپکی ذات پر ختم تھے۔ جو کچھ آیا اور جسقدر آیا سب نام اللہ صرف کیا اور

ابھی کل کا غم نہ کیا - دن رات اللہ اور اللہ کے رسول کے ذکر مین بسر کی اور دنیا اور ما فیہا کی خبر نہ رکھی - مین آپ کے کس کس کمال کا ذکر کرون علم ایسا تھا کہ کاہے کو ہوتا ہے زہد اور مجاہدہ ایسا کہ بیان اُسکا نہین ہو سکتا تقوی اور ورع اس درجہ پر کہ سوا اُس سے ممکن نہین اور پھر اُسپر عجز ویسا ہی انکسار ویسا ہی اتباع سنت اُس درجہ پر کہ اچھے اچھے لوگ ہان قدم نہ رکھ سکین آپکی صحبت سے اِسقدر فیض حاصل ہوتا کہ بیٹھکر اُٹھنے کو جی نہ چاہتا - وطن اصلی آپکا موضع وتالہ ہے جو پنجاب کے ملک مین انبر سر کے پاس واقع ہے اور آپ سادات علوی سے ہین - والد ماجد آپکے بھی بڑے زاہد و عابد تھے اور جنگلون مین جاکر ذکر جہر کیا کرتے تھے اور مہینون بناس پتی پر قناعت فرماتے تھے - آپکے پیدا ہونے سے پہلے ایکدفعہ آپکے والد ماجد نے جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین تمھارے ہان عنقریب لڑکا پیدا ہونیوالا ہے اُسکو میرے ہمنام کرنا - اور آپکی والدہ ماجدہ نے کسی بزرگ کو دیکھا کہ اُنھون نے عبد القادر آپکا نام رکھا - اور آپ کے عم بزرگوار نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اشارت سراپا بشارت سے عبد اللہ آپکا نام رکھا اور اِسی سبب سے آپکا اصلی نام عبد اللہ اور عرف غلام علی تھا ۱۱۵۸ھ مین آپ نے اِس عالم مین قدم فیض توام رکھا اور اپنے جمال جہان آرا سے عالم کو منور کیا بعضے شعرا نے آپکی ولادت باسعادت کی تاریخین بھی منظوم کین اُنمین سے ایک یہ بھی ہے

؎ چون نجم چرخ ہدی حضرت غلام علی ٭ شدہ ظہور فگن در جہان جہان بشگفت ٭ سن ولادت شریفش چو جست رافت دل ٭ سپہر ہدایت شدہ طلوع بگفت ٭

غرض کہ آپ نے سولہ برس کی عمر تک تو اُسی نواحی مین بسر کی ۱۱۷۴ھ مین آپکے والد ماجد نے اس ارادہ سے دہلی مین بلوایا کہ اپنے پیر شاہ ناصر الدین قادری سے جنکا مزار نئی عید گاہ کے پیچھے ہے بعیت کروا دیجاوے - آپ کے پہونچنے سے پہلے شاہ ناصر الدین صاحب نے انتقال کیا اور جو کہ اللہ تعالی کو اور ہی کچھ پردہ غیب سے ظاہر کرنا تھا یہ بات نقاب خفا و حیز التوا مین رہی - تب آپکے والد ماجد نے اجازت و اختیار دیا کہ جس سے چاہو بیعت کرو ۱۱۸۰ھ مین بائیس برس کی عمر مین آپ نے جناب مرزا جانجانان مظہر علیہ الرحمۃ سے بیعت کی اور یہ شعر پڑھا

؎ از برای سجدۂ عشق آستانی یافتم ٭ سر زمینی بود منظور آسمانی یافتم ٭

بعد بیعت کے سالہا سال آپنے پیر و مرشد اپنے کی خدمت مین اوقات بسر کی اور وہ زہد و مجاہدہ اور ریاضت کی کہ بیان نہین ہو سکتا - دن بدن عروج کمال اور مشاہدہ جمال شاہد بے زوال اور مکاشفہ اور ترقیات فائقہ ہوئی یہانتک کہ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ اور صاحب ارشاد ہوئے اور تلقین و ارشاد سلسلہ روبروے اپنے پیر و مرشد کے جاری فرمایا اگرچہ آپ نے بیعت سلسلہ قادریہ مین کی تھی لیکن ذکر و اذکار و شغل و اشغال طریقہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ مین جاری کیا اور ہر طریقہ کی اجازت حاصل کی - اور اپنے پیر و مرشد کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوئے اور حقیقت مین میرے اعتقاد بموجب اپنے پیر پر بھی فوق لیگئے سبحان اللہ

کیا آزادی تھی کہ مطلق دنیا کا لگاؤ نہ تھا - اللہ اللہ کیا اطاعت سنت تھی کہ سر مو بھی فرق نہ تھا - توکل اس درجہ پر
تھا کہ کبھی کسی طرح کا خیال دلمین نہ آتا امرا اور بادشاہ آرزو رکھتے تھے کہ ہم خانقاہ کے فقرا کے لیے کچھ وظیفہ مقرر کرین
ہرگز آپ منظور نہ فرماتے - ایک دفعہ نواب امیر الدولہ امیر محمد خان والی ٹونک نے بہت التجا سے درخواست تقرر وظیفہ کی
کی اُسکے جواب مین آپ نے صرف یہ شعر لکھ بھیجا ؎ ما آبروی فقر و قناعت نمی بریم ٭ با میر خان بگوی کہ روزی مقرر است
آپکی ذات فیض آیات سے تمام جہان مین فیض پھیلا اور ملکون ملکون کے لوگون نے آن کے بیعت اختیار کی مین نے
حضرت کی خانقاہ مین اپنی آنکھ سے روم اور شام اور بغداد اور مصر اور چین اور حبش کے لوگون کو دیکھا ہے کہ حاضر ہوکر
بیعت کی اور خدمت خانقاہ کو سعادت ابدی سمجھے اور قریب قریب کے شہرون کا مثل ہندوستان اور پنجاب اور افغانستان
کا تو کچھ ذکر نہین کہ ٹڈی دل کیطرح اُمنڈے تے تھے سچ ہے ؎ چو کعبہ قبلہ حاجت شد از دیار بعید ٭ روند خلق بدیدارش
از بسی فرسنگ ٭ حضرت کی خانقاہ مین پانسو فقیر سے کم نہین رہتا تھا - اور سب کا روٹی کپڑا آپکے ذمہ تھا اور باوجودیکہ
کہین سے ایک حبہ مقرر نہ تھا اللہ تعالی غیب الغیب سے سب کام چلاتا تھا اُسپر فیاضی اور سخاوت اسقدر تھی کہ کبھی سائل کو
محروم نہین پھیرا جو اُسنے مانگا وہ دیا - جو چیز عمدہ اور تحفہ آپکے پاس آتی اُسکو بیچکر فقرا پر صرف کرتے اور جیسا گزی گاڑھا موٹا
جھوٹا تمام فقیرونکو میسر ہوتا ویسا ہی آپ بھی پہنتے اور جو کھانا سب کو میسر ہوتا وہی آپ کھاتے - بھلا غور کرو کہ بشر کی طاقت
ہے کہ ایسی بات کر سکے اگر کوئی عرض کرتا کہ حضرت آپ نے لیتے تو یہ کپڑا لے لیجیے اور یہ آرام کی چیز بنا لیجیے تو آپ یہ قطعہ پڑھا
کرتے قطعہ خاک نشینی ست سلیمانیم ٭ ننگ بود افسر سلطانیم ٭ ہست بسی سال کہ می پوشمش ٭ کہنہ نشد جامۂ عریانیم ٭
اگر کبھی کچھ اسباب اور سامان دنیا کا ذکر آتا تو ارشاد فرماتے ؎ حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب جہان ٭ ہرچہ
ما داریم زان ہم اکثری درکار نیست ٭ آپ کی اوقات شریف نہایت منضبط تھی کلام اللہ آپ کو حفظ تھا اور تحقیق
قرأت بھی بہت خوب تھی - نماز صبح بہت اول وقت ادا فرما کر دس سپارہ کلام اللہ کے ختم فرماتے اور بعد اُسکے حلقۂ
مریدین جمع ہوتا اور تا نماز اشراق سلسلہ توجہ اور استغراق جاری رہتا بعد ادا کرنے نماز اشراق کے تدریس حدیث
اور تفسیر کی شروع ہوتی - جو لوگ اس جلسہ کے بیٹھنے والے ہین اُنسے پوچھا چاہیے کہ اُسمین کیا کیفیت ہوتی تھی
اور پڑھنے پڑھانے سننے سنانے والون کا کیا حال ہوتا تھا جہان نام رسول خدا کا آتا آپ بیتاب ہوجاتے
اور اُس بیتابی مین حاضرین پر عجب کیفیت طاری ہوتی تھی سبحان اللہ کیا شیخ تھے باقی باللہ اور عاشق
رسول اللہ - علم حدیث اور تفسیر نہایت مستحضر تھا اگر باعتبار علوم نقلی خاتم المحدثین والمفسرین تعبیر کیا جاوے
تو بھی زیبا ہے - اور اگر باعتبار علوم عقلی سرامد فلسفیان متقدمین و متاخرین لکھا جاوے تو بھی بجا ہے - اللہ تعالے

نے آپ کو کیا مجمع علوم پیدا کیا تھا کہ ہر ایک علم ظاہری اور باطنی مین درجہ کمال بہ انتہاے کمال حاصل تھا بعد اِس درس و تدریس کے آپ کچھ تھوڑا سا کھانا کہ عبادت معبود کو کافی ہو تناول فرماکر باتباع سنت نبوی قیلولہ استراحت مین آرام کرتے تھوڑی دیر بعد اول وقت ظہر نماز ظہر ادا فرما کر پھر درس و تدریس حدیث و تفسیر و فقہ اور کتب تصوف مین مشغول ہوتے اور بعد نماز عصر تا نماز مغرب حلقہ مریدین جمع ہوتا اور ہر ایک آپکی توجہ سے علو مدارج حاصل کرتا ہمیشہ تمام رات آپ شب بیداری فرماتے تھے شاید کہ گھڑی دو گھڑی بمقتضاے بشریت غفلت آجاتی ہو سو وہ بھی جانماز پر برسون آپنے چارپائی پر استراحت نہین فرمائی اگر نیند کا بہت غلبہ ہوا یونہین اللہ اللہ کرتے پڑ رہے - آپکی خانقاہ مین عجب عالم ہوتا تھا بوریہ کا فرش رہتا تھا اور اُسی کے سرے پر ایک مصلے کبھی بوریہ کا کبھی اور کسی چیز کا پڑا رہتا تھا اور وہین ایک تکیہ چمڑے کا رکھا رہتا آپ دن رات اسی مصلے پر بیٹھے رہتے اور عبادت معبود کیا کرتے اور سب طالبین گرداگرد آپکے حلقہ باندھے بیٹھے رہتے اور ہر ایک کو جدا جدا فیض حاصل ہوتا - اگر کبھی کچھ فرش فروش کا ذکر آتا تو آپ ارشاد فرماتے کہ لنگے زیر و لنگے بالا - نہ غم دزد و نہ غم کالا - گزگی بوریا و پوستکی - دلکی پر ز درد و دوستکی - اینقدر بس بود جمالی را - عاشق رند لاابالی را - حق یہ ہے کہ ایسا برشتہ جان شیخ دیکھنے مین نہین آیا - اور مین تو اس بات پر عاشق ہون کہ باوجود اتنی آزادی و وارستگی کے سر مو احکام شریعت سے تجاوز نہ تھا اور جو کام تھا وہ باتباع سنت تھا لقمہ مشتبہ سے نہایت پرہیز کرتے اور مال مشتبہ ہرگز نہ لیتے جو شخص خلاف شرع اور سنت ہوتا اُس سے نہایت خفا ہوتے اور اپنے پاس اُسکا آنا گوارا نکرتے اور فرماتے قطعہ یا مرو با یار ارزق پیرہن + یا بکش بر خانمان انگشت نیل + یا مکن با پیلبانان دوستی + یا بنا کن خانۂ درخورد پیل + میرے تمام خاندان کو اور خصوصاً جناب والد ماجد کو آپسے نہایت اعتقاد تھا اور میرے جناب والد ماجد اور میرے بڑے بھائی جناب حشام الدولہ سید محمد خان بہادر مرحوم کو آپ ہی سے بیعت تھی - اور آپکی میرے خاندان پر اسقدر شفقت اور محبت تھی کہ میرے والد ماجد کو اپنے فرزند سے کم نہین سمجھتے تھے میرے والد ماجد بھی آپکی صحبت کی برکت سے آزادہ مزاج اور وارستہ طبع تھے کبھی کبھی بموجب اس مصرع کے سے گرہمای تو مارا کرد گستاخ + کوئی بات گستاخانہ عرض کرنے یا کوئی حرکت آپکے خلاف مرضی سرزد ہوتی تو آپ بارہا ارشاد فرماتے کہ اگرچہ مین نے اپنے تئین غم زن و فرزند سے دور رکھا تھا لیکن اللہ تعالی کی مرضی نہوئی کہ اس شخص کی محبت اپنے فرزندون سے سوا دیدی - جو چاہو سو کہو اور جو چاہو سو کرو - مین ہر روز آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تھا اور آپ اپنی شفقت اور محبت سے مجھکو اپنے پاس مصلے پر بٹھا لیتے اور نہایت شفقت فرماتے لڑکپن مین کچھ تمیز تو ہوتی نہین خصوصاً صغر سن مین جو چاہتا سو کہتا جو چاہتا سو کرتا اور حرکات بے تمیزانہ مجھ سے سرزد ہوتین اور آپ اُن سب کو گوارا فرماتے مین نے اپنے دادا کو تو نہین دیکھا آپ ہی کو دادا حضرت کہا کرتا تھا - آپکے کمالات اور خرق عادات اس سے زائد ہین کہ بیان مین آسکین اسواسطے

اِس مختصر مین اُسکی گنجایش نہین دیکھتا اور میرے نزدیک ایسے شخص کی کرامت کا بیان کرنا اُسکے رتبہ سے کم ہے کیونکہ فقیری کا رتبہ اُس سے آگے ہے۔ غرضکہ سالہاے سال تک آپکی ذات فیض آیات سے یہ عالم منور رہا۔ اور جوکہ ہر ایک کو اِس دار الفنا سے دار البقا کو چلنا ہے آپنے بھی ہفتہ کے دن صفر کی بائیسوین سنہ ۱۲۴۰ ہجری مین اِس جہان سے انتقال کیا اور آپ کی خانقاہ مین آپ کے پیر کے پہلو مین دفن کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نور اللہ مضجعہ۔ آپکے انتقال کی تاریخ ہے۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ جسطرح خواجہ بزرگ شاہ نقشبند علیہ الرحمہ کے جنازہ پر یہ شعر پڑھے گئے تھے اِسیطرح میرے جنازہ پر بھی پڑھے جاوین اور وہ شعر یہ ہین ؎ مفلسانیم آمدہ در کوی تو ٭ شیئاً للہ از جمال روی تو ٭ دست بکشا جانب زنبیل ما ٭ آفرین بر دست و بر بازوی تو ٭ اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ دو شعر عربی اور فارسی بھی میرے جنازہ پر بالحان خوش پڑھنا شعر عربی وقدت الی الکریم بغیر زاد ٭ من الحسنات والقلب السلیم ٭ فان الزاد اقبح بن قبیح ٭ اذا کان الوفود الی الکریم ٭ اشعار فارسی بر سر خاک من بیا نغمۂ عشق بر سرا ٭ کز جذبات عشق تو نعرہ ز خاک برزنم ٭ بعد ہزار سال اگر بر لحدم گذر کنی ٭ مشک شود غبار من روح شود ہمہ تنم ٭ جسوقت کہ یہ اشعار پڑھے جاتے تھے ہزار ہا آدمی حاضر تھے اور سب لوگ ہاے ہاے روتے تھے اور عجب لطف اور فیض اور کیفیت تھی۔ آپ کے ملفوظات بھی بہت خوب خوب ہین اُنمین سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ فقیری مین چار چیزین چاہئین دو ٹوٹے دو ثابت ہاتھ

پانون تو ٹوٹے اور دین یقین ثابت

جناب حضرت مولانا شاہ ابو سعید نور اللہ مضجعہ

آپ حضرت شاہ غلام علی صاحب کے خلیفۂ اعظم ہین اور آپکے انتقال کے بعد آپ ہی سجادہ نشین ہوئے تھے لیکن اِس بات کو بھی خیال کرو کہ آپ حضرت مجدد کی اولاد مین ہین جو حضرت شاہ صاحب کے پیران پیر تھے اور در واقع مین حضرت شاہ صاحب بھی آپ کو ویسا ہی سمجھتے تھے اور نہایت تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔ نسب آپکا حضرت مجدد تک اِسطرح پہونچتا ہے کہ شاہ ابو سعید بیٹے حضرت صفی اللہ کے اور حضرت صفی اللہ بیٹے حضرت عزیز القدر کے اور حضرت عزیز القدر بیٹے حضرت محمد عیسی کے اور حضرت محمد عیسی بیٹے حضرت سیف الدین کے اور حضرت سیف الدین بیٹے حضرت خواجہ محمد معصوم کے اور حضرت خواجہ محمد معصوم بیٹے حضرت مجدد الف ثانی کے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اور حضرت مجدد شیخ فاروقی ہین یہ شرافت اور علو مرتبہ تو انکا روے نسب کے تھا اور علاوہ اِسکے صفات ذاتی اور کمالات ظاہری اور باطنی ایسے تھے کہ جنکا کچھ حد و حساب نہین۔ حافظ کلام اللہ اور عاشق رسول اللہ علوم دینی آپکو بہت مستحضر تھے اور دن رات اِنھین کے درس مین گذارتے تھے علم قرأت مین یکتاے روزگار تھے کلام اللہ ایسی خوش آواز اور کمال قرأت سے پڑھتے کہ لوگ دور دور سے سننے آتے۔ پہلے پہل تو آپ نے

مولانا شاہ درگاہی صاحب علیہ الرحمۃ سے کہ بڑے اولیاے وقت سے تھے سلسلہ قادریہ مین بیعت کی تھی اور نسبت باطن
بخوبی حاصل کر کے پیری و مریدی کی اجازت لی تھی۔ لیکن اپنے خاندان کی نسبت نے زور کیا اور اسی طریقہ نقشبندیہ کیطرف
کھینچا کہ آپ نے دوبارہ حضرت شاہ غلام علی صاحب سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ مین بیعت کی اور از سر نو تمام مقامات کو حاصل
کیا۔ آپکی شکل و شمائل بہت نورانی تھی بے اختیار آپکی صحبت مین حاضر رہنے کو دل چاہتا۔ اور جبتک بیٹھے وسوسہ شیطانی ایک
نہ آتا۔ اوقات آپکی بعینہ حضرت شاہ صاحب کی اوقات تھی۔ معرف خالصاً مشق خط نسخ کلو خان صاحب سے کی اور کلام اللہ
لکھ لکھکر وقف کئے۔ اگرچہ تعلقات ظاہری مثل زن و فرزند آپکے حضرت شاہ صاحب کی نسبت زائد تھے لیکن ویسی ہی بےتعلقی
حاصل تھی باہمہ اور بے ہمہ سے بھی کچھ زیادہ قدم رکھا تھا۔ اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدرجہ کمال تھا کوئی بات
خلاف سنت نکرنے اور ہر دم پیروی سنت ہی کا خیال رکھتے۔ اخلاق محمدی اس وسعت سے تھا کہ ہر شخص ملنے والا یہی جانتا
تھا کہ جیسی عنایت اور شفقت آپ کو میرے حال پر ہے اس سے سوا دوسرے پر نہین حقیقت مین تواضع کو بدرجہ کمال
پہونچایا تھا اور سخاوت کو حد سے زیادہ اختیار کیا تھا حضرت شاہ صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجکو ابوسعید سے فخر ہے مین نے
اگر فقیری کی تو کیا کہ کسی کا کچھ غم نہین رکھتا ابوسعید کو دیکھو کہ باوصف علائق دنیاوی کے کیا اپنے معبود کی عبادت مین معروف
ہے کہ گویا مطلق کچھ تعلق ہی نہین رکھتا آپکی صحبت سے ہر شخص کو ایک فیض ملتا۔ اور اجماع خاطر اور توجہ الی اللہ حاصل
ہوتا سواہ واہ طریقہ پیر کو خوب نباہا بلکہ اس سے بھی ایک آدھ قدم آگے رکھا۔ آپکی ذات سے بھی ہزارہا آدمیونکو فیض
ہوا اور طرح طرح کا فیض ہر ایک کو آپ سے ملا۔ بعد انتقال شاہ صاحب کے آپ انکی جگہ مسند ارشاد پر بیٹھے اور بہاسال
لوگون کو آپ کے فیض صحبت سے علو مراتب اور کمال مدارج حاصل ہوے کہ اسی اثنا مین محبت رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام
نے بہت غلبہ کیا اور آپ نے زیارت حرمین شریفین کا ارادہ کیا اللہ نے وہ ارادہ بھی پورا کیا اور حج اور زیارت مدینہ
منورہ نصیب کی۔ بروقت مراجعت کے بمقام ٹونک آپکا انتقال ہوا۔ آپ کے لاشہ مبارک کو دلی مین لاکر خانقاہ مین حضرت
شاہ صاحب کے پہلو مین دفن کیا۔ ولادت آپکی سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین ہوئی ہے اور یہ مصرعہ تاریخ ولادت ہے مصرع حافظ و
عالم و ولی بادا * وفات آپکی سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین عید کے دن ہفتہ کو ہوئی۔ اور نور اللہ مضجعہ آپکی وفات کی تاریخ ہے
اور یہ قطعہ بھی تاریخ وفات مین ہے قطعہ امام و مرشد ما شاہ بوسعید سعید * بعید فطر چو شد واصل جناب خدا *
ولی شکستہ و مغموم گفت تاریخش * ستون محکم دین نبی فتادہ زپا

جناب حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب سلمہ اللہ تعالی

آپ شاہ ابوسعید صاحب کے بڑے بیٹے اور جانشین ہین۔ کمالات آپکے اس سے سوا ہین جو بیان مین آ دین اور صفات

آپ کی آس سے بہت ہین جو کہی جاوین - حافظ کلام اللہ ہین اور مطیع سنت رسول اللہ - اپنے پیرون کیطرح سلسلہ ارشاد وتلقین اور توجہ اور استغراق جاری ہے - اور حق پوچھو تو اب انھین کی ذات فیض آیات سے خانقاہ کو رونق ہے علم حدیث وفقہ وتفسیر بدرجہ کمال حاصل ہے - دن رات مشغلہ درس و تدریس جاری رہی ہے مسائل دینی آپکے فیض سے حل ہوتے ہین اور فتوی شرع شریف آپکی مہر سے سجل کیے جاتے ہین قدم بقدم اپنے بزرگونکے طریقہ پر چلتے ہین اور اپنے پیرون کا طریقہ برتتے ہین نسبت باطنی بہت مستحکم ہے سیکڑون آدمی آپکے فیض توجہ سے مقامات مشکلہ سے نکلتے ہین اور مدارج اعلی کو پہونچتے ہین اللہ تعالی ایسے بزرگ کو سلامت رکھے جس سے خاندان مجددیہ قائم ہے آمین ثم آمین - ولادت آپکی ۱۲۱۶ھ مین ہوئی ہے اور مظہر یزدان - آپکی ولادت کی تاریخ ہے - اگرچہ عمر شریف اپنے چھیالیس مرحلہ سنین طے فرمائے ہین لیکن مدارج کمال کے ہزار در ہزار طے ہوئے ہین - آپنے بھی جناب حضرت شاہ غلام علی صاحب سے بیعت کی ہے اور انھین سے پائی ہے لیکن ابا جناب الد سے بہت سا فیض حاصل کیا ترقی در ترقی پائی اور انسے بھی خلافت حاصل کی - اب اِنکے انتقال کے بعد آپ ہی سجادہ نشین ہین اور ارشاد وتلقین مین مصروف - اللھم متع المسلمین بطول حیاتہ وضاعف مدارج المومنین بطول بقائہ

جناب حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب سلمہ اللہ تعالے

آپ بھی جناب شاہ ابو سعید صاحب کے فرزند ارجمند ہین اور حقیقت مین فخر خاندان ہین آپکا طور ہی جدا ہے اور رنگ ڈھنگ ہی نرالا ہے - آپ بھی حافظ کلام اللہ ہین اور عالم احادیث رسول اللہ - ولادت آپکی پچیسوین شعبان ۱۲۳۴ھ مین ہفتہ کے دن عشا کے وقت ہوئی ہے خورد سال ہی مین جناب حضرت شاہ غلام علی صاحب آپکو توجہ دیا کرتے تھے - جب بڑے ہوے اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور طرح طرح کا فیض حاصل کیا بعد اُنکے انتقال کے جناب مرزا شاہ غفور بیگ صاحب سے کہ بڑے خلفاے حضرت شاہ غلام علی صاحب سے تھے اور قوت نسبت بدرجہ کمال رکھتے تھے ہزار در ہزار فیض حاصل کیے - اوقات آپکی ایسی خوب ہے کہ اگلے زمانہ کے اچھے اچھے دینداروں کی بھی شاید ایسی ہوئی ہوگی - مسجد مین بیٹھے رہنا اور طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برتنا دن رات آپکا کام ہے خوشا حال اُس شخص کا کہ جو اپنے نبی کے طریقہ کو برتے اور دنیا ومافیہا سے خبر نہ رکھے - اسقدر اتباع سنت اختیار کیا ہے کہ اگر آپکو آسمان وزمین کے رہنے والے محی السنۃ وقامع البدعۃ کہکر پکارین تو بجا ہے - اُنکے نزدیک سواے انحراف کمتر حکم شریعت کے سخت سے سخت کوئی معصیت نہین - ارتکاب اُس امر خلاف سنت کا جسکو ہم کمبخت لوگ بال سے کم جانتے ہین اُنکے نزدیک امر محال ہے اِس تقوی اور ورع کو خیال کرو کہ صرف اِس خیال سے کہ ہندوستان نہین جو طریق بیع وشرا بعض بعض میوہ وغیرہ کا جاری ہے وہ از روے شرع شریف کے درست نہین اُن چیزون کے مزہ سے واقف نہین - جب کوئی ایسا کرے تو معلوم ہو

میری زبان نہین جو مین آپکی ادنی سی صفت کی تعریف کر سکون صرف اتباع سنت کے لیے ہزار ہا نعمت دنیاے دون پر لات ماری ہے اور گوشہ نشینی اختیار کی ہے ملاقات اور مکالمات مین ہرگز پیروی سنت کی نہین چھوڑتے اور ادنے سنت کے ترک سے کسی چیز کو برا نہین جانتے منافی السنت اور محو فی الشریعت اور شہسوار میدان طریقت اگر پوچھو تو آپکی ذات فیض آیات ہے پس جس شخص کا ادنی ادنی باتون مین یہ حال ہو تو پھر خیال کرو کہ بڑی بڑی باتون مین کیا درجہ احتیاط اور کیا رتبہ اتقا ہوگا - اللھم بارک فی عمرہ وارفع درجتہ فی الدارین آمین یا رب العالمین

شاہ محمد آفاق طاب ثراہ

آپکے کمالات اور مجاہدہ اور زہد اور مکاشفہ تمام عالم مین مشہور ہین آپ بھی اس زمانہ کے بڑے ولی اللہون مین سے تھے نسبت باطنی اسقدر قوی تھی کہ بڑے بڑے صاحب نسبت اُسکے اُٹھانے کی طاقت نہین رکھتے تھے - مقامات فقیری بہت صاف تھے نسبت الی اللہ بہت درست تھی پیروی سنت رسول مقبول نہایت مد نظر رکھتے تھے مسکینی اور شکستگی بدرجہ کمال حاصل تھی اپنے تئین بھی مثل نقش و نگار دیوار تصور فرمایا کرتے تھے نسب آپکا بھی حضرت مجدد الف ثانی تک پہونچتا ہے اور آپ بھی حضرت مجدد کی اولاد مین ہین - حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب سے کہ بڑے زبردست فقیر تھے سلسلہ مجددیہ مین آپ نے بیعت کی تھی اور کمال مدارج حاصل کر کے اجازت پیری مریدی کی حاصل کی تھی اور اپنے پیر کے انتقال کے بعد اُنکے سجادہ نشین ہوے اور ان اشعار سے آپکا سلسلہ بخوبی معلوم ہوگا اشعار

ہادی آفاق و نفس مثل اصحاب نبی
خواجہ یعقوب بہاء الدین و گر پیر کلال
آن ضیاء اللہ زبیر و نقشبند متقی
خواجہ بابا دان و گر میر علی رامتینی
بو الحسن و بین با یزید و جعفر صادق بو
خواجہ معصوم است و احمد خواجہ باقی خواجگی
خواجہ محمود است و عارف خواجہ عبد الخالق است
قاسم و سلمان و بو بکر و رسول ہاشمی
خواجہ درویش و محمد زاہد احرار ولی
خواجہ یوسف بعد شیخ فارمدی ان بو علی

اور علاوہ اِسکے آپکو سب سلسلون مین اجازت پیری اور مریدی کی حاصل تھی آخر کو یہی مضمون صادق آیا کہ مصرع نفس فنا تھا سو فنا ہو گیا ÷ یعنی محرم ۱۲۵۱ہجری کی ساتوین تاریخ کو بدھ کے دن نماز مغرب کے بعد آپ نے اِس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون جمعرات کے دن آپکو مغل پورہ مین دفن کیا - خواجہ بہاء الدین احمد صاحب نے جو بڑے بیٹے خواجہ علاء الدین احمد صاحب کے ہین یہ شعر تاریخ وفات مین نظم کیا شعر

از سر یاس گفت اہل جہان | شاہ آفاق رفت از دنیا

حاجی علاء الدین احمد سلمہ اللہ تعالی

آپ شاہ آفاق صاحب کے خلیفہ اور سجادہ نشین ہین اور حقیقت مین اپنے پیر کی نشانی ہین اِس زمانہ مین ایسے لوگون کا

ہونا مغتنمات سے ہے ایسے لوگ کاہیکو پیدا ہوتے ہین تمام عمر فقیری مین صرف کی اور دنیا و مافیہا سے خبر نہ رکھی سچ ہے کہ السعید من سعد فی بطن امہ چھٹ پن سے آپکو فقیری کا شوق تھا سولہ برس کی عمر مین بیعت کی اور طرح طرح کے زہد اور مجاہدہ کیے اور اپنے پیر کی خدمت مین ہمیشہ سفر اور حضر مین حاضر رہے۔ آپکا نسب حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے ملتا ہے۔ توکل علی اللہ اور عشق رسول اللہ ہر وقت آپکے برتاو مین ہے۔ عالم جوانی مین حج خانہ کعبہ ادا کیا اور زیارت روضہ منورہ رسول مقبول علیہ الصلواۃ والسلام حاصل کی اللہ تعالی سب مسلمانون کو نصیب کرے آمین یارب العالمین اب سن شریف آپکا نوے برس کے قریب ہے آنکھون سے معذور ہین اور پانوٗن سے اٹھ نہین سکتے طاقت طاق ہے مگر ہر دم شغل جاری ہے اور صوم و صلواۃ قائم۔ سبحان اللہ کیا لوگ ہین کہ کسی حالت مین اپنے معبود کی یاد سے غافل نہین غور کرو کہ جس شخص نے اپنا لڑکپن اور جوانی اور بڑھاپا صرف اللہ کی یاد مین صرف کیا ہو اُسکو کیا علو مدارج حاصل ہوے ہونگے اللہ تعالے ایسے لوگون کو سلامت رکھے

فخر الملۃ والدین مولانا محمد فخر الدین علیہ الرحمۃ

سلالہ عظام زبدہ کرام سرگروہ مقبولان بارگاہ صمدیت پیشرو تیز قدمان سالک عرفان احدیت قدوہ شارعان شرع مبین مولانا محمد فخر الملۃ والدین اِن حضرت بابرکت کے مقامات اور خوارق اور کرامات لاتعد و لاتحصی ہین خامہ خام رقم طاقت نہین رکھتا کہ اُسکے شمار مین تکلیف مالایطاق کو اپنے اوپر گوارا کرے۔ خلاصہ احوال ہدایت مآل ان سرگروہ اہل قال اور پیشواے ارباب حال کا یہ ہے کہ آپکے والد بزرگوار مولانا نظام الحق والملۃ والدین ساکن موضع نکرون ہین کہ مضافات لکھنؤ سے ہے۔ نسب آپکا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک پہونچتا ہے۔ اور والدہ ماجدہ آپ کی زبدہ اولاد حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز سے ہین اگرچہ مولد جناب موصوف کا اورنگ آباد ہے لیکن یمن قدوم میمنت لزوم سے خاک دار الخلافت شاہجہان آباد حرسہا اللہ عن الفساد کی حضرت کے نفس واپسین تک کنگرہ عرش برین پر ناز کرتی رہی والد ماجد حضرت مرحوم مغفور کے اوائل حال مین اورنگ آباد سے دلی مین وارد ہوے اگرچہ اول مین فقط تحصیل علوم رسمی مد نظر تھی لیکن چونکہ خواستہ تقدیر اور مشیت کردگار قدیر یہ تھی کہ اُن کا خاندان ارشاد حقائق معارف کے ساتھ موصوف ہو حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہ العزیز کی خدمت مین جنکا سلسلہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی تک پہونچتا ہے فائز ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوے ازبسکہ ذات فائض البرکات اُنکی جامع کمالات صوری و معنوی تھی تحصیل علوم ظاہری و باطنی کی انھین کی خدمت مین کرکر منصب خلافت سے سرفراز ہوے اور آخر الامر سعادت کی اجازت پاکر اورنگ آباد کو تشریف لیگئے اور بہا سال

خلق کو فیض باطنی کی طرف ہدایت فرمائی اور سنہ ۱۱۴۲ ہجری مین عالم بقا کو راہی ہوے - حضرت بابرکت جناب جنت مآب مولانا فخر الملۃ قدس سرہ نے اپنے پدر والا اقتدار کی خدمت مین علوم ظاہری اور باطنی کو تحصیل کرکے مرتبہ خلافت حاصل کیا اور بعد اُسکے چند سال نواب نظام الدولہ ناصر جنگ اور ہمت یار خان کی سرکار مین بسر کی اور وہان بھی اُنکے انفاس متبرکہ کی برکت سے بہت گم گشتگان بادیہ ضلالت نے راہ ہدایت حاصل کی - ازبسکہ قدیم الایام سے تعلق پر ترک غالب تھا وہان سے دل برداشتہ ہوکر اجمیر شریف کیطرف تشریف فرما ہوے اور چندے مزار مبارک قدوہ واصلان بارگاہ ذو الجلال قطب الاقطاب خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے وسیلہ سے وہان کا قیام اختیار کیا - اور بعد اُسکے سنہ احد جلوس احمد شاہی مین کہ مطابق سنہ ۱۱۶۱ ھ نبوی کے تھا شاہجہان آباد مین تشریف لائے اُنکی ہدایت وارشاد سے ایک خلق بہرہ مند اور سعادت یاب ہوئی اور یہ عجب کرامت حضرت کی ذات فائض البرکات سے ظاہر ہوئی کہ آپکے خلفاے باصفا اطراف ہندوستان مین باعث نجات سر گشتگان روزگار اور ہادی گمراہان تبہ کار ہوے - چنانچہ اس زمانہ مین نواح پاک پٹن مین حضرت شاہ سلیمان صاحب جنکا شہرہ قاف سے قاف تک پہونچا ہے آپ ہی کے خلفا مین سے ہین کہ اُنکی برکت سے ہزارہا خلق کو ہدایت اور فیض باطن نصیب ہوا اور ازبسکہ حضرت ممدوح مقبول خداے لایزال تھے خلق اللہ مین بھی ایسا قبول خاطر بہم پہونچایا کہ گروہا گروہ حصول نجات اور تحصیل ہدایت کیواسطے آپکی خدمت مین حاضر ہوتے تھے اور آپکے ارشاد کو مانند حکم وحی کے رہنما اور درست جانتے جتنے امراے ذو الاقتدار اور سلطان عہد تھے آپکی بیعت سے مشرف ہوکر آپ ہی کی خاک در کو وسیلہ آبرو اور آپ ہی کے غبار آستان کو تاج عزت واعتبار سمجھتے تھے - لیکن سبحان اللہ نشان مقبولیت یہ ہے کہ حضرت باوجود اس ہجوم ارباب دنیا کے ہر ادنی کے ساتھ وہ خلق محمدی خرچ کرتے کہ اُسکا بیان خامہ راقم کی مجال نہین باوجود اس کمالات ظاہری اور باطنی کے کہ ادنی دنیا دارون کی نظر توجہ کے فیض سے ہزار درویش باکمال پر شرف رکھتا تھا - آپ سادہ وضعی کے ساتھ رہتے اور لباس درویشانہ وجبہ اور عمامہ فقیرانہ کے چندان مقید نہ ہوتے کیا خوب کہا شیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفران نے ؎ حاجت بکلاہ ترکی داشتنت نیست ؎ درویش صفت باش وکلاہ تتری دار ؎ کتاب نظام العقائد اور رسالہ مرجیہ اور فخر الحسن حضرت کی تالیفات سے ہے اُنکا دیکھنا آپ کی مہارت علمی پر دلیل قاطع اور برہان ساطع ہے - سن شریف تہتر تک پہونچا اور سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین عالم بقا کو راہی ہوے - خورشید دو جہانی - آپکی رحلت کی تاریخ ہے - مزار آپکا متصل دروازہ چہار دیواری مرقد مبارک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تغمدہ اللہ بغفرانہ کے واقع ہے اور اُسکا ذکر باب اول مین ہوچکا ہرچند راقم نے مسلک یہ اختیار کیا تھا کہ جن بزرگونکی خدمت مین خود پہونچا یا اُنکے جمال باکمال سے اپنی نگاہ کو مشرف کیا اُنکا حال اس تذکرہ مین مندرج کرے اور ان حضرت کے زمانہ سے اس عہد تک بہت فاصلہ ہے لیکن چونکہ اُنکے خاندان کے

احوال سے فرین کرنا اِس کتاب کا مد نظر تھا کثرت عقیدت اور ارادت نے نچاہا کہ حضرت کے احوال کمالات استعمال کے ساتھ زبان قلم کو گویا نہ کرے

جناب مولانا قطب الدین علیہ الرحمۃ

حضرت موصوف کے فرزند ارجمند ہین اور حضرت کی وفات کے بعد مسند خلافت پر متمکن رہے انکی تعریف و توصیف لکھنے کی کچھ حاجت نہین یہی کافی ہے کہ ایسے چمن کے نونہال اور ایسے نونہال کے ثمر تھے شعر اصل و فرعی راکہ ہینی حاصل یکما بہ اند ✤ آفتاب و پرتوش از ہم جدا نتوان گرفت ✤ سترھوین ماہ محرم الحرام ۱۲۰۰؁ھ مین عالم فانی سے ملک بقا کیطرف راہی ہوے اور مزار مبارک خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے جوار مین مدفون انا للہ وانا الیہ راجعون

جناب حاجی حضرت غلام نصیر الدین عرف کالے صاحب سلمہ اللہ تعالی

آپ جناب حضرت مولانا قطب الدین صاحب کے فرزند ارجمند ہین - محامد آپکے حیز تحریر اور حیطہ تقریر سے باہر ہین اخلاق اِس وسعت سے ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین ہوسکتا مسکینی اِس درجہ پر ہے کہ اُسکا اظہار نہین کرسکتا - اوقات آپکی بہت خوب اور حرکات آپکے نہایت محبوب ہر دم و لحظہ وظیفہ سے خالی نہین رہتے بات کرنی بھی آپکو گویا مشکل ہوتی ہے جب کوئی کچھ پوچھے اُسکا جواب لاچار دیا جاتا ہے اگرچہ اُسوقت ظاہر مین زبان شغل سے باز رہتی ہے لیکن دل اُسطرح مشغول حق رہتا ہے - اِس زمانہ مین ایسا نامی گرامی شیخ نہین ہے حضور والا اور تمام سلاطین اور جمیع امرا عظام آپکے نہایت معتقد ہین جس مجلس مین آپ تشریف لاتے ہین ہر شخص بے اختیار دوڑتا ہے اور قدمون پر گرتا ہے اور اپنی سعادت ابدی سمجھتا ہے - تھوڑی مدت ہوئی کہ آپ پر شوق الٰہی غالب ہوا اور اپنے دادا صاحب کے فیض حاصل کرنے کو دل چاہا اگرچہ وہ فیض سینہ بسینہ اپنے جناب والد ماجد مرحوم سے پایا تھا لیکن یہ شوق ایسا ہے اور یہ نعمت وہ ہے کہ طالب اسکا بس نہین کرتا جتنا دیتے جاؤ اُتنا ہی اور مانگتا ہے آپ نے سفر اختیار کیا اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور پاک پٹن مین تشریف لیگئے اور شاہ سلیمان کی خدمت مین حاضر ہوے - کہتے ہین کہ شاہ سلیمان صاحب اِس بات کو نہایت غنیمت سمجھے اور اُنکے قدوم میمنت لزوم سے ہزار ہا فخر کیے چند کردہ استقبال کو آئے اور باعزاز و اکرام لیگئے چندمدت آپ نے وہان تشریف رکھی اور جو کچھ فیض اور برکات اپنے دادا صاحب کے تھے اُنکو پھر تجدید کیا اور رخصت ہوکر شاہجہان آباد مین تشریف لائے کہ اب یہین رونق افروز ہین سن شریف آپکا پچاس سے متجاوز ہے صحبت آپکی غنیمت ہے اللہ تعالی ایسے بزرگان حق آگاہ کو بہت سلامت رکھے

خواجہ محمد نصیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اُس سے سوا ہین جو لکھنے مین آوین اور اِس سے بہت ہین جو کہے جاوین -

آپ نواسہ ہین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے جو بڑے نامی مشائخ تھے اور انکا نام تمام عالم مین مشہور ہے - ولادت آپ کی سنہ ۱۱۹۱ھ مین ہوئی اور ابتدا سے طالب خدا ہوے چھٹ پن ہی مین حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کی خدمت مین حاضر رہتے اور توجہ لیتے بلکہ اسی زمانہ مین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ سے بیعت کی تھی - جب کہ آپکا سن شریف دس برس کا ہوا خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ نے وفات پائی اور درد جدائی کا آپکے نصیب ہوا آپ ہمیشہ اپنے پیر کی جدائی مین دل شکستہ اور جان خستہ رہا کرتے تھے سچ ہے ع یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو * آپکو اکثر علوم مین خصوصاً ریاضیات مین بہت خوب دخل تھا علم موسیقی بہت خوب جانتے تھے اور تال اور لے سے ایسے واقف تھے کہ بڑے بڑے استاد اُنکے سامنے کان پکڑتے تھے اور خاک چاٹکر نام لیتے تھے علم حساب کو اُس سے زاید جانتے تھے اور مسائل حساب مین وہ مہارت بہم پہونچائی تھی کہ مسائل لاینحل باسانی حل فرماتے تھے - چنانچہ تال اور حساب مین اُنکی تصنیفات سے رسالہ موجود ہین - یہ تو صفات ظاہری تھین اور کمالات باطنی مین اِن سب سے رتبہ بڑا تھا اور وہ مقام ہی اور تھا - کمالات باطنی خواجہ میر اثر صاحب سے کہ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے چھوٹے بھائی تھے حاصل کیے جبکہ خواجہ میر اثر علیہ الرحمۃ کا انتقال ہوا خواجہ صاحب میر علیہ الرحمۃ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند سجادہ نشین ہوئے جبکہ اُنکا بھی انتقال ہوا تو آپ کی ذات فیض آیات سے اِس مسند جانشینی کو رونق تازہ حاصل ہوئی ہر مہینہ دوسری اور چوبیسوین کو مجلس مین نوازی کی آپ کے روبرو ہوا کرتی - آپکو صبر مین درجہ کمال حاصل تھا اور دنیا سے مطلق لگاؤ نہ تھا اور آپ بڑے عالی خاندان ہین نسب خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کا نواب ظفر خان جہانگیری تک پہونچتا ہے اُنکے پوتے خواجہ محمد ناصر صاحب منصب داران بادشاہی مین سے تھے کہ یکایک خدا طلبی کا شوق ہوا اور شیخ سعد اللہ المعروف بہ شاہ گلشن صاحب کی خدمت مین حاضر ہوے اور مدت تک فیض حاصل کیا اور اِس دنیاے دون کو چھوڑ چھاڑ کر بموجب ہدایت شاہ گلشن صاحب کے خواجہ محمد زبیر صاحب سے بیعت کی اور بہت جہد اور مجاہدہ کیے اور قطب وقت ہوے کہ ابتک یہ سلسلہ چلا آتا ہے - والد ماجد آپکے میر کلو صاحب اکبر آبادی بہت صحیح النسب سادات سے تھے اور نسبت دامادی کی خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ سے رکھتے تھے اور بیعت بھی اُنھین سے کی تھی - اوصاف حمیدہ آپکی لاتعد ولاتحصی ہین میری طاقت اُنکے بیان کی نہین - آخر کو دوسری شوال سنہ ۱۲۶۱ھ کو آپ نے وفات پائی اور درد مفارقت مخلصان خاص کو دیا کبھی کبھی آپ شعر بھی کہا کرتے تھے اور رنج تخلص کیا کرتے چنانچہ یہ چند اشعار آپ ہی کی طبعزاد سے ہین ۔

اشعار ہندی

خط دیکھکر ادھر تو مرا دم اولٹ گیا	قاصد اُدھر بدیدہ برنم اولٹ گیا	یقین ہو گیا دیکھکر اُسکا قامت
کہ بیشک قیامت مین وہ بیدار ہوگا	کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر	کو تھے چڑھی جو بات کھُلی خاص و عام پر

یاد دلوا کے جو ہم بستری یار رولائے
یون سنا ہے کہ اُسے بھی خفقان رہتا ہے

تو وہ تصویر نہالی ہے بغل کا دشمن
دیکھی نہین جاتی یہ جدائی مین کسی کی

دل یہ جسکے لیے پہلو مین تپان رہتا ہے
ہے یہ طور جدا اپنا جدائی مین کسی کی

مولوی یوسف علی صاحب سلمہ اللہ تعالے

سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد نصیر علیہ الرحمۃ کے ہین اُنکے اوصاف حمیدہ لاتعد ولاتحصی ہین خامۂ راقم کو طاقت نہین کہ اُنکے محامد اور مناقب کو لکھ سکے حضرت سادات کبار سے ہین اور صاحب اخلاق پسندیدہ اور مرتاض ۔ اُنکی سجادہ نشینی سے اس خاندان کو زیب و زینت اور ہی ہوگئی ہے سن شریف آپکا قریب چالیس سال کے ہے راقم نے ان حضرت کے جمال باکمال سے اپنی نگاہ کو گلچین نظارہ اور اُنکی اوقات کو بچشم مشاہدہ کیا ہے

حضرت شاہ غیاث الدین قدس سرہ

اولاد حضرت خواجہ مودود چشتی علیہ الرحمۃ سے ہین اور عرف خواجہ کمہاری والے بسبب حسن اوقات اور کثرت طاعات کے مغتنمات روزگار سے تھے خلق مجسم کہنا چاہیے ۔ اِنکے اوضاع و اطوار خلق محمدی کے مصداق تھے ۔ رات اور دن مین سے ایسا کم وقت ہوگا کہ عبادت و وظائف سے فارغ رہتے ہون خور و خواب کو بقدر ضرورت بشری کہ حیات مستعار کی بقا کو کافی ہو کام مین لاتے والا طاعت و اذکار بیہمال مین مصروف رہتے ۔ مریدان با اخلاص کو آپکی ذات بابرکات سے ارشاد و راہ ہدایت اور رہبری کی سبیل سعادت ایسا ہوا کہ کم کسی سے متصور ہے ۔ مرجع انام اور مآرب خاص و عام تھے ۔ عرصہ اُنیس برس کا گذرتا ہے کہ جہان فانی سے راہی عالم باقی ہوئے

جناب شاہ صابر بخش صاحب علیہ الرحمۃ

زبدہ مقبولان بارگاہ الٰہی سید صابر علی معروف بہ سید صابر بخش چشتی سلالہ سادات عظام اور زبدہ اہالی خاندان چشت تھے والد ماجد آپکے سید شاہ نصیر الدین ابن شاہ غلام سادات چشتی قدس سرہ بن شیخ عبد الواحد عرف نواب بشارت خان برادر زادہ حقیقی قطب العارفین حضرت شیخ محمد چشتی قدس سرہ العزیز تھے ۔ ہر چند حضرت مرحوم نے صحبت اکثر مشائخ کبار سے جو آپ کے معاصر تھے کسب فیض باطن کیا لیکن کمال طریقت و حقیقت اپنے جد امجد شاہ غلام سادات قدس سرہ کی بیعت کے وسیلہ سے حاصل کرکے مرید با اخلاص اور سجادہ نشین باختصاص ہوئے تفصیل سلسلہ خاندان ہدایت نشان حضرت موصوف کی یہ ہے کہ شاہ غلام سادات خلیفہ تھے حضرت شاہ محمد نصیر قدس سرہ کے اور وہ حضرت شیخ محمد چشتی کے اور وہ حضرت شیخ ابراہیم رامپوری کے قدس سرہ العزیز ۔ آپ کو حضرت بابرکت شاہ غلام سادات جد امجد اپنے کی خلافت حاصل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ شاہ نصیر الدین صاحب یعنے والد ماجد ان حضرت کے بسبب اسکے کہ علم عرفان و ایقان مین

ساری اولاد حضرت مرحوم و مغفور سبقت رکھتے تھے اپنے پدر بزرگوار کی حیات مین اُنکی عین رضا سے مسند خلافت پر متمکن ہوکر مریدان اخلاص کیش کی ہدایت مین مصروف ہوے - اتفاقات سے اپنے والد ماجد کی عین حیات ہی مین سفر آخرت کو اختیار کیا حضرت شاہ غلام سادات نے منصب خلافت جو اپنے فرزند ارجمند کو عطا کیا تھا اُنکی وفات کے بعد اپنے پوتے سید شاہ صابر علی عرف صابر بخش علیہ الرحمۃ پر مسلم رکھا اور باوجود ہونے اور اولاد کے بسبب قابلیت مادہ کے اِنہین کو شرف بیعت سے مشرف فرماکر اپنی سجادہ نشینی کے وسیلہ سے ارشاد ہدایت کامران کو تفویض کیا اور لنگر کا صرف اور انعقاد مجالس عرس اور خدمت مساکین اور خبر گیری صادر و وارد کی اِنکی ذات سے متعلق ہوئی - فی الحقیقت آپکی سخاوت سے حاتم طائی کا نام صفحۂ روزگار سے حک ہوگیا اور طاعت و عبادت کا حال اِن بزرگ کا قلم و زبان کی مجال نہین کہ لکھ سکے - تریسٹھ برس کی عمر مین ۱۲۳۱ھ مین چودھوین ربیع الاول کو چار گھڑی رات گئے راہی دار البقا ہوکر درمیان خانقاہ کے جو شہر شاہجہان آباد مین متصل دریا گنج واقع ہے اور آپ ہی نے واسطے ورود مساکین کے تعمیر کروائی تھی مدفون ہوے - اِن حضرت کے بعد فرزند و خلیفہ رشید آپ کے سید عبد اللہ سلمہ اللہ تعالی مسند خلافت پر متمکن ہوکر اسیطرح خدمت فقرا مین مصروف ہین

جناب میر محمدی صاحب غفر اللہ لہ

آپکا سلسلہ جناب غفران مآب مولانا مولوی فخر الملۃ والدین قدس سرہ العزیز تک پہونچتا ہے - مقبولان بارگاہ کبریائی الٰہی سے تھے قبول خاطر خاص و عام بھی یہانتک حاصل تھا کہ امرا و سلاطین آپ کے دیدار فیض انوار کو نعمت کبرے اور آپکی خدمت مین حاضر رہنے کو ایک موہبت عظمی سمجھتے تھے ازبسکہ جذب باطن کی تاثیر سے ساکنین تمام شہر کے خصوصاً صادقین قلعہ مبارک کے علی الخصوص شاہزادگان جلیل القدر آپ سے بہت رجوع رکھتے تھے عوام کالانعام عمل تسخیر کا گمان کرتے - ہرچند اعمال بھی آپ کے ایسے سریع الاثر تھے کہ آپکا نفس دم عیسی تھا اور آپکے ہاتھ کی خاک کی چٹکی اکسیر کا حکم رکھتی - ایک مدت ہوئی کہ جہان فانی سے عالم باقی کو راہی ہوکر اپنے ہی دیوانخانہ مین جو متصل چتلی قبر کے ہے مدفون ہوئے چند شاہزادہ خصوصاً مرزا خجستہ بخت بہادر آپ کی خلافت کا دم بھرتے ہین

جناب میران شاہ نانو علیہ الرحمۃ

اصل وطن آپکا تھانیسر ہے سلسلہ حضرت کا جناب برکت انتساب سرگروہ اہل اللہ شیخ جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ تک کئی اور واسطون سے پہونچتا ہے - بعد تحصیل کمال و تحصیل فیوض باطنی کے شہر شاہجہان آباد مین وارد ہوکر حریم مسجد فتح پوری مین ایک حجرہ واسطے سکونت کے اختیار کیا اور رفتہ رفتہ اُنکی کرامت اور فیض باطن کا شہرہ ایسا پڑا کہ کہ و مہ کو اعتقاد آپکی خدمت مین بہم پہونچا کر اکثروں کو آپ کے فیض ہدایت سے فوائد کثیرہ حاصل ہوے اسّی برس کی

عمر کے قریب وفات پائی اور اُسی مسجد کے حریم مین مدفون ہوے عرس آپکا آجتک بدستور ہوتا ہے

جناب شاہ جلال علیہ الرحمۃ

یہ خلیفہ تھے حضرت میران شاہ نانو صاحب مغفور کے راس اوقات کا آدمی اِس جزو زمان مین بہت کمیاب ہے حضرت میران شاہ نانو صاحب کے حجرہ مین مسند خلافت پر بیٹھکر عمر بسر کی اور نفس واپسین تک اہل دنیا کیطرف رجوع نہ کی۔ باوجود توکل کے لنگر شام کے وقت مساکین و فقرا کو آپکی طرف سے تقسیم ہوتا تھا یہ حضرت بھی بعد وفات کے اپنے پیر کی قبر کے قریب دفن ہوے

جناب مولانا محمد حیات سلمہ اللہ تعالےٰ

وطن اصلی آپکا ملک پنجاب ہے اُسی نواح مین تحصیل علوم رسمی سے فراغ حاصل کرکے چندے اطراف ہندوستان مین بلباس طالب علمی بسر کی اور پھر شہر شاہجہان آباد مین وارد ہوکر اوایل حال مین شاہ سید صابر علی معروف بہ شاہ صابر بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ مین فروکش ہوکر درس علوم معقول و منقول مین مصروف رہے۔ چونکہ علم و فضل آپ کا رشک اقران و امثال تھا طلبا اطراف و جوانب سے تحصیل علم کیواسطے حاضر خدمت ہوکر آپکی تعلیم کی فیض سے مرتبۂ فضیلت کو پہونچے اور آپ کے یہان کا ادنی طالب العلم اور جاے کے فضلا سے بہتر گنا جاتا تھا چند تلمیذ آپ کے فیض خدمت سے یکتاے عصر اور یگانہ دہر ہوگئے خصوصاً حافظ عبد الرحمن کہ آپکی تعریف اور توصیف علم و فضل کی حیز مقال و حیطۂ گفتگو سے باہر ہے باوجودیکہ یہ بزرگوار بصارت سے معذور ہین کوئی علم عقلیہ و نقلیہ سے ایسا نہین کہ اُسکو محققانہ نجانتے ہون اور طرفہ تر یہ ہے کہ ہیئت اور ہندسہ باوجود بینائی نہونے کے اِسطرح بے تکلف پڑھاتے ہین کہ اور ماہرین اِس فن کے اگر ہزار چشم بمطالعہ شب و روز صرف کتاب کرین تو حیثیت خطوط و دوائر کی ویسی آپ سمجھین اور نہ دلنشین تلمیذ کے کرسکین ازبسکہ حضرت موصوف کے مزاج تقدس امتزاج پر قدیم الایام سے ترک غالب تھا جب ایسے تلامذہ باکمال کو فارغ التحصیل اور لائق درس و تدریس کے پایا اپنی طبیعت کو اسطرف سے اُٹھاکر ذکر و اشغال کیطرف مصروف کیا اور مکمل فقرا اور عظماے مشائخ سے فیض باطن کو کسب اور نعماے معنوی کو حاصل کیا اور رنج سفر اپنی ذات موہبت آیات پر گوارا کرکے پاک پٹن مین جاکر حضرت شاہ سلیمان صاحب کی خدمت سے مشرف ہوے اور اِنکے فیض صحبت سے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کو بکمال پہونچایا اور رخصت انصراف حاصل کرکے پھر وارد شاہ جہان آباد ہوے اُن دنون مین شاہ صابر بخش صاحب جہان فانی سے راہی عالم باقی ہوچکے تھے اُنکی خانقاہ کی بود و باش کو ترک فرماکر ایک اور مسجد مین کہ قریب قلعہ مبارک کے واقع ہے سکونت اختیار کی اور آجتک وہین تشریف رکھتے ہین آپ کی برکت قدم سے اُس مسجد کی مرمت ہر سال

ہوتی رہتی ہے اور ایسی آباد ہوگئی ہے کہ اب اُسکو باعتبار کثرت عبادات اور وفور طاعات خیر المساجد اور افضل المعابد کہا چاہیے اب سن شریف آپکا قریب ستر کے پہونچا ہے خدا سے عزوجل آپکی عمر کی ترقی کرے کہ طالبان صادق کو آپ کے فیض باطن سے فوائد کثیرہ اور ہدایت موفورہ حاصل ہوتی ہے

حضرت سید احمد صاحب قدس سرہ

جناب ہدایت انتساب زبدۂ واصلان درگاہ سید احمد صاحب طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ سادات عظام اور مشائخ کرام سے تھے موطن اصلی آپکا بریلی اوایل حال مین شوق طالبعلمی مین وطن سے وارد شاہجہان آباد ہوکر حضرت بابرکت مولانا عبد القادر علیہ الرحمۃ کی خدمت سراسر افادت مین حاضر ہوکر مسجد اکبرآبادی مین فروکش ہوے اور صرف ونحو مین فی الجملہ سواد حاصل کیا ازبسکہ ذوق درویشی اور مسکینی طینت مین پڑی ہوئی تھی اکثر خدمت مسجد اور اُس مقام کے واردون خصوصاً درویشان پاک طینت کی جو دور دراز سے تحصیل علم باطنی کے شوق مین جناب مولانا عبد القادر صاحب مغفور موصوف کی خدمت مین حاضر رہتے خاطرداری اور سرانجام مہام مین ایسے بدل سرگرم ہوتے گویا اِس امر کو اہم مہام سمجھے ہوے تھے اور اُس زمانہ مین بھی اپنی اوقات کو طاعات وعبادات مین ایسا مصروف کیا تھا کہ جو لوگ صرف اِسی امر کے واسطے کنج نشین اور گوشہ نشین تھے اُنسے بھی اِسطرح خاطر مجموع اور حضور قلب سے ظہور مین نہ آتے تھے - اکثر مولانا مغفور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اِس بزرگ کے احوال سے آثار کمال ظاہر ہوتے ہین اور مادہ اِس سعادت منش کا ترقی مدارج علیا کا قابل نظر آتا ہے اسی اثنا مین سرگروہ علماے انام اسوہ بلغاے عظام جامع کمالات صوری ومعنوی خادم حدیث شریف نبوی مولانا وبالفضل اولٰنا مولوی شاہ عبد العزیز دہلوی علیہ الرحمۃ سے بیعت کا ارادہ کیا جب اُنکی خدمت مین گئے مولاناے ممدوح جوکہ اُنکے حالات سے واقف تھے فرمایا کہ اگرچہ حق جل وعلی نے اِس صاف باطن کو اختیار طریقۂ رشد وہدایت کے باب مین واسطے کا محتاج نہین رکھا اور وسیلہ کا نیاز مند نہین کیا لیکن اہل ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے لیے ایک سبب ضرور ہے رفع حجت عوام کے واسطے کچھ مضائقہ نہین پھر آپنے مولاناے موصوف سے بیعت کے بعد چند مدت کے سفر اختیار کیا اور اطراف وجوانب مین خدا شناسان پاک باطن سے فیض حاصل کرنے مین سرگرم رہے ازبسکہ مقامات عالی روز بروز کھلتے جاتے تھے اور مراتب عیناً آناً فاناً ترقی مین تھے اِس دولت بیزوال سے اہل ظاہر کو آگاہی ہوچکی اور ہر طرف سے لوگون نے ہجوم کیا اور کسی نے بیعت اور کسی نے رد حاجات سے سوال کرنا شروع کیا - چونکہ اخفاے حال اور ستر احوال منظور تھا خیال مین یہ آیا کہ اگر اہل دنیا کے لباس سے ملبس ہوکر علم باطنی کی تحصیل اور تکمیل کیجاوے تو یہ ہجوم عوام کا جمعیت اوقات مین خلل انداز نہو گا اِس خیال سے ٹونک کیطرف

تشریف لیگئے اور نواب امیر خان کی رفاقت مین بسر کی اور از بسکہ شجاعت اور جوانمردی سادات صحیح النسب کا جوہر ہے اُس اثنا مین ترددات عظیمہ آپ سے ظہور مین آئے اور باانیمہ تلاش اہل باطن کی روز و شب پیش نہاد تھی اور اکثرون کو ہدایت کی راہ بھی آپ سے حاصل ہوئی جب اِس عرصہ مین جمیع مراتب کی تکمیل ہو گئی آپ ترک دنیا کرکر پھر شاہجہان آباد مین تشریف لائے اور مسجد اکبرآبادی مین وارد ہوے اِس اثنا مین مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو چکا تھا اور مولوی محمد اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ قائم مقام علوم رسمی کے درس و تدریس مین مصروف تھے اور اہل باطن کیطرف چندان ملتفت نہوتے تھے جب اِس دفعہ آپکے تشریف لانے سے مردم شہر مین ایک غلغلہ پڑگیا تھا اور طالب فیض باطن کے کثرت سے ہجوم کرنے لگے - ایکبار مولوی صاحب موصوف نے باتفاق مولوی عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کے آپکی خدمت مین جاکر عرض کیا کہ ہمکو نماز حضور قلب سے کبھی میسر نہین ہوئی اگر آپ کی ہدایت سے یہ امر حاصل ہو جاوے تو عین مدعا ہے حضرت نے کشف باطن سے معلوم کیا کہ یہ بطریق امتحان اسطرح سے کہتے ہین تبسم کیا اور فرمایا کہ مولانا آج شب کو اِس حجرہ مین تشریف لاؤ شاید یہ بات ظہور مین آجاوے اُنکو زیادہ استعجاب ہوا اور شب کو دونون صاحب تشریف لیگئے اور آپنے اپنے ساتھ اُنکو نماز مین کھڑا کیا اور جب نماز پڑھ چکے فرمایا کہ اب جدا جدا نیت باندھکر دو دو رکعت علیحدہ پڑھو یہ جب کھڑے ہوے تو اسطرحکا استغراق ہوا کہ اِن دونون صاحبونکو انھین دو رکعت مین شب بسر ہو گئی جب یہ فیض باطن مشاہدہ کیا صبح کو دونون صاحبون نے بیعت کی اور یہانتک آپکی کفش برداری مین حاضر رہے کہ آپکی کفش برداری کو فخر سمجھتے تھے چند روز کے بعد آپنے فرمایا کہ مولانا مشیت الٰہی مین یہ ہے کہ تمکو تکمیل اِس علم کی اور تتمیم ان مراتب کی سفر مین حاصل ہو انکو ہمراہ لیکر مکہ معظمہ کا سفر کیا اور راہ مین قریب ہزار آدمی کے اپنے ہمراہ لیکر اور اُنکے مایحتاج کے متکفل ہو کر حج ادا کیا اور وہان سے پھر ہندوستان کیطرف تشریف لائے اور آپ ترویج رسوم شرعیہ اور امر بالمعروف بہت کرتے منہیات کا رواج اُنکے قدوم کی برکت سے اکثر اطراف سے اُٹھ گیا طرفہ یہ ہے کہ شہر کلکتہ مین جبتک آپنے تشریف رکھی شراب مطلق نبکنے پائی اور کلال خانہ بند رہا اور اُس نواح مین آپکے مریدون کی کثرت لکھوکھا سے گذر گئی اور آپکے اکثر خلفا کو قطب و اوتاد کا مرتبہ حاصل ہوا - اور چونکہ از روے کشف باطن کے معلوم ہو گیا تھا کہ آپکو مع اکثر مومنین پاک اعتقاد کے سعادت شہادت حاصل ہونیوالی ہے مولانا اسمعیل اور مولانا عبد الحی کو اجازت ہوئی کہ اطراف ہندوستان مین وعظ کہو اور بیشتر جہاد اور فضیلت شہادت بیان کرو ہر چند یہ اسکا منشا نہ جانتے تھے اور پی نہ لیگئے کہ اِس ارشاد کا سبب کیا ہے لیکن چونکہ مرید با اخلاص تھے سرمو تجاوز نہ کیا اور فرمان بجا لائے - انکے وعظ سے لکھوکھا مردم شاہراہ ہدایت پر آئے اور شوق ما ہو الحق دلمین جم گیا اور جہاد کی فضیلت ذہنومین بیٹھ گئی اور خود بخود جہاد چاہنے لگے -

کہ اگر جان و مال راہ الٰہی مین صرف ہو تو عین سعادت ہے بعد مدت کے ان بزرگون کو حضرت نے لکھا کہ اب ہمارے پاس چلے آؤ یہ تو جان نثار تھے بمجرد حکم کے مشتاقین وعظ کو نیمجان چھوڑ کر خدمت بابرکت مین راہی ہوئے اور حضرت انکو ہمراہ لیکر کوہستان کو چلے گئے اور یہ ہنوز اسکے منشا سے واقف نہین جب پنجتار مین وارد ہوے قوم افغان باآنکہ وحوش سے کم نہین حضرت کے ایسے معتقد ہوے کہ آپکے ہاتھ پر بیعت امامت کی اور عہد کیا کہ اگر حضرت جہاد کرین تو ہم سر فروشی کو حاضر ہین آپ نے سکھون کی قوم پر جہاد قائم کیا مردم ہندوستان اس خبر کے سننے سے اطراف و جوانب سے راہی ہوے اور سوا قوم افاغنہ کے مردم ہندوستان لاکھ آدمی کے قریب جمع ہوے اور خطبہ آپکے نام کا پڑھا گیا دور دور امام ہو گیا چند منزل تک عشر جو طریقہ اسلام مین ایک نوع خراج کی ہے آپکے پاس آنے لگا پشاور اور بعض دیگر مکان سکھ کی عملداری سے نکلکر غازیان اسلام کے تصرف مین آ گئے سکھون کے باوجود اس شوکت و شان ظاہری کے آپکا ایسا رعب دلمین بیٹھ گیا کہ کچھ ملک دینے پر راضی ہوے سچ ہے ع ہیبت حق است این از خلق نیست * لیکن حضرت کو جو کہ ترویج اسلام منظور تھی قبول نہ کیا کئی سال تک یہی سلسلہ یونہین چلا گیا۔ اور مولانا مولوی عبد الحی علیہ الرحمۃ نے بیماری بدنی سے سفر آخرت اختیار کیا۔ بعد اسکے جو کہ قوم افاغنہ بندۂ زر اور نہایت طامع ہین سکھون کے اغوا سے آپ سے منحرف ہو گئے اور عین معرکہ جنگ مین آپسے دغا کی از بسکہ مشیت الٰہی مین دولت شہادت آپکے نصیب مین تھی قریب بالاکوٹ کے حضرت نے مع مولوی محمد اسمعیل اور اکثر مومنین صاف اعتقاد کے شہادت پائی انا للہ و انا الیہ راجعون حضرت کی شہادت کو چودہ پندرہ برس کا عرصہ گذر گیا ہے

رسول شاہیون کا بیان

اس سلسلہ کا بیان کسی کتاب مین مبسوط نہین اسواسطے مجکو مناسب معلوم ہوا کہ تھوڑا تھوڑا اس سلسلہ کا حال رسول شاہ صاحب سے لکھدون اگرچہ رسول شاہ صاحب جنکے نام سے یہ سلسلہ جاری ہے میرے زمانہ کے بہت پہلے تھے اور مین نے بجز شاہ فدا حسین صاحب کے اور کسی کو نہین دیکھا تھا لیکن اول سے حال لکھنے مین بہت اچھی توضیح ہو جاویگی اور آئندہ کو یادگار رہیگی

رسول شاہ صاحب

آپکا سلسلہ خانوادۂ سہروردیہ مین ہے اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ تک پہونچتا ہے۔ آپ پر جذب بہت غالب تھا اور ہمیشہ کوہستان الور مین پھرا کرتے تھے دوسرے تیسرے دن اگر کوئی ٹکڑہ روٹی کا ہاتھ لگ گیا کھا لیا ورنہ کچھ پرواہ نہین اور جسطرح کہ اہل جذب کا دستور ہے اسیطرح اپنے معبود کی عبادت مین مصروف رہتے اور دنیا اور ما فیہا سے خبر نہ رکھتے کثرت جذب اس قدر تھی کہ تکالیف شرعیہ آپ سے سبکی سب ساقط ہو گئی تھین

لباس کی کچھ قید نہ تھی کوئی چیتھڑا سر کو باندھا باندھا نہ باندھا اور اسیطرح اگر کچھ ہوا تو اسکا لنگوٹ کرلیا ورنہ اسکی بھی کچھ پرواہ نہین غرضکہ عالم جذب مین رہتے اور صدہا کرامات اور خرق عادات اسی عالم مین اور اسی حال مین اُنسے صادر ہوتین - آپکا ذات بہادر پور مضافات الور سے ہین اور اصلی نام آپکا سید عبد الرسول ہے وہان کے لوگ نہایت معتقد تھے اور رواے حاجات اُنکے انفاس متبرکہ سے جانتے راجہ اور نشو و نما اپنی ریاست کا آپ ہی کی ذات فیض آیات سے سمجھتا تھا اور نہایت اعتقاد آپکی جناب مین رکھتا تھا سلسلہ آپکا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک اسطرح پہونچتا ہے کہ رسول شاہ دیکھنے والے نعمت اللہ شاہ کے اور وہ دیکھنے والے شاہ داؤد معری کے اور وہ دیکھنے والے سخی حبیب کے اور وہ دیکھنے والے شاہ اسمعیل کے اور وہ دیکھنے والے شاہ مرتضی انند کے اور وہ دیکھنے والے شاہ رزاق پاک کے اور وہ دیکھنے والے شاہ اللہ داد کے اور وہ شاہ پیرن بندگی کے اور وہ شاہ سجن گوشہ نشین کے اور وہ شاہ محمد کے اور وہ شاہ حضرت اسحق کے اور وہ شاہ داؤد طائی کے اور وہ شاہ راجو قتال کے اور وہ مخدوم جہانیان گشت کے اور وہ حضرت سید جلال بخاری کے اور وہ حضرت سید احمد کبیر کے اور وہ سید شاہ جلال بزرگ کے اور وہ سید مخدوم شاہ بہاؤ الدین کے اور وہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین آپکو ابتدا سے ایک جذب تھا بارہ برس کی عمر مین شاہ نعمت اللہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوے اور ایکدم مین جذب الی اللہ حاصل ہوا اور جنگل اور پہاڑون مین نکل گئے اور دن رات اللہ کی یاد مین بسر کی اور بائیسوین جمادی الثانی سنہ ہجری کو انتقال کیا - اور سواد الور مین اُس مقام مین جہان تکیہ رسول شاہیون کا ہے اول اُنکو دفن کیا پھر بسبب ایک سانحہ کے کہ اُسکا بیان اس مختصر مین نہین ہوسکتا آپ کے استخوان کو اکھاڑ کر فیروز پور جھرکہ مین مدفون کیا انا للہ وانا الیہ راجعون -

مولوی شاہ حنیف صاحب

آپکا اصلی نام مولوی مظفر حسین ہے اور وطن آپکا قصبہ پیر تھ بڑے عالم زبردست اور امراے خاندانی ہین نسب آپکا نواب خیر اندیش خان اور فرحت اندیش خان تک پہونچتا ہے ہمیشہ درس و تدریس مین معروف رہتے اور مسجد مین بیٹھے رہتے کہ یکایک رسول شاہ صاحب کا ایک فقیر پہونچا اور آپ سے کہا کہ چلو رسول شاہ بلاتے ہین یہ سنتے ہی آپ سب کچھ چھوڑ چھاڑ ساتھ ہوے اور اپنے پیر کی خدمت مین حاضر ہوکر وہی عالم ہوگیا اور اسیطرح عالم جذب مین بسر کی اور صدہا کرامات اور خرق عادات اُسی عالم مین ظاہر ہوئین - آخر ستر ھوین شعبان سنہ ۱۲ ہجری مین انتقال کیا اور اپنے پیر کیطرح پہلے الور مین اور بعد اُسکے فیروز پور جھرکہ مین مدفون ہے کبھی کبھی آپ اُسی عالم جذب مین اشعار بھی فرماتے تھے اور ایک مثنوی گیان جو سر بطریق تصوف اور ایک شرح گلستان آپکی یادگار ہے اور یہ چند اشعار آپکے

اشعار فارسی

دل بی خطرہ مظہر ذات ست تو مبین خود را سراسر موبیک نفس	بحر بی موج مین اُت ست تا بدانی خالق خود ہر نفس گر نبودی عنبان باغ تن	خدا را چہ جوئی تو خود را بجو گر نبودی خود مقیم اندر بدن کی شدی رونق بہار این چمن	چو خود را بیابی تو ئی جملہ او کی شدی قائم زخود دیوار تن

شاہ فدا حسین صاحب

آپکا اصلی نام خواجہ نجیب الدین احمد ہے اور آپ اولاد حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے ہین - اٹھارہ برس کی عمر سے فقیری اور خاکساری اختیار کی اور اپنے پیر کی خدمت مین فراغت تحصیل علوم سے کی تصوف مین بہت بڑا ملکہ تھا اور فصوص الحکم وغیرہ کتب مشکلہ تصوف کو بہت آسانی سے پڑھاتے تھے دنیا سے مطلق لگاؤ نہ تھا اخلاق و خاکساری بدرجہ کمال تھی گوشہ نشینی اور زاویہ گزینی حد سے سوا تھی صحبت عوام الناس کی بہت ناپسند فرماتے اور ہمیشہ تنہا بیٹھے رہتے تمام عمر خاک بدن سے ملی اور اینٹ سرھانے رکھی اور زمین پر یا پتھر پر پڑے رہتے اگرچہ آپکے مزاج مین سلوک جذب پر غالب تھا لیکن کبھی شان جذب بھی ظہور کرتی تھی - بیس برس تک لورین اپنے پیر کی خدمت مین رہے اور طرح طرح کی ریاضت کی اور اپنے پیر مولوی محمد حنیف صاحب کی وفات کے بعد اُنکی جگہ سجادہ نشین ہوے اور پھر بسبب بعض سوانح کے دلی مین تشریف لائے اور چالیس برس ایک حجرہ مین بیٹھے رہے - بعد اُسکے راجہ بنی سنگھ الور والے نے نہایت تمنا کی کہ پھر اسی تکیہ مین آنکر رہین اگرچہ آپکو اُس زمانہ مین بسبب لحوق امراض متعددہ کے ہوش حواس ظاہری نہ تھے لیکن آپکے مرید اُسی حالمین آپکو وہان لیگئے اور چند مدت بعد وہان جاکر اٹھارھوین محرم ۱۲۵۹ ہجری مین جمعرات کے دن انتقال کیا اور وہین مدفون ہوے - آپکی ذات بھی مغتنمات روزگار سے تھی - اور بیسیون خرق عادات آپسے ظہور مین آئی ہین حقیقت مین خاتم سلسلہ رسول شاہیہ ہوئے اور آپکی ذات فیض آیات سے اِس سلسلہ کو رونق تازہ ہوگئی تھی خلفا آپکے بلاد دور دراز مین گئے ہین چنانچہ تبت اور سراندیب اور مشہد وغیرہ بلاد مین آپ کے فقیر موجود ہین کبھی کبھی آپ اپنے پیر کیطرح عالم جذب مین شعر بھی فرماتے تھے اور مثنوی بن موسیٰ آپکی طبع زاد سے موجود ہے کہ بعض معتقدین نے جمع کی ہے

اشعار فارسی

مرا جز دیدن دیدار وجہ اللہ کاری نیست در دنیا	شفاعت را بجز ذات رسول اللہ باری نیست در عقبی

خویشتن را خود عیان فرمودہ اگر بخلوت دل یک زمانہ بنشینی	صورتے از جسم و جان نمودہ درون کعبۂ دل صورت خدا بینی	کل نفس واحد فرمودہ نسبت طاعت بجود عصیان بود	واحد فی کل نفس بودہ نسبت عصیان بجو عرفان بود

چون بہر صورت بہ بینی یار را
عین ذات تو بود وحدت وجود

خود بخود واقف شدی اسرار را
این صفات تو بود وحدت شہود

خویشتن را نیست دانستن وجود حق بود
غیر وحدت نیست کثرت را وجود

از وجود خویش ہست دانستن شہود حق بود
غیر کثرت نیست وحدت را شہود

شاہ توکل حسین صاحب

آپکے خلفا مین سے ہین اور آپ کے انتقال کے بعد آپ کے جانشین ہوے آپکے نسب سے راقم کو اطلاع نہین ہوئی مگر اسقدر جانتا ہون کہ فنا فی الشیخ تھے اپنے پیر کی اطاعت مین ایسے فنا ہوے کہ بہت مشکل ہے آپ کو اپنے پیر سے بہت فیض حاصل ہوے آخر کار ۱۲۶۲ ہجری مین مدفون ہوے اب رنگ علی شاہ کو آپ کی جگہ بٹھایا ہے

مجذوبون کا بیان

سید عسکری

یہ حضرت جناب سید حسن رسول نما علیہ الرحمۃ کے نواسون مین ہین ابتدا مین سپاہی پیشہ تھے اور نوکری چاکری کیا کرتے تھے کہتے ہین کہ ایک دفعہ آپکا گذر اودکیطرف ہوا اور مولوی محمد حنیف صاحب کی خدمت مین حاضر ہوے اور یہ شعر پڑھا شعر مستم چنان بکن کہ ندانم ز بیخودی * در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت * یہ شعر سنکر آپنے ایک آنگاہ بھر کر دیکھا اور کہا کہ جاؤ اپنے نانا کی قبر پر جا بیٹھو اسوقت سے ایک جذب غالب ہوا اور بالکل مست الست ہو گئے مین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ آپ حضرت سید حسن رسول نما کے مزار کے پاس زنجیرون سے جکڑے ہوے بیٹھے رہتے تھے مجال نہ تھی کہ آپ کی طرف نگاہ بھر کر دیکھ سکے تھوڑے دن ہوے کہ اس جہان فانی سے انتقال فرمایا۔

جناب میر قطبی صاحب

سادات کبار سے تھے اوایل حال مین کسی وقت عبادت سے فارغ نہین رہتے تھے اور چونکہ ہمیشہ سے سلوک پر جذب غالب تھا رفتہ رفتہ نوبت از خود رفتگی کی پہونچی اور ترک لباس کر کر قیود ستر عورت سے بھی فارغ ہو گئے ۔ اکثر اوقات خرق عادات و کرامات جلی آپ سے سرزد ہوتین عرصہ گذرتا ہے کہ جہان ناپائدار سے سفر آخرت کیا

شاہ عبد النبی

کملاے دہر سے تھے اوایل حال مین مکان سکونت معین نرکھتے تھے کبھی کسی گوشہ مین اور کبھی کسی سایۂ دیوار مین پڑے رہتے جبتک کہ اعلم العلما افضل الفضلا سر امد اہل قال عمدۂ اہل حال مولانا بالفضل اولانا مولوی عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ قید حیات مین اور مسجد اکبر آبادی مین ساکن تھے م انکے مادام الحیات لزوم اس امر کا تھا کہ شب کو کسی گوشہ مین بسر کیا اور صبح سے شام تک مسجد مذکور کے سامنے ایک نبع بر کہ نہر پر واقع ہے بیٹھے رہتے سالہا سال اسطرح سے گئے

اور اکثر اہل حاجت اپنی رواے حاجات کیواسطے وہین آپکی خدمت مین پہونچتے اور منتظر دعاے خیر رہتے مولوی صاحب مرحوم بھی طالبان با اخلاص کے سامنے اکثر آپکی تعریف بیان فرماتے تھے کہ مولوی صاحب بیمار ہوے اور صاحب فراش ہوے جبکہ نوبت نفس واپسین کی پہونچی یہ بزرگ اپنا بستر کندھے پر ڈالکر کسی طرف کو روانہ ہوے اور چونکہ یہ امر خلاف عادت تھا لوگ اِس حرکت سے بہت متعجب ہوے جب آپ کے قریب گئے تو کلمات تاسف آپکی زبان پر جاری تھے اور یہ کہتے تھے کہ اب قدردان ہمارا دنیا سے چلا گیا ہم یہان رہکر کیا کرینگے اور اِسطرح سے چلے گئے کہ کسی نے نجانا کہ کس طرف راہی ہوے بعد کتنی دیر کے حضرت مولانا جہان گذران سے ملک بقا کی طرف راہی ہوے چونکہ وہ بزرگ کبھی مسجد کے اندر نہین جاتے تھے اور باہر سر راہ بیٹھے رہتے مولانا کے انتقال پر آگاہ ہوجانا صرف آپکے کشف سے علاقہ رکھتا ہے بعد چند روز کے یکایک پیدا ہوگئے اور مسجد جامع کے ایک حجرہ مین سکونت اختیار کی کراماتین آپکی اکثر مشاہدہ اور معائنہ ہوئین باوجود غلبۂ جذب کے نماز کیطرف بھی اکثر مصروف رہتے لیکن پابند اوقات معینہ کے نہ تھے اور اکثر ایک گوشہ مین بیٹھے ہوے قرآن مجید بخط نسخ لکھا کرتے اور کسی سے بات نکرتے نفس واپسین تک یہی ایک حالت آپسے مشاہدہ ہوئی اکثر روساے ذی مقدور آپکی خبر گیری سے غافل نہ رہتے تھے خصوصاً بخشی بھوانی شنکر کہ ایک امراے شاہجہان آباد سے تھا شب و روز خدمتگزاری مین مصروف رہتا تھا آپکی خوراک دونون وقت دہی اور بڑے تھے اور تعجب یہ ہے کہ کبھی یہ خوراک آپکو مضرت نہ پہونچاتی تھی اور کبھی بیمار نہ پڑتے تھے باوجودکہ عمر قریب ستر برس کے تھی لیکن رنگ ایسا سرخ و سفید تھا کہ جیسا عالم جوانی مین ہوتا ہے۔ تمام عمر مین ایک ہی دفعہ بیمار ہوے جو مرض الموت تھا مدت ہوتی ہے کہ سرزمین نورانی سے عالم باقی کیطرف راہی ہوے

میر احمد دیوانہ

آپکے احوال سے کچھ وقفیت نہین ہمیشہ از خود رفتگی اور جنون زدگی مین رہتے مگر اِسپر بھی اکثر مردم اپنی رواے حاجات کیواسطے آپکے پاس آتے اور بہت سے لوگونکو منفعت کلی آپکے کچھ فرمادینے سے ہوئی شب و روز تیلی قبر کے نواح مین رہتے جس دکان کو خالی دیکھتے اُسمین شب کو بسر کرتے - باوجود از خود رفتگی کے کسی نے برہنہ آپکو نہین پایا جہان فانی کو چھوڑے ہوے ایک عرصہ ہوا

دین علی شاہ

شب و روز جذب کی حالت مین رہتے ہین پہلے زمانہ مین موتیا کھان کیطرف پھرا کرتے اور وہین کسی گوشہ مین پڑے رہتے اب چند مدت سے قدم شریف کی نواح مین ایک گنبد مین سکونت اختیار کی ہے بسبب کمال از خود رفتگی کے برہنہ مطلق رہتے ہین اور ہجوم مردم کے وقت کلمات بے صرفہ زبان پر بہت جاری ہوتے ہین لیکن اہل حاجات جب

اُن کلمات کی طرف توجہ کرتے ہین تو وہ باتین جو اہل ظاہر کے نزدیک لاطائل اور بے محل ہین بعینہٖ اُن سبب کے مطالبہ اور حاجات کا جواب ہوتی ہین اور طرفہ یہ ہے کہ سوالات مختلف کا جواب اُنھین باتون سے ہر ایک کو حاصل ہو جاتا ہے اکثر اوقات خوارق عادت آپ سے ظاہر ہوئی ہین

خانم صاحب

ایک عورت باخدا تھین باعتبار صفائی باطن کے ہزار مرد سے بہتر بلی ماردن کے قریب شیر افگن خان کی حویلی مین رہتی تھین - ہر چند جذب مزاج پر غالب تھا لیکن نہ اِسقدر کہ از خود رفتگی تک نوبت پہونچے - بیشتر لوگ خواص و عوام سے آپکی خدمت مین حاضر ہو کر اپنی اداے حاجات کیواسطے سوال کرتے اور بیشتر مشاہدہ ہوا کہ جس امر مین آپ کی زبان سے کچھ نکلا بے کم و کاست وہی ہوا دو چار مہینے کا عرصہ ہوا کہ جہان فانی کو رخصت کیا

بائی جی

یہ ایک عورت تھین باکمال شہر شاہجہان آباد کے باہر قریب عیدگاہ قدیم کے ایک چھپر مین تمام عمر بسر کردی معلوم نہین کہ اصلی نام کیا تھا لیکن لوگ بائی جی کے نام سے مشہور کرتے تھے اثناے کلام مین اکثر آیات قرآنی جاری ہوتی تھین خصوصاً انا اعطیناک الکوثر دیکھا گیا کہ جب کوئی اپنے مطلب کیواسطے انکے پاس گیا تو سترہ کوزیان اُس مال مین سے جو اُنکے پاس لیجاتا علیحدہ کر کر سترہ دفعہ زمین پر رکھکے زمین سے اُٹھائین اور ہر دفعہ آیت انا اعطینا کی پڑھتی جاتین - جو کچھ دلمین آتا سائل کو کہدیتین لیکن قدرت آلہی کو تماشا کرنا چاہیے کہ جو اسوقت اُنکی زبان سے نکلتا بعینہٖ وہی امر بے کم و کاست وقوع مین آتا قریب ایک سال کے ہوا کہ جہان فانی سے رحلت کی

حاجی غلام علی نقیب الاولیا

بادشاہی عہد مین نقیب الاولیائی کا بہت معزز عہدہ تھا اور خبر گیری تمام فقیرون اور گوشہ نشینون کی اور تقرر وظیفہ اُن لوگون کا اُس سے متعلق تھا اگرچہ اِس زمانہ مین وہ بات نہین رہی مگر نام چلا جاتا ہے - غرضکہ خواجہ غلام علی اِس زمانہ مین اُس عہدہ پر تھے اور نہایت صاحب کمال آدمی تھے اور واقع مین نقیب الاولیائی کے لائق تھے نسبت باطن کے بہت درست عشق رسول مقبول مین چور تھے نماز وظیفہ مین بہت مقید فیض صحبت درویشون نے ایسی تاثیر کی تھی کہ ایسا مذاق اُنکو حاصل ہوا تھا کہ کاہیکو ہوتا ہے - اُسی شوق مین زیارت حرمین شریفین کی - اور ہمیشہ روضۂ منورہ رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کی یاد مین رویا کرتے - آپ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید الله احرار کی اولاد مین سے تھے جنکی تعریف مین مولانا جامی فرماتے ہین شعر چو فقر اندر لباس شاہی آمد + بتدبیر عبید اللّہی آمد

آپ کے بزرگ محمد شاہ کے وقت مین ہندوستان مین آئے اور پہلے یہ عہدہ خواجہ رفیع الدین صاحب کو ملا اُنکے انتقال کے بعد خواجہ محمد مراد اِنکے بھانجے اِس منصب پر سرفراز ہوے اُنکے انتقال کے بعد یہ بزرگ صاحب اِس منصب کے ہوے - غلام علی تاریخ ولادت ہے اور یہ سجعہ مہر نماسے علی امام من است و منم غلام علی * آخر کار پندرھوین تاریخ ذیحجہ کی ۱۲۶۱ھ ہجری مین وفات ہوئی اور ترکمان دروازہ کے باہر جوسٹھ کھنٹہ مین مدفون ہوے

خواجہ احمد علی نقیب الاولیا

اُنکے انتقال کے بعد اُنکے بڑے بیٹے خواجہ احمد علی صاحب اِس منصب پر سرفراز ہوے اللہ اُنکو سلامت رکھے

ذکر علماے کرام ذوی المجد والاحترام

حکیم احسن اللہ خان

حکمت مآب کمالات اکتساب جامع نفائس علوم بانی مبانی فہوم حاکم محالم حکم حکیم مسیحادم حکیم محمد احسن اللہ خان المخاطب بخطاب احترام الدولہ عمدۃ الحکما معتمد الملک حاذق الزمان حکیم محمد احسن اللہ خان بہادر ثابت جنگ - یہ سرگروہ ارباب کمال شیخ صدیقی اور ہراتی الاصل ہین سیلسلہ اِنکے نسب کا حضرت خواجہ زین الدین ہراتی رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے کہ عرفا و ہبراد رکملاے روزگار سے تھے اور طریقہ پیری مریدی کا اُنکے خاندان مین جاری تھا اور مردم روزگار اِنکی ذات فیض سمات سے استفادہ فیض باطنی اِس کثرت سے تھا کہ ملتزمان صحبت پر غوث اور قطب کا احتمال ہوتا تھا آخر الامر والی ہرات کی سوءِ مزاجی سے عزم غربت مصمم فرماکر کشمیر جنت نظیر مین تشریف لائے اور وہان قیام اختیار کیا اور وہین قضاے ربانی کے تقاضا سے گلگشت حدائق کشمیر سے سیر ہو کر سیر گلستان جنان کیواسطے راہی عالم باقی ہوے اُن حضرت کا مزار برکت آثار چشمہ ڈل سے کنارہ پر واقع ہے اور بنام زیند ارشاہ موسوم ہے - وہان کے رہنے والے اُنکی روح مطہر سے بسبب کمال اعتقاد کے امید وار امداد باطنی اور اعانت معنوی کے رہتے ہین - جب یہ معلوم ہوگیا اب سننا چاہیے کہ حکیم صاحب موصوف کے اجداد ہمیشہ روزگار پیشہ رہے اور عمائد روزگار کی سرکار مین مناصب عمدہ سے سرافراز والد ماجد اُنکے حکیم محمد عزیز اللہ خان مرحوم گو کہ کمالات اُنکے حیز تحریر اور حیطۂ تقریر سے خارج ہین - اپنی ذات سے تحصیل علم طب کی طرف متوجہ ہوے اور اِس فن شریف کو احکم الحکما حاذق الملک حکیم محمد ذکار اللہ خان مرحوم و مغفور سے حاصل کیا اور اطباے نامی شہر شاہجہان آباد سے اِس فن مین سبقت لیگئے - اُنھون نے فنون حکمت و ہندسہ و ہیئت مبتدی فضلاے عصر سے حاصل کر کر فن طبابت کو اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور از بسکہ حافظہ بارہ لوح محفوظ تھا اور طبیعت جز و نقدیر تھی چند مدت سے مدارج کمال سے کوئی باقی نرہا کہ طے نکیا ہو اور شفاے مرضا دواے ہی ہے بلکی زندگی سے مسیحا ہاتھ دہو

اُنکے نسخے سے جی گیا اسیواسطے ساکنین شہر بلکہ قاطبین ہر سو سواے اِن بندہ اہل کمال کے اور کسیطرف رجوع نکرتے - جبکہ شہرہ فضل و کمال کا گوش فلک تک پہونچا اوائل حال مین خلاصہ رؤساے نامدار فخر الدولہ نواب احمد بخش خان مرحوم والی فیروزپور جھرکہ کی ملازمت مین کمال عزت و توقیر کے ساتھ منصب طبابت پر مامور ہوے اور اُنکی رحلت کے بعد اسد الدولہ نواب فیض محمد خان مرحوم والی جھجر کے پاس اسی منصب عمدہ پر مقرر ہوئے ازبسکہ مزاجدانی اس صاحب ذہن رسا کے حصے مین ہے اُس سرکار ذوی الاقتدار کا اعتقاد اُنکی طرف استوار ہوگیا کہ اپنی زیست اُنھین کی توجہ سے جانتا تھا اُس رئیس کے انتقال کے بعد ترک روزگار کرکے چندے خانہ نشینی اختیار کی لیکن ازبسکہ ہر حرف اُنکے نسخے کا ہوا شافی ہے اور اُنکا نفس نفس عیسیٰ کا خواص رکھتا ہے حضرت معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آرامگاہ نے نہ چھوڑا کہ فیض ملازمت سے بہرہ اندوز نہون اور جسطرح سے ہو سکا اپنے پاس بلا کر عطاے خلعت اور عنایت خطاب عمدۃ الملک حاذق الزمان سے مشرف فرما کر خاص اپنے معالجے کیواسطے معین کیا اور تادم زیست یہ سمجھے کہ اگر یہ سلالہ کرام ایکدم الگ ہو تو زندگی اُس بادشاہ گردون جاہ کی محال ہے * اور اُنکے انتقال کے بعد بندگان گردون توامان حضرت ظل الٰہی فلک بارگاہی ابوظفر محمد سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ نے کمال قدردانی و رتبہ شناسی سے اپنے سنہ جلوس مین طلب کیا اور سعادت نبض گیری مستعد فرما کر احترام الدولہ اور ثابت جنگ سابق پر زیادہ کیا - اور ازبسکہ حضور فیض گنجور حضرت ظل اللہ کے مزاج اقدس مین اُنکے کمالات جایگیر ہوگئے روز بروز ترقی مدارج اور ارتفاع مناصب ظہور مین آنے لگا چنانچہ رفتہ رفتہ یہانتک بادشاہ جمجاہ کی طبیعت پر تصرف ہوا کہ کوئی امر جزوی و کلی سے بے مشورہ و صلاح اِن صاحب تدبیر صائب کے وقوع مین نہین آ سکتا وہ امر اگرچہ متعلق منصب وزارت ہی ہو * لیکن سبحان اللہ اِس حوصلہ و ظرف عالی پر ناز کرنا چاہیے کہ ہر چند ترقی مدارج یہانتک ہے کہ تعمیر و تطہیر قلعہ مبارک صرف اِسی والا رتبہ کی ذات پر موقوف اور مدار جمیع امور سرکار بادشاہی کا اِسی بلند اقتدار پر منحصر ہے خلق کو اِس مرتبہ پر وسیع کیا ہے کہ ہر ادنیٰ کی کارروائی مین وسعت سے زیادہ مصروف ہونا اور ہر صاحب غرض کے التماس کو بدل متوجہ ہو کر سماعت کرنا اہالی شہر سے کم ہوگا کہ اُنکو اپنا محسن نہ سمجھتا ہو

حکیم غلام نجف خان

سلالہ کرام نقاوہ عظام زبدہ جہانیان حکیم غلام نجف خان ابن حافظ محمد مسیح الدین شیخوپوری ساکن شیخوپور کہ بدایون کے مضافات سے ہے - اصل مین شیخ فاروقی ہین اور بسبب عنایت سرکار شاہی کے خطاب خانی سے سرفراز ہوے - جد نشین اِنکے شیخ فرید المخاطب محتشم خان امراے جلیل الشان عہد جہانگیری شاہجہان سے تھے کہ منصب پنجہزاری ذات و پانچ ہزاری سوار سے سرافراز تھے - بموجب آپ کی استدعا کے حضرت جہانگیر بادشاہ سے

چار ہزار بیگھہ اراضی موضع مولیا مین سے آبادی و سکونت کیواسطے مرحمت ہوئی اُس سرزمین مین ایک قلعہ کی بنیاد
ڈالی اور اُسکا نام جہانگیر کے نام پر شیخو پور رکھا کِسواسطے کہ حضرت جہانگیر کا نام ایام شاہزادگی مین مرزا شیخو مشہور تھا
اور والد شیخ فرید کے نواب قطب الدین خان نبیرہ حضرت سلیم چشتی فتحپوری کے اولاً حضرت اکبر بادشاہ کے عہد مین
صوبہ داری صوبہ بہار اور حضرت جہانگیر کے عہد مین منصب پنجہزاری ذات و سوار و خلعت خاصہ و شمشیر و اسپ خاصہ
با زین مرصع اور اور عنایات شاہانہ سے سرافراز ہوکر دار الملک بنگالہ اور اوڑیسہ کی صوبہ داری سے کہ پچاس ہزار
سوار کی جاے ہے مامور ہوے - جب اِنکے سب اسلاف کا حال معلوم ہوچکا اب اُنکا حال سنا چاہیے کہ شیخو پور سے
ہمراہ اپنے خالو اور بزرگوار میر سید علی صاحب کے حکام عہد یعنی صاحبان انگریز بہادر کی خدمت مین عہدہ جلیلہ
تحصیلداری پر مامور رہے اور آخر کو نواب گورنر بہادر کی خدمت مین عہدہ میر منشی سے سرافراز ہوے پانچ برس کی عمر
مین شاہجہان آباد مین وارد ہوے جب سن تمیز کو پہونچے یہین کی سکونت اختیار کی - اور ازبسکہ فن طب اشرف فنون
اور اغر علوم ہے اِس فن کیطرف متوجہ ہوکر کتب درسیہ اِس فن کی حکیم صادق علیخان ولد احکم الحکما حکیم شریف خان سے
تحصیل کی اور مشق نسخہ نویسی و معالجہ مرضا کی حاذق الملک حکیم احسن اللہ خان کی خدمت مین بہم پہونچائی چونکہ اُنکو
حاذق الملک موصوف سے قرابت قریبہ بھی تھی اِنکی تعلیم مین کمال کوشش و سعی کو کار فرمایا یہانتک کہ یہ حضرت شہر
شاہجہان آباد کے مشاہیر اطباء سے ہوے اور حضور بادشاہ ظل اللہ سراج الدین بہادر شاہ سے خطاب عضد الدولہ حکیم غلام
نجف خان بہادر پایا اور اب سرکار کمپنی بہادر سے عہدۂ طبابت پر واسطے معالجہ مرضا کے مامور ہین - راقم اُنکو بسبب کمال
شفقت اور مخلص نوازی کے اپنے مہین برادر سے زیادہ تصور کرتا ہے اور اکثر اوقات بل جمیع حالات مین اپنی نسبت وہ
الطاف و مرحمت مشاہدہ کی ہے کہ اگر اُسکو قلم بند کرون تو مادہ ایک کتاب کا بہم پہونچے - واقعی مروت جبلی اور لطف طبیعی ایک امر
خداداد ہے جسکو دیا دیا اور جسکو عطا کیا کیا ہر کسی کے بانٹے نہین آیا اِنکے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ حیز تحریر سے
خارج ہین - قدرت الٰہی ہے ایسا دست شفا نہین دیکھا کہ وہ امراض جنکو لا دوا لا علاج کہتے ہین اندک توجہ اور تھوڑے سے التفات مین
اِس طرح سے زائل ہوگئے کہ پھر تمام عمر اُس بیماری کا نام و نشان باقی نہین رہا - مردم روزگار مردہ پسند ہین کہ ایسے طبیب حاذق
اور حکیم دانا کے ہوتے بقراط اور سقراط کا نام لیتے ہین وہ بھی اگر اِس زمانہ مین ہوتے تو اِس حکیم با فرہنگ کے مجربات کو
سرمایہ اپنے کمال کا ٹھہراتے اور اِنکے قوانین علاج کو اپنا دستور العمل مقرر کرتے ادنی نسخہ نویس اِنکے مطب کا علوی خان کے
نسخے پر حرف رکھ سکتا ہے اِنکے ہاتھ سے خاک کی چٹکی حکم اکسیر کا رکھتی ہے اور اِنکی زبان سے نفرین خاصیت نفس عیسی کی
ہر چند جی چاہتا ہے کہ اِنکے محامد و مناقب کو جہانتک زمانہ مساعد ہو بیان کیے جاوٗن لیکن قلم شکستہ زبان کو

طاقت نہین کہ اُسکا عشر عشیر بھی لکھ سکے

حکیم صادق علی خان

حکیم حذاقت منش طبیب عیسوی روش سرگروہ کملاے زمان حکیم صادق علی خان ولد مطرہ حکماء روزگار حکیم شریف خان آج اُن کمالات ظاہری و باطنی کا جامع عرصۂ روزگار مین جلوہ گر نہین علم و عمل کے ساتھ اُن بزرگ بلند فطرت کی ذات مین جمع ہے اُنکے والد ماجد اپنے عصر مین سرامد حکما اور سر حلقۂ اطبا تھے آجتک اُنکے کمالات کا شہرہ گنبد دوار مین از بس بلند ہے جالینوس و ارسطو کا غلغلہ اُسکے سامنے ایسا ہے جیسا طوطی کی آواز نقار خانے مین۔ اور فی الحقیقت اِس روزگار کے اکثر اطباے نامی اُنھین کی نسبت شاگردی سے سرمایۂ اعتبار کا رکھتے ہین۔ جو کہ اچھون کے اچھے ہی ہوتے ہین حضرت ممدوح بھی اپنے زمانے مین یکتا اور بے مثیل ہین نہ اِنکے علم کی صفت زبان قلم پر آسکتی ہے اور نہ اِنکے عمل کی تعریف اندیشہ مین سما سکتی ہے سارے زمانے کے کملا کو جسکے خاندان کی نسبت شاگردی سے فخر ہو اُسکی تعریف اسیقدر کافی ہے

حکیم امام الدین خان

قطع نظر کمالات طبی سے جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول دین و یساہی نبض شناسی و نسخہ نویسی ہی اگر بالفرض انقلاب روزگار سے تمام عالم سے نسخ معتبرہ گاؤخورد ہو جاوین اور سارے جہان سے کتب سلف دریابرد ہو جاوین اِس سرگروہ ارباب فضل کے حافظہ کی مدد سے پھر کتب خانہ روزگار کا معمور ہو سکتا ہے۔ حرکت نبض موج سے پیچش گرداب کو معلوم کیا اور رگ ابر نیسان سے استسقاے صدف کو دریافت صنوبر علاج خفقان کیواسطے اِنسے رجوع لاتا ہے اور گل نرگس چارۂ یرقان اِنسے چاہتا ہے۔ اِنکے بزرگان والا نژاد کو سرکار بادشاہی سے مناسب ارجمند اور مراتب بلند عطا ہوتے رہے ہین اور یہ بھی حضرت جہانبانی کیطرف سے عہدۂ طبابت پر مامور ہین

حکیم غلام حیدر خان

ارشد تلامذہ حکیم شریف خان سے ہین مقامات کتب طب موافق زعم راقم کے جیسے اِنکی خدمت مین حل ہوئے ہین غالب یون ہے کہ اِس جزو زمان مین اور کہین نہوتے ہون خدمت اساتذہ کرام مثل مولانا مخدومنا مولوی عبد العزیز دہلوی اور مولوی رفیع الدین و مولوی عبد القادر صاحب رفع اللہ درجاتہم سے سالہا سال استفادہ کیا اور انواع فیوض حاصل کیے۔ شفاے کامل اِنکے دست حق پرست مین ودیعت ہے راقم کو حضرت موصوف کیخدمت مین نسبت شاگردی حاصل ہے

حکیم نصر اللہ خان

علوم متداولہ مثل منطق اور معانی و فلسفہ و ہیئت و ہندسہ کے حضرات ثلثہ یعنی مولوی عبد العزیز اور مولوی رفیع الدین

اور مولوی عبدالقادر صاحب قدس سرہم العزیز کی خدمت سراپا برکت سے حاصل کیے اور علم طب کو احکم الحکما حکیم شریف خان مرحوم و مغفور سے تحصیل کیا۔ کتاب دانی و حدس صائب اور مرض شناسی مین بیمثل و مانند ہین۔ رسائل متعددہ بحران اور دریافت مزاج نسخہ مرکب وغیرہ مین تصنیف کیے ہین اُن رسائل سے انکے تبحر کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اوایل حال مین نواب فیض محمد خان رئیس جھجر کی سرکار مین عہدۂ طبابت پر مامور تھے بعد اسکے اور عمدہ ہاے روزگار کی سرکار مین منسلک رہے۔ اب بنظر قدامت کے نواب عبدالرحمن خان رئیس جھجر کی خدمت مین جو نواب مغفور کا نبیرہ اور جھجر کا مسند نشین ہے اسی عہدہ سے سرفراز ہین

حکیم فتح اللہ خان

کہین برادر حقیقی حکیم نصراللہ خان صاحب کے ہین تحصیل فن طب حکیم صاحب موصوف کی خدمت سے کی ہے اب اس فن مین دستگاہ کامل رکھتے ہین مدت مدید سے نواب اکبر علیخان رئیس ٹپودی کی سرکار مین عہدہ طبابت پر مامور ہین

حکیم پیر بخش خان

صاحب ذہن رسا خدیو فطرت والا حکیم پیر بخش خان حضرت بادشاہ خلد آرامگاہ محمد اکبر شاہ کی پیشگاہ عنایت سے بخطاب حکیم دوران مخاطب ہین سلسلہ نسب کا اِنکے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے طرف والد ماجد سے اور حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک طرف والدہ معظمہ سے۔ اگرچہ وطن آبا و اجداد کا شہر تھانیسر ہے لیکن انکا مولد و مسکن یہی خاک پاک ہے یعنی حضرت شاہجہان آباد حرسہا اللہ عن الفساد تحصیل علم طب حکیم نصراللہ خان سے اور مشق نسخہ نگاری اور معالجہ مرضی حکیم احسن اللہ خان کی خدمت مین کی اور اس فن مین دستگاہ کامل ہم پہونچائی راقم کے ساتھ رابطۂ محبت کا برادرانہ مسلوک رکھتے ہین نہ اُنکے خلق کی صفت بیان مین آسکتی ہے اور نہ کمال کی تعریف لکھی جاسکتی ہے ایک عرصہ دراز سے نواب بہادر جنگ رئیس بہادر گڈھ کی سرکار مین عہدۂ طبابت پر مامور ہین اور اُس نواح مین اُنکا وجود مغتنم ہے وہان کے لوگون کو اُنکی ذات سے وہ منافع حاصل ہین جو نفس عیسوی سے بھی متصور نہون

حکیم حسن بخش خان

سرگروہ کملاے شہر بل زبدۂ افاضل دہر اسوۂ دانشمندان زمان حکیم حسن بخش خان وطن اِنکے آبا و اجداد کا شہر تھانیسر اور مولد و مسکن اِنکا شہر شاہجہان آباد جمیع فنون اور علوم مین مثل معقول و منقول و حکمت و ہندسہ و ہیئت مہارت تمام رکھتے تھے اور کتب طبیہ بسبب کمال حافظہ کے قانونچہ سے قانون شیخ الرئیس تک بلا تشبیہ مثل عبارت قرآن مجید از بر و یاد تھین علم عقلیہ کی معاونت سے کسی کو معاصرین سے اِنکے ساتھ یاراے مناظرہ نہ تھا۔ بارہا مشاہدہ ہوا

کہ جس مجلس مین اِس زبدۂ ارباب کمال کا ہنگامۂ گفتگو گرم ہوا جمیع حضار مجلس مثل تصویر کے ساکت اور صامت رہگئے۔ اوائل حال مین نواب فیض محمد خان رئیس جھجر کی سرکار مین منسلک رہے اور اُس رئیس کی وفات کے بعد چندے خانہ نشین اور بعد اُسکے حضور سراج الدین بہادر شاہ مین صاحب عالم مرزا فخر الدین بہادر کی سرکار مین عہدہ طبابت پر مامور ہوے دو تین سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ جہان فانی کو وداع کیا

حکیم غلام حسن خان

برادر حقیقی حکیم غلام حیدر خان موصوف بصفات کمال کتب طبیہ مین مہارت تمام اور علاج معالجہ مین دستگاہ تمام رکھتے تھے۔ تحصیل فن طب حکیم شریف خان کی خدمت سے کی تھی اب عرصہ چند سال کا ہے کہ اِس جہان سے عالم باقی کیطرف راہی ہوے

حکیم محمد یوسف خان

فرزند ارجمند حکیم غلام حسن خان کے کتب درسیہ سے فارغ اور فن طب مین مہارت تمام رکھتے ہین باوجود اِس کمالات کے اخلاق پسندیدہ مین یگانہ روزگار ہین

حکیم عبد الحکیم معروف بہ آبو خان

برادر حقیقی حکیم یوسف خان کے کتب درسیہ کو نہایت تحقیق و تدقیق سے آخون شیر محمد کی خدمت مین پڑھا ہے اور کتب طب کو اپنے والد ماجد سے تحصیل کیا معالجہ اُنکا اکثر معاصرین پر فائق ہے اور باوجود کمالات ظاہری اور باطنی کے دستگاہ اخلاق کو کسقدر وسیع کیا ہے کہ اُسکا کچھ بیان نہین۔ اللہ تعالی نے اُنکو دست شفا ایسی عنایت کی ہے کہ جن بیمارون کے علاج سے مسیحا بھی عاجز ہو انکے ہاتھ سے شفا پاتے ہین

ذکر علماے دین رضی اللہ عنہم اجمعین

جناب مولانا مولوی شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز

اعلم العلما افضل الفضلا اکمل الکملا اعرف العرفا اشرف الاشرف افاضل فخر الاماجد والاماثل رشک سلف داغ خلف افضل المحدثین اشرف علماء ربانیین مولانا و بالفضل اولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ العزیز ذات فیض سمات ان حضرت بابرکت کی فنون کسبی و وہبی اور مجموعہ فیض ظاہری و باطنی تھی۔ اگرچہ جمیع علوم مثل منطق و حکمت و ہندسہ و ہیئت کو خادم علوم دینی کا کرکر تمام ہمت و سراسر سعی کو تحقیق غوامض حدیث نبوی و تفسیر کلام الہی اور اعلاے اعلام شریعت مقدسہ حضرت رسالت پناہی مین مصروف فرماتے تھے۔ اور سوا اِسکے جو کہ جلاے آئنہ باطن صیقل عرفان و ایقان سے کمال کو پہونچی تھی طالبان صافی نہاد کی ارشاد و تلقین کی طرف توجہ تمام تھی اِسپر بھی علوم عقلیہ مین سے کون سا علم تھا کہ اُسمین یکتائی اور یک فنی نہ تھی۔ علم اِنکے خانوادہ مین بطنًا بعد بطن اور صلبًا بعد صلب اسطرح سے

چلا آتا ہے جیسے سلطنت سلاطین تیموریہ کے خاندان مین - چودہ پندرہ برس کی عمر مین اپنے والد ماجد اشرف الاماجد
عمدہ علماے حقیقت آگاہ شاہ ولی اللہ قدس سرہ کی خدمت مین تحصیل علوم عقلی و نقلی اور تکمیل کمالات باطنی سے فارغ ہوے
تھے اسکے چند مدت کے بعد حضرت شاہ موصوف نے وفات پائی اور آپکی ذات فائض البرکات سے مسند خلافت نے زینت
و بہا اور سادۂ ارشاد و ہدایت نے رونق بے منتہا حاصل کی کیونکہ مولانا رفیع الدین اور مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہما
کہین برادر حقیقی آپ کے جنکا ذکر بعد اسکے بتفصیل آئیگا والد ماجد کے روبرو سن صغیر رکھتے تھے تمام علوم اور فیوض کو
انھین حضرت کی خدمت مین کسب کیا - علم حدیث و تفسیر بعد آپکے تمام ہندوستان سے مفقود ہوگیا - علماے ہندوستان
کے خوشہ چین اسی سرگروہ علما کے خرمن کمال کے ہین اور جمیع کملاے اس دیار کے چاشنی گرفتہ اسی زبدۂ ارباب حقیقت کے
مائدۂ فضل و افضال کے - یہ آفت جو اس جزو زمان مین تمام دیار ہندوستان خصوصاً شاہجہان آباد حرسہا اللہ
عن الشر و الفساد مین شامل ہواے وبائی کے عام ہوگئی ہے کہ ہر عامی اپنے تئین عالم اور ہر جاہل آپ کو فاضل سمجھتا ہے
اور فقط اسی پر کہ چند رسالے مسائل دینی اور ترجمہ قرآن مجید کو اور وہ بھی زبان اردو مین کسی نے استاد سے اور کسی نے
اپنے زور طبیعت سے پڑھ لیا ہے اپنے تئین فقیہ و مفسر سمجھکر مسائل و وعظ گوئی مین جرأت کر بیٹھا ہے آپ کے ایام
حیات تک اسکا اثر نہ تھا - بلکہ علماے متبحر اور فضلاے مفخم المرام باوجود نظر غایر اور احاطہ جزئیات مسائل کے جبتک اپنا
سمجھا ہوا حضرت کی خدمت مین عرض نہ کر لیتے تھے اسکے اظہار مین لب کو وا نکرتے تھے اور اسکے بیان مین زبان کو جنبش
نہ دیتے تھے حافظہ آپکا نسخہ لوح تقدیر تھا بارہا اتفاق ہوا کہ کتب غیر مشہورہ کی اکثر عبارات طویل اپنی یاد کے اعتماد پر طلبا
کو لکھوا دین اور جب اتفاقاً کتابین دستیاب ہوئین تو دیکھا گیا کہ جو عبارت آپ نے لکھوا دی تھی اسمین من اور عن کا
فرق نہ تھا باوجود اسکے کہ سنین عمر شریف قریب اسی کے پہونچ گئے تھے اور کثرت امراض جسمانی سے طاقت بدن مبارک
مین کچھ باقی نرہی تھی خصوصاً قلت غذا سے لیکن برکات فیض باطنی اور حدت قواے روحانی سے حسب تفصیل مسائل
دینی اور تبیین دقائق یقینی پر مستعد ہوتے تو ایک دریاے ذخار موج زن ہوتا تھا اور فرط افادات سے حضار کو
حالت استغراق بہم پہونچتی تھی اوائل حال مین فرقہ اثنا عشریہ نے سر شورش کو بلند کیا اور باعث تفرقہ خاطر جہال اہل
تسنن کے ہوے حضرت نے بسبب التماس طلبین کمال کے کتاب تحفہ اثنا عشریہ کہ غایت شہرت محتاج بیان نہین بدل توجہ
قلیل و صرف اوقات وخر سے باین کثرت ضخامت تصنیف کی کہ ہر طالب العلم بے مایہ بھی علماے شیعہ کے ساتھ مباحثہ و
مناظرہ مین کافی ہوگیا - ثقات بیان کرتے ہین کہ آپ تصنیف کے وقت عبارت اس کتاب کی اسطرح سے زبانی
ارشاد کرتے جاتے تھے کہ گویا از بر یاد ہے اور حوالہ کتب شیعہ کے جنکو علماے فرقہ مذکور نے شاید بجز نام کے

سنا نہ ہوگا باعتماد حافظہ بیان ہوتے جاتے تھے اور اسپر متانت عبارت اور لطائف وظرائف جیسے ہین ناظرین پر ہویدا ہے۔ یہ امور جو آپسے ظہور مین آتے تھے مجال بشر سے باہر ہین۔ ہفتہ مین دو بار مجلس وعظ منعقد ہوتی تھی اور شایقین صادق العقیدت وصافی نہاد خواص وعوام سے مور وملخ سے زیادہ جمع ہوتے تھے اور طریقہ رشد وہدایت کا استفاضہ کرتے سنہ بارہ سو اڑتالیس ہجری مین اس جہان فانی سے سفر آخرت کو اختیار کیا بعض موزون طبیعتان نے دو تین قطعہ تاریخ وفات مین موزون کیے ہین انمین سے ایک قطعہ لکھتا ہون قطعہ حجت الله ناطق وگویا ٭ شاہ عبد العزیز فخر زمن ٭ روز شنبہ و ہفتم شوال ٭ درمیان بہشت ساخت وطن ٭ مہر نصف النہار در عرفان ٭ شبل بدر منیر در ہمہ فن ٭ از سر لطف وحلم تاریخش ٭ رضی الله عنہ گفت حسن ٭ زبان عربی مین نظم ونثر نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتھ ریختہ کلک عدن سلک ان حضرت سے بہت یادگار ہین اگرچہ وہ نثر عربی جسکو آپ نے دل لگا کے لکھا ہو راقم کو دستیاب نہین ہوئی مگر دو چار رقعے جو آپ نے قلم برداشتہ نہایت سرسری طور پر لکھدیے تھے ہاتھ لگے انمین سے ایک رقعہ تیمنا لکھدیتا ہون اور اگرچہ نظم آپکی دفتر دفتر ذخیرہ ذخیرہ ہے لیکن احترازا عن الاطناب دو قطعون پر کہ حضرت شاہجہان آباد کی تعریف مین اور شیخ احمد عرب کے مناقب حیدریہ کی تقریظ مین لکھے تھے انھین پر قناعت کرتا ہون

رقعہ عربی

سلام علیکم قد قرأت کتابکم	بقرة عینی ذاق فضل خطابکم	اردت صلات النظم لکن نفیسه	ونفس ما عندی دعاء لبابکم
فقلت بقلب خاشع متضرع	یضاعف ربنا فی الیکم ولبابکم	ویعطیک فی الدارین خیراً عطیته	ویصرف عنک السوء ما یسابکم
ویفتح ابواب الکمال جمیعها	فقیها یکون ذو نا بکم وا یابکم	ویجعلک الرحمن شبل ولیه	بخیر الدین والدنیا وحسن مآبکم
	وقد لاح ما بشرتنی من بشارة	جزاک الله عنی وشیب شابکم	

وبعد فقد وصل الینا کتابکم مرة بعد اخری وکرة بعد الاولی وکان فیه عدم انتفاء الکلی بقرة عینی فلانه وبدا ما شوش خاطری ندعو الله سبحانه ان یشفیها علاجا کاملا معلوم ان اخوانکم کلهم فیهم مادة سوء القنیة کانت تعلیم فی ایام الصبا فلما کبر وا زالت عنهم وما عرفت لاحد منهم الا وقد اوصیتان یمشی بین اثنین ویهادی بین الرجلین تستحلل المادة المترهلة وترد الاخلاط الموبة وہذا التدبیر کثیرا ما یقع مفیدة فائدة بینه عاجلة ینبغی ان یراعی ہذا الامر حیثما امکن وانما یتصور والله ہو الشافی ویقرء عنی السلام اخوانکم کلهم ووالدتکم الماجدة وخواجه محمد امین ویقرء الشیخ محمد امیر بعد السلام ان فی قدم والدکم تشبث شوکة تورمت بها القدم ونضجت حتی احتاجت الی الشق فشقت ولم یبرء بعد وہو منتظر تقدیرک فان امکن ذہو الی الاو

ستة ابیات فی تقریظ المناقب الحیدریة لشیخ احمد ابن محمد انصاری الیمنی الشروانی

رایت دریقات ندل بتشرها	علی نفضل تحریر الیه سیسند	ومهد وحد فی ذلک لطرس حیدر		سمی امیر المومنین المؤید

ولا غزو ان فاه الکرام یمدحه ... اذا الفضل محمود ومنشیه احمد
وفی نظمه لطف وحسن سلاسته ... یذل لدیه کل نظم وتجید
له قدم فی النشر عالی وان ابدا ... علیه براهین ابتراء تشهد
قدام علی مر الدهور علاوه ... یزید علی الاکیاس طرا وتزید

عدة ابیات فی وصف الدهلی

یا من یسائل علی دہلی ورفعتها ... علی البلاد وما حارته من شرف
فاقت بلاد الوری غرا منقبته ... غیر الحجاز وغیر القدس والنجف
بها مدارس لوطاف البصیر بها ... لم تنفتح عینه الا علی المصحف
ولا غزو ان زینت الدنیا بزینتها ... لکم من اب قد علا بابن ذوی شرف
ان البلاد اتاه دہی سیدة ... وانها درة والکل کالصدف
سکانها جبال الارض قاطبة ... خلقا وخلقا بلا عجب ولا صلف
لکم مسجد زخرف فیها منارته ... لو قابلته شموس الفخر تنکسف
وما رجون جری من تحتها فحکی ... انهار خلد جرت فی اسفل الغرف

جناب مولانا مولوی محمد صدر الدین خان بہادر سلمہ اللہ تعالے

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب • ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست • رسم ہے کہ جب ہدا جان ادب سرشت کو اثناے سخن مین احتیاج ہوتی ہے کہ اپنے ممدوح کیطرف اشارت کرین سخن کو اسطرح براداکرتے ہین کہ ادا فہمان معنی رس اُنکے مطلب پر پے لیجاتے ہین اور اگر اس سے زیادہ توضیح کے نیازمند ہوتے ہین ایسے چند اوصاف حمیدہ اور محامد گزیدہ یاد کرتے ہین کہ سامع کا ذہن اُس برگزیدہ انفس و آفاق کیطرف منتقل ہوجاوے اور غرض اس سے یہ ہے کہ جو جاہ بلند اور مرتبہ ارجمند ممدوح کا ارفع ہے اس امر سے کہ اُسکے نام والا مقام کو زبان پر لادین چاہتے ہین کہ حتی الوسع ترک تصریح کرین اور جو کہ بعض محل کا اقتضا یہی ہوتا ہے کہ اُسکے نام نامی واسم گرامی کو مذکور کرنا چاہیے بمقتضاے الاسماء تنزل من السماء کے ایسے اکابر عظام اور ایسے عمائد والا مقام کو نام بھی موافق علو شان کے مرحمت ہوتا ہے پس جیسا اُنکی رفعت جاہ اور والاے دستگاہ اور بلندی قدر ومقدار اور بزرگی شان واقتدار پر یہ نام دلالت کریگا ان صفات سے ایسی کون سی صفت ہے کہ اُسکے قائم مقام ہوسکے اسیواسطے حق جل وعلی بھی کبھی اپنے نام پاک کو مصرح یاد فرماتا ہے ذرہ بمقدار اول از راہ ادب کے طریقہ صفات مین ہگرا ہوتا ہے اور چونکہ اس سرتاسر اخلاق پسندیدہ کے اوصاف حمیدہ حد تحریر اور اندازہ تقریر سے متجاوز ہین عنان ادب کو ہاتھ سے دیکر دست توسل کو ذیل اسم سامی مین متشبث کرتا ہے کہ ایسے نام کا لینا گویا صفات غیر متناہیہ کا حصر اور دریا کو کوزے مین بند کرنا ہے ؎ چہ نامی کہ مولاے نامی توام

آغاز مدح

اکمل کملاے روزگار افضل فضلاے ہر دیار حاکم محاکم جاہ وجلال متکی ارایک اقبال کلید در دائرہ علم لوح طلسم حلم عالم محقق تجریدہ مدقق سر جملہ علماے متالہین رافع مناقشات حکما ومتکلمین مجبول بالفضل خصومات اعدل الفیصل مقدمات

مجلی آینہ تدبیر ناظر صور تقدیر نخلبند حدائق فضل و افضال مظہر صفات جلال و جمال جامع محاسن صوری و معنوی مستجمع کمالات ظاہری و باطنی کاشف دقائق معقول و منقول واقف حقائق فروع و اصول تونگر صورت درویش سیرت انسان ملکی ملک سیرت مرجع ارباب جہان و جہانیان مولانا مخدومنا مفتی محمد صدر الدین خان بہادر قلم کو کیا طاقت کہ اُنکے اوصاف حمیدہ سے ایک حرف لکھے اور زبان کو کیا یارا کہ اِنکے محامد پسندیدہ سے ایک نقطہ کہے قطع نظر اِس سے کہ اِس برگزیدہ جہان و جہانیان کی صفات کا احصار محالات سے اور کمالات کا حصر مرتبہ متعسرات سے ہے جس وقت قلم چاہتا ہے کہ کوئی صفت صفات مین سے لکھے یا زبان ارادہ کرتی ہے کہ کوئی مدح مدائح مین سے کہے جو کہ ہر صفت قابلیت اول لکھنے کی اور ہر مدح لیاقت پہلے بیان کرنیکی رکھتی ہے مدت تک یہی عقدہ بند زبان تحریر اور گرہ لسان تقریر رہتا ہے کہ کون سی صفت سے آغاز اور کونسی مدح سے ابتدا کرے شعر مجلس تمام گشت و بپایان رسید عمر * ما ہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم * بے شائبہ تکلف و بے آمیزش مبالغہ ایسا فاضل اور ایسا کامل کہ جامع فنون شتی اور مستجمع علوم بے منتہا ہو اب سوا اِس سرگروہ علماے روزگار کے بساط عالم پر جلوہ گر نہین اِن حضرات کی طبع رسا شکل رابع سے پہلے اُس سے نتیجہ حاصل کرتی ہے کہ بدیہی الانتاج سے ارباب فہم و ذکا اور ناخن فکر عقدۂ لاینحل کو پہلے اُس سے وا کرتا ہے کہ گرہ حباب کو انگشت موج دریا معنی فہمی اِس درجہ کہ راست و درست سمجھ لیا کہ زبان سوسن نے کیا کہا اور رمز شناسی اِس مرتبہ کہ واقعی معلوم ہو گیا کہ نگاہ نرگس نے کیا اشارہ کیا اگر اُنکا حدس صائب مصحف گل پر تفسیر نہ لکھتا بلبل امی محض رہتی اور اگر اُنکا فکر رسا سطر شمشاد کے معنی نہ بیان کرتا قمری سجع خوان نہوتی اِنکی وقت طبع اور حدت فہم کے سامنے لالہ کے داغ دل و سنبل کی پریشانی اور ارغوان کے جگر خونی کیوجہ مضمون پیش پا افتادہ ہے اگر اُنکی راے روشن معجز نما ہو نقطہ موہوم کو اشارہ انگشت سے تقسیم کرے اور جزو لایتجزی کو دو نیم قلب المومن عرش اللہ گویا اِنہین کے دلکی شان مین ہے کہ حامل وحی اِنکے انفاس فیض اقتباس کیواسطے گوش بر آواز رہتا ہے اور دلی مع اللہ انپر علی الدوام صادق ہے کیونکہ کوئی وقت ایسا نہین ہے کہ جبرئیل بارگاہ قرب الٰہی پر دیر تک اجازت بار کا منتظر رہے راہ حق مین تیز رو اور مسلک دنیا مین کاہل کوش لیکن تونگری ظاہری درویشی معنوی کی پردہ پوش ہے * کسانیکہ راہ خدا داشتند * چنین خرقہ زیر قبا داشتند * اگر مولوی جامی زندہ ہوتے یہ بیت بیت چو فقر اندر لباس شاہی آمد * بتدبیر عبید اللہی آمد * سوا اِس برگزیدہ انفس و آفاق کے اور کسی کی شان مین نکہتے جو کہ ارباب معنی پر یہ بات ظاہر ہے کہ لباس فقر مین مصروف طاعت ہونا اور گوشہ خلوت کو واسطے فراغ عبادت کے اختیار کرنا موجب شہرت ہے اور صیت بلند بسبب کثرت اہل دنیا کے اِس شغل اہم سے باز رکھتی ہے لباس اہل ظاہر کو اختیار کیا اور از بسکہ اتفاق تن اور فریاد رسی عباد اور عدل و انصاف افضل عبادات ہے منصب صدارت کو اپنے ذمہ پر لیا سبحان اللہ کیا طریقہ داد ہے اور کیا سررشتہ انصاف ہے کہ نوشیروان

اِنکے دیوان عدالت مین عہدہ پیشکاری کے لائق بھی نہین سمجھا جاتا باقی رہا عدل عمر یہان بسبب ادب کے کچھ نہین کہا جاتا
شوکت ظاہری سے اِنکے دربار مین دارا کو گذار نہین اور جلالت باطنی سے اِنکی خلوت مین فرشتے کو بار نہین باوجود ان مراتب
بلند اور اس منصب ارجمند کے خلق محمدی اختیار کیا ہے کہ افادۂ علوم اور افاضت مسائل دین کے وقت ہر ادنی کو اجازت
سخن ہے بفحواے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے موزونی سخن کی طرف بھی متوجہ ہوکر نظم و نثر مین اوقات شریف کو مصروف
فرماتے ہین زہی امت خاتم المرسلین اِس جگہ بقدر گنجایش کاغذ کچھ نظم اور کچھ نثر آپ کا درج کتاب کرتا ہون تاکہ معلوم ہو
کہ فصاحت و بلاغت کو کیا رتبہ عطا کیا ہے

دیباچہ رسالہ لا تشد الرحال

الحمد للہ الذی جعل البیت امنا و مثابۃ للناس اجمعین وجعلہ ہدی و مبارکا للعالمین ۔ وفضل المدینۃ علی سائر البلاد
وشرفہا بحلول خیر العباد وجمع لہا بین طریفی الفضل و التلید وہی تنفی الناس کما ینفی الکیر خبث الحدید فیہا روضۃ من ریاض
الجنۃ و النزول فیہا من الماثم جنۃ ۔ وشرف بیت المقدس و بارک حولہ وشہر بین الناس مجدہ وطولہ وجعلہ مہبط الوحی و متعبد الانبیاء
و مستقر عبادۃ المکرمین و الصلحاء و فضل المساجد الثلثۃ علی سائر العالم و عظمہا وکرم فضایلہا تجل ان تحد تحدادا و تعد بعداد او
تحصر بکلام او تحصی بنظام تشد الرحال الیہا من کل بلدۃ و قریۃ و فلاۃ ۔ والصلوۃ فیہا بمائۃ الف او الف او خمسمائۃ صلوۃ
والصلوۃ علی سیدنا محمد الذی ہو افضل من کل راکع و ساجد وعلی آلہ و اصحابہ الطاہرین الغر الاماجد اذکر المسجود لہ
فی المساجد و رضوان اللہ علی المتقین باثارہم الذین بذلوا جہدہم فی استنباط الاحکام و تحقیق عقائد الاسلام و قبلوا علی تمہید
اصولہا و قوانینہا و تلخیص حججہا و براہینہا و ابرموا قواعد الدین و جہدوہا و رضوا مبانیہا و شیدوہا و ارشدوا المسترشدین
بایضاح المحجۃ و الزموا المعاندین باقامۃ الحجۃ و حفظوا قواعد الشریعۃ الحنیفۃ السمحۃ البیضاء من ان تزلزلہا شبہ اہل البدع
والاہواء شکر اللہ سعیہم و اعاد الینا نفعہم ۔ اما بعد فیقول العبد المستکین محمد صدر الدین وفقہ اللہ للعمل فی یومہ لغدہ قبل ان
یخرج الامر من یدہ ان العلم فی ہذا الزمان قد اندرس آثارہ و سقط عن القلوب محلہ و مقدارہ و نضبت انہارہ و تقلعت
اشجارہ و غار زہارہ و تکدر ہوارہ و اظلم فضاءہ و تغیرت خضرتہ و تبدلت نضرتہ و ذہبت طراوتہ و یبست نداوتہ و غربت
شموسہ و اقمارہ و ولت اصحابہ و انصارہ و افلت ثوابتہ و سیارہ و رحلت احبارہ و اخیارہ حتی صار الیوم عیبا فاضحا
و نقصا واضحا فاضحی العلم مغلوبا و الجہل مطلوبا و النقص کمالا و الحمق جمالا و الکمال وبالا و الحکمۃ ضلالا و العقل فضولا
و الہزل مقبولا و البدعۃ سنۃ و الضلالۃ حکمۃ و انصرفت الہمم عن تحصیل الحق بالتحقیق و زلت الاقدام عن سواء الطریق
بحیث لا یوجد راغب فی العلم و لا خاطب للفضیلۃ و صارت الطباع کانہا مجبولۃ علی الجہل و الرزیلۃ و ما بقی من العلم

الاسم ولا من الدين الا الرسم واما الذين يقتدى بهم الجهلة بالعلماء وهم في غير هذه البلدة فاكثرهم كما ترى ما على قلوبهم اكنة فلا يكادون يفقهون حديثا ويجدون الناس على ما هم عليه من فضله فاذا جاءهم ما عرفوا من الحق كفروا به ارادوا ان يبدلوا طائفة منهم يضيعون الاعمار ولا يستفيدون بالانوار ويحسبون انهم يحسنون صنعا ومنتهى ما يرتفع اليه نظرهم هو النقل عن الكافي والكفاية من غير التفات الى دراية وحسبان في رواية والقوا شرهم على تصحيح الروايات من الفتاوى غير المعتمدة والنقل من شخص معين او مجهول من غير ان يخطر ببالهم تحصيل فن الادلة والاصول لم يعلموا ان [illegible] على غير اساس اذا سئل عما هو عليه لم يقدر على ايراد حجة او قياس فيا حسرة على ابناء الزمان انهم قد اتخذوه ظهريا وصار عليه عندهم هو لا شيا فريا والمختار عند جماعة منهم الاخذ بالقول المرجوح الذي لا يغني من جوع ولا ينفع من يوح ومنهم من يتمسك برواية فقهية نادرة فذة وغمامنهم ان لكل جديد لذة كل بضاعتهم الطعن في الائمة المجتهدين وجل صناعتهم القدح في الاولياء المقربين الصراط المستقيم والمحلى ماخذهم واساسهم وابن تيمية حرم رسهم وراسهم لا يهتدون الى طريق الحق بل يترددون في تيههم بلا هاد ولا دليل وهم اضلوا كثيرا وضلوا عن سواء السبيل وفئة منهم يقلدون آباءهم فهم على آثارهم مقتدون او لو كان آباؤهم لا يعقلون شيئا ولا يهتدون وبعضهم يستنبطون الاحكام عن الاحاديث والقرآن لا يعلمون شيئا من العلوم حتى علم اللسان وهم اذا وقعوا في معضلة عمياء وخبطوا فيها خبط عشواء والذين معهم عما يبحثون عن الاتباع والتقليد ويقولون ان هذا السبيل السوي الاسهل واذا رجعوا الى شهداءهم فيقلدون قولهم بلا حجة ولا دليل وقد من الله سبحانه على هذه الامة بوجود العلماء في كل عصر الذين عضوا في العلم بنواجذهم ورموا اغراض الاصابة بنوافذهم وصرفوا في تحصيل العلوم اعمارهم واحيوا الكتب لفضائل ليلهم ونهارهم فالفوا وافادوا وصنفوا واجادوا فطوبى لمن راجع اليهم ونزل رباعهم داري الحق حقا ورزق اتباعهم وسحقا لقوم الذين لا يترددون اليهم ولا يرجعون اما ليت عليهم قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون وكفى لنا مستندا على غواية كبرائهم انهم حرموا السفر الى زيارة قبور الانبياء والاولياء متمسكين بحديث لا تشد الرحال فابليت عليهم في شرح ياسهم عن الضلال مع تفرق البال وتشتت الحال فغفلت اعناقهم خاضعين وقالوا آمنا بما جاءنا من الحق المبين والله سبحانه هو المسئول ان يوفقنا للصدق والصواب ويصون عقولنا عن الزيغ والارتياب ويجعلنا ممن شرح بالحق صدره او شرح في فتح باب الاشكال فرفع قدره او هو على الايثار قدير وبالاجابة جدير

اشعار عربی

وكنا كغصني بانة غذيا معا ... على دوحة حتى استطالا واينعا
نعيمهما صدح الحمام مرجعا ... ويسقيهما كاس السحائب مترعا
سليمين من خطب الزمان اذا سطا ... خليين من قول الحسود اذا سعى
ففارقني من غير ذنب جنيته ... وابقى بقلبي حرقة وتوجعا

	عفا الله عنه ما جناه فانی		حفظت له العهد القدیم وضیوا	

نثر فارسی

رهین منت بخت بیدارم که من هیچ در حساب را که چون حرف باطل بغلط هم بر زبان گوهر فشان نمیگذشت از رد ستائی بی اعتباری بر آورده روشناس شهرستان صحبت خطاب گردانید و ز نشیب گاه فراموشی بالا داده و بر فراز والا پایگی یاد آوری رسانید یار من جامع راگذری بسر وقت بیدلان افتاد که در گردان بزم دلفروز را که چون غبار شکست در کناران راه تنومندی یافت از ره سپری وادی بی آرامشی رهانیده از نزدیکی بساط حضور گزیده سامانی فراهم داد کاروان نسیم مصر در بیت الحزن بار اقامت بر گشاد ساربان زمام ناقهٔ لیلی را بکف اختیار قیس شکسته پا داد قطره ام دریا سیم کیمیا خزفم گوهر خار خسکم گل تر شامم رو کش روز بامدادم رشک نوروز دردم دوا کردم توتیا خوشه ام خرمنی سنبره ام سمنی یاسمی امید خزانم بهار جاوید گردید پستیم را بلندی طالع ام را ارجمندی شبم را سحر نفسیم را اثر سر افگندیم را سرافرازی شکسته خاطرم را دلنوازی پدید آمد همانا همایون فال طائر سایهٔ اقبال بگسترد که خطاب سلیمان به مور ناتوان رسانید و زبان حال را بر دان پرور کریمه انی القی الی کتاب کریم گویا ساخت سراپای دل را شگرف کشایشی رو آورد و پیشگاه سینه را بو العجب انشراحی فرو گرفت ناظر پریشان را پیرایه فزونی جمعیت و مایهٔ تنومندی آرامش حاصل شد نسیم الطاف قدیم بتازگی وزید و گلشن عاطفت از سر نو شگفت چون از دور افتادگان زیاد رفته و فراموشان از طاق دل افتاده پرس وجوی بسامان بود خاطر حسرت اندوز بگونا گون کامرانیها بر آمود و بدیع انبساطی روزی روزگار اخلاص سرشت گردید بیت نیافت صبحدم آغوش دوست از بر دوست چنین که دل از ذکر این پیام گرفت ٭ از ان باز که بار فصل خصومات را بر گردن گرفته انفاس گرامی را بنا بایست داده ام نقوش سخن گذاری و نکته سرائی از ساخت ضمیرم یک قلم سترده و تار عنکبوت نسیان بر زوایای سرادقات آن یکسر تنیده و آمده راس المال تخیلات آن که در خزانه خیال داشت بتاراج اختلاط مشی از بست نشان شست فطرت که حفظ ضوابط معموله عدالت را عرش المعرفه بالغ خردی و سدرة المنتهای دانش تیزروی شمرده اند داده وافزونی تعلق و فراوانی شغلهای دیگر ضمیمه آنست و دست مایهٔ آسودگی چندانی بدست یغمار ستم آورده که نخستی آئین سخن طرازی و نکته سنجی را بکار برم مگر چون آهنگ این صناعت را با گوهرم سرشته اند گاه گاه بسیج آن تار و پود بسیج این علائق را از هم میگسلاند و هر گاه بهین هدیه نوازادگان طبع انشاهای نورانی بر فراز اعتبار منزل میگیرد بیچو بلبلی که بدستان سرائی بلبل دیگر در چمن بخروش آید و آهنگ ناله سازد و بی اختیار نوای جان خراش از خاطر بریان بر میزند و بسر جوش شوق بیخودی جوش بی هنگام ناز از جا میرود و هر چند اناشوب دونی و بزنی بپایه میرم

وسخن را تا بائینیکه باید گذارده ام دگرین کاری بسزا برنساخته ام اما فرهیده فرهنگان انصاف گوهر وسخن پیرایان دیده وران رام سلة الصدر ررح درد ان توانم فهمید اکنون از حال عم بزرگوارمی نویسیم شفای ایشان از نادره حکمت داور جان آفرینیست ومایهٔ حیرت دران ودریات بکارساز حقیقی روی نیاز آورده جلائل نعم الهی دریافتند شرح آن بکا بد گفتار درنگنجد فی الجمله بسر نوشت آسمانی طیلسان صحت بر دوش گرفته رو بحصار آورده اند ودر حصار حراست علی الاطلاق منزل گرفته والسلام حرره محمد صدر الدین ختم الله بالحسنی

غزلیات فارسی

آتش عشق فلک زدل و در جانم سوخت
آخر این شعله به پیدانم و پنهانم سوخت
روز هجران تو میسوخت مرا حسرت وصل
شکر ایزد که ز آه شرر افشانم سوخت
شرر دوزخ جانتاب بسی بود بلند
جنت از حسن تو دوزخ از افغانم سوخت
بزم افروز شبستان نشدم آن شمعم
آنکه یک عمر باو ساختهام آنم سوخت
گو نسیمی که ز شیرب ذرد و سبز کند

زانکه از داغ دگر دید که توانم سوخت
پنبهٔ مرهم او مهر قیامت باشد
در شب وصل تو اندیشهٔ هجرانم سوخت
رحمت ار بهر عذابم نکشی ای نار جحیم
چون بقابل شده باسینهٔ سوزانم سوخت
باز آن بستر خارست و همان بالش سنگ
بخت خوابیده سر خاک شهیدانم سوخت
هر نگه کان بت ترسابچه درکارم کرد
خاست از هند سمومی که گلستانم سوخت
لیکن آزرده از وجان حسودانم سوخت

دل ز خوناب جگر سوخت و مژگانم سوخت
عشق آن داغ که در سینهٔ سوزانم سوخت
هیچ گه چرخ جفا پیشه نمیساخت بمن
که سراپای مرا خجلت عصیانم سوخت
برگ و جمعیت دیوان جزا برهم خورد
سر شوریده من از نوی یارانم سوخت
دل پر درد و خوناب جگر سوخت مرا
آتشی بود که زد خرمن ایمانم سوخت
گر ز آتش سخنی هیچ کمالم نفسرود

وله

حسن کی راه زن کافر و دیندار نبود
پردهٔ دیده مرا مانع دیدار نبود
این شر و شور نه در صحبت رندان بود
در میان واسطهٔ ثابت و سیار نبود
مست در گوشهٔ میخانه وحدت بودیم
همچو بیخود زمی وعدهٔ دیدار نبود

آفت سبحه بلای بت و زنار نبود
هر دری بر رخم از روضهٔ رضوان بود
جمله بدست دمی حوصله بردار نبود
رب ارنی زلب مستی من سر میزد
کار با بادهٔ کشتی بود و دگر کار نبود
بود سر رشتهٔ کارم بسر زلف سیاه

یاد روزیکه جز او هیچ پدیدار نبود
خواهش بوی گل از رخنهٔ دیوار نبود
بود از گردش چشم تو گلستان دل ما
لن ترانی ادب آموز طلبگار نبود
عشق بی پرده تماشای جمالش میکرد
قصهٔ کشمکش سبحه و زنار نبود

شکر الله چو بطوف حرمم آوردند
سعی خوش بود مگر بخت مددگار نبود
دل خون گشته مدد کرد وگرنه صد بحر
ورنه آئینه ما قابل زنگار نبود
از کساد هنرست اینکه بهیچم نخرند
چون مرا جو حلهٔ ساغر سرشار نبود
از علاج دل بیمار چرا دست کشید
پیش ازین این روش و شیوه و شعار نبود
روی دل جز بطرف خانهٔ خمار نبود
عجبی بود عجب دوش میان من و یار
خرج یکروزهٔ این چشم تلف کار نبود
سهل و آسان شده امروز بعید بیشین
جنس تا بود گران ناز خریدار نبود
در دلم آن قره صد خنجر الماس شکست
گر مسیحا به تمناسے تو بیمار نه بود
آه از خجلت آزرده بما زار جزا
وست تا بند نقابش برساندم مردم
صد شکایت بلب و رخصت اظهار نبود
گرد غم جز دل ناشاد محلے نه گزید
ورنه دشوار تر از ترک وفا کار نبود
لطف ساقی بنگر دور بین آخر کرد
ز هر چشم توبان گرچه مددگار نبود
طرز آتش سخنی طبع من ایجاد نمود
هیچش از جنس گران مرتبه دربار نبود

ولہ

خواهم دم دعا بدعا نا گریستن
این در در انگشته مدا وا گریستن
پیشش بضبط گریه بگوشم ز رشک غیر
نگریستن بحال من و نا گریستن
بے عندلیب خوش نبود ناله در چمن
با زار چه روست از پی طوبی گریستن
ای چشم دجله ریز ادب را نگاه دار
اے ابر با گریستن ما گریستن
از سوز سینه خوف نداریم کار ماست
خوش صرفه بردار لب گویا گریستن
ق درعیش بیقرارم و در غم بپیچ و تاب
بشگافدم جگر قلم آسا گریستن
ای دل غمین مباش بالفت که شمع وار
در بزم او حجاب تماشا گریستن
شد بسکه بے اثر بدعا ها گریستن
دل قطره قطره خون شده از چشم بر چکید
بر رحم تا نیاورد او را گریستن
از اشک ریزی قره خالی نشد دلم
خواهیم در خزان به تمنا گریستن
سوید ز دیده لذت خوابی که دیده بود
اینست در مدینه وبطحا گریستن
ابر آب شد ز گریه ام و برق خنده زن
از کاوکاو آن قره دریا گریستن
طوفان نوح بود حدیثی شنیدهٔ
خندیدنم شبیه بود با گریستن
موج بزن که تر کنم ابر بهار را
با خنده همعنان بود اینجا گریستن
سیراب تا زین غزل کرد گریه ام
سوز دلم نمود دو بالا گریستن
تاراج داد مشعلهٔ ما گریستن
جز جو تو سنگدل نتواند شد از دگر
خواهم چو زخم از همه اجزا گریستن
واعظ اگر بیاد قدسے گریه نادرست
پیشت از آن گرفت زلیخا گریستن
رسوا شدن چو برق بود یا چو نم
آهے کجا که جمع کنم با گریستن
آورد مش بر رحم بطرزے نگر نسیم
چشم ترم نمود نه رسوا گریستن
دل را همیشه خندهٔ من خون کند چو گل
اے دیده تا کجا بمدارا گریستن
یارب نگاه بو الهوسم ده که شد مرا
بینم که میرسد بکجا ها گریستن

ای دل بیا که خاک کنم ابر و برق را
چون چشم من توانی آن با گریستن

از تو نجون تپیدن واز ما گریستن
آزرده خیز کامده عرفی وطالبا

اشعار تر درین غزل آمد که ربط داشت
از تو قصیده خواندن و زینها گریستن

غزلیات ریختہ

نالو نسے میرے کب تہ و بالا جہان نہین
کیا رشک دیکھکر مجھے رنگ خزان نہین
قاتل کی چشم تر نہو یہ ضبط آہ دیکھ
کتنے تھے جو ہمیشہ پشین ہے جنان نہین
اے بلبلان شعلہ دم ایک نالہ اور بھی
طاقت قبول خاطر پیر مغان نہین
اس بزم مین نہین کوئی آگاہ ورنہ کب
کس دن کھلا ہوا در پیر مغان نہین
اے دل تمام نفع ہے سودے عشق مین
لیجا سکتی وان تلک نگہ ناتوان نہین
ناز و نگہ روش سبھی لاگو ہین جان کے
ہین لب تو کیا نگہ بھی ہوئی ترجمان نہین
ملنا ترا یہ غیر سے ہو بہر مصلحت
اک قہر تھی بلا تھی قیامت تھی تجان نہین

کب آسمان زمین و زمین آسمان نہین
جانے ہے دل فلک کا مری سچ کہانیان
جیون شمع سرکٹی پہ اٹھایان دھوان نہین
کہتا ہون اس سے کچھ مین نکلتا ہے منھ سے کچھ
گم کردہ راہ باغ ہون یاد آشیان نہین
مہکا ہوا ہے بیت حزن دیکھنا کوئی
وان خندہ زیر لب ادھر اشک نہان نہین
لب بند ہو تو روزن سینہ کو کیا کرون
اک جان کا زیان ہے سو ایسا زیان نہین
کیا کچھ نہ کر دکھاؤن پر اک ان کے واسطے
ہے کون ارادہ تیرا کہ جو جانستان نہین
وہ شاخ نخل خشک ہون مین کنج باغ مین
ہمکو تو سادگی سے تری یہ گمان نہین
ہو وقت آئی دیر مین کیا شور و شین کرین

مجھسا بھی کوئی عشق مین ہے بدگمان نہین
آن ناتوانیون کو یہ بدبختی توان نہین
آنکھون سے دیکھکر تجھے سب ماننا پڑا
کہنے کو یون تو ہیگی زبان ادر زبان نہین
اٹھکر سحر کو سجدۂ مستانہ کے سوا
آیا نسیم مصر کا ہو کاروان نہین
افسردہ دل نہو در رحمت نہین ہے بند
تھمتا تو مجھ سے نائرۂ آتش عیان نہین
اے جذب شوق رحم کہ بدفطر ہے یا
ملتا بھی ہمکو منصب ہفت آسمان نہین
شب آگ سکو حال دل نے جتایا کچھ اسطرح
دیکھے بھی بھولکر بھی جسے اغبان نہین
اچھا ہوا نکل گئی آہ حزین کے ساتھ
ہم پیر دیر میکدہ بھی نوجوان نہین

آزردہ نے پڑھی غزل اک میکدہ مین کل
وہ صاف ترکہ سینۂ پیر مغان نہین

ولہ

شب جوش گریہ تھا مجھے یاد شراب مین
یہ وہ ہے برق آگ لگا دے نقاب مین
یا رب وہ خواب حق مین مرے خواب مرگ ہو
مو ضعیف پھنس گئی جا شہد ناب مین

تھا غرق مین تصور آتش سے آب مین
قسمت تو دیکھو کھولی گرہ کچھ تو رہ گئے
آوے وہ مست خواب اگر میرے خواب مین
ہر وقت آرزو ہے عذاب جحیم ہے

کیا جانو جو اثر ہے دم شعلہ تاب مین
ناخن ہمارے ٹوٹ کے بند نقاب مین
حال اس نگہ کا اسکی سر ابا مین کیا کہون
ہاتھون سے ہجر کے ہو نہین کیا کیا عذاب مین

یارب یہ کس نے چہرے سے اٹھا نقاب جو
سو رخنے اب نکلنے لگے آفتاب مین
ذکر وفا وہ سنتے ہی مجلس سے اٹھ گئے
کچھ گفتگو ہی تجھ سے نہ تھی ایسی بات مین
خورشید زار ہو زمین کے جھٹک ذرا
سو آفتاب ہین ترے گرد نقاب مین
کیا عقل محتسب کی ہے لایا ہے کھینچکر
سودا زدون کو محکمۂ احتساب مین
کیا پوچھتے ہو چارۂ از خویش رفتگان
سو جل سے چاک جامہ ہے سوز خلاب مین
بے اعتدالیان مری ظرف تنک سے ہین
تھا نقص کچھ نہ جوہر صہباے ناب مین
ہم جان و دل کو دے چکے ہو ہو دم امید پر
اب ہو سو ہو ڈبو دی یہ کشتی شراب مین
آواز صور تیرے شہیدونکی روز حشر
لگتی تھی اک بھنک سے کانونکو خواب مین
اٹھنے مین صبح کی یہ کہان سرگرانیان
زاہد نے مے کا جلوہ یہ دیکھا ہی خواب مین
کچھ بھی لگی نہ رکھی ڈبو دی رہی سہی
دلکو نہ ڈالتا تھا سوال و جواب مین
جو دیکھتے ہین اس سے یہ گذرا کبھو نہین
یعقوب کے خیال زلیخا کے خواب مین
تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون قیس کیا
لکھا ہوا ہے یون تو سبھی کچھ کتاب مین
الفت مین انکے اتنو ہے جانونکی مر گئی
دل کس شمار مین ہے جگر کس حساب مین
ہر ہر روئین سے خرقہ کی ہے پیر ہے مے چکان
غوطے تو سو دیے اسی زمزم کے آب مین
مے اور ذوق بادہ کشی لے گئی مجھے
یہ کم نگاہیان تری بزم شراب مین
تھی جو جہان مین روز ازل جاکدر بی
آیا پسند دل مرا اس انتخاب مین
اس چشم اشکبار کے کیونکر ہو سامنے
رونیکا مادہ ہی نہین ہے سحاب مین
امداد چشم کیا ہو لگی دلکو آگ جب
جلنے کے بعد خون نہین رہتا کباب مین
ہین دونون مثل شیشہ پیمان صد شکست
جیسا ہے میرے دل مین نہین ہے حباب مین
انوار فکر سے نہوا کچھ بھی انکشاف
جتنا پڑھے ہم اور پڑے جا حجاب مین
یہ عمر اور عشق ہے آزردہ جلے شرم
حضرت یہ باتین بھلی ہین عہد شباب مین

ولہ

حسن کی شان سے ہے یہ رہی مستور نہین
ورنہ ہوتا کبھو یون جلوہ سر طور نہین
عذر کرتے ہی بنی انکو جب تجھے دیکھا
جو کہا کرتے تھے رسوا ترا معذور نہین
ہین تو ہمجنس فراہم نہو سامان طرب
بزم ماتم سہی گو انجمن سور نہین
لاکھ ہنگامۂ منصور دکھا دین دم مین
پر ہم افشاے سرائر مین ہین مامور نہین
خانۂ غیر تجلی کدہ ہو اور نصیب
ہمکو جز روز سیاہ و شب دیجور نہین
مژدہ اے چرخ کہ اب میری طرح سے رکھتا
طاقت اٹھنے کی ذرا نالۂ رنجور نہین
چارہ اب کیا ہو جو ہو نشتر و مرہم یکسان
کون سا داغ ہے سینے مین جو ناسور نہین
دل پر رخنہ ہی کو آگ لگا دی ہمنے
چارہ جز شعلۂ خانۂ زنبور نہین
محتسب کو کیا بیکار تری آنکھون نے
ایک میخانہ بھی اس دور مین معمور نہین
پرزے پرزے نکرو نامہ مرا ان دیکھے
یہ بھی چھاتی سے لپٹنا ہے کہ منظور نہین
ہے بنا قاعدہ یان ذبح کا قاتل کیطرف
دیکھنا تجھکو کنکھیون سے بھی دستور نہین
دامن اسکا تو بھلا دور ہے ہان دست جنون
کیون ہے بیکار گریبان تو مرا دور نہین

ریختہ یہ ہے کہ جیون آیت محکم ہے صاف
خواہش سلطنت قیصر و فغفور نہین
آستان ہے تری در کا وہ تجلی پرتو
خاک در سے ترے دریوزہ گر نور نہین
ہون ادا نظم مین کسطرح مناقب تیرے

معنی دور نہین لفظ بھی مہجور نہین
بہ دوائے پرتو لطف نبوی کوئی عمل
پہونچے پاسنگ کو جسکی جبل طور نہین
پایۂ عرش ٹہرتا تھا وگرنہ یہ نام
سلسلہ یہ تناہی ہے وہ محصور نہین
یون خدا کی تو خدائی سے ہے کچھ دور نہین

مین ہون اور گوشۂ شرب یہ تمنا ہے اب
شمع تنہائی ظلمتکدۂ گور نہین
کون سا دن ہے کہ خورشید جہانتاب سحر
لوح بر عرش کی ہوتا کبھو مسطور نہین
ترک سے رہ کے خوش آزردہ محالات سے ہے

جناب مولوی رشید الدین خان رحمۃ اللہ علیہ

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول یگانۂ روزگار نہین نتیجۂ قرون و ادوار یکتائے زمان قدوۂ دوران مولوی محمد رشید الدین خان طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ شاگرد رشید اور مخلص خالص العقیدت جناب جنت مآب بدۂ اکابر روزگار مولانا رفیع الدین رضوان اللہ علیہ کے تھے اور انکی خدمت مین ایسا اخلاص وافر رکھتے تھے کہ حضرت موصوف آپکی تربیت مین مادام الحیات ایسے مصروف تھے جیسے کہ باپ فرزند کی تربیت مین اگرچہ کسب کمال ان حضرت کے دونون بھائی یعنی مولانا عبد العزیز اور مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہما کی خدمت سے بھی کیا تھا لیکن تکمیل جمیع فنون انہین کی خدمت مین انصرام کو پہونچائی ہرچند سب علوم متداولہ مین یکفنی تھے لیکن علم ہیئت اور ہندسہ مین علم یکتائی بلند کیا تھا مدت العمر فرقۂ امامیہ کے علما سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور باہم تحریر رہی اس بحث مین رسالہ ہائے متعددہ فراہم ہو گئے طریق مناظرہ کا یہ دیکھا گیا کہ تقریر یا تحریر مین خصم کو بجز اعتراف عجز کے چارہ نہ تھا تقوی اور زہادت اور تشرع اور عبادت کا بیان خامۂ بریدہ زبان کی مجال نہین کہ ایک شمہ اسکا لکھ سکے ہرچند حکام وقت چاہتے تھے کہ انکو عہدۂ قضا سپرد کرین تاکہ انکی نیک نیتی اور عدل و انصاف سے عباد اللہ کی حق رسانی ہوتی رہے لیکن ازبسکہ اپنی اوقات کو بیشتر تربیت مستفیضان کمال مین مصروف رکھتے تھے قبول نکیا جب تقاضائے موفور احبان مختلفہ مین حکام کیطرف سے وقوع مین آیا اور بجد ہوے بسبب کمال قناعت کے ایک امر جزوی پر قانع ہوکر عہدۂ مدرسی مدرسۂ شاہجہان آباد قبول فرمایا ازبسکہ ایثار و کرم جبلی تھا سو روپیہ کی تنخواہ انکو ہرگز کفایت نکرتی تھی اور خدمت فقرا اور مساکین سے کسی وقت اپنے تئین معذور نہ رکھتے تھے بقدمے و درمی و سخنی میرزا بیدل علیہ الرحمۃ نے خوب کہا ہے رباعی بیدل و اردو طبع اہل ہمت ۔ آثار سخا جلوہ بخندین صورت ۔ با بیخبران نبید و بحتاجان سیم ۔ با خوردان لطف و با بزرگان خدمت ۔ عمر آپکی قریب ستر برس کے تھی اور آخر عمر مین ارادہ بیت اللہ کا کیا چونکہ ہر ارادہ پر ارادت اللہ غالب ہے مرض صعب مین مبتلا ہوے اور احرام کعبۂ معنوی یعنی دیدار فیض انوار شاہد حقیقی باندھکر دار آخرت کو راہی ہوے آپکی وفات کو

تیرہ چودہ برس کا عرصہ گذرتا ہے بسبب کثرت توغل علوم دینیہ او رمباحثات علمی کے انشا ر نظم کیطرف کبھی متوجہ نہوتے تھے
مگر بتکلیف خطاب و رہبانہ جواب سے گاہ گاہ شعر عربی کا اتفاق ہوتا تھا ازانجملہ یہ رقعہ دستیاب ہوا کہ لکھا جاتا ہے

رقعہ عربی

اسرب القطا ہل من یعیر جناحہ لعلی الی من قد ہویت اطیر من جوی اوقدتہ البعد وشجی اکدہ الوجد الی جانب الحبیب الذی تنزہ قدحہ المعلی عن القدح والنسیب الذی استوعب نسبہ صنوف المدح الذی اذ انظم خجل قلائد القلائد واذا انتثر غبط فرائد الفرائد ذو خلق عظیم وطبع کریم وسجیۃ سرینۃ وہمۃ علیۃ مامن علم الا اصاب شاکلتہ ومامن فن الا غاص فی بحار تحقیقاتہ اما الآداب فقد شید ارکانہ واما الفقہ فقد ابرم نبیانہ واما المعقول فہما دابہ ومعول ارباب الصناعۃ الیہ وآخر والفضائل فخر الاماثل صدر الافاضل زین المحافل مولانا المولوی محمد صدر الدین لازال ظل افاضتہ علی رؤس المستفیدین آمالبعد اہدار ہدایا السلام واداء مناسک الاحترام والاعظام فیہی ورود مشرفۃ مشرحۃ ست عند فیہا الضمائم مغربۃ وتجلت کلمات بعض الوجود والانہا درتیۃ فقبلتہا مرارا وقابلتہا بالاجلال اکثارا وہستقت نہار دارج سحق الصندل ونظرت الی معانیہا فادا ہی لاتی رطبۃ وما سواہا من المعانی جندل واما مافیہا من الالفاظ فہو انق من ثمرات الانحاط ہذا ثم ما اصف من الزمان ہذا اصطلیت نیران الہجران نوی الذی جبانا بحبک وجعلنا من صفوۃ احبک انی قد فازتک ما اطیقت تعلقی بالنوم وما لاتت نیلتی عن النوم لیسر لنا اللہ لقاک ویسر لک الحسنی فی آخرتک ودنیاک والسلام بالوف الاکرام

جناب مولانا شاہ رفیع الدین علیہ الرحمتہ والغفران

مولی الکرام مخدوم الانام عالم باعمل فاضل اجل اسوۂ افاضل عرب وعجم زبدۂ ارباب ہمم سند اکابر روزگار فخر کملاے شہر ودیار حامی الشرع والسنۃ ماحی ہوی وبدعۃ موسس اساس دین مبین ہادینا مولانا حضرت شاہ رفیع الدین قدس سرہ العزیز یہ حضرت خلف الصدق حضرت شاہ ولی اللہ غفر اللہ لہ کے اور چھوٹے بھائی مخدومنا حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی کے تحصیل علوم عموماً اور سند حدیث نبوی کی خصوصاً اپنے والد ماجد کی خدمت مین کی علوم و فنون مین مستند الیہ ارباب استعداد تھے چونکہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم مغفور بسبب کبر سن اور ضعف مزاج وکثرت امراض کے دماغ تعلیم وتدریس طلبانہ رکھتے تھے سلسلہ تدریس کا حضرت کی ذات بابرکات سے جاری تھا فضلاے نامی ہر دیار کے کہ ارباب کمال سے منشور یکتائی حاصل کر چکے تھے جب آپکی خدمت مین پہونچے اپنے تئین طفل ابجد خوان اور مبتدی محض سمجھکر ابتدا سے انتہا تک پھر تحصیل علم پر کمر باندھی اسی واسطے

دیار ہندوستان کے جمیع فضلاے نامی انھین حضرت فیض موہبت کے مستفیضون مین سے ہین * ہر فن کے ساتھ اسطرح کی مناسبت تھی کہ ایک وقت مین فنون تبہاینہ اور علوم مختلفہ درس فرماتے تھے جب ایک کی تعلیم سے دوسرے کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوتے حضار خدمت کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسی فن مین جامہ یکتائی انکے قامت استعداد پر قطع ہوا ہے باوجود ان کمالات کے افاضہ فیض باطن کا یہ حال تھا کہ جنیدؒ بغدادی اور حسنؓ بصری اگر اُنکے وقت مین ہوتے تو بیشک وریب اس فن مین اپنے تئین کمترین مستفیدان تصور کرتے * اور سخاوکرم کا یہ حال تھا کہ زرورد اور گل درمنہ کو گلدستہ مین محبوس مشاہدہ کرنا سخت ناگوار ہوتا تھا - الغرض ملک تھے صورت بشر مین - کوئی زمرہ کملاے دہر کے اوصاف مین کہانتک زبان قلم کو فرسودہ کرے کہ اگر بالفرض ایک حرف اس دفتر سے لکھا جاوے ایک کتب خانہ طیار ہو سکتا ہے - حضرت نظم ونثر زبان عربی مین بہت ہین مگر چیند اشعار پر قناعت کرتا ہون

هذه ابيات في بيان معراج النبي عليه الصلوة والسلام

يا احمد المختار يا زين الورى	يا خاتم الرسل ما اعلاكا	يا كاشف الدزاء من يستنجد	يا منجي في الحشر من والاكا
هل كان غيرك في الانام من استوى	فوق البراق وجاوز الافلاكا	واستمك الروح الامين ركابه	في سيره واستخدم الاملاكا
عرضت لك الدنيا وداعو ملته	نسخت سعك طامعين رداكا	فردوتهم في خيبة عن قصدهم	الله صانك عنهم ووقاكا
واخترت من لبن وخمر فطرة	الاسلام بالهدى اليه هداكا	قعدت لك الرسل العظام ترحبا	فعلوت مغبوطا لهم مسراكا
وامتهم في القدس بعد تجاوز	منهم بامر الله اد دلاكا	وبكى الكليم لمارك علويته	ونها فسوك بحق فيهم ذاكا
وتزينت حور الجنان بشاشته	يك سيدي شوقا الى لقياكا	وبشعش العرش المعظم لاتما	حبيبك نال الفضل اذ اداكا
خلفت روح القدس عند السدرة	القصوى تجاف من الجلال ملاكا	اذ ماك بك في منازل قربه	جلي لك لاكوان ثم حياكا
واتم نعمه عليك فلم تسل	ان تو ثر الانفاق في الاماكا	القى اليك كنوز اسرار سمت	عن حيطة الافهام اذ ناجاكا
وسالت فينا العفو منه شفاعة	فاجاب بك قد وهبت مناكا	حتى اذا تم الدنو تسترت	منك الهوية في سنا مولاكا
فراته جهر العيني لوزه	ماكان الا الله في مجلاكا	فكساك نورا من اشعة ذاته	افناك عنك اذا به ابقاكا
فلك المناصب وا السيادة للورى	وخلافة الرحمن يا بشراكا	جعلت لك الاقدار والانوار	الجنات والنيران في مراكا
اعطاك تخفيفا وتيرا الى	دين قويم محكم لقراكا	وسواه من نعم جام مالها	عد وحد ينتهي اولاكا
فرجعت مسرورا بها في الجنة	وجميع خلق الله قد هناكا	اجريت دين الله بعد نضوبه	ومحوت راس الجهل والاشراكا
فلقد اتيتك سيدي مستجديا	من سيبك المدرار حسن ولاكا	بالسيف قد فرت منك بنظرة	في بدر وجه نورا الاملاكا

جناب مولوی مخصوص اللہ سلمہم اللہ تعالے

عالم باعمل مبرا از حرص و امل زبدۂ فقہاے زمان اسوۂ صلحاے جہان معارف دستگاہ مولوی مخصوص اللہ فرزند رشید مولانا رفیع الدین مرحوم مغفور ہین جنکا ذکر سابق ہوچکا ہے - علم و فضل مین گوے سبقت اقران و امثال سے لیگئے ہین ایک مدت دراز تک تدریس و تعلیم طالبان کمال مین مصروف تھے اور علوم دینی اور فنون یقینی کے مشاغل مین شب و روز اوقات گرامی کو خرچ کرتے چونکہ بیس پچیس برس تک مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز کی خدمت مین روز وعظ قرات کلام الٰہی و حدیث رسالت پناہی کی کرتے تھے اور تقاریر سراسر افادت مولانا ے موصوف کو ذخیرہ گوش ہوش فرماتے تھے - حدیث و تفسیر مین ایسا پایہ کمال بہم پہونچایا کہ اس دونون فن کے نکات جو ان حضرت کے سینہ بکینہ مین ہین اور کہین نہین لیکن ازبس طبیعت عبادت تر دوست اور مزاج زہادت پرست واقع ہوا ہے ایک عرصہ ہوا کہ سر رشتہ تدریس کو ہاتھ سے دیکر گوشہ نشین ہین اور اوقات آپکی ایسی مجموع ہے کہ شاید سلف مین اولیاے کرام کی اوقات ایسی ہی ہوگی ازبسکہ توجہ عبادت اور تقوی شعاری کی طرف مصروف ہے نظم عربی اور انشاے تازی کیطرف میل نہین اسواسطے کچھ کلام آپ کا اس کتاب مین مندرج نہین ہوا

جناب جنت مآب مولوی عبد القادر قدس سرہ

حضرت بابرکت کثیر الافادت جناب غفران مآب کامل و اصل زبدۂ علماے متالہین اسوۂ کملاے ربانیین محقق مسائل دین موسس معانی شرع مبین ہادی شریعت پیر طریقت مولانا شاہ عبد القادر صاحب غفر اللہ لہ ٭ آپ خلف الرشید ہین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے اور کہین برادر مولوی شاہ عبد العزیز اور مولوی شاہ رفیع الدین قدس سرہما کے آپکے علم و فضل کا بیان کرنا ایسا ہے کہ کوئی آفتاب کی تعریف فروغ اور فلک کی برج بلندی کے ساتھ کرے زبانکو کیا طاقت کہ ایک حرف حضرت کی صفات سے لکھ سکے اور قلم کی کیا مجال کہ آپ کی مدائح سے ایک ذرہ لکھ سکے کسب فیض باطن سواے والد ماجد کے اور بزرگون کی خدمت سے بھی اتفاق ہوا اب اس جزو زمان مین ایسا مکاشف صحیح کم کسی اہل کمال سے اتفاق ہوا ہے - بارہا ثقات کی زبان سے سنا گیا کہ جس امر مین کچھ فرمایا ویسا ہی حکم دکاسنت ظہور مین آیا باوجود اسکے کہ بسبب کثرت اخلاق کے کسی کے حق مین کچھ ارشاد نکرتے اور کسی کو نفرماتے کہ ادھر بیٹھ یا ادھر لیکن منجانب اللہ لوگون کے دل مین آپکا ایسا رعب چھایا ہوا تھا کہ روساے شہر جب آپکی خدمت مین حاضر ہوتے بسبب ادب کے دور دو خاموش بیٹھتے اور بدون آپکی تحریک کے مجال سخن نپاتے اور ایک دو بات کے سوا یارا نہ دیکھتے کہ کچھ اور کلام کرین - کرامات حضرت بحد تواتر پہونچ گئین ہین اگر انکا بیان کیا جاے تو کتاب مین گنجایش نہین

بیت مردان خدا خدا نباشند ٭ لیکن ز خدا جدا نباشند ٭ ازبسکہ ترک حضرت کے مزاج مین بہت تھا تمام عمر اکبرآبادی مسجد کے ایک حجرے مین بسر کی - آپ کا کچھ کلام نظم و نثر سے راقم کو دستیاب نہین ہوا غالب یہ ہے کہ جو آپ کی اوقات منزہ تھی اس سے کہ اپنی طبع اقدس کو ان امور کیطرف متوجہ فرماتے ادھر ملتفت نہین ہوے ہونگے تیس پینتیس برس سے زیادہ گذرتے ہین کہ حضرت نے جہان فانی سے رخت سفر عالم نورانی جاودانی کیطرف باندھکر جوار رحمت الٰہی مین آسایش کی

جناب مولانا عبد الحی غفر اللہ لہ

افضل الفضلا اکمل الکملا قامع بنیان بدع و اہوا بانی و مبانی زہد و تقوی فضائل دستگاہ فواضل پناہ جامع صفات جلال و جمال قامع اساس کفر و ضلال مولانا عبد الحی صاحب غفر اللہ لہ - مولانا عبد العزیز قدس سرہ کی خدمت مین نسبت دامادی اور شاگردی کی رکھتے تھے - ہر فن کے ساتھ نسبت خداداد تھی کہ جس فن مین جس نے آپ سے بحث و مناظرہ چاہا اُسی فن مین جانا کہ شاید دوسرا اُنکا نظیر نہین پیدا ہوا ایک مدت درس و تدریس علوم مین صرف ہمت کی اواخر مین زبدہ سادات کرام اسوۂ اولیاے عظام سید احمد مغفور مبرور کی خدمت مین جنکا ذکر اِس سے پہلے ذیل اولیا و صلحا مین ہوچکا ہے پہونچکر بیعت کی اور تادم زیست اُنکے سایۂ عاطفت سے کبھی علیحدہ نہوئے سفر و حضر مین مثل سایہ کے اُنکی تبعیت مین حاضر رہتے انھین کی خدمت مین سفر بیت اللہ کو اختیار فرماکر فرض حج ادا کیا اور وہان سے مراجعت فرماکر چندے بموجب ارشاد پیر طریقت کے وعظ گوئی مین اوقات شریف کو بسر کیا اور لوگونکو نہایت ہدایت حاصل ہوئی اور باتفاق مولوی محمد اسمعیل صاحب کے جنکا ذکر بعد اِسکے بتفصیل آتا ہے ترغیب جہاد فی سبیل اللہ مین سرگرم رہے جب سید صاحب مغفور اِس ارادے پر کوہستان کیطرف تشریف فرما ہوے اُنھی نواح مین چند سال تک رفیق رہے اور پھر مرض بواسیر کی شدت سے سفر ناگزیر اختیار کیا انا للہ و انا الیہ راجعون

محی السنۃ قامع البدعۃ مولانا مولوی اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ

علم برکش ای آفتاب بلند ببار ای ہوا قطرۂ ناب را	خرامان شو ای ابر مشکین پرند بگیر ای صدف در کن این آب را	بنال ای دل عدو چون کوس شاہ برآ ای در از قعر دریای خویش	بخند ای لب تو چون صبحگاہ بتاج سر شاہ کن جای خویش

یعنی شاہ کشور شریعت گستری ملک الملوک دیار دین پروری قامع بنیان شرک و طغیان حاوی موجبات علم و ایقان موسس اساس کمال مہذب اوضاع حال و قال سالک مسالک ہدایت و ارشاد مجلی آئنہ صافی اعتقاد مرکز دائرہ علوم منطقہ آسمان فہوم مرتقی مدارج درجات عالی پیشواے ادانی و اعالی مرجع مآب فضائل کامروای طبائع افاضل موز فہم

سرائر تفسیر قرآنی دقیقہ یاب معالم تقدیرات ربانی جامع کمالات صوری و معنوی نکتہ سنج کلام الٰہی و حدیث نبوی قدوہ
اہالی پیشگاہ قبول جلال غواص معقول و منقول بانی مبانی فضل و افضال ممہد قواعد تکمیل و اکمال جاہد حق و یقین مثبت
دلائل دین مولای مخدومی مخدوم الانامی مولوی محمد اسمعیل قدس سرہ آپکو حضرات ثلثہ یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی
اور مولانا شاہ رفیع الدین اور مولانا شاہ عبدالقادر غفر اللہ لہم کے ساتھ نسبت برادر زادگی کی تھی اور بسبب اِسکے کہ جناب
جنت مآب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے بعد انتقال والد ماجد اِنکے بجاے فرزندون کے پرورش کیا تھا اور
حضرت مبرور مغفور کی نواسی بھی اُنکو ساتھ منسوب تھین اُنکی تربیت اپنے ذمہ پر لیکر روز و شب حضرت کی تکمیل مین ساعی تھے
ازبسکہ جوہر قابل محتاج تربیت اور نیاز مند تعلیم نہین تھا آپکے آئینہ خاطر نے مصقلہ تائید الٰہی سے ایسی صفا اور جلا حاصل کی تھی
کہ اسرار ازل بیحجاب آپ پر منکشف تھے اسیواسطے اوائل حال مین مطالعہ کتب کیطرف چندان التفات نفرماتے تھے اور
حال یہ تھا کہ حضرت مبرور کی خدمت مین زانوے سبق خوانی تہ کر کر بیٹھتے ازبسکہ بسبب استغنا کے یہ محفوظ رہتا تھا کہ
سبق کس جاے سے شروع ہوگا کبھی اِسکے مابعد کی عبارت سے شروع کردیتے جب حضرت مغفور وہان سے امتناع
فرماتے تو آپ فرماتے کہ اِس مطلب کو آسان سمجھکر نہین پڑھا اور فی الواقع اگرچہ مطلب عقدہ مالاینحل ہوتا اسطرح اُسکی تقریر
کرتے کہ موجب حیرت اعالی اور ادانی ہوتا اور کبھی اُسکے ماقبل سے آغاز کرتے جب حضرت اُس سے متنبہ فرماتے تو آپ اِسمین
کچھ شبہ کردیتے اور وہ شبہ ایسا ہوتا کہ حضرت استاد کو اُسکے دفع مین بہت متوجہ ہونے کی حاجت ہوتی اِس استعداد
خداداد کی اعانت سے پندرہ سولہ برس کی عمر مین تحصیل معقول و منقول سے فراغت حاصل ہوگئی جو کہ آپکی ذہانت
کی دھوم تمام شہر مین تھی اکثر فضلاے کمل کہ دعوی کتاب دانی و دقیقہ شناسی کا رکھتے تھے وہ مقامات باریک کہ جنکے
صاف کرنے مین روزگار دراز فکر کرنا چاہیے آپ سے سر راہ ملاقی ہوکر باعتبار ظاہر کے بطور مناظرہ کے اُسکا استفسار
کرتے اِس لحاظ سے کہ اگر اِنکے مکان پر جاوینگے تو شاید مطالعہ کتاب یا اعانت شروح اور حواشی سے اُسکو بیان
کرین اور آپ بے تامل اُسکو اسطرح سے تقریر فرماتے کہ اُنکو اِس جرأت سے کمال خجالت حاصل ہوتی ذکر اِس زبدہ
ارباب کمال کا داعی ہجر کہ ہزار ہزار مجاہدہ پسندیدہ کو زبان پر لاکر اندکے آتش شوق کو تسکین دے بلیت
گہر نثار کند بر سر زبان چشمم * مرا چو نام شریف تو بر زبان آید * لیکن کیا کرے کہ نہ زبان کو طاقت تقریر ہے اور نہ قلم
کو یاراے تحریر معقولات مین آپکا نتیجہ وہم مثل یقینیات اور منقولات مین آپ کی تنہا نقل مانند متواترات فقہ کا
یہ حال تھا کہ ہر مسئلہ کو آیات وحدیث کے ساتھ مستند فرماتے تھے بیشتر کتب علم معقول پر حواشی تحریر کیے اور ازبسکہ
طبیعت وفاوحدت و تار کی طرف مائل تھی ایک رسالہ منطق مین لکھا اور اِسمین شکل اول کے بعد طبائع اور شکل مابع کی

ابدہ البدیہات ہونیکا دعوی کیا اور اُسکے دلائل اِس قوت و استحکام کے ساتھ مذکور فرمائے کہ اگر معلم اول موجود ہوتا اپنی براہین کو تار عنکبوت سے سست تر سمجھتا اور ایک رسالہ اثبات رفع یدین مین مسمیٰ بقرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین تالیف کیا اور حدیثین شہرا ور نہایت قوی سے اُسکا استدلال کیا ہے اور دلائل فقہاے سابق جو اُسکے مقابل مین ہین اپنے سوالات سے اسطرح پر اُٹھایا ہے کہ منصف غیر متعصب کو سوا تسلیم کے اور چارہ نظر نہین آتا - اور رسائل کثیرہ فنون شتی مین آپسے یادگار ہین - جی چاہتا ہے کہ آپ کے حال ہدایت اشتمال مین سے قدرے ہدیۂ ارباب کمال کیا جاوے تاکہ خلق ہونا ایسے فرد کامل کا نمونہ قدرت رب ذوالجلال سمجھا جاوے - اوائل حال مین از بسکہ کسب فیض باطن کا بہت خیال تھا جناب غفران مآب زبدۂ اولاد حضرت خیر الانام سمی جد امجد علیہ السلام میر احمد قدس سرہ العزیز کی خدمت مین اعتقاد بہم پہونچایا اور اُنسے فیض باطن کو کسب کیا اور پیر کی رفاقت مین سفر حجاز اختیار کر کر مناسک حج کو ادا کیا اور وہانسے ہندوستانکو مراجعت کر کر حضرت کی خدمت مین اطراف و جوانب مین بسر کی اور ہدایت و ارشاد سے عباد اللہ کو راہ راست دکھائی - اِس اثنا کے احوال تو اسقدر ہین کہ زبان قلم اُسکے تصور سے شق ہوتی ہے مگر اواخر مین بارشاد سید الطائفہ پیر طریقت کے احوال مردم شاہجہان آباد کیطرف ملتفت ہوکر راہ رشد و ہدایت کو وا کیا اور وعظ و نصائح سے اہل غفلت کے کان کھول دیے جو جو مسائل کہ اُنپر مواظبت کرنی ضروریات دین سے تھی اور بسبب سستی اور کاہلی کوئی علماے وقت کے عوام روزگار کیا اہل خواص کے گوش وہم تک بھی نہ پہونچے تھے آپکی سعی و جہد سے سب پر کھل گئے اور آوازہ اعلام سنت اور ہدم بنیان شرک و بدعت کا وضیع و شریف کے کان تک پہونچ گیا باوجودیکہ ارباب مشیخت اور صاحبان تشخیص کہ سلسلۂ اعتقاد و سررشتۂ ارادت خاص و عام کا اُنکے ساتھ مستحکم تھا اور کسی کو اُنکی ندامت کا گمان نہ ہوتا تھا اِس گمان سے کہ اگر مسائل حقہ گوش مردم روزگار تک پہونچا تو ہمارے حق مین موجب ضعف اعتقاد کا ہوجائیگا علم منازعت اور لواے مخالفت بلند کر کے درپے اذیت و اہانت ہوے لیکن چونکہ موید بتائید اللہ تھے اُس ہدایت و ارشاد سے باز نہ آئے اور خلق کو یہانتک توفیق اختیار سنت نبوی اور ترک بدعات و احداثہ کے ہوے کہ ایک اور ہی طرح کا نور ہر ایک کی پیشانی احوال سے چمکنے لگا اور اُن مفسدان مضل کا بازار کاسد ہوگیا اور لوگون نے جان لیا کہ یہ بزرگ بطمع اخذ و جر کے امور حق کو آجتک چھپاتے رہے اور بچشم خود دیکھا گیا کہ وضیع و شریف کو توفیق نماز کی ایسی ہوئی کہ مسجد جامع مین نماز جمعہ کے واسطے ایسی کثرت ہونے لگی جیسے عیدگاہ مین نماز عیدین کے واسطے ہوا کرتی ہے اور بتائید الٰہی اور اُنکی صدق نیت اور خلوص طویت کی برکت سے الی الآن وہ ہی حال چلا جاتا ہے اور یہ ثواب انھین حضرت کے جریدۂ اعمال مین لکھا گیا اور آجتک اِسکا اجر اُنکی روح پر فتوح پر

ہو گنجا جاتا ہے الحمد للہ علی ذلک فالحمد للہ علی ذلک آپکی عادت یون تھی کہ روز جمعہ اور روز سہ شنبہ کو مسجد جامع
مین مجلس وعظ کو مرتب فرماتے تھے طرفہ تر یہ ہے کہ سامعین کو کہ ہزار ہا سے متجاوز ہوتے تھے اِس چار روز کے عرصہ
مین بسبب اغواے مغویان ضلالت نہاد کے یا بسبب انحراف نفس امارہ کے اگر شبہہ پیدا ہوتے اور ارادہ کرتے
کہ اپنے وعظ مین آپ کی حسن تقریر سے اُسکو دفع کرینگے جب درس کی مجلس مین آنکر حاضر ہوتے تو حضرت ابتداء
وعظ مین کلمات چند بطریق تمہید کے ارشاد کرتے اور اُنکی تقریر کی جامعیت سے وہ چیزین مذکور ہوتین کہ ہر شخص
اپنے شبہہ کا جواب پا لیتا اور کچھ خدشہ باقی نہ رہتا یہانتک کہ بعد اختتام درس کے کسی کو یہ خلجان نہ رہتا کہ اِن
شبہات کو پھر اپنی زبان سے بیان کر کر دلیل طلب کرے اور عمدہ مقاصد تردید شرک و بدعت اور احیاے
سنت تھا آپ کی حسن تقریر سے وہ مسائل غامضہ کہ طالب علم کو بعد رد و قدح کے ذہن نشین ہو جہلاے عامی کو
بمجرد استماع کے سمجھ مین آجاتے تھے اور اِسطرح منقوش خاطر ہوتے تھے کہ مخالفین سے بعضے اہل علم چاہتے کہ
کچھ دلائل علمی سے اُسکو رد کر کر اُسکے ذہن سے نکالین ممکن نہ ہوتا جب یہ مطالب خوب چھنگئے بموجب ارشاد سید
اصفیا یعنی پیر طریق ہدا کے اِسطرح سے تقریر وعظ کی بنا ڈالی کہ مسائل جہاد فی سبیل اللہ بشیر بیان ہوتے اور یہانتک
آپ کے صیقل تقریر سے مسلمانون کا آئینہ باطن مصفا اور مجلا ہو گیا اور اِسطرح سے راہ حق مین سرگرم ہوے کہ بے اختیار
چاہنے لگے کہ سر اُنکا راہ خدا مین فدا ہو اور جان اِنکی اعلاے لواے دین محمدی مین صرف ہو بعد مدت کے
پیر دستگیر نے طلب کیا اور آپ معتقدین کو تشنہ چھوڑ کر اُنکی خدمت مین راہی ہوے اور بالاتفاق حضرت ممدوح نے
جہاد پر کمر باندھی اور کوہستان مین تشریف لیجاکر اطراف ہندوستان مین خطوط طلب بھیجے اِس نواح سے جوق جوق
روانہ ہوے اور حضرت کی خدمت مین سواے مردم کوہستان ہندوستانیون مین سے لاکھ آدمی سے زیادہ مجتمع ہوگئے
اور کارہاے نمایان راہ خدا مین ظہور مین آئے تائید الٰہی سے آنحضرت کا رعب کفار کے دلمین ایسا متمکن ہوا کہ
جس جگہ گروہ قلیل غزات مسلمین سے متوجہ ہوتا اور اُسکا سرگروہ یہ حضرت ہوتے لشکر کفار اگرچہ مور و ملخ سے زیادہ
ہوتا بے سر و پا فراری ہوتا اور وہان کے معاملات کی تفصیل حضرت با برکت زبدۂ اولاد سید المرسلین کے احوال
کے ضمن مین ہو چکی ہے چونکہ مشیت الٰہی مین سلسلہ اِس کام کا یہین تک تھا اتفاق تقدیر سے لشکر کفار کو غلبہ
ہوا اور یہ حضرت قلعہ بالاکوٹ کی نواح مین ہمراہ پیر طریقت اور اکثر مسلمین غزاۃ کے جنت اعلیٰ کی طرف راہی ہوے
انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اِس واقعہ کو چودہ پندرہ برس گذرتے ہین اور چونکہ یہ طریقہ آخر الزمان مین بنیاد
ڈالا ہوا اِن حضرات کا ہے اب تک اُس سنت کی پیروی عباد اللہ نے ہاتھ سے نہین دی اور ہر سال

مجاہدین اوطان مختلفہ سے بہ نیت جہاد اُسی نواح کی طرف راہی ہوا کرتے ہین اور اِس امر نیک کا ثواب آپکی روح مطہر پر ہمیشہ پہونچتا رہتا ہے بہرکیف اگرچہ نظم و نثر عربی بھی آپ سے یادگار ہوگا لیکن راقم کو دستیاب نہین ہوا اسواسطے یہ کتاب اس زیور سے خلیع العذار رہی

زبدة المحدثین جناب مولانا محمد اسحاق غفر اللہ لہ

مخدومی مخدوم الانامی افضل الکرام اشرف العظام ملک سیرت فرشتہ صورت جامع رموز حقیقت و طریقت مواظب اوامر شریعت فخر علماے دین سند المحدثین یگانۂ آفاق مولانا و بالفضل اولانا مولوی محمد اسحاق آپ نواسہ ہین مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم قدس سرہ کے علم حدیث کو شاہ صاحب ابرد مغفور کی خدمت مین حاصل کیا اور بیس برس کامل تک یہ فن شریف اور علم منیف اُنکے حضور مین بیٹھکر طلبہ جدید الفکر کو پڑھایا امتناع سنت سے کوئی کام آپ سے سرزد نہوتا تھا کہ وہ فعل رسول مختار نہوتا چونکہ حق جل و علا نے صورت اور سیرت دونون عطا کی تھین آپ کی صورت سے آثار صحابت ظاہر ہوتے تھے اور تعین ہوتا تھا کہ حضرت سید الثقلین صلواة اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صحبت کا فیض جنھون نے پایا ہوگا انکی یہی صورت و سیرت ہوگی ع زہی امت خاتم المرسلین ؛ بعد وفات شاہ صاحب موصوف کے اِنکا فرق مبارک دستار خلافت سے قرین اور تمام معتقدین صافی اعتقاد کی رجوع آپکی طرف ہوئی ناز اور فخر کرنا چاہیے ایسی خداجوئی پر کہ سب کچھ چھوڑکر سفر حجاز اختیار کیا اور وہان مع قبائل و عشائر پہونچکر فرض حج ادا کیا اور پھر تشریف لاکر مواعظ و نصائح سے خلق کو راہ ہدایت دکھاتے رہے ۔ بعد ایک مدت کے ازبسکہ شعائر اسلام مین ضعف اور رسوم کفر و بدعات مین قوت آتی جاتی تھی نیت ہجرت کو مصمم کرکر تمام قبائل کو ہمراہ لیکر راہی مکہ معظمہ ہوے اور باوصفیکہ تمام سکناے شہر اور سلطان وقت بسماجت تمام مانع آئے چونکہ شوق ما ہو الحق غالب تھا آپ ممتنع نہوئے اور مکہ معظمہ مین جاکر توطن اختیار کیا اور بہ سبب کثرت کرم کے آپکا کیسہ ہمیشہ خالی رہتا تھا خصوصاً اُن لوگونکی مراعات کے سبب جو ہندوستان سے اداے حج کو وارد مکہ شریفہ ہوتے تھے وہان کے لوگون نے حضرت کے وجود مطہر کو از جملہ مغتنمات سمجھا اور اُنکا وہان ہونا موجب برکت جانا شاہجہان آباد سے جدا ہوکر اُس دیار مین چھ برس کامل تشریف رکھی اب ایک برس کا عرصہ ہوتا ہے کہ اُسی دیار مین جہان فانی کو وداع کیا اور عالم باقی کیطرف راہی ہوے چونکہ حضرت بابرکت کو حدیث نبوی کی خدمت سے ایک لمحہ فرصت نہ تھی نظم و نثر کیطرف ہرگز التفات نکرتے تھے اسواسطے آپسے اِس قسم کا کلام کچھ یادگار نہین

جناب مولانا مولوی محمد یعقوب سلمہ اللہ تعالے

صاحب خلق محمدی تابع شریعت احمدی جامع محامد صفات حاوی حمائد اوقات خالق کے محب اور خلائق کے

مجبوب مولوی محمد یعقوب کہین برادر حقیقی مولوی محمد اسحاق مرحوم کے ہین ۔ علم وفضل مین اقران روزگار سے پایہ کم نہین رکھتے الاخلق جمیل اور صفات جزیل ور قناعت اور استغنا مین اپنا نظیر نہین رکھتے اکثر دیکھا گیا کہ جب کوئی بطریق پیشکش وہدیہ کے کچھ لایا کبھی قبول نہ کیا جو سرمایہ اپنے پاس رکھتے ہین اسمین اوقات بسر کرتے ہین خواہ بہ تنگی اور خواہ بوسعت اور حسب استعداد اپنے مال کے زکوۃ نکالتے رہتے ہین اس کم استعدادی مین توفیق ایسے امور خیر کی ایسے ہی مردان خدا کا کام ہے آپ نے بھی ہمراہ اپنے برادر مرحوم کے ہندوستان سے ہجرت کی اور مکہ معظمہ مین توطن اختیار کیا ۔ جبتک شاہجہان آباد مین رہے گوشۂ عزلت مین پا بدامن رہتے تھے اور ابناے روزگار کیطرف کبھی رجوع نہ رکھتے تھے اور یہی حال ہے اُس بلاد مین بھی کہ کچھ وجہ قلیل مین جو کسی کسب حلال سے بہم پہونچتا ہے اپنی اوقات گذاری کرتے ہین اور اوقات شبانہ روزی کو عبادت خالق زمین وآسمان مین بسر کرتے ہین حق جل وعلا ایسے زبدۂ اہالی روزگار کو تا دیر سلامت رکھے کہ اپنے خاندان عالیشان کے یادگار ہین آمین رب العالمین

جناب مولانا نواب قطب الدین خان سلمہ اللہ تعالے

تحصیل علم وفضل خصوصاً فقہ وحدیث خدمت بابرکت مولانا اسحاق صاحب مرحوم مغفور ہمبر ورسے کی ۔ اتباع شریعت مین سب پیشرو ان مسلک دین سے آپکا قدم آگے بڑھا ہوا ہے وضع ولباس مین اپنے اوستاد عالی نہاد سے ایسے مشابہ ہین کہ جسنے اُنکو نہ دیکھا ہو اُنکو دیکھے اخلاق وحلم علاوہ فضل وکمال علمی کے ایسا آپکی ذات مین جمع ہے کہ اس دوران مین بہت کم پایا گیا اِن فنون مین توغل تکمیل بہم پہونچا یا تقوی اور ورع کا تو حساب نہین آپکے اجداد والا تبار عالی خاندان و والا دودمان تھے ہمیشہ پیشگاہ سلطنت سے مناصب جلیلہ رکھتے تھے اب اس جزوزمان مین بھی آپکو تقرب حضرت سلطانی سے وہ عزت وجاہ حاصل ہے جو چاہیے ۔ جو تھے دن اپنے اوستاد کی پیروی اور خلق کی رہنمائی کے لیے مجلس وعظ منعقد فرماتے ہین اکثر رسائل زبان ریختہ مین واسطے فوائد عوام کے تحریر کیے اور اُسمین مسائل ضروریہ ہر طرح کے مندرج فرمائے اور حق یہ ہے کہ اُن رسالون سے خلق کو بہت فائدہ ہوا کہ ضروریات دین سے ہر شخص مطلع اور آگاہ ہوگیا کتب حدیث سے مشکوۃ کا ترجمہ زبان اردو مین بہت صاف وشستہ وفائدہ مند کیا ہے اور اکثر فوائد کتب متداولہ وغیر متداولہ سے اُسپر بڑھایا ۔ جب اُس کتاب کا چھاپہ ہوا باوجود مبسوط ہونے کے خلق نے ہاتھون ہاتھ خرید لیا اور ہر روز رواج دین اور تقویت شرع مبین مین معروف رہتے ہین اللھم زد فزد اب جو شخص راہ ہدایت پر چلے گا ثواب اُسکا اُنھین کے جریدۂ اعمال مین مرقوم ہوگا ان اللہ لایضیع اجر المحسنین

جناب مولوی عبد الخالق سلمہ اللہ تعالی

آپکا شہرہ علم وفضل کا اوائل حال سے آجتک شہر شاہجہان آباد مین ایسا بلند ہے کہ اس سے گوش فلک کو ہے دین دار اور تقوی شعار ترویج ملت مین ساعی ہین اور اعلاے دین پر داعی اور بہت لوگ انکے ارشاد و ہدایت سے راہ راست پر آئے اور بہت شائقان تحصیل کمال کو انکی خدمت مین فواعد علمی سے بہرہ حاصل ہوا وضع بہت متین اور کلام بہت زرین اخلاق ویسا ہی امانت و دیانت ویسی ہی اس جامعیت کے ساتھ کوئی کم نظر سے گذرا ہے

جناب مولوی نذیر حسین سلمہ اللہ تعالے

زبدہ اہل کمال اسوۂ ارباب فضل و افضال مولوی نذیر حسین صاحب بہت استعداد مین خصوصاً فقہ مین ایسی استعداد کامل بہم پہونچائی ہے کہ اپنے نظائر و اقران سے گوے سبقت لیگئے ہین روایت کشی مین آج بے نظیر ہین باوجود اس کمال اور اس استعداد کے مزاج مین خاکساری اور حلم گویا کوٹ کوٹ کر بھرا ہے باعتبار سن کے جوان اور باعتبار طبیعت حلیم اور وضع متین کے پیر

جناب مولوی محبوب علی سلمہ اللہ تعالے

اجلہ سادات کبار سے ہین علم حدیث و فقہ مین اقران و امثال سے بیش جہاندیدہ و سفر کردہ تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ کی جناب مولوی شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ العزیز کے خاندان رفیع الارکان سے کی ان فنون مین ایسی مہارت رکھتے ہین کہ مسائل جزئیہ مثل لوح محفوظ کے انکے تختۂ حافظہ پر منقوش ہین جو کہ راقم کے والد ماجد مرحوم کے ساتھ اتحاد قدیم تھا اسی نظر سے اس احقر کو بھی نظر الطاف سے منظور فرما کر بزرگانہ عنایت کرتے ہین

جناب مولوی نصیر الدین شافعی مذہب سلمہ اللہ تعالے

شاگردان جناب مولانا محمد اسحاق مغفور مرحوم سے ہین کتب درسیہ خصوصاً دینیات مین بہت اچھی مہارت رکھتے ہین باوصفیکہ بسبب علوم دینی مرجع عوام و خواص ہین خصوصاً تقریب بادشاہی سے سرفراز ہین لیکن امر حق کے اظہار مین کچھ پاس و لحاظ مطلقاً نہین رکھتے بالفرض اگر اسکے اظہار مین اپنا ہی نقصان ہو پر دانگر کر امر واجبی کو کبھی نہین چھپاتے اس امر مین گویا شمشیر برہنہ کا حکم رکھتے ہین ایسے زمانہ نا پرسان مین ایسا حق گو بس غنیمت ہے اور پھر قناعت اور استغنا اور متانت وضع اور سلامت روی ایسی ہی کچھ بیان مین نہین آسکتی

جناب مولوی کریم اللہ سلمہ اللہ تعالے

جامع فنون مین خصوصاً دینیات مین دستگاہ کامل ہے توکل و قناعت مین اپنا نظیر نہین رکھتے باوجود عیال داری اور

تاں کے اہل دنیا کیطرف کم رجوع کرتے ہین بیشتر اوقات گرامی کو تدریس طلبہ شائق مین مصروف اور عنان ہمت افادہ طالبین کی طرف معطوف رکھتے ہین

خیر محقق تحریر مدقق مولانا فضل امام طاب ثرا

اکمل افراد نوع انسے مہبط انوار فیوض قدسی سراب سرچشمہ عین الیقین موسس اساس ملت و دین ماحی آثار جہل ہادم بنائے اعتساف محی مراسم علم بانی مبانی انصاف قدوۂ علمائے فحول حاوی معقول و منقول ہند اکابر روزگار مرجع اعالی و ادانی بہر دیار ضراج دان تشخص کمال جامع صفات جلال و جمال مورد فیض ازل و ابد مطرح انظار سعادت سرمد مصداق مفہوم تمام اجزائے واسطۃ العقد سلسلہ حکمت اشراقی و مشاعی زبدۂ کرام اسوۂ عظام مقتدائے انام مولانا مخدومنا مولوی فضل امام ادخلہ اللہ المنعام فی الجنۃ النعیم بلطفہ العمیم ٭ مجال نہین کہ آپ کے اوصاف حمیدہ اور محامد پسندیدہ تقریر کر سکے اگر ہزار برس مشق سخن کرے اور اسی ذکر مین زبان سخن سنجی سے معاف نہ رکھے یقین ہے کہ ہزار سے ایک نہ ادا ہو سکے علوم عقلیہ اور فنون حکمیہ کو انکی طبع وقاد سے اعتبار تھا اور علوم ادبیہ کو انکی زبان دانی سے افتخار اگر انکا ذہن رسا دلائل قاطعہ بیان نہ کرتا فلسفہ کو معقول نہ کہتے اور اگر انکا فکر صائب براہین ساطعہ قائم نکرتا اشکال ہندسے تار عنکبوت سے سست تر نظر مین آتی اس نواح مین ترویج علم حکمت و معقول کی اسی خاندان سے ہوئی گویا اس دودہ والا تبار سے اسنے علم یکجہتی بہم پہونچائی ہے باوجود اس کمالات کے خلق اور حلم کا کچھ حساب نہ تھا ہمیشہ سرکار حکام وقت مین مناصب بلند سے سرافراز اور ابنائے عہد سے ممتاز رہے پایہ ہمت آپکا بلند تھا اور سلوک آپکا حق پسند بسبب کثرت ایثار کے تنگی دست خلائق دیکھ نہ سکتے تھے اور بہ سبب خلق وسیع کے ہر عاجز و زبون کو عرض و نیاز سے ممتنع نہ کرتے - اگرچہ وطن اصلی آپکا خیرآباد ہے لیکن چند در چند اسباب سے حضرت نے شاہجہان آباد مین اسطرح سے توطن اختیار کیا کہ گویا یہین کے روسا مین سے محسوب ہونے لگے - ایک مدت مدید ہوئی کہ ترک روزگار کر کر بذات خود وطن مالوف کیطرف تشریف لیگئے اگرچہ سب اہل و عیال کی یہان بدستور بود و باش رہی اور جب سے گئے پھر معاودت نفرمائی عرصہ انیس برس کا ہوتا ہے کہ عالم فانی سے ملک باقی کی طرف سفر ناگزیر اختیار کیا اور یہ واقعہ جانکاہ پانچوین ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ مین سانح ہوا اگرچہ نظم و نثر تازی و دری آپ کا بہت ہے لیکن ترتیب کتاب کے وقت راقم کے پاس موجود نہ تھا اس واسطے یہ نسخہ اس شرف سے مشرف ہوا

جناب مولانا مخدومنا مولوی فضل حق نور اللہ تعالے مرقدہ

مستجمع کمالات صوری و معنوی جامع فضائل ظاہری و باطنی بنای بنای فضل و افضال بہار آرائے چمنستان کمال

جنکی رای اصابت آرای مسند نشین دیوان افکار رسای صاحب خلق محمدی مورد سعادات ازلی وابدی حاکم محاکمہ مناظرات فرمان روای کشور محاکمات عکس آئینہ صافی ضمیری ثالث آئینین بدیعی وحریری المعی وقت ولوزعی اوان فرزدق عہد وبعید دوران مبطل باطل ومحق حق مولانا محمد فضل حق یہ حضرت خلف الرشید ہین جناب مستطاب مولانا فضل امام غفر اللہ لہ المنعام کے اور تحصیل علوم عقلیہ ونقلیہ کی اپنے والد ماجد کی خدمت بابرکت سے کی ہے زبان قلم نے انکے کمالات پر نظر کرکر فخر خاندان لکھا ہے اور فکر دقیق نے جب شمار کو دریافت کیا فخر جہان پایا جمیع علوم وفنون مین یکتاے روزگار ہین اور منطق وحکمت کی تو گویا انہین کے فکر عالی نے بنا ڈالی ہے علماے عصر بل فضلاے دہر کو کیا طاقت ہے کہ اس سرگروہ اہل کمال کے حضور مین بساط مناظرہ آراستہ کرسکین بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ آپکو یگانہ فن سمجھتے تھے جب انکی زبان سے ایک حرف سنا دعواے کمال کو فراموش کرکر نسبت شاگردی کو اپنا فخر سمجھے باانیہمہ کمالات علم ادب مین ایسا علم سرافرازی بلند کیا ہے کہ فصاحت کیواسطے انکی عبارت شستہ مخمر عروج معارج ہے اور بلاغت کیواسطے انکی طبع رسا دست آویز بلندی مدارج ہے سحبان کو انکی فصاحت سے سرمایۂ خوش بیانی اور امرء القیس کو انکے افکار بلند سے دستگاہ عروج معانی الفاظ پاکیزہ انکے رشک گوہر خوش آب ومعانی رنگین انکے غیرت لعل ناب سرو انکی سطور عبارت کے آگے پابگل اور گل انکی عبارت رنگین کے سامنے خجل نرگس اگر انکے سواد سے نگاہ کو جلا دیتی مصحف گل کے پڑھنے سے عاجز نہ رہتی اور سوسن اگر انکی عبارت فصیح سے زبان کو آشنا کرتی صفت گویائی سے عاری نہوتی دل متردد ہے کہ اگر ان اوصاف نامحصور کا شمار بھی ہو سکا تو ظرف تنگ سخن مین کیونکر گنجایش ہوگی اور بالفرض اگر حوصلہ سخن مین بھی سما یا قلم فرسودہ زبان آشنا طی لسان اور کاغذ بیچارہ اس قدر وسعت کہان سے لاوے اور علاوہ اسکے اندیشہ اپنی جان پر لرزان ہے کہ اس سرخیل سرکردگان روزگار کے اوصاف جمیلہ مین مثلاً بلندی شان کے مدح کے درپے ہو تو بالضرور تلاش معنی بلند مین منتہاے عالم بالا کی طرف صعود کرنا چاہیے اگر خدا نا خواستہ ایسے مقام سے پانو رپٹا تو گو کہ جس جگہ گریگا وہ بھی معنی بلند ہی ہوگا لیکن ازبسکہ اس سے اس تک ہزار سالہ راہ بالا ہے اس بیچارگی پانون سر کی خیریت کا ٹھکانا نہین لگتا ناگزیر عنان تفکر کو اس وادی بے منتہا سے پھیر کر کچھ حال سعادت اشتمال لکھتا ہون مولود میمنت آمود آپ کا سنہ ١٢١١ ہجری مین ہوا ہے سبحان اللہ وہ کیا زمانہ سعید اور وقت حمید تھا ایسے طالع پر عطارد کو غیرت ہے اور اسکی سعادت پر مشتری کو حسرت اب سن شریف آپ کا باون تک پہونچا گو پہونچے طبیعت کو ویسی ہی رسائی اور ذہن کو ویسی ترقی ہے اس ترقیات روز افزون کے ساتھ یہ آرزو ہے کہ ایسے صاحب کمال کے خزانۂ عمر مین بھی ترقی روز بہ عطا ہو آمین رب العالمین

اگرچہ آپکا کلام لطیف اور سخن پاکیزہ حد تحریر سے افزون ہے لیکن ناظرین کتاب کیواسطے قدرے اُسمین سے درج کتاب کرتا ہون

نثر عربی

امابعد فان الدنیا غرور ما لہا قرور بل قرورہا مرور وظلہا حرور لا یوازی ہموہما سرورہا ولا یوازن خیورہا شرورہا ولاتتکا فی معافاتہا وافاتہا ولا تتاوی افراحہا واتراحہا ولامحنہا وراحہا ولا تیلافی سموہا نغیمہا ولاسموہما نسیمہا و لاضیقہا رخاؤہا ولاغزعہار رخاؤہا تریاقہا ثمابہا ونقصانہا کمال عاقبتہ عافیتہا اوصاب وحلوہا وسلوہا علاقم اوصاب اولہا جور وآخرہا تبور وصفایہا غبار وبقائہا عبور والموہا بور وقصور ہم قبور وکل من عمر فیہا جرموس وکل یا عمر منہا مطموس وکل من الدری وان ثری فان مصیرہ الی الثری مبادیہا امال ومنہا دعواتہا اجال ومنا یا فیہا من صفو عیش الا ویکدرہ نوازل الاحداث وما علیہا من ذی نفس ونفس الا ومیواہنا لا نزل الاحداث لا ان البقیا مستحیلہ فان الدنیا مستحیلہ لا یعنی عن حوالہا وتغیراحوالہا حیلہ قصبا وشباب وشیبہ وتباب و اتراف واتراب ولہو واترابہم وفقر واتراب ثم فقر وتراب یمسون ثم یمنون ویمنعون ما یتمنون فکل ما ینمون بہ النعم منون وکل ما یظنون نزیحتہ الیقین وریب المنون فانما للمنون ما یمنون وللخراب ما یبنون وللترک اموالہم والبنون لا یعنی فالبقا عند فواقہ بنفسہ فواق ولا یقیہ عن فراقہ ابناوانسہ والنشارجنسہ واق ولا یجدیہ عند بلوغ التراق وحضور القابض والراق ابس ولا راق لا یقید المرء عند صمامہ حمیم ولا یزید العمر عند ثمامہ تمیم والناسس لاجل الامل للاجل ناسون ویعلل یواسون حولا یرقون ادیا سون ثم عند الناسس ناسون ثم لا یقاسس تا یقاسون مایلون فنا لمون ولا یعلمون فسوف یعلمون اری الموت لقیام الکرام ویجض النخاجتہ بالاخترام فکم اغتال مثیلا وعد لا یعقب عدیلا وکرباہد لالم تخلف بدیلا سنتہ اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنتہ اللہ تبدیلا کلا بل السایمہ طامتہ عامتہ غامتہ والسامتہ بل لا تذرہا مہ دہامہ کل من علیہا فان فما لبنات من ثبات ولا لحیوان من دوام حیوان فلا تابید للا وابد لیست انجو الد نجو الدفما نشا ونا شیئی الاہوی وما النشاء بنار الا خوی وما ازہر نجم الاہوا وما نجم زہر الاذوی ولما لم تدم لبساء العناصر علی حال بل لا تزال یستحیل بعضہا بعضا کالنار ہواء او الہواء ماء او الماء ارضا فالمرکبات التی منہا تخلق بالبلی والمخلوقہ اخلق واسرعہا الی البواد ما اتفق اجتماعہ من ما اختلف من المواد واقربہ الی الفناء ما خص بالتولید والانماء والاغتذاء من الارض والحاء واسبقہ الی الرمس ما اعطی قوۃ اللمس واحصہ باخترام المنیتہ من خص بالنفس الدابیۃ المجردۃ السنیتہ والنبتیہ الواہیہ المطروۃ الذنیۃ فالنفس

متطلعة الى الانسلال والبنية متسرعة الى الانحلال فلا بد له من البدد والاضمحلال وماله بالاحتيال عن الاغتيال محيص ومحيد فلن يجد عنه ما يقيه ولن يقيه ما يتردى اذا تردى فاذا جاءه الردى لن يستطيع له ردا فانه قضاء حكم حتم لا يحول له حول وحرم فانما سمي الموت يقينا لانه حق جزم فليس امره مبشر مقدور وانما هو امر الله وكان امر الله قدرا مقدورا ابل ما من صفوا وتكديرا و قدرا و تقدير الا و هو تبقدير عزيز قدير لا تبديل لتقديره واذا القضاء لا يرد فالرضاء به اردؤ الانسان كما قال عز من قائل خلق هلوعا اذا مسه الشر جزوعا واذا مسه الخير منوعا لكنه سبحانه خص خواص عباده بالاستثناء وكرمهم بذكرهم في اثناء آيات كلاسه بالاثناء واعد حسن الجزاء بازاء حسن العزاء ووعد الاجر الجزيل من اضاء الصبر الجميل واصاب من اناب اليه وتاب عند حطب ناب فما اصاب من جزع بما اصاب فمن تجب بخبا لن يقضي بخبا ولن يدفع بخبا ومن تحمل بالاصطبار وتجمل عند الاختيار وتاسي بالاعتبار فقد تاسي بكبار الاخيار في حسن الاختيار والجزع ينقلب عجزا او زعماد الصبر يستوجب فرجا ويعلي درجا ومن تابى دبالا وبيلا لم يجد سوى التحلة سبيلا ومن لم يستطع جلدا عند ما كابد كبده الم يفلح ابدا فاصبر صبرا جميلا وانكان رزي اصابك جليلا فان الوالد اذا ترك مولوده لا يترك له مجلودة واذا ما لم ازل نداءيت بنعاته الهف على مستعات ونديي خبر وفاته الى ان اندبه بصفاته فيا لله اي خير ذهب به الوفاة واي خير ذهب وفات واسے مار بار دا سار بسار واسے صار صار فقد كان من الثقات الاثبات والدهاة الهداة يعامل بالمصافات ويجامل بالمواساة ويتجدي عن التعدي والمعادات متعوذا باحسن العادات مترددا بالالتفات والسواددات مواظبا على العبادات والباقيات الصالحات فلو اباح الشارع التوجع والتفجع لكرونا كان الندب الى ندب مثل ذلك لندب المندب مندوبا لكن الحمد لله على انه خلف خلفا اعلى منه زلفا واسنى منه شرفا والا لتجمع الناس نفسهم عليه اسفا فكيف يكون حال المولى الداهية فما اصابه من الداهية فالبشر على الملع مفطور ولو انه زين لكن الحيوة الدنيا عند اهل الزور والزور زور وزور وانت تعلم يا مولاے ان الصابر ماجور وان الجازع مازور فسلم الامر القادر المقدور واصبر علے ما اصابك ان ذلك لمن عزم الامور خلف الله عليك وخلف عليك بخير وابقاك

ووقاك كل ضرر ضير والسلام

قصیده

لا تصبغ بهوى ابيض اماليد
قد خاب من غازل الغزلان يا مليها

أفاخر المنوت في اجفانها اسود
وباد من رام انس الريم سنے لبيد

في غمز الحاظها فتك لا سود ان
دع المراشفت واستعد بمن تفني

حاكين نرهم انفلابا للطرف وبحيد
تلك العذاب عذاب غير مردود

لا تنتظر نظرة من حور ربح
فلا يرو فتنك يلين في معاطفها
بشر المبشر نذير بالعذاب فلا
ان العقائل يعقلن العقول ولا
فيهن قيل التصابي ذل مبتهل
قد صاد في تايل يرى بلا خطأ
اللحظ في الحقن مضار الطيبات ولا
حسناء ضمت شتات الحسن اجمعه
اذا تجلت نحر المحلى صعقا
هندية هندتني ثم هندت الا
لم انسها اذ المت بي بحيح دجى
عادت فلي ثم عادت وعايده
شفت سقامي من حر الشفاه ومن
ثم انيتشفيا فلا ندري اذ لك من
ثلثة هي طيب العيش ما جمعت
ما اليب العيش لولا ان مرجعه
فلا ملاذ سوى خير الورى جمعا
جداه تقدمن باتيه معتضيا
احمي الصناديد اوى الناس بفر عنهم
ان نزاد آدم قدراً عند مولده
لاقته قد تمنى الرسل لو حسبوا
فلا يدانيه سوى في العروج ولا
بر المحاسن بل بحر دعترته

ولا ترج سوى انجل من الجود
ان القلوب لمن اقسى الجلاميد
تغرك غرة عزمن مها غيد
يعقلن مقتولهن المهلك المودي
وبعد صيد المعنى غرة الصيد
[عاشق زار]
ويلاه من عاند في قتل معمود
تمضي اتقوا ضنب الا عند تجريد
فبدوت شمل عقلي اي تبديد
خرور موسى يق الطور از نود
سواد ظلما القتلى اي تهنيد
كانها يد رتم فوق الموود
تعاد عيد سقامي موسم العيد
عذب الرضاب بعناب وقنديد
خمر المراشف ام من خمر ارا فود
الا المراسعيد الجد محسود
عما قريب اسے قبسر وملحود
في الخلق والخلق والاسان الجود
فكم هنالك من فوز لمنقود
اذ يصرعون لاهوال الصناديد
فكم اب نعيلي قدر المولود
منها علي ما روي اهل المانيد
في اليمن عيسى وفي الملك بن داود
سفينة مستواها الجود لا الجودي

كم في جوى الحور من حور وكم هوى
يبكي المشوق بعبرات موردة
انظلم ظلم كما عدل القوام فكم
استفار من شفار بل احد ظبا
لا ضحو قط لمفتون يصدعه
موفقموه وبعموه به متقضب
لا تقضب السيف الا اذا ليس سوا
قسية القلب والاعطاف لسمر
سبت فوادي لفودها فليس لي
مالت علي بقد عادل وجفت
عنت لعنت فوادي وخيفت وشفت
ماست تجرر نشوى اذ لها مرحا
رشفت وارتشفت خمر الرضاب كما
وطبت روحا برياها ونا ظرة
وصل الغواني وكاس البابلي
صرفت ريعان عمري في هوى ودودي
لذيا بخيد بمغناه الرحيب تفر
ماضي الجد ومراعيها يجود على
هو الشهيد عليهم والشفيع لهم
اختاره الله محبوبا وارسله
فاق النبيين طرا في الكمال وفي
ولا ابن يعقوب حسنا والخليل قرى
اصحابه بذلوا في نصرلته

نواعس الطرف من هم وتسهيد
ما في مياسمها من حسن توريد
لبيب بجفوة عدل القد مقدود
وفرسل الصدغ اجول التقييد
ما في عيون الشادي من غواية
من صارم اللحظ من من وتجديد
تفاضب اللحظ من من وتجديد
جسم كمار له قلب كجلمود
فاده وان كان يفني كل معقود
وفترت بفتور الطرف مجلودي
منت نعمت بانجاز المواعيد
مقدوت حبيب حمرا اي تقديد
سقيتها وسقتني مار عنقود
بحسنها وسماعا بالاناشيد
ورنات الاغاني بضرب الموتر والعود
والذلك من عذر وتمهيد
فلم بمغناه من جود لمستجود
المحمود عفوا بعفو غير محدود
[بالرسالة ۱۲ خيار الكمال ۱۲]
في يوم هول شديد انهم مشهود
لرحمة والارشاد وتشديد
الجمال مع العزم والاجمال والسود
ونوح غرقا لدى الفلح وتهديد
اذ جاهدوا في المغازي كل مجهود

فدیتک یا خیر موجود و مختبطا	قد طوقته المعاصی ای تطوید	جراو الشمس تدنو فی القیامة ان	تظله تحت ظل منک ممدود
وان نبوا و تحت اللواء غدا	یا ذا الوار بغر النصر معقود	انشدتک فاقبل مدحتی کرماً	حتی افوز بانشادی نیشودی
اهدی الیک مدیحاً کا رغدر	ذیل نوالک یا تقصید مقصود	لا شک انک غوث الخلق اجمعهم	ولا تبالی اباطیل المناکید
	علیک ازکی صلوٰة الله یا صمد حت	فی مورق لبان رقاً تعرید	

قصیده

فوادی هائم والدمع هامی	وسهدی دائم والجفن دامی	فقلبی خافقی بجوى ولوع	ولوعی فی اضطراب واضطرام
ودمعی بل دم صرف جری من	نیاطی ساجماً اے انسجام	وطرفی ارمدنو ذیه غمض	ولیل سرمد ساجی انظلام
طویل لا یقاس به زمان	فساعة کشهر بل کعام	کان کواکب الجوزا رسطت	باجفان ودوم بالدوام
حمامی حاضر والوجه باد	وجسم ذابل والشوق نامی	یرانی الحب حتی لن ترانی	فلولا انتی جهلوا امقامے
اذاب الشوق احشانی وادری	نطی فی اضلعی وبلا غطاے	ناتبغضنے هوی کشتم هضیم	ومال علی معدة القوام
سری فی العزام فصار عزنا	وذاک العزم من وهی العزام	مرای نظرة من ذات لحظ	مصیب لیس یخطی فی المرامی
کلمت بغضب لحظه ما برحی	ظباه من التحام والتیام	فهل سفیته مضاربه بستم	فلا یلتام ما لی من کلام
جروح السیف قد یلتام لکن	ظبا الالحاظ غیر ظبا الحام	فکم سیف له ثلم ونبو	وما شبا اللحاظ من انثلام
جراحات الجوارح غیر جرح	یخدبه قلوب قبل بام	مرضت لاص الحاظ راض	ولکن الشفا وشفت سقامی
فلمحه ناظر اثمل تمایل	وخمر الریق تریاق السمام	شفانی حین هم الهم جسمی	بلی نعمه عن برد همام
تحامانی لحالاتے حماتے	کما ندم الندام علی ندامی	وصدعنی الطبیب وصد عنی	جمیعے وانبعی صنیحے حمامي (گداخته ۱۲)
لیشفعنی العداة ونیر درنیے	ادواعی وشمت بی حصامی	فمن نزار یری انی خلیع	ومن لاح رمانی باتهام
وما یسند هم ایاے الا	عماءاً اوعمے اوللتعامے	الا من نجبه عنی عدولے	بان ملامه یرجے سامے
وان جوی الهوی فی القلب نار	وقد حک فیه نفح فی انصرام	وانی قد اخذت العشق دیناً	وملکت المحبة من زمامے
وانی لست اعرف من دبیر	قبیلاً او وراء عن امام	وانک لست اول من ملاخی	وانی لست اول مستهام
فکم جاف کمثلک ظن جد	الهوی هزلا مجدا فی ملامی	فضاغوا الی مواعظ نفقوها	تبیین الحلال عن الحرام
ولو عدلوا لما فندلو وا عنفوا	وما عنفوا ببغضے مستضام	ولو عنت لهم عذرا ء عنت	موادی من مغادیرا کهتام
لکشف فی الهوی العذری عذری	لهم کشف البراقع واللثام	ولو طلعت من الاخدار یسلا	طلوع الشمس من تحت الغمام

نا ازتابوا وتابوا عن تقاہم
ہوا
بغی الباغون صحوی عن ہواہا
رفیق عاتق عذب ہنے
جمال زاہر کا لروض عض
تضمن اصلبی وجعا فواسی
خراب ۱۲
وبات یدتلفنی بردا وبردا
وبات یدی لکشحیا وشاحا
فبتغا ثم صیلسنا ولذنا
للاذ الناس اذلاذوخلال
وموسی والمسیح ومن سواہم
ابوالناس اندہم مبینا
مشاع الفضل منقسم العطایا
محی وحمی اباطیلاً وحقاً
تقدم آدماً خلقاً وموسے
دواود اود وارثہ بملک
مجی الادیان طرا اذا تانا
دبحر لجہ الجیاش طام
بلوذ بہ العصاۃ غداً فتنجے
بشیر منذر نور بشیر
شواہد صدقہ حجج رداہا
رمی ابطال کفار غزاہم
بمولدہ دہی ایوان کسرے
بہ انور قیصر و در لبصرے

وخروا للسجود والسلام
ودل اصغی الی یوم اللیام
زکی النشر مسکی الختام
ینور بالاقاع لدی ابتسام
فعانی ماالضمن بالتنزام
شفی نوعی ویسرلی مناسے
وتبنا فی التزام واضطمام
بجاہ محمد خیر الانام
نفادبہم ولاجان وحام
اذا زنا عوا باہوال عظام
واوفاہم جمیعا بالذمام
وماللفضل فیہ من انقام
فما اعلاہ من لاح وجام
بمعراج ونوح باعتزام
وتحکم بین ارباب الخصام
بدین کامل قیسم بدام
قطم علی الکواکب بانتظام
شفاعتہ الاثیم عن الآثام
جباہ آلہہ اسمی الاسامی
سلسلۃ امام عن امام
بحصبا فوتوا بانہزام
واشرف سابناہ علی نہدام
لاعین قاطنی البلد الحرام

واضمتہم تقوسی حاجبیہا
فلیفت الصحو عن نمل سکور
یرینی عرعہا فوق المحیا
بنفسے من تلافی طول ہجری
شفی من کان قد اشفی النفرط
تجالمنی وقد علقت یداہا
بدنیا باعتناق واعتناق
شفیع الخلق احمد ہم جمیعا
وحسبہم ابوہم ثم نوح
فجاداالاندمن بہ فادے
ہما من فی السما والارض فخرا
فلیس لہ عدیل فی اعتدال
حمٰی وسما فما حام وسام
عیسے
وابراہیم اکرا ما و
واقدام علی الجلی وجیہ
کشمس اشرقت ضحواً فضل
ہمام یستغاث لکل ہمتم
الی نہدی صراطا مستقیما
رحیم رحمۃ برروف
کلام بہائم وحنین جدع
وافحم کل منطیق بذکر
نعادبصدعہ کسرے کسیرا
الا یاعاصمی من کل ہول

بازشاق بلارشق السہام
تیرنگریستن ۱۲
کان رضابہ صفو المدام
وجہی ییل علی بدرالتمام
فوافی باختیال واحتشام
جروح ۱۲
الاسی واسی کلامی بالکلام
اندوہ ۱۲　　وادی ۱۲
یدبمفلدی وید بجام
وکان صبوحنا ضراختتام
حمید الخلق محمود المقام
وابراہیم عن نیل المرام
وتجاہم من الداء العقام
فلیس لہ سمی اوماسے
وعدل اوقسم نے اقسام
یلیہ فی بنی حام وسام
یمینہ ویوسف بالوسام
وجبہ فی المغازی باقتحام
الکواکب فی الطماس والغمام
فیکشف کل ہم باہتمام
عمن عمود اجیاری فی سواسے
ہدی ہاد صفوح ذوانتقام
ونطق حصیٰ وتسبیح الطعام
حکیم لایعارض فی انتظام
والطق الف کسری بارخام
ویامن جبل رافتہ عصامی

تصرم جل عمري في الملاهي	وما لهواي بعد من انصرام	قد انفصمت عراي ورم عظمي	وما لعراي هواي من انفصام
فمالي غير لطفك من ملاذ	يكون له اعتضادي واعتصامي	فسل ربي ليوديني شهيدا	بطيبة عند غرتك الكرام
ديوزعني بحج واعتمار	فارغب في الحطيم عن الحطام	ويدخلني لزدرك في حياتي	فزارك مستكينا باستلام
وكن لي في ثري تبري انيسا	وكن لي شافعا يوم القيام	انا الصادي فنا ولني شرابا	طهورا سائغا يردي اوامي
الام احوم عطشانا هيوما	وبحر نداك عمر اللج طامي	عليك صلوٰة ربك ما تغنت	على ورق الغضا ورق الحمام

جناب مولانا مولوی محمد نور الحسن سلمہ اللہ تعالے

فضائل پناہ کمالات دستگاہ رنگ چہرۂ فضیلت آب روی شریعت دقایق آگاہ حقائق ومعارف پناہ خازن گنجینہ اسرار ازل جامع شرائف علم وعمل ارسطو فطرت فارابی فطنت بانی مبانی فضل وافضال موسس اساس تکمیل واکمال قطب سماے ہدایت وارشاد منطقہ فلک راستی وسداد عضادۂ اصطرلاب دانش وحکم بہ نکتہ سنجی ہامعروف وبدقیقہ فہمی علم موشگاف دقائق علم وفن مولوی محمد نور الحسن سلمہ اللہ تعالی۔ شاگرد رشید مولانا محمد فضل حق زادت فضیلتہ کمالات علم اور فضائل خلق وحلم مین یگانہ روزگار حدت ذہن اور رسائی فہم مین یکتاے قرون وادوار فاضل اجل سرگروہ فضلاے کمل خلق جبلی سے بہین فرد وافر امامت محمدی اور سعادات ذاتی سے سرگروہ نزدیکان بارگاہ صمدی اہن جزو زبان مین معقول ومنقول مین ایسی مہارت تامہ رکھتے ہین کہ اگر موجودگی معدوم اور جائز کے ناجائز ہونیکا دعوی کرین تو خصم کو بدلیل عقلی ونقلی دلنشین کرسکتے ہین۔ وجود ایسے فرد کامل کا ایسے روزگار نا برسان مین دلیل قدرت پروردگار ہے کمالات ظاہری تو آپکی ذات بابرکات مین جسطرح مجتمع ہین وہ تو نہایت ظہور اور غایت وضوح سے احتیاج بیان کی نہین رکھتے جلائل باطنی اور شرائف معنی جسقدر انکی ظرف استعداد مین فراہم ہین اگر خامہ وزبان انکے بیانمین سرگرم ہو تو ایک قرن تک چاہیے کہ سوا اس ذکر کے اور کسی حرف کو زبان پر نہ لاوے تو شاید اسکے ایک حرف کے بیان سے عہدہ برا ہوسکے سبحان اللہ خلق مجسم حلم منور وقار مشکل خلق ایسا کہ بندگان آلہی کی دلشکنی آپ کے اعتقاد مین خانہ خدا کی بنیاد گرانے سے کم جرم نہین رکھتی۔ اور حلم ایسا کہ اگر اسکو ایک جگہ فراہم لاکر فرق فلک نہم پر رکھدین تو بسبب گرانی بار کے طبقات کرات کو اسطرح توڑتا ہوا پستی کو مائل ہو اور محیط کے دوسری طرف سے گذر جائے کہ اوج سے حضیض تک نگاہ کو ایک جادہ مستقیم محسوس ہو اور وقار اس درجہ مین کہ فلک دوار کی ہزار گردشین انکی تمکین کی ایک نشست مین سر مو تفاوت پیدا نہین کرسکتین اور ان کمالات پر مزید ہے تقوی وشعاری وزہد شعاری نقل کسی صحابی سے کہ وہ کہتے تھے اگر مال تمام عالم کا مجکو دیکر چاہین کہ ایک اذان بے سنون مجھ سے نہو سکیگا بے کم وکاست وبے اغراق مبالغہ

انکے حق مین صادق آتی ہے بمقتضاے اسکے کہ ؎ بد انرا بہ نیکان ببخشد کریم ٭ راقم آثم کے حال پران حضرات کی نگاہ توجہ کو اب مصروف کردیا ہے کہ بدرجہ غایت نظر تربیت اُستادانہ سے منظور فرماوین تا کہ شاید یہی نظر عنایت بارگاہ کریم مین اس احقر کی نجات کا سبب ہو جاوے کوتاہ شب و فسانہ بسیار زبان قلم قاصر ہے کہانتک کہے اگر زمانہ مساعد ہوگا تو ایک دفتر علیحدہ ان سرگروہ کملاے دہر کے محامدین لکھونگا

مولوی کرامت علی سلمہ اللہ تعالے

خلف الرشید ہین مولوی حیات علی خوشنویس علیہ الرحمہ کے اور شاگرد رشید ہین مولانا فضل امام صاحب کے فضل و کمال انکا حد تقریر اور حیطۂ تحریر سے زیادہ ہے استحضار مسائل اس مرتبہ کو پہونچا ہے کہ حصول اُنکے ذہن مین حکم حضوری کا رکھتا ہے عرصہ چند سال کا ہوا کہ شہر شاہجہان آباد کو تلاش معاش کی تقریب سے چھوڑا اور حیدرآباد کی طرف راہی ہوے چونکہ السفر وسیلۃ الظفر حدیث مشہور ہے گردش فلک نے وہان اُنسے موافقت کی اور بالفعل ہزار روپیہ ماہیانہ کے منصب سے سرفراز ہین اُس نواح مین مع قبائل اور عشائر کے بسر کرتے ہین نظم و نثر انکا کچھ راقم کو بہم نہین پہونچا

جناب مولوی مملوک العلی سلمہ اللہ تعالے

شاگرد رشید مولوی رشید الدین خان صاحب علم معقول و منقول مین استعداد کامل اور کتب درسیہ کا ایسا استحضار ہے کہ اگر فرض کرو کہ ان کتابون سے گنجینہ عالم خالی ہو جاوے تو انکی لوح حافظہ سے پھر نقل اُنکی ممکن ہے ان سب کمال اور فضیلت پر خلق و حلم احاطۂ تقریر سے افزون ہے اگرچہ وضع دنیاداروں کی ہے لیکن سیرت درسیرت مین درویشانہ اگرچہ چودہ پندرہ برس سے مدرسہ شاہجہان آباد مین عہدہ مدرسی رکھتے تھے لیکن اب کئی سال سے سرگروہ مدرسین ہین مدرسی اول اس سے عبارت ہے اشعار نظم و نثر کیطرف کم توجہ ہے اگر ایسا فاضل اسطرف بھی متوجہ ہوتا تو یقین ہے کہ اس فن مین اپنے اقران و امثال سے ممتاز ہوتا

جناب مفتی سید رحمت علی خان عرف میر لال سلمہ اللہ تعالی

جامع صفات پسندیدہ مستجمع اوصاف حمیدہ زبدۂ ارباب فضل و افضال حامی ہنر و کمال سید رحمت علی خان عرف میر لال کہ حضور سلطانی سے بخطاب سراج العلماء ضیاء الفقہاء سید رحمت علیخان بہادر کے ممتاز ہین کمالات ظاہری و باطنی آپ کے حد تقریر اور احاطۂ تحریر سے متجاوز ہین علاوہ کمال توغل مشاغل علمی کی شایستگی اوضاع و پسندیدگی اطوار حسن خلق اور کمال بردباری و حلم اس مرتبہ پر ہے کہ بیان اسکا مجال خامہ و حوصلہ نامہ نہین قدیم الایام سے عہدہ استفتا کا سلاطین سلف کی طرف سے انھین کے خاندان عالیشان مین مستمر ہے اب یہ عہدہ آپ کی ذات برکت سمات سے مشرف و مفتخر ہے آبا و اجداد راقم کو انکے خاندان بلند مکان کے ساتھ رابطۂ اتحاد قدیمی چلا آتا ہے اور یہی سبب ہے کہ نظر توجہ آنحضرت کی راقم آثم کے حال پر بکمال مبذول ہے بسبب کثرت شرائف مشاغل یعنے توغل علمی کے نظم و نثر کی طرف مطلق توجہ نہین

حا ۲

جناب آخون شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

عالم باعمل و آراستہ آزر دہ اہل مہبط فیض ازل و ابد آخون شیر محمد طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ مولد آپکا افغانستان تھا لیکن ایک عرصہ دراز سے بارادہ تحصیل علم و فضل کے وارد ہندوستان جنت نشان ہوکر اطراف و جوانب مین علمائے کرام کی خدمت سے فیض علم و ادب حاصل کیا اور جب شاہجہان آباد مین وارد ہوئے مولانا شاہ عبد القادر قدس سرہ کی خدمت سراسر افادت مین علم حدیث کو تحصیل کیا اور مولانا و بالفضل اولانا مولوی محمد اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق رہے جو کہ قناعت اور توکل ایک جامہ تھا کہ خیاط قضا نے انھین کے قامت استعداد پر سیا تھا حکیم غلام حسن خان مرحوم کے مکان پر سکونت اختیار کی اور مدت العمر ہرگز اخوان زمان اور ابنائے روزگار کیطرف روئے التفات نہ لائے اور شب و روز شغل ظاہری تدریس علوم عقلی و نقلی رہنے اور مشغلہ باطن توجہ الی اللہ زبان خلق کے ساتھ گفتگو مین رہتے اور دل خدا کے ساتھ مشغول یہ وہ کام ہے کہ آن واحد مین اقوال سراسر اختلال حکیم فلسفی کیواسطے مبطل اس بیت ہے ؎
پای استدلالیان چوبین بود ٭ پای چوبین سخت بی تمکین بود
سوائے علوم ظاہری کے کسب فیض باطن خدمت حضرت بابرکت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ سے کیا اور مرتبہ خلافت کا پایا اگرچہ سلسلہ پیری مریدی کا آپنے جاری نہین کیا لیکن استحقاق اس امر کا ہزار در ہزار مرتبہ مین رکھتے تھے اور آخر مین سکونت ہندوستان سے دل برداشتہ ہوکر بارادہ ہجرت اور ادائے حج کے بیت اللہ کیطرف روانہ ہوئے اثنائے راہ مین انتیسوین ماہ صفر ۱۲۵۷ھ مین نقد حیات کو متقاضیان اجل کو سپرد کیا اس واقعہ کو چھ برس کا عرصہ ہوتا ہے

جناب مولوی امان علی سلمہ اللہ تعالے

عالم اکمل فاضل اجل صاحب اطوار صدق و صفا زبدۂ کملا و اسوۂ اتقیا مولوی امان علی سادات صحیح النسب سے ہین اور تحصیل علم خدمت فیض موہبت مولانا شاہ عبد القادر قدس سرہ سے کی ہے بسبب قناعت و استغنا کے کبھی اہل روزگار کیطرف رجوع نہین کی اور ہمیشہ بے پروایانہ زیست کرتے ہین اور چونکہ رزاق انس و جان کے خزانہ تقدیر سے وظیفہ روز و شب ہے اُسی پر قانع ہوکر اغراض دنیوی کو وسیلہ تملق و خوشامد اخوان زمان نہین کیا چونکہ علم و عمل طب مین مہارت تامہ رکھتے ہین اس بہانہ سے لطف رب جلیل نے شفائے اسقام انکے خامہ فیض علامہ کی زبان مین ودیعت رکھی ہے اور اس حیلہ سے نقود ثواب اخروی انکے گنجینہ اعمال مین تودہ تودہ جمع ہوتے جاتے ہین راقم کو انکی خدمت مین نیاز و اعتقاد بدرجہ کمال حاصل ہے اور انکی طرف سے راقم پر بھی مراتب الطاف اندازہ سے زائد وقوع مین آتے ہین غرضکہ صفات حمیدہ حوصلہ اندیشہ مین نہین گنجایش رکھتے لکھنے اور بیان کرنے کا تو کیا محل ہے

جناب مولوی محمد جان غفر اللہ لہ

کتب تحصیلی کو اچھی طرح سے پڑھا تھا اور مسائل علمی نہایت مستحضر تھے فاضل اجل تھے اور عالم اکمل طبیعت نظم و نثر فارسی کیطرف بہت مائل تھی نثر متین و نظم رنگین اُنسے یادگار ہین در اس کمال پر خلاق ایسا کہ کسی مین اسکا نمونہ نہین دیکھا گیا اور متانت وضع اور پاس آشنائی

اور لحاظ ایسا تھا کہ کسی اور مین اُسکا عشر عشیر مشاہدہ نہین ہوا مدت تک سرکار انگریزی مین عہدہ سررشتہ داری فوجداری پر مامور رہے اور امور مرجوعہ کو نہایت ہوشیاری اور دیانت کے ساتھ سرانجام دیا چند سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ اِس جہان فانی کو رخصت کیا راقم سے بسبب قرب قرابت کے محبت منظور رکھتے تھے اگرچہ نظم و نثر انکی بغرا و بہت ہین لیکن اختصاراً مخمس کے دو بند پر قناعت کرتا ہون کہ غزل شفائی پر لکھا تھا ناظرین کو بفحوائے مشتے نمونہ از بسیارے اُنکی جودت طبع اور تیزی فکر پر دلیل ہوسکتا ہے

مخمس

درد عشق بیوفائی کی در آزارت کنند
انیمه آسودگیها جمله دشوارت کنند
بیخبر از خویش و بر عالم خبردارت کنند
گو حریفی تا نگاه تیز در کارت کنند
انتقام من کشند جای گرفتارت کنند

ای بتیابانه دارای هر زبان گفتار عشق
دمبدم بیتاب و طاقت رفته از آزار عشق
تا کجا آخر صبوری باید اندر کار عشق
می بری از حد شفائی بیش بار اظهار عشق
ترسم این بیطاقتی ها عاقبت خوارت کنند

مولوی نوازش علی سلمہ اللہ تعالے

شاہجہان آباد کے علما کی خدمت مین کتب تحصیلی کو حاصل کیا اور حدیث نبوی کو حضرت بابرکت مولوی محمد اسحاق محدث دہلوی غفر اللہ لہ سے پڑھا استعداد کامل رکھتے ہین ازبسکہ طبیعت ہدایت و ارشاد کی طرف مائل ہے اکثر اوقات مجلس وعظ بھی انکے ہان منعقد ہوتی ہے اور ساکنین شہر شاہجہان آباد اکثر بشوق اہتدا و استرشاد وعظ کہنے کیواسطے اپنے اپنے گھر مین اُنکو تکلیف دیتے ہین خلق و حلم مین یگانہ روزگار اور قناعت و توکل مین شہرہ آفاق ہین

مولوی محمد رستم علیخان سلمہ اللہ تعالی

تحصیل سے فارغ اور کتب ہیئت و ہندسہ کو راقم کے نانا صاحب مرحوم نواب دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فریدالدین احمد خان بہادر مصلح جنگ سے اچھی طرح پڑھا اور حدیث و فقہ جناب مولوی اسحق علیہ الرحمہ سے اور طب مین مہارت معقول رکھتے ہین اور مریض انکے علاج سے شفا پاتے ہین اور کتب فارسیہ کو بھی بہت تحقیق کے ساتھ پڑھاتے ہین غرضکہ عالم مستعد اور فاضل اجل ہین بالفعل خدمت نقل نگاری پر حضرت بادشاہ جمجاہ سراج الدین محمد بہادر شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ کی سرکار مین مامور ہین اور خطاب مصلح الدولہ حکیم محمد رستم علیخان بہادر سے ممتاز راقم سے بھی زیادہ محبت بکمال رکھتے ہین انشائے نظم و نثر کیطرف کم متوجہ ہوتے ہین مگر اخبار سلطانی ہر ہفتہ انکی نثر طبع زاد کا نمونہ ہے

حاجی محمد سلمہ ربہ

ساکن ہین نواح جونپور کے اور بعد ادائے حج بیت اللہ کے شہر شاہجہان آباد مین وارد ہوئے اور مولانا محمد اسحاق صاحب سے کتب حدیث کو تحصیل کیا اگرچہ اور فنون سے بھی آگاہ ہین لیکن فن حدیث کو اچھی طرح سے جانتے ہین ورع و تقوی مین مستثنی ہین راقم نے جناب مستطاب مولانا مخدومنا مولوی محمد صدرالدین خان بہادر کیخدمت مین انکو حاضر ہوتے دیکھا اور انکے جوہر سے مطلع ہوا اسواسطے کہ حاجی صاحب موصوف مولانائے ممدوح کیطرف سے مدرسہ دارالبقا مین مدرس ہین

ملا سرفراز سلمہ

یہ بھی بڑے مستعد شخص ہین کتب معقول و منقول و حکمت و ہندسہ و ہیئت بہت تحقیق سے پڑھاتے ہین حدیث اور تفسیر جناب مولانا مولوی صدر الدین خان بہادر سے پڑھی ہے اور اب جناب ممدوح کی طرف سے مدرسہ دار البقا مین مدرس ہین

ذکر قرا و حفاظ شکر اللہ سعیہم

اگرچہ اِس شہر کرامت بہر مین فضل الٰہی سے حافظ اِس کثرت سے ہین کہ رمضان شریف مین باوصف کثرت مساجد کے کہ حد شمار سے باہر ہین کوئی مسجد ایسی نہین ہوتی کہ اُسمین دو دو تین تین شخص کلام اللہ تراویح مین ختم نکرتے ہون اور مسجد جامع مین تو شمار سے باہر کلام اللہ تراویح مین ختم ہوتے ہین لیکن تیمناً چند اشخاص نامی کا ذکر لکھتا ہون۔

قاری قادر بخش سلمہ اللہ تعالےٰ

حروف کو مخارج سے ادا کرنا جیسا کہ حق ہے اور پھر الحان داؤدی سے حق اِسی حق رسیدہ خدا شناس کا ہے اور ورع و تقوی کا حال تو جیسا ہے اُسکے بیان مین زبان قاصر ہے کمال قناعت سے وجہ قلیل پر اکتفا کر کر گوشہ مسکنت مین بسر کرتے ہین عمر شریف آپکی قریب ستر برس کے پہونچی ہے

حافظ احمد سلمہ اللہ تعالےٰ

یہین برادر حقیقی قاری صاحب موصوف کے گرچہ قراءت مین وہ مرتبہ کمال کا نہین لیکن کلام اللہ کو ایسی صحت کے ساتھ پڑھتے ہین کہ مافوق اُسکے متصور نہین اور اوراد و وظائف مین اوقات شبانروزی صرف ہوتی اور صورت سے للہیت ظاہر ہوتی ہے

قاری محمد بیگ غفر اللہ لہ

علم قراءت مین اقران و امثال سے گوے سبقت لیگئے تھے اور مخارج حروف کو اِس خوبی سے ادا کرتے تھے کہ حروف کو خود اِس امر پر ناز تھا غرضکہ جامع علم و عمل تھے اور ازبسکہ قناعت و توکل سے ان حضرت کا خمیر تھا تمام عمر اغنیا کے دروازہ کا نام نہین لیا دو تین برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ دنیاے فانی سے رحلت کی انا للہ الیہ راجعون

قاری احمد سلمہ اللہ تعالےٰ

ایسے عامل علم قراءت ہین کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا اور زبان اُسکی اوصاف سے قاصر ہے دینداری و اتباع شریعت اور اکل حلال و اکتساب خیرات اور اجتناب از نواہی سب یک ذات ستودہ صفات مین جمع ہین ایسی جامعیت کے ساتھ افراد بشر سے کم نظر مین گذرا ہے

حافظ عبد الرحیم سلمہ اللہ تعالےٰ

اگرچہ علم قراءت حاصل نہین لیکن تجوید حروف جسقدر چاہیے اور اُسکا نام قراءت رکھا جاوے اُنکے پڑھنے مین محسوس نہین ہوتی

لیکن فضل واہب العطیات سے آواز خوش اور طیب لہجہ اس طرح عطا ہوا ہے کہ طیور کو طیران اور پانی کو جریان سے باز رکھتا ہے اسکا ایک ادنی وصف ہے جس مجلس مین اس مرد خدا نے قدم رکھا اور بارادۂ قرات قرآن لب ہلایا اہل مجلس سراپا گوش اور گوش سراپا ہوش ہوکر متوجہ ہوجاتے ہین بلکہ حسب وقت خاص و عام کے گوش زد یہ ہوتا ہے کہ آج فلان مجلس مین اس صاحب کمال کا گذر ہوگا اجتماع خلائق ہے وہ مجلس حکم میلہ کا بہم پہونچاتی ہے اور انکے قرآن کے پڑھنے مین وہ اثر ہے کہ وقت استماع کے سامعین کو دنیا ومافیہا فراموش ہوجاتے ہین ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

ذکر بلبل نوایان سواد جنت آباد حضرت شاہجہان آباد

بہر کجا کہ روم وصف دوستان گویم | برائے یار فروشی دکان سخنے یابد

جناب مرزا اسد اللہ خان غالب مدظلہ العالی

ہمائے اوج مفاخر ومعالی جاگزین سدرۃ المنتہی مراتب بلند ومدارج عالی موسس اساس تشبیہ وبیانی بانی بنائے الفاظ ومعانی عندلیب بہارستان سخن گستری طوطی شکرستان معنی پروری اوج سمائے برتری ودالاتباری مہر سپہر بلند اختری وگردون اقتداری شاگرد رحمن استاد سحبان المعی زمان لوذعی بیان فرزدق دہر ولبید ادان سمی وصی رسول اللہ جناب مستطاب مرزا اسد اللہ غالب تخلص دیوان حافظ انکی لسان الغیبی کے عہد مین دلون سے فراموش زبان خلاق المعانی انکے معنی ایجاد کے زمانہ مین خاموش چراغ انوری انجمن کے شعلہ فکر سے روشن اور سینہ آذری انجمن کی آتش حسرت سے گلخن عنصری انکے رشک افکار سے ایسا جل گیا کہ گویا اسکا پیکر فقط عنصر آتش سے تکون ہوا تھا اور سحبانی انکی حسرت کمال سے ایسا رویا کہ نگر اسکی بینائی چشم فقط عنصر آب سے بنی تھی زلالی انکے چشمہ ہنر کا تشنہ لب اور ابو اسحاق انکے خوان اطعمہ استعداد سے نعمت طلب خاقانی اس خسرو معنی کی کمتر رعیت اور خسرو اس بادشاہ سخن کے آگے سرگرم خدمت ملاحت کلام سعدی انکے خوان فیض کی نمک خوار اور شیرینی زبان حافظ انکی نعمت مقال سے روزینہ دار رنگینی معنی سے صفحہ کو گلرنگ اور طراحی فکر سے کاغذ کو ارژنگ کرنا خاصہ اسی چمن طراز سخن وری اور نقاش صحیفہ ہنر پروری کا ہے اگر الفاظ ثقیل سے گرانی اٹھائے تو کوہ کاہ کا حکم پیدا کرے اور اگر سخن مین متانت صرف کرے تو ورق بیاض صدمۂ صرصر سے جگہ سے نہ ہلے قلم انکا معنی روشن کی تراوش سے فوارہ نور اور عبارت پاکیزہ انکی لطف کیفیت سے شراب انگور اگر اس سخن طراز کے کمال استعداد کو جو حرف حصر وشمار سے افزون ہے خامہ دو زبان بیان کرے اول چاہیے کہ ملکہ عقل فعال سے عاریت مانگے اور زبان قلم تقدیر سے مستعار لے مین ارادہ کرتا ہون کہ اس

حضرت کے اوصاف حمیدہ اور محامد پسندیدہ کو دفتر کتاب مین درج کرون اور عقل فریاد کرتی ہے کہ ہرگاہ مین نے اِس تقدس جوہر اور امداد مبداء فیاض کے ساتھ جب اِس امر کا قصد کیا کارکنان بارگاہ جلال سے کمی استعداد کا طعنہ سنا اور سوء ادب کی سرزنش حاصل کی تو باانہمہ نقصان عقل و ہوش کس شمار مین ہے فی الحقیقت اگر لنگ لنگان اپنے تئین جادۂ مقصود مین ڈالدیا تو ہوس حق السعی یعنی شاباش کی متوقع ہوئی اور حال یہ ہے کہ دشوار پسندان بلند فکر بلکہ دقیقہ یابان انصاف طینت کے آگے حصول صلۂ آفرین تو کیا خجالت نارسائی اور طعنۂ ناعاقبت بینی سے سر اُٹھانے کو جگہ نہ رہیگی ظہوری نے سچ کہا ہے ❊ کسی کہ از عہدۂ ثنائے کسی بیرون نیاید چرا اول بعجز اعتراف نہ نماید ❊ بہتر یہ ہے کہ فکر کو اِس اندیشۂ محال سے باز رکھے اور اپنی نارسائی کا پردہ فاش نکرے بیت بامی ست بصد بلند و پستی ❊ ہان تا نلغزدت زمستی ❊ نام نامی اور اسم سامی انکے والد ماجد کا عبداللہ بیگ خان تھا آپ اتراک سے ہین اور سلسلہ آپ کے نسب کا افراسیاب و پشنگ تک پہونچتا ہے آپ کے بزرگ سلجوقیون کے عہد مین بسبب اِسکے کہ اُنکے ہمجنس وہم گہر تھے فرمانروائی رکھتے تھے - جب سلجوقیون کے عہد سلطنت کا دور اتمام ہوا اُنکے آبا و اجداد نے سمرقند مین توطن اختیار کیا اِس حضرت کے جد امجد اپنے پدر مشفق سے ایک امر سہل پر قدرے شکر رنج ہم پہونچا کر ہند مین تشریف لائے اور لاہور مین معین الملک کے رفیق ہوے اور اُسکے تباہ ہونے کے بعد وارد دہلی ہو کر سلطان عہد کی سرکار مین سر رشتۂ ملازمت کو ہاتھ مین لاکر سلسلۂ چاکری کو استحکام دیا حضرت ممدوح کے والد ماجد دہلی مین متولد ہوے اور یہین نشو و نما حاصل کی پھر کسی سبب سے بود و باش اکبرآباد مین اختیار کی اور حضرت ممدوح کو والدۂ مشفقہ کے کنار شفقت اور آغوش عاطفت مین پانچ برس کا چھوڑ کر جنات نعیم کے گلگشت کی طرف متوجہ ہوے آپ کے چچا حقیقی نصر اللہ بیگ خان کہ اُس عہد مین مرہٹہ کی طرف سے اکبرآباد کے صوبہ دار تھے آپکی پرورش اور تربیت مین مصروف ہوئے جب ہندوستان مین تعرف حکام انگریزی کا ہوا نصر اللہ بیگ خان لارڈ لیک بہادر کے رفیق ہو کر چار سو سوار کے رسالہ سے امدادی باد ہما کے ساتھ سرگرم جنگ رہے جرنیل لیک صاحب نے اِس کار نمایان کے صلہ مین دو پرگنہ مضافات اکبرآباد سے اُنکی حین حیات تک جاگیر مین عطا کیے پھر اُنکے سانحۂ ناگزیر کے بعد جو ۱۸۰۶ء مین پیش آیا جاگیر موافق قرارداد کے ضبط ہوئی اور جاگیر کے عوض مین اِس حضرت کیواسطے نقدی مقرر ہوگئی پھر وہان سے بسبب اُنس طبیعت اور میل خاطر کے شاہجہان آباد مین تشریف لائے اور اُس معاش پر قناعت کرکے گوشہ نشینی اختیار کی ہے اور بہترین شغل آپکا اِس عالم تنہائی مین سخن سنجی اور معنی پروری ہے حق یہ ہے کہ جان سخن پر منت اور سر معنی پر بار احسان رکھتے ہین ہر دائرۂ الفاظ دہن شکر اور ہر حرف زبان سپاس ہے اِنکی نعمت تربیت کا راقم آثم کو جو اعتقاد اِنکی خدمت مین ہے اُسکا بیان

نہ قدرت تقریر مین ہے اور نہ احاطہٴ تحریر مین آسکتا ہے اور چونکہ * دلہا را بدلہا راہ باشد * آنحضرت کو بھی وہ شفقت راقم کے حال پر ہے کہ شاید اپنے بزرگون کی طرف سے کوئی مرتبہ اُسکا مشاہدہ کیا ہوگا مین اپنے اعتقاد مین اِسکے ایک حرف کو بہتر ایک کتاب سے اور اِنکے ایک گل کو بہتر ایک گلزار سے جانتا ہون اور اگر دیکھا جائے تو حق بھی یہی ہے خوشا حال اُن لوگون کا جو آپکی خدمت بابرکت سے مستفید ہوتے ہین اور جواہر گرانمایہ کہ آپ سے حاصل کرتے ہین اُسکو مغتنم جانکر بھی حرزِ جان حافظہ مین محفوظ اور بھی صندوق بیاض مین امانت رکھتے ہین اسطرح کے مضامین عالے بر مستفید کے پاس خروار خروار فراہم آگئے ہین اور چونکہ مثل مبداء فیاض کے آپ کی طبیعت فیض موہبت نسبت بخل سے مبرا ہے آپکو اُن جواہر بے بہا کے اعطا مین کچھ دریغ نہین آرے * نطقش کہ بدوست جان توانا * چون بادہ خرد فزاے دانا * آپکا جواہر خانہٴ نفائس سخن حد شمار سے افزون اور طرف حصر سے بیرون ہے ایک دیوان قصائد و غزلیات کا تیس جزو سے زیادہ مرتب اور منطبع ہوا ہے اور اِسی طرح سے نثر اور ایک کتاب پنج آہنگ نام نہایت فوائد جلیلہ پر مشتمل قریب چودہ پندرہ جزو کے آپکے نتائج فکر سے ہے کہ منتہیان معنی رس کیواسطے مغتنمات عظمی سے ہے اور ایک مثنوی مشتمل اوپر غزوات حضرت رسالت دستگاہی ختمی پناہی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اگرچہ ہنوز ناتمام ہے لیکن پھر بھی قریب پندرہ سولہ جزو کے ہوچکی ہے انشاء اللہ تعالی جسوقت اتمام کو پہونچیگی گلدستہ بزم احباب ہوگی * راقم تیمناً و تبرکاً کچھ نظم اور کچھ نثر اِس کتاب مین لکھکر ہدیۂ نظر ارباب شوق کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ نظم کس رتبہ کا ہے اور نثر کس شان سے لکھتے تھے۔

آرایش گفتار در ظہور نور و نموداری صبح

دمیکہ سرہنگ سیاہ شنگاہ روزگار بہ باز خواست خاتم سلیمانی گلوی اہرمن شب درہم افشرد و آن رخشندہ گوہر یزدانی را بدان روشنی کہ تو پنداری آفتاب ست از دہانش بدر آورد گلزار زندگی را کہ از شکنجۂ خزان خواب برگ و بار فرو ریختہ بود ہنگام کشایش نوبہار فراز آمد و قدح و شیشۂ میخانہ را آب رفتہ بجوی و خمار آلودگان شبانہ را رنگ پریدہ بروے باز آمد تو تو پردہ ہاے ظلمت کہ بر روے آفاق فرو ہشتہ بود از میان برداشتند و شادروانی از نور بدان درازے کہ پہناے گیتی را فرو گیرد در جہان برافراشتند * سحر ز نور رقیبانہ برکشاد بساط * شب از نہیب غریبانہ در نوشت گلیم * خسرو زرین افسر زمردین اورنگ چون خواست کہ لواے جہان کشایہ تسخیر ہفت کشور را فراز د نخست لشکریان بحشیمہ شبستان ہمواری راہ بتاراج گنج گوہر پروین صلا زد نجونگری او باش گرسنہ چشم لوامع سحری آتش فتنہ بد انسان در گرفت کہ کالاے ناروا ے تنگمایگان شبنم نیز دران دستبرد بہ یغما رفت بپاس فیروزی و شکرانۂ بہروزی خمستان نور را در گشادند و ذرہ ذرہ را باندازۂ گنجائی وقت ازان بادۂ روشن در دادند خاک از بروزختان کہ آبروی صافی آشامی و طالع روشناسی ...

شہر یارش نبود ہم بدان دُردسایہ کہ بحسب تقسیم دران صلای عام بوی رسیدہ بیہ مستی آغاز نمود سایہ با اینہمہ کہ در آفرینش از روشنی دوراست ہم از اسباب شوکت جہانگیری حضرت نورست حقا کہ اگر اینمایہ تیرگی باقی نمی گذاشتند پروانہ مغز و لے ظلمت شب یکدام مداد و سے نگاشتند مثنوی

نقد جان باختسند درره مہر
بستگی روی تافتہ از در
گونہ گون مرغ زاشیانہا جست
مہر آئمایۂ فروغ و فراغ
ذرہ سر کرد رقص پروانہ
پیش ازان دم کہ دست در وشستند
تازہ گردید رسم پردہ دری
برلب آب جوہر آئینہ
کردہ از زاغ آشکار ہمای

دہشت دزد از میان برخاست
رفت پیوند بالشے از سر
در نہانخانہا سے سوز و گداز
خوبنہاے ہزار شمع و چراغ
نوعروسان خویشتن آرا سے
دست و پا از حنا فرو بستند
تادران صبحدم بگوشۂ باغ
دید روے خود اندر آئینہ
تیرگی از میان کنار گرفت

بامدادان کہ شب روان سیہ
از سر کوچہ پاسبان برخاست
گرد از راہ کار دانہا جست
دل زاندوہ رست ہمچو شمع از گاز
گشت شمع و چراغ ہر خانہ
گوہرین پارۂ نگارین پاے
شاہد باغ را بجلوہ گری
نفقد چشم نیمباز بہ زاغ
چرخ نیرنگ ساز شعبدہ زاے
کار بر روشنی قرار گرفت

صبح صادق برات نور آورد | روشنی مژدہ سردر آورد

سخن در ہجوم ظلمت شب

ہنگامی کہ روشنی روز کہ جان جہانے زندہ باوست از ہنگامہ روی برتافت و تاریکی شب کہ نموداری انجم رخشندہ باوست بر آفاق دست یافت آفتاب جہانتاب را روزگاریکہ بازی سرآمدہ خیل خیل خفاش از ہر گوشہ و کنار بہ پرواز اندر آمد شہباز سپہر بس ازانکہ دران سیاہی پردۂ برافراخت ❊ بازی چند از پس آن پردہ نمودار ساخت شاہم آمد و رفت سر بپابوس خیال ❊ بر تخت شہی نشست کاؤس خیال ❊ از گردش گونہ گونہ اشکال نجوم ❊ گردید دماغ دہر فانوس خیال ❊ بدل گشتن خرام تدرو بسایہ ہرد و ببال افشانی پروانہ برسوختہ و بر توشمع افروختہ بینوا ماندن روشناسان باغ در آشیانہ و بچراغ رسیدن گمنامی چند از دودمان پروانہ سیر انداختن خسرو روز در ستیزہ و خندۂ دندان نمای زنگی شب برین آدینہ چہرہ دستی سپاہ زنگبار بر لشکر روم و خموشی بلبل بمشاہدہ غوغای بوم بیحشمی شبانہ در خفتن بہ بخت دزدان گرفتار دہم طرحی دزد در بیداری بطالع شاہان کامگاران پس پردہ سر برآوردن دوشیزگان شوی نادیدۂ آسمانی و فرو خفتن کشادہ رویان رسوا شیوۂ چمن بپاکدامانی

بدر جستن ماہی و خرچنگ و بره گاو از ہر کرانه ددم لابه کنان خرامیدن شیر اندر انمیانه و شکسته شدن طلسم رونق برہمتای لوح ماه ٭ و رخ نمودن صد ہزار پریزاد از یک پرند سیاه ٭ بدان بو العجبی بار روزگار درمیان نهاد که چرخ پیر از کهکشان انگشت حیرت بدہان نهاد مثنوی

هم به هنر هم به اثر رو شناس	تازگی کسوت عباسیان	شام نگو جادوی مشکین لباس
غالیه سای نفس مقبلان	پرده کشای هوس بیدلان	تیرگی خاطر شماسیان
همنفس پرده نشینان ناز	نکته دران را به سخن جانفزای	همسبق پرده کشایان راز
رہبر دزدان به نهانخانها	قاسم مهتاب به دیرانها	راه روان را دم راحت کشای
شهپر پروانه مناجاتیان	رام کن شوخ عروسان بشوی	سرمهٔ آواز خراباتیان
بربط آوازهٔ شبگیرها	رشتهٔ شیرازهٔ زنجیرها	غازه نه شمع شبستان بروی
		نجستگی آئین شب را نازم که اگرچه

تیره و ظلمانی ست لیکن جمعیت به روزگارش بدان فراوانیست که هرچند دیده وران بجست و جو شتافتند جز طرهٔ مهوشان و خواب عاشقان که آن ببالین پریشان ست واین به بستر هیچ جا از پراگندگی نشان نیافتند رباعی

شب چیست سویدای دل اہل کمال	سرمایهٔ حسن زلف و خط و خال	معراج نبی بشب ازان بود که نیست
	وقتی شائسته تر ز شب بهر وصال	

عبارت در صنعت مقطع الحروف

روان را داد داور و رزش راز	در آورد از روان دل را در آواز	روان در دل روش زان راز دارد
درون دل روش آواز دارد	روان آوارهٔ وادی دردش	ره آورد ره دل زوی زردش
وداع روح دارد دل دران راه	ز روح آوخ ز دل درد و ز راه آه	راز دار رب و دود دوازده وارث

آن دردری درج در دو در او ردد و زان ذات اوراوزارت دادار ٭ در او دراز روان و دل ز دار ٭ وی روز از راه ارادت رود دل زار زی داور روزی ده آدر دم در ای دل دران راه آواز در آی در آی دردادو داور رواو دران درای آرای راز آوردان ٭ روزی ده آدم دوو دوام ٭ دردش دل زار را دل آرام ٭ در روز ازل آدم را دل داد و روان داد و ادراک را در روزن دل ٭ رود او آدم زاد از زای زرد رای زر آورد و دل رود و دل نه دو داغ از زود اد آب زر در دیده و آورد و آز زر روی زردان داد از دل رود ده و آن ادراک او روان زود ده زر در زد در درون دل او دل ازان اره ذره ذره آز دردل آب درود و غ و آرام

دل در آز و آرزو در وغ دل دادهٔ از واز ردار ور دم اثر در دور و آ اراده رو را از ذوق آرادی آرم در ردکے دل دام دو دم داردی در دو دل و دل اندر و دوری دام دو دم در آزار از زرداری و روی در راه آری از در دو زدوره زن در آزاری ده دوزخ آن از دو دوداغ آوازه اش * از رد آزد آزرد دروازه اش * راه رو دل آز زاغ و ذوق راغ * راه رو از رده از آواز زاغ * ده ده ای آدم زاد از وروای از داد و از آزرم دو رای زر در رود از دوری از رز روز در واد اکے دل آزاده را در دام آزردی دم در آوردن و روان را از زاری و آل زردن اور را از ق دان و داغ آزار دل روا و دل را از زاری دو درد ا

انتخاب غزلیات

آشنایانه کشد خار رہت دامن ما
نبود آمیزش جان در تن ما با تن ما
تا رود شکوهٔ تیغ ستم آسان از دل
خود ز رشک ست اگر دل برد از دشمن ما
دعوی عشق ز ما کیست که باور نکند
نشود گرد نمایان ز رم توسن ما
ما نبودیم بدین مرتبه راضی غالب
بر دو دست راه ذوق نظر بسته ایم ما
فرمان در و تا چه روائی گرفته است
متاع عمر را بغارت داده انداز نا روائی ها
سوز دز بسکه تاب جمالش نقاب را
پس از عمری بیادم داد رسم و راه پیکان را
بخود بوقت ذبح تپیدن گناه من
چند آنکه ابر نیسان در گوهر آفرینی ست
هر چه فلک نخواسته ست هیچکس از فلک نخواسته ست
هم محک تو زر ندید هم ز رمن محک نخواسته ست
رند هزار شیوه را طاعت حق گران نبود

گوی این بود از ین پیش به پیراهن ما
سایه و چشمه بصحرا دم عیسی دارد
بخیه بر زخم پریشان فتد از سوزن ما
می پرد مور مگر جان بسلامت ببرد
می جهد خون دل ما ز رگ گردن ما
طوطیان را نبود هرزه جگر گون منقار
شعر خود خواهش آن کرد که گردد فن ما
با بندهٔ خود این همه سختی نمی کند
صد جا چو نی بناله کمر بسته ایم ما
کدوی چون می پایم چنان بر خویشتن بالم
دانم که در میان نه پسندد حجاب را
طرهٔ در هم و پیراهن چاکش نگرید
دا فسته دشنه تیز نکردن گناه کیست
گمان زیست بود بر منت ز بیدردی
طرف فقیه می نجست با فره باگزک نخواسته ست
خرقه خوش ست در برم پرده خشن خوش ست
لیک صنم بسجده در ناصیه مشترک نخواسته ست

بی تو چون باده که در شیشه هم از شیشه جداست
اگر اندیشه منزل نشود رهزن ما
دوست با کینهٔ ما مهر نهان می ورزد
تا چه برق ست که شد نا مزد خرمن ما
سخن ما ز لطافت نپذیرد تحریر
خورده خون جگر از رشک سخن گفتن ما
نقشی ز خود به راه گذر بسته ایم ما
خود را بزر در بر تو نگر بسته ایم ما
نیرزم التفات دزد و رهزن بے نیازی بین
که چندارم سر آید روزگار بے نوائی ها
رسید نهای منقار هما بر استخوان غالب
اگر از ناز بخود هم نگراید چه عجب
نازم به زود یابی ناز و بگوش و گردن
بد است مرگ ولی بدتر از گمان تو نیست
جاه ز علم بیخبر علم ز جاه بے نیاز
عشق به خار خار غم پیرهنم تنگ نخواسته ست
سهل شمرده سر سری تا تو ز عجز بشمری

غالب اگر بداوری داد خود از فلک نخواست
در کشاکش ضعفم نگسلد روان از تن
گر تیغ در کمان به نشاط کمند نیست
دوشینه مستی که بیکدست لبش را
زهی شگفتگی دل که از جبین پیداست
چشم بد دور چه خوش می تپم امشب که بروی
که بنده خوبی او خوبی خداوند ست
درازی شب و بیداری من این همه نیست
عسس بخانه و شه در حرم سرا خفته ست
نه بدر جسته شرار و نه بجا رانده رماد
بیچاره باد داد دمی مشکبو گرفت
بروی صید تو از ذوق استخوان رقصش
خالم ار کاوی هنوزم ریشه در گلزار است
میان غالب و واعظ نزاع شد ساقی
گر نیست خون دیده بدامن درین چه بحث
حق آن گرمی هنگامه که دارم بشناس
همچنان در شمارهٔ نفس سنج
فغان من دل خلق آب کرد ورنه هنوز
داده زیادی برد بسکه زیاد میدهد
ای آنکه از غرور به هیچم نمی خرے
بنوعی گفت می آیم که میدانم نمی آید
در بغل دشنه نهان ساخته غالب امروز
دستے که زما شست بخون که فرو برد

میرنجد از تحمل ما بر جفای خویش
اینکه من نمی میرم هم زناتوانی هاست
لذت عشقم ز فیض بینوائی حاصل ست
کام روزه به پیمانهٔ می در شکر آب ست
در در روغن بچراغ و کدر می به ایاغ
نفس سوخته و سینه پریشان شده است
شد فگار از نازکی چندان که رفتارش نماند
ز بخت من خبر آرید تا کجا خفت ست
حاجت آفتابه ور دزم ز سیاهی بچراغ
سوختم لیک ندانم به چه عنوانم سوخت
خود اولین قدح می بنوش و ساقی شو
هماز تیزی پرواز بسمل افتادست
نشاط جم طلب از آسمان نه شوکت جم
بیا به لابه که هیجان قوت غضبی ست
آه از شرم تو و ناکامی ما زود باش
ای که در بزم تو مانم به چراغ دم صبح
بکفیل هوش خودم وقت می بنزم حبیب
نگفته ام که مرا کار با فلان افتاد
نازم با تمیاز که بگذشتن از گناه
زان پایه بازگوی که پیش از ظهور بود
بسنج هیچم و اندوه گسارش گردم
نگذارید که ماتم زده تنها ماند
یک گریه پس از ضبط دو صد گریه رضا ده

هان شکوه که خاطر دلدار نازک ست
از دوست میل قرب بگشتن غنیمت ست
آنچنان تنگ است دستم کز پنداری دلست
رسید تیغ توام بر سر و ز سینه گذشت
تا خود از شب چه بجا ماند که مهمان شده است
اگر نه بهر من از بهر خود عزیزم دار
نازنین پایش بکوی غیر بوسیدن نداشت
غمت بشهر شبیخون زنان به بنگه خلق
دل به بیرونقی مهر درخشانم سوخت
رضوان چو شهد و شیر به غالب حواله کرد
که آخر از طرف تست گر حجابی هست
کهنه نخل تازه از صرصر زپا افتاده ام
قدح مباش ز یاقوت باده گر غلبی ست
جیحون و نیل نیست دلست از خدا بترس
در تلافی پایهٔ مهر و وفای ما سنج
قاصد من براه مرده دمن +
بشرط آنکه زیک قلزمم فزون ندهد
مست عطای خود کند ساقی ما به مستی
با دیگران ز عفو و بها از غرور بود
چه عیش از وعده چون باور ز عنوانم نمی آید
برم از غیر دلی را که حزین تو شود
مارا نبود هستی داور انبود صبر
تا تلخی آن زهر توانم ز گلو برد

بوصل لطف باندازهٔ تحمل کن
گز تپیدن دل افگار بہم نرسد
بر خویشتن ببخشاے گفتم دگر تو دانی
دعا کنید که نوعی ز امتحان نبود
نازم فریب صلح که غالب ز کوے تو
تنم از لاغری صد خرده بر موی کمر گیرد
بدین قدر که لبے تر کنے دہن بکشم
می یکدو قدح بود فریبم بسبو داد
بے دوست زبس خاک نشاندیم بسر بر
عشّے بخیال اندر و داغی بجگر بر
مطرب بغزلخوانی و غالب بسماع ست
واں سینه سودن از تپش خاک غمناکش نگر
رقیب یافته تقریب رخ بپاسودن
گیرم که خود از قسمت دُرّے را چکند کس
مفت یاران وطن کز سادگیهای منست
در سور نوحه خوان و به بزم عزا برقص
ہمدم نمک بزخم دلم مشت مشت ریز
از بذله سنجان چند کس در یک نشیمن گشته جمع
گیرم امروز دہی کام دل آن حسن کجا
ز پارهٔ جگرم در دہن نہاد عقیق
گیرم ز تو شرمندهٔ آزرم نباشم
ہم اسد اللهم و ہم اسد اللہیم
آزادیم نخواہی و ترسم گزین نشاط

که مرگ تشنه بود آب چون ز سر گذرد
می به زهاد مکن عرض که این جوهر ناب
دارم دلی که دیگر تاب جفا ندارد
پے عتاب ہمانا بہانه مے طلبد
ناکام رفت و خاطر امیدوار برد
دلم در کعبه از تنگی گرفت آواره خواہم
تا ساز باده نوشین چه مایه کم گردد
ز بیتابی رقم سویش رود چون نامه بنویسم
صد چشمه رو نہست بدان رہگذر بر
بالد بخود آنمایه که در باغ نگنجد
ساقی من و آلات می از خلفه بدر بر
برقی که جانها سوختی دل از جفا ترسش بین
ترا که گفت گر از نرم سرگران برخیز
بیچد بخود ز وحشت من پیش بین بین
در غربی مردن از جور باز آوردنش
پاداش ہر وفا بجفاے دگر کند
آخر نه بہشتی بسزا بوده است شرط
زین دو دو زین شراره که در سینهٔ من ست
اجزا کامی سایهٔ ما گشت تلف
نماے رخ ما که بدعوی نشسته ایم
تا رقص بهر تو زدل چون دود از دل
بخشش خداوندی گر فراخور ظرف ست
بالم بخود چنان که نگنجم به بند تو

دوری ورد ز دربان شناسی ہش دار
پیش این قوم بشور آبه ز مزمزم نرسد
به التفات نگارم چه جاے تہنیت ست
شکایتی که ز مانیست ہم بما دارد
سرت گردم اگر پای نزاکت در میان نبود
که با من وسعت تبخانهای ہند و چین گوید
ساقی و گرم بر و به میخانه ز مسجد
بعنوانی که دانی دود بر نخیزد از کاغذ
از خلد ستم تا چه دهد دوست که دارم
سروی که کشندش بتمنای تو در بر
در گریه از بس نازکی رخ مانده بر خاکش نگر
شوخی که خونها ریختی دست از حنا پاکش نگر
نایافته یارم بنزاندن چه شکیبم
تشبیه من ہنوز به مجنون نکرده کس
فرسوده رسمهاے عزیزان فرو گذار
غالب به بین که دوست چسان امید بدعوی من
ہر ہر چه خوش باشد بہ مے و آتش بیش و مزع و مے
سازم بسپہر گرنه بسامان خورم دریغ
حدیث تشنگی لب به پیر ره گفتم
در خلوتی که ذوق تماشا شود ہلاک
غالب نام آورم نام و نشانم مپرس
ہم بہوش بیشی ده ہم بی تو نگر کن
خجلت نگر که در چیستانم نیافتند

جز روزه درست بصهبا نشوده	با هیچ کافر این همه سختی نمیرود	ای شب بمرگ من که تو فردای کیستی

رباعی

اے داده بباد عمر در لهو و فسوس تهذیب غرض بود نه تعذیب نفوس	زنهار مشو ز رحمت حق مایوس چون در ته پیاله باقی ست هنوز	بهش دار کز آتش جهنم حق را شادم که بهار لاله باقی ست هنوز
در کیش توکل غم فردا کفر ست	یکروزه می دو ساله باقی ست هنوز	

اشعار ریختہ

کاوکاو سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ	صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا	تھی نو آموز فنا ہمت دشوار پسند
سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آسان نکلا	تھا زندگی مین مرگ کا کھٹکا لگا ہوا	اُڑنے سے پیشتر بھی مرا رنگ زرد تھا
کی میرے قتل کے بعد اُسنے جفا سے توبہ	ہائے اُس زود پشیمان کا پشیمان ہونا	دوست غمخواری مین میری سعی فرماوینگے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جاوینگے کیا	وائے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہو	ابتلک تو یہ توقع ہے کہ وان ہوجائیگا
دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک	میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا	سر پھوڑنا وہ غالب شوریدہ حال کا
یاد آگیا مجھے تری دیوار دیکھکر	جان ہے بہائے بوسہ ولی کیون کہے ابھی	غالب کو جانتا ہے کہ وہ نیمجان نہین
قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھون	مین جانتا ہون جو وہ لکھینگے جواب مین	مین اور خط وصل خدا ساز بات ہے
جان نذر دینے بھول گیا اضطراب مین	بلا سے گر مژۂ یار تشنہ خون رہے	رکھون کچھ اپنی بھی مژگان خونفشان کے لیے
گدا سمجھ کے وہ چپ تھا میری جو شامت آئے	اُٹھا اور اُٹھ کے قدم مین نے پاسبان کے لیے	ظالم میرے گمان سے مجھے منفعل نچاہ
ہے ہے خدا نکردہ تجھے بیوفا کہون	مند گئین کھولتے ہی کھولتے آنکھین غالب	یار لائے مرے بالین پہ اُسے پر کس وقت
شب کو کسو کے خواب مین آیا نہو کہین	دکھتے ہین آج اُس بت نازکبدن کے پانون	کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ
ہم کو جینے کی بھی امید نہین	منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید	ناامیدی اُسکی دیکھا چاہیے
زندگی اپنی جب اِس شکل سے گذری غالب	ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے	نقش کو اِسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہے
کھینچتا ہے جسقدر اُتنا ہی کھنچتا جاے ہے	گرچہ ہے طرز تغافل پردہ دار راز عشق	پر ہم ایسے کھوئے جاتے ہین کہ وہ پا جاے ہے
یان تلک میری گرفتاری سے وہ خوش ہے کہ بس	زلف گر بنجاؤن تو شانے مین الجھا دے مجھے	

نواب محمد ضیاء الدین احمد خان بہادر نیر رخشان تخلص سلمہ اللہ تعالے

بہار افروز دولت و اقبال بانی مبانی جاہ و جلال مہر سپہر فلک پایگی و آسمان اقتداری محوِ چرخ والا ہمتی

گردون

گردون مداری زبدۂ بلند پایگان آفاق نوبہار گلشن اخلاق نخل بند حدیقۂ حشمت بلند چمن پیراے مراتب ارجمند مسند نشین دولت خداداد عظمت نہاد اقبال نژاد یگانہ عماید روزگار وحید اراکین شہر و دیار مرجع آمال عالم و مآب آرب جہان نواب محمد ضیاء الدین خان بہادر نیر رخشان تخلص دام اجلالہ انکی رفعت شان کے سامنے بلندی آسمان کی کمتر ہے پستی زمین سے اور انکی حشمت و اقبال کے آگے جاہ سکندر و دستگاہ دارا ادنی ہے مرتبہ بندہ کہین سے در سے انکے آستان کے بسبب بلندی کے دور سے فروزان ہین عوام کی نظر مین کواکب آسمان مین فلک نے داغ غلامی انکا اپنی پیشانی پر جلایا اُسنے عالم مین آفتاب نام پایا ابر نیسان انکی گہرباری سے عرق آلود انفعال اور دریا انکی جود سے مالامال اگر انکے بحر کف سے بہمن کو آب دیوین مانند گل کے زر دار ہو جاوے اور اگر انکی سحاب عشرت سے لالہ کو سیراب کرین مانند یاسمن کے بیداغ نظر آوے انکی سخاوت نے صدف کو مٹھی بھینچنے کے جرم سے دریا مین غرق کر دیا اور انکی جود نے لعل و جواہر چھپانے کے گناہ سے کوہ بدخشان کو سنگسار کیا ذرہ اگر انکی راے سے استعانت کرے ریگ زمین چشمۂ خورشید سے موج زن ہو صرصر اگر انکے خلق سے مدد چاہے موسم خزان رشک گلشن ہو دولت انکی بد دلت بلند پایہ اور اقبال انکے اقبال سے رفعت سرمایہ انکی کثرت جود سے قارون اپنی تہیدستی سے حیران اور انکی افراط بخشش سے ابر نیسان اپنی بے مایگی پر گریان انکی سخاوت کے دور مین حاتم کو سخی کہنا سخن استہزا ہے اور انکی شجاعت کے سامنے رستم کو شجاع ٹھہرانا کلام ظرافت انتما صبح انکے خندہ لطف سے نمایان اور آفتاب انکے ضمیر سے درخشان سخاوت اور انکی طبیعت جیسے موج اور دریا لطف اور انکا مزاج جیسے خضر اور آب بقا انکے صیت کرم نے حاتم کو سر گرم دریوزہ کیا اور انکے انعام عام نے جعفر کو سرمایۂ جود و کرم دیا انکے گرمی عزم کے آگے سرعت آسمان خاک سے افسردہ تر اور انکے اخلاق کے سامنے بہار خزان سے پژمردہ تر انکی شمشیر سے مصاف اعدا ارغوان کار اور انکے لطف سے بزم احباب زعفران زار سبحان اللہ انکی رفعت مرتبہ آسمان سے ہم پہلو اور انکی رسائی تدبیر تقدیر کے ساتھ ہم بازو لطف سخن سے نفس انکا رشتۂ گوہر اور صفائی عبارت سے کلام انکا موج کوثر سخن کو اِس صاحب قدرت کی زبان سے وہ رتبہ حاصل ہوا ہے کہ اگر ہر حرف کو دعوے دو حرف کن کا ہو تو لائق ہے اور کلام کو اِس والا فطرت کی طبیعت سے وہ پایہ بہم پہونچا کہ ہر نکتہ اِسکا الہام سے اور ہر دقیقہ اسکا کشف سے فائق ہے مضامین غزل کی شوخی بعینہ خرام آہو اور عبارت کی متانت بلند و قار دون کی اوضاع سے مشابہ ہے مو بمو بہار طبیعت کی گلفشان اور نسیم نفس کی نہال نشان فکر انکا مثل ملایک کے آسمان پیما اور اندیشہ انکا مانند دعاے مستجاب کے تا عرش رسا سبحان اللہ بے پایانی محیط ثنا کی اس مرتبہ

مین کہ اگر فکر رسا ہزار برس ثنا کرے کنارہ پیدا نہو اور صحراے محمدت کی بے منتہائی اِس درجہ کہ اگر اندیشہ بلند تمام عمر سیاحت کرے منزل مقصود آشکار انہو اور ہوش نارسا اور طبع خام یہ چاہتی ہے کہ اُفتان خیزان اِسی دریا مین دست و پا مارے اور اِسی صحرا مین قدم رکھے ٭ مراست طبع روان لیک نام تست بلند ٭ چگونہ آب رود از نشیب سوی فراز ٭ بہتر یہ ہے کہ اِس وادی ناپیدا کنار مین قدم نہ رکھے اور کچھ احوال دولت اشتمال کو بسبیل اجمال لکھے آپ خلف الرشید ہین نواب جہانیان مآب گردون جناب معلی القاب فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر مرحوم والی فیروزپور جھرکہ کے - اور علاوہ قرابت قریبہ کے نسبت تلمذ کی مرزا اسد اللہ خان غالب تخلص کی خدمت مین رکھتے ہین کمال توجہ اُستاد سے کلام انکا سخن قدما کے ہم پایہ ہے اور نہایت علو شان سے فکر اُنکا رفعت سرمایہ کمالات اِسقدر اور پھر وسعت خُلق کا یہ حال ہے کہ اگر اسکو خلق محمدی سے تعبیر کرین تو بجا ہے راقم کو اس سرگروہ اراکین روزگار کی خدمت مین بہت اخلاص اور کمال اختصاص ہے اور دعوی اتحاد پر نازان اور اِس قدر وہ اہل کمال کیطرف سے بھی کمترین عباد پر مراسم الطاف اور مدارج اعطاف اسطرح سے بند دل ہین کہ زبان تقریر کو نہ طاقت سخن ہے اور نہ یارا ہے بیان احقر اِس کتاب مین کچھ نظم اور کچھ نثر اُنکا مندرج کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ سخن کو اُنکی طبع والا سے کسقدر اعتبار ہے اور کمال کو اُنکے فکر بلند سے کتنا افتخار

تقریظ دیوان ریختہ مرزا اسد اللہ خان غالب

نیامیزدسہی بالا ناطورہ ایست از قدسی خانوادہ فکر سر برزدہ گرم جلوہ گری - لا ابالی خرام بجوبہ ایست مقنعہ از رخ برداشتہ و دامن بکمر بر زدہ در انداز بردہ دری - یوسف ثانی ست حور انشراوان معانی در روی ودش بدوش ٭ عبہر زاریست جلوہ گاہ حیرتیان باختہ ہوش ٭ پہنا در پرندیست مانند سپہر ادا ہت گوہر آگین ٭ خورنق رونق شہرستانیست بار نامہ شکن صد نگار خانہ چین ٭ فروغانی چراغیست پری پروانہ ٭ سمادی ہیکلی ست حرز بازوی فرزانہ گوئی میکائیل نوال موکلی فراخ سماطی نہادہ است ٭ دگرسنہ چشمان سخن را صلاے عام در دادہ ٭ بیت اسہ تقدس معبدیست کہ کلیدش بدست فہم درست دادہ اند ٭ ودرش بر احرام بندان مزدلفہ دل کشادہ ٭ ومنا نیستیک منمستان زنار بندان خیال وروی جبین سائی ٭ ارتنگی ست بہ نمایش نقشہاے بدیع بہشت دست مانی وار رنگ برزین سای ٭ صفحہ ازین اوراق برہمنی ست بید خوان ٭ ہر ورق ازین کتاب موبدی ست استادان ٭ آئینہ خانہ ایست گیتی نما ٭ صفو تکدہ ایست مصفا ٭ پرو گیا نند حجلہ نشین سرادق مریم کرداری شوخ چشمانند پردہ در تراز شاہدان بازاری ٭ تہیدستانند تونگر دل ٭ آزادگانند پا در گل ٭ عشاق طینتانند بخو یشتن مائل ٭ سادہ پیکرانند نگارین دل ٭ ہاروت پیشگانند زہرہ فن ٭ برہنی گوہرانند بابل مسکن ٭ پمندرانند قلزم کش

نہنگانند سینہ پر آتش ٭ برشتگانند پختہ مغز ٭ ہم مغز پختہ و ہم پوست نغز ٭ بادہ آشنا مانند سبیہ است از خود رفتگانند با شکیبائی ہمدست ٭ ہندی صنمانند پارسی گرد ٭ دہلی شہزادان اندصفاہان پرورد ٭ بان دہان ترسم کہ انچہ سرودم زسخنہ باشی ٭ ہانا منتخب دیوان اردو زبان ست ریختہ کلک مسیحی فرتاب خدام قسطاس دانش اسطرلاب بنیش ٭ جوہر آئینہ آفرینش ٭ حیارنقد گران مایگی ٭ معراج سُلّم بلند پایگی ٭ قہرمان قلمرو معنی پروری ٭ فرمان فرمائے گیہان سخنوری ٭ گیتی خدایگان نوآئین نگاری ٭ جہان سالار تازہ گفتاری ٭ روان بخش کالبد سخن گستری ٭ بینائی فزائے چشم دیدہ وری ٭ فرازندہ لوائے شوکت خامہ فروزندہ چراغ دودۂ آمہ آیہ ناسخ

تہنیت ہمہ استادان ٭ سرخیال انجمن نکتہ دانان ٭ سخن را از خیالش ارجمندی

معانی را ز فکرش سربلندی	صریر خامہ اش بس دلپذیر ست	بہشتی غنچہ بلبلان را صفیرست
میان فرزند نہ آبائے علوی	بہین شاگرد روح القدس عالی	جہان را ابید ریغ آموزگارست
گزین معنی شناس روزگارست	سر و سردفتر شیوا بیانان	درین فن افتخار ہنرمندان
بجولانگاہ معنی یکہ تازی	فلاطون فطرتی حکمت طرازی	نہ کلکش ریزش گنج معانی
چو ابر آذری دردر فشانی	ز صہبائے سخن سرشار گشتہ	ورق از فکر او گلزار گشتہ

موحد کیش صافی منش ستودہ خوئے فرخندہ کیش بزرگ نہاد پاکیزہ گوہر فرشتہ سرشت آزرم گستر کین گذار مہر پرور خورشید فروغ کیوان فرنگوہش نکوہ ستایش ستائے گنشو بمعنی زادہ خدائے سرتا سر وفا و فتوت دیدہ تا دل حیا و مروت ورک مصور روح مجسم عالم جان و جان عالم والا حسب عالی نسب سمی وصی و ابن دخشور اداش حضرت چارمین دستور اعنی استاذی مرشدی مولائی اخی مرزا اسد اللہ خان بہادر غالب اللہم کمل الکلام بر میمنہ بقائہ وحصل المرام بجیمنونتہ لقائہ یوزش آئین نیازگستر محمد ضیاء الدین نیراز دیر باز روالائے اندیشۂ پست دران اندیشیدی دگرانی قدر بیک اندران سنجیدی کہ این گرامی برادرزادہ ہا را کہ یگان یگان خلف الصدق دودمان ضیوۀ ابوالآبائے مضامین دلپذیرست بہ تعلیم نو آموزان نکو ازبد نشناس برانگیزد واین ارزندہ جواہر پارہ را کہ ہریک ازان سیمین ساعد شخص خرد را یارہ و نازنین پیکر ہوش را گوشوارہ است برشمسہ پیش طاق شناسائے برآویزد باری کارساز ایزد بزرگ را ہزاران سپاس کہ درین ہان کہ سنہ مقدسہ ہجریہ نبویہ علی صاحبہا افضل التحیات واکمل الصلوٰۃ بہ یکہزار و دو دلیست و پنجہ و چار رسیدہ آن و برین بسیج دلنشین آرزو بمساعدت روزگارست ہنجار و قابرزی بخت بیدار خوشتر ازان کہ میخواستم

ردای گرفت شادکامی در دل جاگزید واندوه تردد گرد آوری بدر رفت چون باحصاے افراد این همایون صحیفه شتافتم همگی اشعار شعری شعار غزل وقصیده وقطعه ورباعی یک هزار وهفتاد ودو اندیافتم الا با توانا هوشان هوشی وشنوا گوشان گوشی بر شاهراه شناخت فراوانی نیکومعانی باید رفت نه در بیغوله بیغاره زنی خرده بر قلت ابیات گرفت چنانکه خود آن والا آموزگار در گذارش این هنجار به پارسی نامه خویشتن در پرده سازان گفتار خودی سراید آری راست میفرماید شعر نگوییم تا نباشد نغز غالب ٭ چه غم گر هست اشعار من اندک ٭ از من یادگاری و برای دیگران تذکاری باد

اشعار فارسی

بس ست طول خدایا شبان تار مرا
بردی من بگشا چشم اعتبار مرا
دلش بسوخت چو بر کارهای بیم وم
مخواه در شب هجران تهی کنار مرا
نموده سعی به بے برگی من وخجلم
زهیم دراه نوای کاتب یسار مرا
گشود گرچشم زنفی ولی دران بستم
سفید بهرچه شد چشم انتظار مرا
وعده فرمود با دسے ویرانه ما
آه از تیرگی نالهٔ روزانهٔ ما ٭
نیر امشب بفروغ مه خورشید بقا
افسانه درازی شبهاے تار ما
پیمانه در کفے ودل شاه در کفے
دیگر زحق بگو که ترا التماس چیست
مے نترسی ز آه نیم شبے
بر سرم ابر درفشان نیست

بیاض صبح بده چشم انتظار مرا
نمود تیره چو شب روی روشنان سپهر
وفا نتیجه به از مزد داد کار مرا
بوجه زردی رویم شمرد از عشاق
بکیسه نیست چو با مزد روزگار مرا
ز تیره روزی وآشفتگی ورنجوری
که داده اند درین جبر اختیار مرا
سری وشور ونشور روی ونفخهٔ صور
چشم ما حلقهٔ زنجیر درخانهٔ ما
اشک ز دموج بود زادهٔ دریا گوهر
خاورستان شده هر ذره کاشانهٔ ما
اسرار غنچه دل مضطر برون فتاد
بهر خدای لغزش پای ایاس چیست
نیر نقاب گر نفگند از رخش نسیم
اسے فلک تیر در کمان نیست
در شبستان سینه از تپ غم

مکن بلاک که شادم به ناروائی خویش
بخاک سلسے سر نخوت غبار مرا
کنی نه گر قدم رنجه خنجری بفرست
رواج داد زر کامل العیار مرا
فرشته خوش نبود عیب چو شرم آید
بسنج خال رخ وزلف وچشم یار مرا
اگر نیاید ن دوست ماسے دارد
فلک ز پہلوے تیر نگاهدار مرا
وعدهٔ روز بما عیش شبانگاه بغیر
طرفه کا بستن دریا شده دردانهٔ ما
خوش می برد بخواب عدم قصهٔ مختصر
افتاد جام مے زکف رعشه دار ما
جام شراب بر کف ونوشین لبی ببر
وجه بیاد دادن هوش وحواس چیست
دیدهٔ اشکریز دریا بار
شمع روشن هر استخوان نیست

گر ستیم در کرشمه افزدن باد
خواهم که بخنجر بشگافتم جگر خود
چون آمده ایم از عدم آسان بود اکنون
دریاب بیک بوسه گلبرگ تر خود
دل میشکنی بجعدهان راشکن هاے
تا دوست برین وجه براندازد خود
شکسته طرف کلاه و گشوده بند قبا
که بوی خون ز فغان هزار مے آید
بعد دعوی ذرع بادهٔ ناب آوردند
دانش آنمایه که در باغ توانم دادند
دجله دجله گهر اشک ز چشم ستدند
بهر این گرمی بازار دکانم دادند
نیز اندر شب تاریک بجسم عریان
مهلت از دهر بسه کاسه نه آنست که بود
گور سیدم بجرم یک سپاس اصنام
نه چنین بود که هست و نه چنانست که بود
رستن نرگس ز اطراف مزارم بعد مرگ
شد فرو دردسری کز بالش برداشتم
گرد خاکستر سراپاے مرا موزد ردن
خندیدن از تو بوده واز ما گریستن
نا خوانده ترسم افگندای اشک بازبان
اوماند محو ردی من از ما گریستن
زین پس بضبط کوشم و سوزم بسوز رشک

هر چه بر من ز دلستان من ست
پیچیده عبارم بهوا در گذر دوست
پیمودن راهی که بود بے سر خود
رو چشم مکن هرزه چه بندی پی قلم
طرف کلهٔ کج بسر خود بسر خود
که وا نمود خم و پیچ جعد مشکین را
چه بیخود انه بت میگسار مے آید
گاهی از رخصت خوابی نگهانم دادند
تا بسنگ قدر شدم رطل گرانم دادند
تا شکستم قفس تن بجناح ارواح
تا درافشانی نیسان بزبانم دادند
رشک بر دامن من تا بره صفحه دهر
ماه از دشنه و از سینه کتانم دادند
بر عرق ریزی بیفائدهٔ نجیه گران
همچنان شکر خدا و روز بانست که بود
تا نقاب از زردی چون مهر رشیدا و برداشتم
آگهی می بخشد از چشمی که بر در داشتم
بعد ازین برخود شدم مفتون صفاے سینه این
شد غلط چشمی که من از دیدهٔ تر داشتم
در نظم گریه جائزه کز لک دهی بچشم
ترکرد نامه را دم انشا گریستن
هان ابر چشم قیس نه خارج از حیات
فرسوده شیوه ایست هما نا گریستن

نشاند ز سوز جگرم دود شش بر خود
آن به که زنم آب هم از چشم تر خود
خواهم که برم نام تو در نزع و لبم خشک
بردیده دران عرض کن اول بگهر خود
نیز گذر از رشک وهیر نامه دشمن
که بوے نافهٔ مشک تتار مے آید
اگر بردی گل امروز تیز دیده کسی
بالشی از بر سیم رخ نشانم دادند
کلش آنگونه کز دود توان بر بود
در فضاے ملکوتی طیرانم دادند
دست در غارت کالای خودم بکشودند
خامه همچون شره خونابه چکانم دادند
رفت دوری که بپای زدمی جام صبوح
همچنان زخم جگر خنده زنانست که بود
روش دهر بیک گونه نباشد نیز
دیدم آن دولت که چشم از چرخ اختر داشتم
این سر شوریده بر خشت لحد خوش آرمید
تا دمی دلرا بدلبر در برابر داشتم
آندم که بخش چشم و دهان کرد روزگار
زین بعد ملو از همه اعضا گریستن
من مانده محو ردی وی و گریه کرده گم
بر مرقد مطهر لیلے گریستن
وه نگاران خوش آمیخته با جان غمستان

نوش دارو کے حیاتست بکامم سم شان
فرخا بادہ کشانی کہ ز صاحب نظرے
کہ سپہر آمدہ در رقص ز زیر و بم شان
راہ رو گسستہ دم خفتہ بدشت مغیل
جور تر اگران کجا شوق مرا کنار کو
شیوۂ شرم بر نتافت کشمکش نیاز و ناز
پاے بر آبلہ کجا رہرو پا فگار کو
پاے در قطع رہ شوق ز سر بایستے
جگر دیدن این زخم جگر بایستے
دیدہ چون مردہ بناچاری من رحم آورد
از دل زارم ازین بیش خبر بایستے

داد از پرسش خوبان دم تودیع حیات
ساتگین می ناب آمدہ جام جم شان
تا زنم آتشے بچرخ آہ مرا شرار کو
مرد فراغ جوی را کاوش خار خار کو
بر لحدم نبرد کس شمع و چراغ بعد مرگ
شوق زیادہ جوے را حسن ستیزہ کار کو
نیر خستہ پاے را از عرفات سوی دیر
بگذر از پاے ز سر قطع نظر بایستے
داد از ان رشک کہ بر پرسش داوردارم
صورت زندگی از مرگ بتر بایستے
پردہ دل گر گشودے چہ غمستے

کہ نمک پاش جراحات بود مرہم شان
گوش کن نالۂ عشاق پریشان آہنگ
تا دہم اینچنان بآب دیدہ اشکبار کو
تا تو ستیزہ آوری من رہ عجز سپرم
سوخت تنم ز سوز عشق سوختہ را قرار کو
از ہمہ دشت روزگار دشتہ نیز نوک خار
تا ببرد بدوش خویش ہمرہ خمگذار کو
پنبہ از زخم جگر بیش کہ برداشتمے
ریخت ہر خون کہ بیداد و بدر بایستے
ہست آویختہ زلف کسے می شنوم
لالہ ستانی نمودے چہ غمستے

راہ غلط کردم و بہ کعبہ نتادم		گر بدرت جبہہ سودے چہ غمستے	

رباعی

ازکوری خود بروز انور عقرب	نیشے زدہ بپاے نیر عقرب	برمہ رسد ار تو چشم زخمے نہ عجب
من نیر اعظم نہ اصغر عقرب	نیر امشب طلوع بدرین بود	شمع کاشانہ روے صدرین بود

از مقدم ہردو محتشم دریک شب فرخندگی شبان قدرین بود

اشعار ریختہ

ممنون نہین ہے برق و سموم شرار کا
بکھر کیا گناہ دیدہ خونابہ بار کا
ہے کرطی ارض ہمکو یہ ضعف توان نہین
یان خوف شحنہ و خطر پاسبان نہین
حسرت مین ہے کہ نوک مژہ نیشتر مثال
کیا رشک صلح جبین صفا درمیان نہین

رکھتا ہے حکم جلنے مین عاشق خیار کا
آنکھون مین بوالہوس کے کھٹکتا ہون مثل خار
کل اسکے گھر گئے پہ قدم کا نشان نہین
گر انتہا نہین ستم و جور یار کو
کھبتی ہین گر جگر مین تو کیون خونچکان نہین
یاس ہے رجعت ایام گذشتہ سے ہمین

جب اپنے شغل سے دل خونین نہ باز آئے
احسان ہے یہ مجھ پہ مرے جسم زار کا
جب چاہو آؤ دلمین کہ ہے آپکا مکان
شوق زیادہ جو کو مرے بھی گران نہین
ہے دست صدق دشمن دروغ دوست
گردش دہر ہے یہ گردش دولاب نہین

نکلے آنکھون سے وہین جذب ہوے دامن مین
چھیڑ نشتر کی چلی جاے جو مضراب نہین
دار القضا کہان رہی میخانہ بن گیا
لطف ارتکاب مین ہے نہ اجر اجتناب مین
آتی ہے بو تراب لحد سے عبیر کی
ساقیا لیجیو سنبھال ہمین
تیرے غصہ نے ایک دم مین کیا
کسی صورت نہین زوال ہمین
کیا ہو پہنچے تو فرشتہ کا جہان جا گذر نہو
گر باز پرس کا اُسے خوف و خطر نہو
رخشان جو آتے آتے ابھی رک گئے ہین اشک
خون رو چکی کیا خون کا دعوا کیجیے
چاک یکسر مرا گریبان ہے
مختصر تر مرا گریبان ہے
سینہ کا چاک کرنا سکھلایا
جتنا ہو اپنے گوہر غم سے گھلایا کیجیے
تلخکامی سے مذاق اپنے مین یکسان ہے تو پھر

بجز اشکون کے کوئی گوہر نایاب نہین
کعبہ کو دیر سے چلے نشۂ شراب مین
ہین مست جمع محکمۂ احتساب مین
لے سادہ نامہ دوسرے سے کاتب یسار
رخشان ہوئی جو خاک غم بو تراب مین
شب نہ آئے جو اپنے وعدہ پر
مردۂ صد ہزار سال ہمین
طالع بد سے نیر رخشان
بیت الصنم ہے شیخ خدا کا یہ گھر نہو
آنسو اگرچہ رکھتے نہین لیکن آہ گرم
آنکھو نمین آگیا کوئی لخت جگر نہو
بعد ایک عمر جو آئے تو خجل ہون کیونکر
دل کا محضر مرا گریبان ہے
رات سینہ سے سینہ کس کا ملا
میرا رہبر مرا گریبان ہے
نقش بر سنگ ہے دھیان اپنا تمھارے دل پر
عوض زہر نہ کیون قند ہی کھایا کیجیے
لیکے گل قبر پہ رخشان کی نہ آیا کیجیے

جتنی ہو نغمہ سرا اُتنے ہی خونریز بھی ہو
مستون کو کیا تمیز خطا و صواب مین
پیری و مفلسی مین نہ تو نام ہے کہ اب
پاتا نہین بیاض گر اپنی کتاب مین
ہے کے گرنے کا ہے خیال ہمین
گذرے کیا کیا نہ احتمال ہمین
دل مین مضمر ہین معنی باقی
اپنے ہی گھر مین ہے وبال ہمین
چلکر خرام ناز سے برپا کرے وہ حشر
ہے تجھ سے چشمداشت کہ یہ نامہ بر نہو
کرکے نو امید ہمین قتل سے پہلے یکسر
آنکھین پتھرائی ہوئین انکی تمنا کیجیے
لاغری مین بریدہ ناخن سے
کہ معطر مرا گریبان ہے
ہے تصور مرا اس خاطر نازک پہ گران
خوش ہون سُننے کا نہین لاکھ مٹایا کیجیے
بو الہوس اور بھی مرنے کی کرینگے خواہش

نواب زین العابدین خان بہادر عارف تخلص

نہال حدیقہ دولت بانی مبانی حشمت بلبل چمنستان سخنوری طوطی شکرستان معنی پروری مہر سپہر کمال روشنگر آئینۂ اقبال سخن سنج معنی پناہ ہنر پرور کمال دستگاہ بلند پایہ رفعت سرمایہ رکن بناے جاہ و ثروت معراج عروج ابہت زبدۂ اراکین روزگار قدوۂ ارباب دولت ملک و دیار مقبل جہان مقبول جہانیان نواب زین العابدین خان بہادر عارف تخلص خلف رشید نواب غلام حسین خان بہادر ابن شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ

خان بہادر سہراب جنگ مرزا اسد اللہ خان غالب کی خدمت مین مشق سخن بہم پہونچائی ہے اور تحقیق دقائق علمی اور تفتیش محاورات پارسی انھین کی خدمت فیض منقبت مین کی ہے باوجود ناز و نعم ثروت کے اِس فن مین محنت و مشقت کو اس درجہ تک پہونچایا کہ عرق سعی سے دامن گرداب ہو گیا اور آستین محیط اور فی الحقیقت اِس فن مین وہ کمال حاصل کیا کہ شعراے زمانہ قدیم یعنی میر و سودا و قائم و کلیم اگر اِس زمانہ مین ہوتے بیشک اِس زبدۂ اہل کمال کے سامنے زانوی شاگردی تہ کرتے غزل وہ کہ ناز و انداز معشوقون کا ہر نکتہ پر جان فدا کرتا ہے اور قصائد وہ کہ جاہ و جلال سلاطین کا ہر لفظ پر نثار ہوتا ہے جب مضامین عاشقانہ غزل مین خرچ ہوتے ہین ہر دائرہ کے دہن سے آہ و نالہ آسمان تک پہونچتا ہے اور جب صفت معشوق اُسمین ادا ہوتا ہے تو مدات حروف سے اشارۂ ابرو اور چشم صاد سے غمزۂ دلجو ٹپکتا ہے مضمون سوز غم سے کشش ہر حرف کی شعلہ جوالہ اور معنی رنگین سے ہر لفظ رشک گل و لالہ بہار زمین مین سخن سبز و اوراق بیاض رنگین اور رزمیہ مین زبان قلم سنان اور خط نشتر و مین اگر بزم کا حال لکھا ہر دائرہ زمزمہ سنج ہوا اور اگر غم کا ذکر کیا ہر شکن کاغذ کا شانہ درد و رنج بن گیا

بیت گر خار نوشت در دل خصم خلید ۞ در گل بنگاشت بر رخ دوست شگفت ۞

فی الحقیقت کمال کی علامت اِس سے زیادہ کیا ہوگی کہ شاگرد پر اُستاد کو ناز ہے اور کیون نہو کہ اِنکی وضع جدید نے اسلاف کی کہنہ طرزون کو آب عرق سے دھو دیا اور مضامین بیگانہ نے طبیعت اہل علم کو اُن طرزون سے مطلقاً ناآشنا کر دیا اب وہ روزگار ہے کہ ہر سمت مین علم کمال و ہنر اِس صاحب سخن کا بلند ہے بلبل اگر چمن مین کچھ بولتی ہے یا غزلہاے عاشقانہ اِس زبدہ کمال کی پڑھکر چاہتی ہے کہ اُسکے اثر کے وسیلہ سے گل کو مہربان کرے یا زمزمہ اسی قدرِ ارباب معنی کی ثنا کا دفعت زبان رکھتی ہے قمری کو زمزمہ کو کو سے اِسی سخن سنج کی تلاش مطلوب ہے اور نرگس کو چشم باز رکھنے سے اِسی صاحب کمال کا انتظار طبیعت کے مرغوب ہے نغمہ منقبت بے نہایت ہے اب انھین دو کلمہ پر اکتفا کر کر چند شعر لکھتا ہون تاکہ حقیقت اُسکے کمال و ہنر کی اہل ہنر پر واضح ہو جاوے

	این نامہ صد جلال بکشا		دیباچہ صد خیال بکشا

اشعار ریختہ

سخت شرمائے مین اتنا نہ سمجھتا تھا انھین
کیا یہ نیام ہے تری تیغ نگاہ کا
نہ آئے سامنے میرے اگر نہین آتا

چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ بیجا کرتا
ہنسے اِس تدبیر سے اُسکو کیا شب نے حجاب
مجھے تو اُسکے سوا کچھ نظر نہین آتا

دلمین اُتر گئی یہ نہین دلکو کچھ گزند
کچھ کہا ایسا کہ وہ جامہ سے باہر ہو گیا
لکھین وہ ہمین نامہ سمجھ مین نہین آتا

کیا اور ہمارا کوئی ہمنام نہ ہوگا
دیوانگی مین غیر کو دون خاک گا ئیان
مقبول ہو تو کیا ہو ہماری دعاے صبح
اسی انداز پہ ٹھہری جو قیامت آئی
زر جان سے زیادہ ہے وان بھی مگر عزیز
بند ہوجاے ہین شیرینی سے لب قاصد کے
کوئی ستم اُٹھاے تمھارے کہان تلک
جسکے طالع مین ہو جو کچھ وہی ملتا ہے اُسے
سانس لینے کی جو فرقت مین مجھے تاب نہین
تا ایک وضع پر رہون دائم عذاب مین
کیا لطف ہمنے شب کو اُٹھائے عتاب مین
نازک ہے بسکہ عہد اُسے مشکل ہے توڑنا
صبر اب تلک کہان ہے مرے جو اسیر ٹرے

گر ازل مین مجھکو دیتے مانگنے کا اختیار
اب مانتا ہے کون ٹرا میری بات کا
ذوق شوق سے جاتا ہون آگے آگے مین
ہے خدا کو بھی کہین کیا تری رفتار پسند
اُنکے آنے کی جنازہ پہ توقع کسکو
بھیجنا کیجیے پیغام زبانی موقوف
جان ٹھہرا یا ہے تمکو ہا کیا کہتے ہین لوگ
عقل حیران ہے میسر مجھے کیون حج اب نہین
کنج لحد مین کٹتے ہو راحت کی تم امید
فقد سے مر ے زمانہ نہین انقلاب مین
شوخی ہے انکا شیوہ تو کھلتا نہین ہے راز
ہون شاد دل لگاکے بت نازنین کے ساتھ
نہ تو روزن کوئی سینہ مین نہ پہلو مین شگاف

خضر کی عمر اور میخانہ کی خدمت مانگتا
عارف شراب بھر صبوحی نہین نصیب
مجھے سمجھو نہ اسے پیر رہنما گستاخ
دی ہمکو جان اور کیا ہم سے زر عزیز
وہم کرتے ہین جو آتے ہوے بیمار کے پاس
ہوئین جو چرخ کی بھی برابر تو ہے سکین
ہم مر جاتے ہین تمکو بیوفا کہتے ہین لوگ
خوف ہے جلبس نفس ہے کہین بڑھجائے غم
عارف گر زمین کے تلے آسمان نہین
غصہ مین اُنکو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
گو وہ کسی کے واسطے ہون اضطراب مین
ہون بیتاب تو ان کیونکر نہ وہ بیباک ہو
دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے

نہ قتل کر مجھے جبتک کہ دن غیر کو قتل
کہ شرع مین تجھے دینا نہ خون بہا ہو مجھے

نواب غلام حسن خان بہادر متخلص بہ محو سلمہ اللہ تعالے

محی مراسم سخنوری بانی بناے ہنر پروری نخلبند حدیقۂ معنی پیراے صورتگر لفظ طرازی و عبارت آراے بلبل خوش لہجہ گلزار کمال طوطی خوش سخن نیشکر زار جلال زبدۂ ارباب دولت و اہالی حشمت قدوۂ اصحاب ثروت و خداوندان مکنت یگانہ جہان و فرید اوان نواب غلام حسن خان بہادر متخلص بہ محو خلف رشید نواب غلام حسین خان بہادر بن شرف الدولہ نواب فیض اسد بیگ خان سہراب جنگ طبع معنی آفرین اور فکر دشوار گزین رکھتے ہین اُنکے اشعار گوہر نثار سے فکر بلند اور اندیشہ عالی پر پے لیجا سکتے ہین الفاظ قریب اور نکتہاے باریک اور تشبیہات لطیف اور استعارات غریب اور تلمیحات دور از آہنگ اس انداز سے اُنکے کلام پاکیزہ و عبارات شستہ مین دیکھی گئین کہ اگر سامع بے اختیار وجد کرے تو کچھ بعید نہین طبع اُنکی خوے دلبران سے نازک تر اور فکر اُنکا بالاے خوش قدان سے بلند تر اس کمالات ظاہری و معنوی پر خلق و حلم

کا مرتبہ ایسا بلند ہے کہ اُسکا کچھ بیان نہین ہو سکتا اِس یکتاے روزگار کی ذات اقبال آیات کو جامع ضدین کہا چاہیے کہ باعتبار سال کے جوان اور باعتبار کمال کے پیر ہے سبحان اللہ زبان کو یارا اور قلم کو تاب نہین کہ دفتر اوصاف حمیدہ سے ایک حرف لکھ سکے چند شعر انکی نتائج طبع سے درج کتاب ہوتے ہین تاکہ بلندی افکار پر دلیل ہون

اشعار ریختہ

قید ہستی سے رہائی غیر ممکن تھی ہمین
آج دم دیکر اجل کو ہوگئے آزاد ہم

مسکرا کر دیکھتے ہین صورت بہزاد ہم
بیٹھتا ہے کھینچنے جب محو وہ تصویر یار

گھر سے نکالتا ہے اگر ہان نکالیے
تا حق کی حجتین نہ مری جان نکالیے

جو خون تمھارے دل مین ہے ارمان نکالیے
موجود ہون ہمین سامنے تیغ و کفن لیے

بت پرستی کرتے کرتے مین بھی پتھر ہو گیا
سخت جان صحبت سے تیری اے ستمگر ہو گیا

گھبرائے ہوئے پھرتے ہین اب بام پہ وہ ہی
اتنا تو ہوا ہے مرے نالون کے اثر سے

نواب ذوالفقار علی خان متخلص باذر

سخنور شیرین زبان نواب ذوالفقار علی خان متخلص باذر بیٹے نواب حیات علی خان کے پوتے معتمد الدولہ نواب احمد علی خان کے پروتے نواب یعقوب علی خان کے جو بھائی تھے شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ بادشاہ کے اور بادشاہ دہلی کی جانب سے منصب قلعہ داری شاہجہان آباد سے سرافراز تھے چونکہ بسبب گرمی فکر و تیزی طبع کے آتش زبان واقع ہوئے ہین اور تخلص بہت مناسب پڑا ہے الحق اسم بامسمی ہین حضرت اسد اللہ خان غالب کے ارشد تلامذہ سے ہین اور فکر رسا رکھتے ہین یہ چند شعر انکی عالی فکری پر دال ہین

اشعار ریختہ

میرے ستانے نے کام اس سے ایک جہان کے لیے
جو مین نہون تو نہو گردش آسمان کے لیے

شکوہ کرنے کی کیا مجال ہمین
ہوئے ناخوش بتان دیکھا جو مجکو

شکر بردان زبان گنتی ہے
خدنگ غمزہ نے گویا خطا کی

جناب مولوی عبد اللہ خان متخلص بہ علوی عفر اللہ لہ

زنگ زداے آئینہ معنی نماے سخن رنگ افروز معانی تازہ و الفاظ کہن جلوہ دہ عرائس افکار بلند آرائش گر ابکار معانی ارجمند ہم آغوش شاہد مضامین دور ہمکنار نگار لطائف حضور ساقی خمکدہ اسرار ابد و ازل واقف سرائر علم و عمل نظر باز حسن صافی نہادی جلوہ طراز محفل پاک نژادی آئینہ دار کمالات صوری و معنوی مولوی عبد اللہ خان متخلص بعلوی سن شریف آپ کا چالیس سے اور کمال ظاہری و باطنی ہزار سے متجاوز تھا اگرچہ اصل وطن مولد شمس آباد تھا لیکن چونکہ ایام طفلی سے بود و باش حضرت شاہجہان آباد مین رہی تھی گویا یہ ہی وطن ہو گیا تھا

بسبب استعداد خداداد کے ہر فن مین ید طولیٰ رکھتے تھے خصوصاً نظم و نثر تازی و دری مین اور چونکہ فن فارسی مین
خواہ باعتبار انشاء نظم و نثر کے خواہ اعتبار درس و تدریس کے مزاولت بکمال اور مشغولی اوقات بہت رہی تھی اسی فن کے
نسبت سے شہرت پائی تھی اگر اعتساف و کجی سے دور اور حسد و رشک سے خالی ہو کر اس بندہ ارباب کمال کا حال دیکھا جاوے
اور رتبۂ سخن پر نظر کیجاوے تو معلوم ہو کہ ذات تقدس آیات اس صاحب استعداد خداداد کی کیا جوہر قدسی تھی کہ پرکار دور فلکی
بعد ہزار گردش کے بھی ایسا نقش پیدا نہین کر سکتی اگر نظم ہے رنگین تر از گل ہے اور اگر نثر ہے مطبوع تر از دل ہے کاغذ انکی
بیاض کا بسبب شگفتگی معانی کے گل سے خندان تر اور قلم بسبب رفتار دلکش کے سرو سے خرامان تر سطور تازگی مضامین سے
موج سبزہ سیراب و نقاط بسبب کیفیت معنی کے قطرات شراب زبان قلم ترانہ ہاے شیرین سے بلبل اور اوراق سفینہ مضامین
رنگین سے برگ گل بلبل اگر انسے تعلیم نہ پاتی شیوا بیان نہوتی اور قمری اگر انسے فیض نہ لیتی سجع خوان نہوتی انکے
معنی نازک سے خوی دلبران خجل اور انکے مضامین پاکیزہ سے مزاج لطیف طبعان منفعل زبان جس کمال کو بیان کرے
چاہیے کہ دفتر دفتر کہے اور فکر جس مین تامل کرے غالب ہے کہ ایک عمر تک اسمین الجھا رہے اور حال یہ ہے کہ
حیلہ سازی سے زمانہ بخیل مزاج روا نہین رکھتا کہ ایک دم بھی ایسے کار شریف مین مصروف ہو کر تدارک مافات کرے
ایک مدت گذرتی ہے کہ شاہجہان آباد سے بامید تلاش معاش دل برداشتہ ہو کر پورب کیطرف تشریف لیگئے اور وہان
کسی انگریز جلیل القدر نے کمال قدردانی سے انکی صحبت فیض موہبت کو مغتنمات عظمی سے جانکر التزام کیا کہ چندے
اوقات کو اس صحبت مین صرف کرے اتفاقاً کئی مہینے کے بعد انکو اس سے مفارقت کا اتفاق پڑا اور چونکہ فن
طبابت مین معجزہ مسیحا اور ید بیضا رکھتے تھے اس نواح مین اکثر آدمیون نے انکے علاج کی برکت سے امراض صعب
سے نجات پائی اور وہان کے باشندون نے انکی بود و باش کو غنیمت سمجھا اور چاہا کہ کسیطرح یہ نعمت غیر مترقبہ
ہاتھ سے نجاوے اسیطرف کے ایک رئیس نے انکی خدمت مین رجوع کی اور بعد امتحان کے جب دیکھا کہ بہانہ جوئی لطف
شافی حقیقی یہ چاہتی ہے کہ مرضاے جان بلب انہین کے انفاس فیض اقتباس کی برکت سے جان تازہ پاوین اصرار
کیا کہ نظر بمروت ذاتی اگر اور جگہ نان تو قع روغن مین ترے یہان کی نان جوین پر فضل ندیا جاوے چونکہ خلق طبیعی
اور کرم جبلی انکی طبیعت فیض موہبت مین مستقر تھا اس رئیس کی رفاقت اختیار کی اور غربا مساکین کو انکی ذات کمالات
سمات سے ایسا فیض ہوا کہ نفس عیسوی کو اگر اسپر رشک ہو تو کچھ عجب نہین چونکہ فلک دوار نہین چاہتا کہ ایسے افراد
کامل صفحۂ روزگار پر چندے موجود رہکر موجب استفادہ خاص و عام رہین سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین عالم باقی کی طرف
راہی ہوے اور انکی تاریخ وفات بعضے اذکیا نے یہ پائی۔ تاریخ علوی کہ چو او ندادکس داد سخن ٭ چون

اور رسیدہ کس بفریاد سخن ٭ ناگہ زجہان رخت اقامت بربست ٭ ہاتف گفتا فتاد بنیاد سخن ٭ نظم و نثر ان سے صفحہ عالم پر بہت یادگار ہے تفریحاً للناظرین کچھ نثر عربی اور کچھ نثر فارسی اس کتاب مین مندرج کرتا ہون تاکہ ارباب انصاف کو معلوم ہو کہ نظم عبارت اسی نظم سے ہے اور نثر اشارت اسی نثر سے

رقعہ عربی

یا اہل نجد اصنعوا لقصتی
نقد الحیوۃ بکسب الذمائم
ہی ام یرحم دواسعی عکوفہا
احسی یسجع من ذکر صبائم
واللہ کیف اجاز ولواجد

نشرت منازل ختے النعائم
فاولتہا لیطواف لکعبتہ
بلغت لہم رحمتہ من کرائم
قالت صدقت ولکن طالما
ان تیرک الحب من لوم لائم
ام ظنی بیت وصوت الحمائم

عذلت نفسی فی ماتضیعت
ارجو بذلک عفو الجرائم
بیت عتیق وصادی نحیلہا
عاد المحب بفتح العزائم
کلب الحبیب حبیب لعاشق

قصر فضلی وبراعتی وکات لسان براعتی لیلاً حضارت المیزاس واخذت القرطاس لاشرح ہیمانی وانمق توقانی الی البارغ الکامل البدر الحلاحل واماء العلو سماء السمو عقوب احرار الرجال یعقوب کنعان الجمال یعسوب میدان الکمال باسط الیدین عطاء غامض العینین حیاء ابی النفس رضی الشمائل شدید الباس سدید الخصائل رافع العلوات بالاحسان والسماحتہ راکض العادیات فی رہان الشجاعتہ لہ سابقہ فی الکیاستہ وحاذقتہ فی الریاستہ بہر الاتراب نکر اودہا وفاق الآفاق ذکرا وثنا

قطعہ

لازال غدتہ سوطہ متحر کا
لو القیت لتری الحسود مترعب
وسعی اکباش القوم حین کربہ
قد فقت معنا یا الجواد العشرب

یوم العطاء ویوم حرب تقعضب
قام البرایا حولہ متد اینا
ملقی الایادی فی موخر تیقب
والعنائلین بانہ لماسرے

ولہ سنان اللحظ دون کماتہ
لجنوبہم کالصائمین لمشرب
سرد را لوا صفین لہ بان
فالشمس لا یتمتز عن کوکب

تشبع الجیاع من مائدۃ نوالہ وسعی التسلاع من معین عونہ دنیا بیع افضالہ علی الجد فی لاعہمار وفی المجد فی لاثار احد بنانا ولسان والذمومقا وضمان جود مثلہ فی الجود اغرمن نیفقتہ افوق واما الحاتم فماہو الافخار بوائک لنوق نجیب الطرفین سعید الکونین حاجی الحرمین الشریفین صاحب السطوۃ والصلوۃ والتحیر نواب محمد مصطفیٰ خان بہادر رفع اللہ کعبہ

سعید

وسہل صعبہ واذہب ہیئہ ونضر جبتہ نضر نعیمہ دار غد علیشہ ادام تملا کہوس السماء من صبوح الصبح وغبوق المار داوصل الکلام الی ان ایہا الامیر المنعام حیاک السلام بالسلام ونصرک علی نیل المرام انک قد تحریت زیارت الحرام ورمت الی السمت المحترم وتراکفت حیول الارادہ وانتہضت الیہا بالخیر والسعادۃ خشنی الفراق علی المنیتہ وحبیت الہلاک بالامنیتہ تانست لسدنتہ بابہا والقیت اسحات الدنیا علی وجوہ اصحابہا فانت وسیر النیاق الرافلات فی البطحی کان فی محاملہا اللیلی اوانا فی صقع ہذہ الصحراء کالغریب الضال فی الظلماء تجافی اجنبی عن الضجوع ولبت عیلنی من الدموع ولا یرمن ہذہ الوصب والاراحۃ من تلک النصب وذردہ سنام ماجرے من الالام خسہ ان صفقتی بما ساقنی المقدود من محاریب الاولیاء وبعدنی من مجالس الاریاء فانی بعد تودیع الخدام الامجاد مکثت مدہ ایام فی شاہ جہان آباد ثم لما صبابتی من الدہر کلبتہ وکربتہ فسمت سنام الغربتہ وترکت رباع الدہلی ودیارہا ونجوبت الارض انجادہا واغوارہا حین یبکی السماء علی حالی ویضحک البرق علی بلبالی فجرحت مراکل الجواد والنضوت مراکب الاجتہاد حتی نزلت فرخ آباد نعترونی اہل ہذا البلاد وجانبی کل قار وبار اشترآیت الی احابیشہا وحففت علی تالیہا ومجیشہا واکرموا مثوای حتی نزعت خفی والقیت عصای فلبثت ملبثاً وتجبت مکانا علیا وبعد زمان یسیر تقربت الی الامیر الکبیر الطالب للخیر والثواب الراغب الی الحق والصواب المعروف بالدولۃ والشہامتہ الموصوف بالصولۃ والصرامتہ حسن الظاہر والبطان رفیع المحل والمکان انفاسہ مسک سحیق اخلاقہ خمر عتیق صعد علی ذری العلا منذ استنزل من حجرامہ وافتاح السماء والغبراء بفوائح مافی جبیہ وکمہ قد خلق علی فترۃ من الابرار فکان راساً علی العبید والاحرار الزہرۃ النضرۃ فی الریاض المرتضوی السید الامجد محمد علی خان الصفوی الموسوی لازال دوحتہ فضلہ متفرعاً بالاجلال ونبعتہ جودہ ہینا سائغاً فی مذاق اہل الکمال فاستبقت البدری علی جنابہ وکنت الی ہذہ الایام عاکفا علی سدتہ بابہ بہے مخرفتہ النعم ولکن لا اخط منہا الا بالالم وہولی انفع لان الرشف انفع ازاح غنی معاناتہ الزمان الا معونتہ ہجران الاحباب والاقارب والاقران فانہا تزید یوماً بعد یوم وتشغلنی عن الاکل والنوم وملارک ذلک الصعاب وراس کل کلال وانعاب بعدی عن عتبک الشریفتہ التی ہی میقات اہل الفضل والسیاحتہ میعاد اصحاب المجد والوجاہتہ فلوۃ قلبی تبذکرہا وعمد عینی تصورہا واغوثاہ ثم واغوثاہ طالت مقالتی ولم تنقد ملالتی الا ان ابین مالا یدو حولہ شوائب التکلف وغوائل التصلف لان الناس عبد العین والاغراق تحمیل الکذب والمین وہوا سے عبد یقتفر مغتر داردت نصعیتہ عودک من سفر فشاورت العلب وتفحصت الامکان والطاقتہ قال حسبک ہذہ البطاقتہ فقط اعجل السفیر حتی اتلجلج اللسان فی التقریر وتحیر القلم فی التحریر فالعفو مسئول من تملک البحر النحریر فقط

وانا ارجو من فضلک العمیم ان تسلم منی علی المولی المفضال السید المتعال البارع الباہر الحاذق الماہر صعد علی مدارج العلوم صعود اسعاد النجوم ونزل فی فقار الحکم نزول المطر من الغیم بدر الملتہ صدر الشریعۃ بحر البر و بر الامتنان نہر الفضل و ینبوع الاحسان مفتی محمد صدر الدین خان حرر فی العشرین من الجمادی الاولی

نثر فارسی از صحبت نامہ

در روز غسلش حمامی چرخ بفروختن گرمابہ صبح دو دید و آفتابچی دوران آفتابہ زرین خورشید با چلانچی وا براہ افق در پیش کشید پیشکاران عرق خانہ گلشن دست بہ تہیہ اسباب غسل بر آوردند ازغوان غسول سبنم در پیالہ گذاشت و گل پیالہ سرخاب بدست بر داشت شمشاد شانہ ور آب کرد و چنار بہ ولا کے دست بر آورد و بنجۂ لالہ کیسہ از دست کشید و بہار آفتابی ابر بدوش رسید تجلی باصلاح خط عارضش سوی طلبید و موسی بہ شوق نورہ مالیدن دست از بغل بر کشید خیک ازین شادی کہ باداء خدمت آبکشی آب خود را روشن ساختہ آب بپوست انداختہ غنچۂ آب از رائحۂ بدنش ببوسید و سنگ پا بشرف پابوسش لعل را ہم سنگ خویش ندید با خرامان و دامن کشان بجامہ خانہ درآمد این رباعی از زبان ملہم غیب برآمد

رباعی

اے جود تو خلعت دہ عریانی یاس
زود آہ برون کن از بر خویش لباس
از مہر تو آتش بدل حمام ست
در شوق تو آب گشتہ در دیدہ طاس

آرایش گر بہار بقبا گردانی سمی قامتان گلزار دو دید و خیاط نامیہ قبای محریات را بر قامت سرو آزاد برید نسیم بہاری بفرطق دوزی اطفال چمن سوزن بنفشہ از بقچۂ زمین بر آورد و ابر آذری شبستان با مہای چرک تاب نو رسیدگان گلشن از گل کوزہ صد کلیزہ پر آب کرد آزادہ دلان قید تقطیع دفار غبالان تغییر لباس از ہمہ بریدہ بر خلاف باران لباسے از تہ دل بسباط نشاط انداختند و مرغان خوش الحان در ہر گوشہ غلغل نوروزی بلند ساختند عندلیب راہ جامہ دران برنگی سر نکردہ کہ گل جامہ بر تن دریدہ سراپای خود را گوش نسازد و قمری باصول فاختہ نشیدی بلند نساختہ کہ ضہو بر ہاند از نثارش صد لخت دل از سینہ بیرون نہ انداز و سار بالختی غمگسار فقرات این زمزمہ سیر زنگ را آہنگ راست بگوش بینوایان دائرہ عشرت انداخت

غزل

بازہ بر آتش گل باد صبا زد دامن
دوخت مہ بر تن اشجار دگر پیراہن
باز بر خاک چمن ریخت ہوا در عدن
آب بگشاد چو از خدمت گلزار کمر
نامیہ کرد دگر جامۂ خورشید رفو
باد بشتافت ز جنبت کہ برستارش من

صبح برخاست که گلهای چمن خندانند
ابر آن دایه که تیراوش از مهر بمن
گرنه از فرط طرب تن بفزاید بر خویش
بید گردید چنین فربه و نرگس بهکن
از پی تهنیت عیش خرامان و دنان
بگذرد گر بچمن زاهد شیشه گردن
خوش خوش آن آتش سیال که از تاثیرش

ابر شبست که بارد بهوای گلشن
وقت آن شد که کنون نامیه چون رنگ زنان
ورنه از فیض هوا روح ببالد در تن
ای حریفان چمن عهد شبابست بلی
بلبله سوره سبو رفت و سبو جانب دن
بلبلان رنگ صدا به که بود بسته نگار
خشک دامن شده زندی و درع تر دامن

صبح آن قابله کانگشت زند بر لب طفل
که تبسم بر سر کار آورد گاهی ردین
چیست آخر که بآن لاغری و رنجوری
بوسه از ما و لب از جام و ز مطرب تن تن
شیشه بندی کندش ساقی شیرین حرکات
غنچه دیگر بچمن آمده انگشتک زن
نج نج آن دلبر رقاص کز افشاندن دست

پشت دستی بزند بر رخ اندوه و محن

و خامه طاوس برفتار طوطی منقار

بصر پردلپذیر این ترانه تازه را آویزه گوش عرب و عجم ساخت

اشعار فارسی

نخواست غارت دست زمانه باغ مرا
که بوی مشک پریشان کند دماغ مرا
ولی دگردش چشمش خدا نگهدارد
که نیست رنگ شکستن بهار باغ مرا
اسیر قافله دشت و خستم علوی
که زهر چشم تبان می تراود از دل ما
گذشت عمر در آمد شد وجود و عدم
نصیب برق شود کاش جمله حاصل ما
دلم شکست ستمهای زلف او یارب
بردی آب گر ساخت عشق منزل ما
اشکم رود از دیده و مقدار نداند
آن کن که کسی بیند و بیکار نداند
یا قصه زنجیر بگو یا سخن زلف

درون سینه نهان داشت عشق داغ مرا
فلک ز اختر پروین سپند برد و بسوخت
که گردباد بود آستین چراغ مرا
دلم ز کم نگهی های او پر است مگر
نمون ز رنگ رخم میکند سراغ مرا
هزار قلزم خون می کشیم و تشنه لبیم
قضا به گردش چشم که بست محمل ما
به فتنه گرمی هنگامهٔ طرب داریم
شکسته تر شود آنکس که بشکند دل ما
ستم ظریفی و علوی مزاج دان تو بود
این تو قدم اندازه و رفتار نداند
داغم ز دل ساده که خوش کرده بهر خوب
واعظ دل من سبحه و زنار نداند

وفا پرست سر کاکل توام مگذار
شبی که آتش هجران فروخت داغ مرا
اسیر عهد غمم ای خزان عیش برد
خمار چشم تو خالی کند ایاغ مرا
اسیر تلخی زهرست جان بسمل ما
ز آب تیغ تو گویا سرشته شد گل ما
نصیب حاصل ما نیست گر همین خبر برقی
فروزد از نفس صبح شمع محفل ما
نم سرشک قرارم دهد چو ریگ روان
وگرنه تنگ طپیدن نخوست بسمل ما
گر جیب نماند است ز زنجیر در آویزه
ارباب تماشا ز خرید ار نداند
اگه بر رخ و گه بر طره خوب تو افتد

دیوانہ نگاہم کہ گل از خار نداند
غیر آید و صد راز بپرسد ز نگاہ ست
نقصان خود و سود خرید ار نداند

بی ہمرہی غیر نیاید بگلستان
پس با منت این حیلہ کہ گفتار نداند
دشوار کہ آئی تو بہ نعش وی دعلوی

این سادہ تو گوئی رہ گلزار نداند
جان میطلبد در بدل نیم نگاہے
مردن بسر کوے تو دشوار نداند

جناب مولانا مولوی امام بخش صہبائی تخلص سلمہ اللہ تعالے

زنگ زداے آئینہ سخنوری مصقل مرأت معنی پروری نخلبند حدیقہ کمالات صوری پردہ کشائے حسن جلائل معنوی معجزہ طراز طرز تازہ بزم افروز حمائد بے اندازہ ساقی خمکدۂ سخن سرائی مولوی امام بخش متخلص بصہبائی نسب آپکا والد ماجد کیطرف سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک اور والدہ مشفقہ کی جانب سے حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچتا ہے کمالات ظاہری اور جلائل باطنی اور حسن خلق اور حمائد اطوار مین پسندیدہ خالق ومقبول خلائق ہین خلق نوش آپ کا آئینہ بہار اور اوضاع حمیدہ آپ کے محمود روزگار اس جزو زمان مین ایسی جامعیت کے ساتھ کم کوئی نظر سے گذرا ہے اور طرفہ یہ ہے کہ فنون شعار و سخنوری مثل تحقیق لغت و اصطلاحات زبان دری اور تدقیق مقامات کتابی اور تکمیل عروض و قافیہ و استکمال فن معما وغیرہا مین ایسا کمال بہم پہونچایا ہے کہ ہر فن مین یک فنی کہنا چاہیے۔ بیت پذیرفتہ از ہر فنی روشنی ٭ بوجد اگانہ در ہر فنی یک فنے ٭ شروح کتب اور رسائل قواعد زبان فارسی اور رسائل علم عروض و قافیہ اور معما جو آپ کے ریختہ قلم نزاکت رقم ہین ایسے نفائس مقاصد اور جلائل مطالب پر مشتمل ہین کہ متتبعان فنون مذکور کو اُن فوائد جلیلہ کا حصول بعد ایک عمر دراز کے بھی متعسر ہے خصوصاً رسالہ گنجینۂ رموز کہ صنعت معما مین آپ کے خامہ معنی طراز سے جلوہ پرداز ہوا ہے ہرچند رسائل متعددہ اِس فن مین اساتذہ سلف سے یادگار ہین لیکن جو کہ ع ہر کار رہین روزگاری ست ٭ حسن اِس کمال کا اب تک گنجینہ تقدیر مین سر بمہر امانت تھا اور اُن پیشوایان فن دقیقہ یابی کو اِس طرز دانداز سے سواے آرایش سہل کے نصیب نہین ہوا تفصیل اِس اجمال کی یہ ہے کہ وہ رسالہ مشتمل ہے ایک معما کی شرح پر کہ شرح ومتن دونون آپ ہی کی نتائج طبع فیاض سے ہین وہ بیت باعتبار ظاہر کے سواے چند کلمات معدود جو ظرف بحور متعارف مین گنجایش پذیر ہو سکتی ہین اور کیا رکھتی ہے لیکن اگر چشم بصیرت سے دیکھا جاوے وہ بیت ایک عالم ہے کہ جلوہ ہاے ہزار در ہزار سے دیدۂ فریب اہل کمال ہے ارباب دانش و اہل خرد پر ظاہر ہے کہ فن معما اگرچہ اصول شانزدہ گانہ سے زائد نہین رکھتا لیکن فروع متکثرہ اور شعب متوافرہ اُس سے اسقدر متفرع اور منشعب ہین کہ ظرف حصر و شمار اُسکی گنجایش سے عاجز و زبون ہے اِس بیت نے باوجود ایسی تنگ ظرفی کے اُس دریاے

ذخار کو اپنی آغوش مین چھپایا ہے یعنی ذیل بیان اعمال مین یہ ہی ایک بیت مثال ہے اور اس سے تین سو ساٹھ مختلف اسامی مستخرج ہوتے ہین اور طرفہ تر یہ ہے کہ استخراج اُسکا نہایت سہولت و بے تکلفی کے ساتھ ہے اگر انصاف یاران سخن فہم کی طبیعت سے گوشہ گیر نہو تو ارشاد کرین کہ اس کیفیت کے ساتھ کوئی رسالہ عہد آدم سے اس دم تک کس صاحب استعداد کی پردۂ فکر سے جلوہ گر ہوا ہے اور ایک رسالہ جواہر منظوم نام مشتمل رباعیات پر کہ ہر رباعی سے ایک نام نامہاے باری عز شانہ کا مستخرج ہوتا ہے باوجود لطافت اعمال معماہی کے معنی شعری اس لطف کے ساتھ ہے کہ ناز و انداز خوبان خلخ و نوشاد اُسکے آگے طبائع عشاق سے ہزار کوس پر رہتا ہے سوا اس کمال کے نثر و نظم زبان دری سے خبر دگیر ہاے متعدد ملو ہین نثر ایسی کہ ثریا اسیر نثار ہے اور نظم ایسا کہ نظم جواہر اُسپر فدا ایک نثر چار پانچ جزو کی مسمی بہ رنیزہ جواہر سلطان عہد والی عصر محمد سراج الدین بہادر شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ کی مدح مین اس آب و تاب کے ساتھ ریختہ قلم نزاکت رقم کی ہے کہ اگر رشک و حسد ہم عہدی چشم پوشی نہوے تو اُسکے جلوہ گاہ مین سہ نثر ملا نور الدین ظہوری کو ہرگز پردۂ خفا سے جلوہ گر نہ کرین اور ظہوری کو اُسکے عہد مین خفا بنا دین اور ایک انشاے مکاتیب نہایت متانت عبارت اور لطافت معانی کے ساتھ ہے کہ اکثر اُسکا بطرز نثر مرزا بیدل علیہ الرحمہ ہے اور نظم مین غزلیات کثیرہ اور قصائد متعددہ بعضے بطرز متقدمین اور بعض بطرز متاخرین نہایت لطف عبارت و کمال حسن معانی کے ساتھ موجود ہین الغرض احاطہ آپکے محاسن و محامد کا اندازہ تقریر اور احاطہ تحریر سے افزون ہے اُنکے نظم و نثر کے الفاظ لآلی شاہوار اور معانی یاقوت آبدار کی برابری کرتے ہین قلم کو انھین کی عبارت انسلاخ سے نستعلیق گوئی میسر اور صفحہ انھین کے معنی رنگین کے فیض سے بساط گل کا ہمسر ہر دائرہ طراوت معانی رنگین سے ساغر مل اور ہر سطر رنگینی مضامین سے شاخ گل ان کمالات پر حلم ایسا ہی خلق ویسا ہی زبان اُنکی ورق نسخہ اخلاق اور سینہ اُنکا صندوق خزاین وفاق ہرچند اس سر کردۂ ارباب وفاق اور اس سر حلقہ نیکو کاران آفاق اور راقم مین سر رشتہ محبت و اخلاص ایسا مستحکم ہے کہ گویا دو قالب مین ایک جان جاری و ساری ہے اور یہ امر دال ہے اس بات پر کہ ذکر اوصاف حمیدہ اس یگانہ روزگار کا شاید نتیجہ افراط محبت کا ہو لیکن راقم نے مراتب دوستی و مدارج اتحاد کو اس امر مین کچھ دخل نہین دیا اور جو کچھ بیان واقعی تھا اُسی کو لکھا وگرنہ محبت کا اقتضا یہ تھا کہ جسوقت اُنکی محامد و اوصاف مین زبان کھولتا اور تحریر مناقب مین قلم کو ہاتھ مین لیتا شاید سوالات محشر کے جواب کی تقریب ہی میں ایک دو لمحہ کے واسطے زبان کو اس ذکر سے باز رکھتی اور صدمہ زلزلہ قیامت قلم کو ایک دو دفعہ ہاتھ سے گرا دیتا جو کہ اوصاف نفس الامری بھی غیر متناہی ہین اور اُنکا حصہ طرف اعدا و نا متناہی مین

بھی محال ہے بالفرض اگر ہمت اُنکے بیان سے عاجز نہو زبان گوشتین کا درماندہ اور قلم چوبین کا فرسودہ ہونا ممکن ہے
ناگزیر انھین ایک دو کلمہ پر قناعت کر کر قدرے اُنکے کلام بلاغت نظام سے بطریق یادگار کے درج کتاب کرتا ہون

نثر از ریزۂ جواہر

تواضع را با نہادش چون موج و دریا ہم آغوشی و بزرگی را با سرش چون رفعت و آسمان گرم جوشی فیض در طبیعتش
چون ریزش در سحاب و صفا در ضمیرش چون پرتو در آفتاب اوامر قضا را با متابعت امرش اندیشہ پا بر تر نیفتادن و
اندازۂ قدر را در مقابلہ تخمینش سر رشتہ حساب از دست دادن رفعت از سر بلندیش با فلک ہمدوش و فروغ از ضمیرش
با آفتاب ہم آغوش مہابت را از پشتیبانی جلالش جرأت شیر افگنی و سیاست را از دستیاری قہرش اقدام در گردن
زنی حیا در پیشانیش چون صفا در آئینہ و مروت در ویش چون می در آبگینہ دریا را از کرمش گوہر در گنجینہ و معادن
را از جودش زر در خزینہ از ریزش بے فاصلہ اش موج دریا دست دراز کردہ در فراہم آوردن گوہر ناصبور است
و از انعام متواترش محیط فراخ دامن در تنگی حوصلہ آرزو مجبور صبح از خورشید آتش در دل افروختہ غیرت ضمیر انوار
دفینہ اش و شام از شفق خون در جگر انداختہ رشک زر را داریہاے سینہ اسرار گنجینہ اش گل با شگفتگی خاطرش جگر خوار تر از
بلبل و گلشن با رنگینی طبعش افسردہ تر از بزم بے مل ظفر با دازۂ موکب سعادت کوکبش دو سہ منزل پیشتر در انداز
استقبال و نصرت بتوجہ رایات شرف آیاتش مہیاے پیشکشی تحائف اقبال مجلات خوبی گل را در مصحف خسارۂ شاہدان
مفصل تفسیر نمودہ و مبہمات موزونی سرو را در مصرع قامت خوبان مصرح تقریر فرمودہ وقت فکرش دریافتہ کہ کوری چشم
نرگس از پاس عصمت ابکار چمن جائز داشتہ اند و گرفتگی زبان سوسن بلحاظ بیدماغیہاے بلبل ناتوان واجب پنداشتہ
نی قلم در کفش فوارہ معنیہاے رنگین و سادگی کاغذ در پیش چشمش عینک دوربین با لطف کلامش سجع بلبل نالہ زاغ
و با خوبی رقمش خط خوبان پاے کلاغ نظم انصاف را حرف شمشیرش مقطع و قصیدۂ عدل را سخن تدبیرش مطلع
تیر ارش در برابر خدنگش چون سہم نگاہ اعمی از ترکش بر نیاید و کمان رستم در جنب کباده اش چون حلقہ اقامت
ضعیفان مردرین نماید تیغ ابرو در ایامش شمشیرش در نیام بیکاری با زنگار خوردہ و سلسلہ زلف را در عہد کمندش از
بیقدرے باد بردہ جنگ آزمائی کہ تہمتن قواعد رزم را از کمترین چاکرش یاد کردہ و نجتیاری کہ سکندر کوشش
فتح را جرم از لعلینش پردہ شبستانش از ساغر طرب غیرت گلشن و ایوانش از میناے عشرت رشک چمن اہل
وفاق را چہرہ از زعفران زار عہدش ارغوانی و ارباب نفاق را رخ از ارغوان کار تیغش زعفرانی لمعۂ تیغش برخرمن
ہستی اعدا برق و نالہ رعد با طنطنہ کوششش نزرق در ہواے عرصۂ جنگش از رنگ پریدہ دشمنان صد سحاب

تاقب جلوه کرد در فضاے رزمش از جان رمیده اسد اعالم ارواح در نظر از صدمهٔ گذرش گاو آسمان را اندیشهٔ جستن شیر مضطرب میگرداند و از احاطهٔ کمندش ماهی زمین را بیم گذاشتن شست برخودی جنباند خدنگش آنسوے فلک گذران تراز تیر آه و کمندش پیچان تراز زلف نگاه بلندی مراتبش تفعه منار جلال و رفعت مدارجش سلم بام کمال فلک را از مرتبه بخشش معراج بلند پایگی و محیط را از دستگاه جودش اعتبار گران مایگی وصف عموم فیضش ذکر طوبی و سخن بلندیش حرف سدرة المنتهی از رفعت سدره بارگاهش فرق کمترین چاکر فلک سا و از بلندی پایهٔ آستانش پاے ادنی خادم عرش پیما بصلاے غریب نوازیش مغنیهاے نادر اهل سخن در تردد جادهٔ نفس بیتاب و از آوازهٔ تعمیم سخایش مضامین بیگانهٔ شعراء در کافرنیهاے شارع قلم سراپا اضطراب توانائی را از نسبت سرپنجه اش و ربردن نام شیر رو در هم کشیدن و خجستگی را از انتساب ذاتش در تصور بال هما برخود پیچیدن

شهنشاهی که از بس ارجمندے
گذارد پاے بر فرق بلندے
فلک جاهی که از والائی قدر
نگاه در رانده بر پیشانی بدر
ملک قدری که از وی دوش شاهی
طرازش جسته از فضل الٰهی
نهیبش گر زند بر سنگ خاره
رگش در جنبش آید چون شراره
شرر را قهر او گر بر فشرد زد
چو کاغذ سنگ خارا را بسوزد
چو شیر از هیبت غرمش رفته از هوش
گریز آورد در سوراخ خرگوش
فلک گفتی سپر خود را عدویش
هلال از نعل توسن زد بر رویش
بسطر تیغ بهر زیست حرف
ز خون دشمنانش رنگ شنجرف
ز تیرش زخم اعدا تا دم صور
برنگ چشم عاشق گشته ناسور
هنوزش تیغ بر کف نارسیده
بفرق دشمنش عمدا رسیده

اشعار فارسی

یارب آن کن مجنون دل دیوانهٔ ما
که شود بال پری نالهٔ مستانهٔ ما
حسن برخود غلط و عشق نظرباز غیور
شمع داغ ست ز خودداری پروانهٔ ما
هستی اهل فنا وقف شتاب دگر ست
رفتن رنگ بود شمع به کاشانهٔ ما
طرفه کان بت برخ کعبه روان هم خندد
دست در گردن غیر ست ز جانانهٔ ما
کن آشنائی لب دو سه حرف عتاب را
از بهر باده آتشه ساز این شراب را
رنگ رخم چو گل پر پرواز میزند
دارم خزان رسیده بهار شباب را
دارد اثر ز چین جبین موج خنده ات
یکرنگ کرده ناز تو لطف و عتاب را
امروز تا کرشمهٔ لطفش چه میکند
رحمت فگنده است بفرد احساب را
چون شمع آرمیدن عمر ست اضطراب
دارد سرور رنگ بهارم شباب را
وحدت هزار جلوه فتاده است دیده ام
در دیر و کعبه رنگ عذاب و ثواب را
صهبائیا به وسعت رحمت نگاه کن

یکسو بنه شمار گناه و ثواب را
مشق جنون نکرده بوادی قدم مزن
آتش نهفته زیر بغل آه سرد ما
صهبائی از جفای فلک دم نمی زنیم
جنون بفصل خزان میکند بهار مرا
برنگ لاله در آغوش نوبهار نه هشت
ز بیکسی لحد آه و در کنار مرا
فلک بماتم یاران رفته صهبائی
آتش از خانهٔ من سر زده سامانم سوخت
بوی پیراهن اگر چاره گر آید دقت است
محرم خورشید گشتم باخسان کم ساختم
عیش عالم نیست باب من در ماتم زدم
نی نمک بر دم بزخم و نی بمرهم ساختم
نیست صهبائی چو جام جم نصیبم گو مباد
چشمهٔ چندین نسخهٔ خواب پریشان در بغل
در سینه آتش مشتعل در دیده دریا موج زن
بزندگانی دشمن چه گونه خرسند ست
یاد آن روز که کس محرم اسرار نبود
عشق آن خانه خراب است که بیکار نبود

آرامها ز طبع جهان شد زرد با
اے گردباد با دل صحرا نورد ما
چون صبح بار خاطر عالم نبوده ایم
ای کاش بر خذر شدی از آه سرد ما
چنانکه باده در انگور نیست باده بنام
ز دوست داغ دل آسوده روزگار مرا
هر آنکه دید مرا دید خویش را در من
سپرد داغ دل و چشم اشکبار مرا
آتشے بود که جز کعبه نباشد سنگش
دل به بیتابی غمدیدهٔ کنعانم سوخت
مردم در چشم مردم عالمی تاریک شد
در خورم نبود نشاط و هر با غم ساختم
کفر در کیشم سپاس نعمت دیدار او است
می ز خون دل کشیدم خویش را جم ساختم
نازم به کارکیشی زلف سیه کارش که او
هر شعله دوزخ آفرین هر موج طوفان در بغل
بکفر من منگر عذر اضطرارم نه
حسن را جلوه گه و جوش خریدار نبود
عشق و حسن اند غیور انقدر افزود نزاع

خیزد خزان عالمے از رنگ زرد ما
صبحیم ضعف ما منگر و از اثر برش
تمکین نداشت جز نفسے زنگ گرد ما
چه گل که در کف پا نشگفد ز خار مرا
بهر کجا که توئی نیست اعتبار مرا
قبول خاطر کونین را نے ارزم
بجرم که بدل نیست غیر یار مرا
شد دلم جلوه گه حسن قد و جانم سوخت
برق آن کفر که در خرمن ایمانم سوخت
همچو شبنم خویش را فارغ ز عالم ساختم
من مگر شمعم چه رفتم بزم برهم ساختم
رنج و راحت هر دو بی درد سر منت نبود
جلوه در هر رنگ دیدم گردنی خم ساختم
دارم ولی دیوانهٔ صد داغ هجران در بغل
هم راه ایمان میزند هم کرده قرآن در بغل
بجرم که جو از من برگ راضی نیست
که شوق در طلب بت بدست ماند بست
پرده برداشت گه از یوسف و گاهی ز رخت
ورنه بیخ من داد آن همه بسیار نبود

غفلت از جلوهٔ مطلوب نسازد محرم
دیدهٔ آئینه یوسف شد و بیدار نبود

معمیات از جواهر منظوم عزیز

خورشید بخویش داشت زین پیش گمان
چون قصهٔ آفتاب رویش گفتم
کاین چرخ نیاورده بطرزش بجهان
خور یافت رخ چو خویش را نام و نشان

خور عبارت از ع است و خویش کنایه از آفتاب که درین مقام مراد از آن زر ست و شکل آن زر یعنی انگور و رخ آن رای مهمله
و چون رای مهمله را نام یا بندری شود و نشان یا بندری بزای معجمه گردد و زای معجمه که در زر بود با قیست پس زر بسته باغ غیر گردید

ایضاً

بیگانه ز من نگار جادو فن من ❊ از حیله خصم دوست شد دشمن من ❊ چون دیده غیر اشک بر دامن ریخت ❊ دامن دیگر زد از پی
کشتن من ❊ دیده ع مهمله است و چون دیده غ معجمه غیر اشک یعنی نقطه بر دامن که رای مهمله باشد بر نیرو زای معجمه گردد و غ
معجمه عین مهمله شود و چون اکنون دامن زای معجمه باشد دامن دیگر عبارت از زای معجمه دیگر خواهد بود و چون زای معجمه
دیگر در اول یاے تحتانی در آید عزیز صورت نماید و اول یاے تحتانی در آمدن زاے معجمه از بهر آنست که دامان زدن عبارت
است از پیچیدن دامن بر کمر

خافقض

جنبش که برنگ ماه انور بینی ❊ چون خوبرو بینی اگر بکر بینی ❊ آخر ز آن شوخ بین تمام اندازش ❊ زانگونه که هر دمش فزون تر بینی ❊ آخر از
شوخ حرف خ است و آن تمام بود خا گرد را از آن گونه یعنی شکل آن ح مهمله است دوا دو از آن عدد آنست که هشت ست و هندسه آن
۸ چون آنرا هر دم فزون تر بینید اول آنرا هشتاد بینید که حرف ف باشد و دیگر بار آنرا هشتصد بینید پس قض شود با اول خا قض گردد

رافع

چون رفت ز خلوتم سحرگه آن یار ❊ بنمود خور از منظر مشرق دیدار ❊ با دیده ام از شوق تا بدل گردد از وی ❊ گردید چو اثر در آفتاب آخر کار
از در را و فیز داست از در و بمثل از ار است و چون بگرد در اشود دور یعنی نیست رانی شد و آفتاب که عین مکتوبی باشد
اخو است یعنی یاے آن بدل باغ ست رافع شد

غفور

یارب بنهم ز بسکه از حد افزوده ❊ گفتی لا تقنطو و یا سم نزدوده ❊ آری ناجی شد آنکسے کش از شرم ❊ با عفو تو را ز دیده خبر اشک نبوده
راز تحلیل یافته و حرف ری یعنی از حاصل شده یعنی با لفظ غفور رفت را است غفور شده و از آن دیده که عین عفو ست اشک شود غفور گردد

مجیب

آن لعل اگرچه جان فرهاد و بجوست ❊ اما ز نفس سیه دل و فعی خوست ❊ گر زلف بد دهن نها دن بلبش ❊ گیرم ز لب آن همه کار زلف
بر او ست ❊ زلف جیم است و دهن اندر آن میم و لب آن حرف جیم ست چون میم بیج بیا مجی بهم رسید و اثر لفظ لب آنچه زلف
بر اوست حرف ب است جرا لام که تشبیه زلف وار در حرف ب است آن گرفته شود مجیب ظاهر گردد

حق

عالم چو بعشق آن ستمگر آشفت ٭ او خود است که جنس دل از و گیرد مفت ٭ چون دیده خصم آن تمام عیاری ٭ درها ز میان نمود و آخر نهفت ٭ دیده خصم صاد است و شکل آن ضاد است یعنی مکتوبی و تمام آن ضاد است ملفوظی و درهای آن باعتبار هندسه د آنکه هشتصد است دو است بدینصورت ۸۰۰ و این نقطه ها از میان ضاد که الف است که دو پس هرگاه دو نقطه بر الف آید صد گردد که قاف است و هشتصد هشت ماند و ان حرف ح است و آخر که دال است هفت اسم حق قبصه ظهور پیوست

باطن

گر در شب ماه آن شه حسن و جمال ٭ از پرده نماید رخ خورشید مثال ٭ از بسکه ز خود تهی شود از شرمش ٭ از بام رباط مه نماید چو هلال ٭ از بام رباط مه نماید چو هلال گفته و تبدیل حرف را که در اول رباط است بنون خواسته و از عبارت نماید چو هلال مراد آنست که آن نون در آخر رباط باشد چه هرگاه از بام به بیند هلال در مغرب نماید پس لفظ باطن صورت بندد

مالک الملک

آنرا که زداغ عشق نقدی اندوخت ٭ در مکتب عقل نسخه ها باید سوخت ٭ شد با سر لا دلم دل اندر صد بحث ٭ آخر ز کتاب عشق حرفی آموخت ٭ با قلب شد اب گردید مراد از آن ماست دهر یعنی کل قلب شد لک گشت و لا قلب شد آل گردید و لم قلب شد مل گردید و آخر این همه حروف حرفی از کتاب که کاف باشد از مجموع مالک الملک صورت بست

ذوالجلال والاکرام

آن دل که چو خورشید مصفا دیدی ٭ از روشنی باده و صهبا دیدی ٭ برگیر کد و نه دل جلا گیرد اگر ٭ در دور زمانه کار دل را دیدی ٭ برگیر کد یعنی شکل آدو که دو است و نه که لا است دل پس ال باشد ذو ال شد و لفظ جلا اگر را گیرد یعنی نور از ذوالجلال شد و دوره ماه است در آن نه یعنی لا دکار که دل آن حرف راست که کرا باشد پس الاکرام شده

امام بخش اسم مصنف

در دوره حسنت آه بلا لین غیغب ٭ خورشید و قمر گشوده در دعو لب ٭ بر بام نو تبر جلوه کن وقت سحر ٭ یا آن رخ خود نما میان دل شب ٭ یا آن تنبیه با است و از آن تکرار ام مراد است پس امام شود و در میان تقلوب شب که بش است حرف خا معجمه که رخ لفظ خود است در آید بخش گردد

صهبائی تخلص مصنف

داغ دل تست لاله گون صهبائی ٭ چاک جگرت گل جنون صهبائی ٭ دل به در دیده تا بهاری شگفته ٭ آخر کو دل است خون صهبائی ٭ چون به قلب شود هب گردد و آن در دیده یعنی صاد آید صهبا گردد و آخر را که دال است سمی است بی بگوای به یی بدل کن که صهبائی شود

مولوی محمد حسین ہجر

بلبل شاخسار سخنوری طوطی شکرستان معنی پروری مولوی محمد حسین ہجر شاگرد رشید مولوی امام بخش صہبائی تمام کتب منثور و منظوم فارسی انھین کی خدمت مین تحصیل کین اور مشق سخنوری بھی انھین کے التفات سے بہم پہونچائی تحقیق مقامات اور تدقیق رموز مکتومہ کتب متداولہ خوب طرح سے کی ہے لغت و اصلاح فارسی پر نظر اور زبان دری کا تتبع بکمال ہے انشاے نظم و نثر مین دستگاہ کامل رکھتے ہین یہ چند شعر بطریق یادگار لکھکر ہدیہ ارباب شوق کرتا ہون

اشعار

در جواب شکوہ ہاے کم نگاہیہاے ناز
کہ باشد حیرت چشم نقاب آفتابش را
بروے ماہ تابان رنگ در پرواز می آید
شہید ناز چشم سحر ساز نیمخوابش را
چنان ضعیف شد از غم تن نزار مرا
بجلوہ آئی حیرت بہ روزگار مرا

سرمہ گویا میکند چشم ترا نام حیا
ز شوقش صد تپش فرسودہ دل اندر بغل دارم
نمیدانم کہ از رخ بر کشیدہ امشب نقابش را
کنم گر عرض حال این دل صد پارہ در پیشش
کہ بار خاطر من میکند غبار مرا
بیاد روی او خلوت در انجمن

ندارد تاب بینش دیدہ حسن بیحجابش را
رم آہو عنان در کف سپارد اضطرابش را
نگہ در دیدہ نرگس مید مد از خاک تا محشر
بخاموشی سپارد ہجر آن بدخو جوابش را
تو نیز چارہ حرمان نمی توانی کرد
من و خیال تو با دیگرے چہ کار مرا

چنان ز خویش نفورم کہ خاکم از پس مرگ
دہی بباد نیابد بدل غبار مرا

میر نثار علی نثار

ابن مولوی عبد اللہ یہ بڑے خاندانی اور آبا و اجداد انکے ہمیشہ صاحب اعتبار رہے چنانچہ مولوی رحمت اللہ کہ انکے جد اعلی تھے استاد تھے محمد شاہ بادشاہ کے اور انکے پرنانا مولوی اشرف صاحب استاد عالمگیر کے تھے انھون نے تحصیل کتب فارسی اور مشق سخن مولوی امام بخش صہبائی سے کی ہے فکر خوش اور سلیقہ کتب دانی کا اچھا رکھتے ہین علاوہ اسکے خط نستعلیق ایسا خوب لکھتے ہین کہ انکی کشش مدات سے ابروے شاہدان چین و چگل پر اشارت اور انکے سر عین سے نرگس شمشاد قدون پر کنایت ہے الف کی راستی کے آگے سرو کا قد خمیدہ اور بے کی خوبی کے سامنے لب خوبان دندان حسرت سے گزیدہ چشمہ ہے کہ آب حیات سے ہر سبزہ صفحہ تحریر کا رنگینی رقم سے گل خیز دندان سمن رویان دندانہ سین سے شرمندہ اور کاکل سنبل مویان دنبالہ میم کا بندہ یہ کمال انکا مقتضی تھا اس امر کا کہ انکو خوشنویسون کے ذیل مین لکھتا لیکن سخنوری کی مناسبت سے شعرا کی ذیل مین انسب معلوم ہوا یہ چند شعر انکی خوش فکری پر گواہ عادل ہین

اشعار

مانع گریہ شود حوصلۂ عشق ار نہ
کہ سد راہ تواند شدن جوش طوفان را
بزلفش گفتم آخر بند دل کن سخت پیچیدش

ہست در دیدۂ من مایۂ طوفانی چند
دران وادی کہ رفتم کس نشان من نمیداند
چہ دشوارست کان ہندو زبان من نمیداند
خون دل از چشم میریزم بہار کیستم

چسان بندم بمژگان تند سیل چشم گریان را
صبا خود کیست عنقا آشیان من نمیداند
داغہا بر سینہ دارم لالہ زار کیستم

جناب محمد مومن خان مومن سلمہ اللہ تعالے

زنگ زدائے آئینہ سخندانی مصقل مرآت ملتہ رانی محی مراسم کمال ماحی کساد فضل و افضال جلوہ دہ عرائس مضامین تازہ زیب سادۂ کمالات بے اندازہ سرمست نشۂ سخنوری نظرباز شاہد معنی پروری غواص محیط تدقیق آشناے بحر تحقیق پیرایہ پیراے محامد پسندیدہ حلیہ طراز اطوار گزیدہ غازہ پرداز چہرۂ خلق محمدی مظہر آثار سعادت ازلی و ابدی یگانۂ جہان محمد مومن خان مومن تخلص انکے کمالات کا اندازہ ظرف شمار سے افزون اور حیطۂ تعداد سے بیرون ہے معنی تازہ سے قالب الفاظ مین جان ڈالنی اور انفاس عیسوی سے معنی ہر مردہ کو تازہ تر از گل در سیراب تر از مل کرنا ایک شیوہ ہے خاصہ اسی سخن سنج معانی پناہ کا انکے فروغ ضمیر سے الفاظ دری کو کب دری اور انکی متانت طبع سے سخن ریختہ ایوان ریختہ اگر یہ کہا جاوے کہ شیرینی زبان حافظ اور نمک سخن سعدی اور متانت تراکیب انوری اور نشست الفاظ خاقانی اور آیانی عبارات ابو الفضل ہندی اور ناز کی معانی کمال الدین اصفہانی اور سوا اسکے جو خوبی صنعت شعرا سے کسی کے ساتھ مختص ہے سب انکے کلام معجز نظام مین صرف ہے حق شناسی اور مرتبہ دانی سے بہت بعید اور نہایت دور از کار ہے حق یہ ہے کہ قسام ازل نے سب کو انھین کے خوان استعداد سے منصب ریزہ چینی اور انھین کے دیگ کمال سے وظیفہ چاشنی گیری عطا کیا ہے زبان ریختہ مین وہ کمال مبدا فیاض سے حاصل ہوا ہے کہ سودا کو انکے سخن کے رشک سے جنون اور میر انکے کلام کی خجلت سے مرقد مین سرنگون سخن گوئی کو نجد اعجاز پہونچایا اور شعر نے انسے مرتبہ حکمت کا پایا نکات سخن اور دقائق فن انکے قلم سے اسطرح گرتے ہین جیسے ابر سے باران لطافت انکی طبیعت اور فروغ انکے ضمیر مین ایسی ہے جیسی آئینہ مین صفا اور مشرق مین خورشید رخشان ابیات انکی مثل بیت ابرو سراپا انتخاب اور اشعار انکے مانند مصرع زلف مجموعہ آب و تاب سخن انکا باوصف پرگوئی کے رکاکت سے خالی اور فکر انکا باوجود غور کے عالی دیوان ریختہ کا مشتمل ہے اصناف سخن اور شعب فن پر غزلیات سے لیکر تا مخمسات و مسدسات اور مثنوی سے لیکر تا رباعیات و قطعات جسپر نظر پڑے اگر وہ عاشقانہ ہے ہر حرف اسکا گردۂ تصویر آہ ہے اور اگر انداز معشوقانہ کا بیان ہے تو ہر دائرہ اسکا ایک چشم سرمہ سا ہے مستعد نگاہ الحاصل کلام بلاغت نظام انکا حصر و شمار سے افزون ہے چہ مثنوی اور قصائد متعدد اور انشاے نثر با عبارات متین و با مضامین رنگین اگر سب کو بتفصیل لکھا جاوے ایک دفتر ہو جاوے اسی قدر

برکفایت کر کر کچھ نثر اور کچھ نظم لکھتا ہون تاکہ ارباب شوق کو اُس سے استفادہ ہو

رقعہ فارسی بخدمت حکیم

اے مرگ بدر چارہ ات در آزار
جز چشم بتان کسے ندیدم بیمار
گر رنجہ کنے قدم پے استغفار
دانم کہ شفاخانہ شود گورستان

حال برادر نزار شنیدہ و بعلل و اسباب رسیدہ لبی بہ پرسش نگشادن این عقد کشادگامی بطریق عیادت نہادن روبراہ تفہیم نہاد چون راز پنہان پنہان نماند و باسر مکتوم سزاے کتمان اگر نانہ بیمارانہ سر کنم زبان بوہم ست و اگر چنین وصایا بر لب آرم نفس و اپسین صواب انجام و رنہ مداوای مریض عشق بنسخہ منجز السیر منقول نیست و دعوی بیمار دردمند محبت از لقمان مقبول نہ گیرم کہ راے اصابت قرین بجان واروی وصال پی بردجانانہ عاشق کش را لغم خانہ کہ تواند آورد درین حال ہم شرح احوال و تفصیل ملال بجز فہ نخواہد بود شغل دم شماری منفت نیست بعد مرگ ہم با گاہیدن دوست غمگساری توان نمود فی الجملہ گردن کشی اخلاط اربعہ سرکوب این دو دلہ و نیم جانست و پریشانی حواس خمسہ اختلال ستہ ضروریہ را ضامن قارورہ تبنی درنگ کاہی دلیل گذارش تن بعذاب جرجس ست و نبض نملی از یاد آمدن حکایت سلیمان و بلقیس افسانہ فصد لیلی باعث غلیان دم ست و حکایت جوی شیر شیرین سبب ہیجان رطوبت و بلغم شعلہ زدن آتش شوق را حمی لثقہ نام بردہ ام و جگر سوزی حرارت عشق را بہ تشخیص تپ محرقہ غلط کردہ ام صداع در اندیشہ سرگرانی ست و شقیقہ بفکر روگردانی عصابہ آنکہ سر از اطاعت بخت نگون نتوان برداشت و فرا زبعلش از انکہ روزگارے فارغ از حیص و بیص غمخواران باید گذاشت نسیان از اثر خائی طبیبان ست و آفتہ التخنیل خبان تقرب رقیبان و دوار ہم دم ہم گردش سپہر ناہنجار است و سدہ برہان حزن و زسیاہ و شب تار از باران میگر زم قطرب ہمین باشد کمتر بر طالع دون میخندم دار الکلب چنین بود سہر خواب بر عاشق حرام است سبات ہمان بیخودی بدام خیال طول امل الیمپیا باشد و بجوش آمدن خون مورث ابو بلقیسیا کابوس در بیخودیہا غیرت بلہوس نعاس و رستی رسیدن عمس آئینہ چشم جلوہ گاہ و فراست سکتہ مبہوت رسیدہ و گردن از فرمان اطبا پیچیدن ثبت تشنج و کز از گردیدہ لقوہ زبان کج از خم زلف سخن گفتن حذر روح خناس و از صحبت اعضا بر آشفتن رعشہ بے اختیار یہاے اشتیاق خیالات بہ حسرت نگریستن صحبت بتان و عشاق گمان یرقان از رنگ زرد بر داطراف از ضبط دم سر و سیل از نظارۂ غیر دیدہ بر چشم گذاشتن شعر المنقلب تصور برگشتہ مژگان نگہداشتن طفرہ تخیل ناخن نگار بستہ یار سلاق تراوش پارہ ہای دل از دیدہ خونبار نزدل الماء بہم گریستن ضیق النفس من دلی بار ریستن طنین از مکالمت با تصور ناہید سرسام نیست جوش عطاس

از سرگرمی یاد شمع لقای زکام بہ تہیہ گلگشت بہشت آفرین گوئی خرس لب گزیدن از دست ترش ابروی شہور الشفۃ
از گرمی تقریر شقاق اللسان از نالہ ہای الماس تاثیر بطلان الذوق از غم و غصہ خوردن خناق راز دل برزبان ناوردن
سوال بہانہ جواب نصیحت گر لقشۃ الدم فغانہ بہای دشنہ اثر عسر البلع در فرد بردن جرعہ تبرید و فروح المری از ناگواری
لقمہ ہای سرد علامت شوصہ برسی نمیتوان خفت جفاف اللسان باین ترزبانیہای ہیچ نتوان گفت خار خار دشت
گردیہا باعث خفقان تشنہ کامیہای وصال باعطش مفرط توامان غشی از ضعف دل است و ضعف دل از کشمکش شوق
تاب گسل سوء الہضم از کباب جگر بجوع کاذب خوردن و جشار حامض گلہ ترش روی برلب آوردن و بنوع وغثیان زہمزگی
رشک اعداست و اختلاج معدہ در خواہش نیم خوردہ دلربا لذع زہرآب ہجران است و دفع آن از کثرت حسرت
خوردن می ترسم کہ تنگ ظرفی یا سادہ بقا بر دات کیموش نکشد و از تخالف مذہب اندیشہ ناکم کہ سرتنا عشری بایلادس
نہ انجامد قولنج ست کہ در ہوای دل پہلو بہ پہلوی طبیم استسقا است کہ بصد سبوی آب ہمان تشنہ لبم از شکایت کدورت
نفس بر نیاوردہ ام ریگ در مثانہ فراہم گردیدہ و با تسلای جنون اگر سنگ طفلان نخوردہ ام حصباۃ کلیتین از کجا بہم رسیدہ
سرکشی فرسیموس بقصر حکۃ الرحم یار است و بر خود بالیدن فتق با ارادہ کون دریدن اغیار وجع المفاصل از جریان
ملاقات و عرق النسا یا بر بازدان از التفات نوبت ادام متعاین تا بدست و پا کشیدہ با فرار سلامت اعضاء رئیسا رئیس
المحقا پندارم حرارت غریبی قلب تا مغز استخوان رسیدہ انکار دق آخرین درجہ جہل مرکب انکارم مادہ بحران ہر روز ریح
جلوہ ہای بے ہنگام است و علت غائے ہذیان آہنگ خواب اداہای بجل و بمقام در چنین وقت کہ ملک الموت نشتر
برگ جان سپردہ و مسیحا فریادان تعذبہم فانہم عبادک زعرش برین بالاتر برد اغسال کافور بگلاب آلودہ و بخار تخت
و تابوت در وز خیاط گریبان کفن درید چارہ فرمابہ ہای ہای نایدگو را آغوش بہ تمنا باز کرد و نوحہ گر زبان واویلا در از صلوۃ
جنازہ از خواب غفلت دلکشاتر است و دعای مغفرت از صفیر نوم جانفزاتر حاشا ثم حاشا زینہار زینہار مبادلب بہ تلقین
واستغفار بکشا غفر اللہ لمن قال شعر ز تاب رشک ملائک بد فرخ اند ازند ٭ تو بر جنازۂ مومن اگر نماز کنی ٭ والسلام

اشعار فارسی

چسپان بر نالہ ام گوشی نہد بیدرد میدانم
از سر بنا نہید جہان خراب را
ہم تاب وصل نیست من بے نصیب را
کردہ آئینہ خراب این ہمہ کاشانۂ ما

محبت ہای پنہان را شکایت ہای پیدا ہا
امشب عسس زکوی توام چون برد کہ دوش
خود دشمن خودم نشناسم رقیب را
از کف دشمن گرفتم جام را

خوش نیست دورہ چرخ دمہ آفتاب را
فریاد من ز دیدہ شد و برد خواب را
گریہ بر حال خودم آمد و طوفان آورد
می شناسم گردش ایام را

سر بخشش اگر ای داور محشر دارے
وز سایه خود نیز حذر میکنم امشب
باکفر و آستان کلیسا ترا چه کار
گفتی حکایتی و شنیدم درین چه بحث
فریب لطف نهانی نخورده کس چون من
بس بجان آمده شاید دو سه منزل برد
کو دست که یکبار زنم بر دل دشمن
دیگر نزنی گل بسر خود بسر خود
سالها باز بکفاره ستم مے ورزد
زان جمله یکے جمال باشد
خوش آمدم گر بهجوم شکوه تلخی زیر لب گویان
چشم آنم که نگاه غلط انداز کند
بیقراری اگر اینست چه قاصد چه ندیم
به کمند تو سلام از دل آزاد رسد
بیا و طاعت مقبول را بیغما برد
بروز وعده که باران یاد این دارم
ز سجودم را قبول و ز سلامم را جواب
حسرتے بیجا سر از خواب عدم برداشتم
سخن بے ربط گوئی حسرتے لیکن نمیگیرم
بتوانی که تلافی بشکر خنده کنی

مومنم مومنم از گبر و مسلمان در باب
دشمن فغان نکرده و آهم اثر نداشت
مومن بدین بهانه نشستن برآ گیست
خواهم شب وصال تو خندیدن آنقدر
ز بزم راند و نشستم بر آستان گستاخ
با ناتوانی که کف از دست رفته بود
آن دشنه که صد بار زدم بر جگر خود
فزون ز زلف کشد خط سبز تو دل را
دل من شاد اگر بکند ز زبانی داند
شیوهٔ ناز تو انکار رنجید اشت روا
تو سر خبری ز ناز و حسرتے در دامن آویزد
جای رحم ست بران بسمل مسکین که هنوز
آسمان از بی آوردن محمل برود
خاکم بسر که عاشق کار افتاده ام
خلل بکار دعاهاے مستجاب انداز
جواب طعنه حریفان و طنز ناکامے
رایگان بود اینکه عمری جا بران در داشتم
مرا نخشید و گاهی خبر بدی نیکی ندید از سخن
همین وداد من هم بود چون یا رم برید از
حسرتی مرد اگر فائده ات چیست خزاین

وصل است اگر شمع کشم چیره میفرد ز
این نیلگون لباس فلک و اوخواه کیست
دی شب که گوش در پس دیوار داشتم
کاندر زمانه خنده نماند برای صبح
مومن آهنگ حرم کرد زبیداد بتان
چاکی زدم بجیب که از کس رفو نشد
پامال ندامت شدم از طعنه بلبل
بدیده بیش خلد سبزه که نو خیز ست
صد پرده بر دی و دست بستند
لاجرم از ستم دهر امانم دادند
پهلوی غیر به بزم نشستم که جای نیست
نیم جانی به تنش باشد و قاتل برود
بستان تو هوسناک فرستد پیغام
دانم که با رقیب بخلوت چها رود
شب فراق بمهتاب و گل شیفته کنم
همین بس ست که معشوقه نازنین دارم
ظلمت شب برقرار و صبح ناپیدا هنوز
نمیدانم کدامین جرم از وی بر گزید از من
ایکه تلخ از سخن تلخ تو شد عیش مرا
که دل غیر باین واقعه خورسند کنی

کونین رو نمائی خجالت نمی شود
مارا چه داده که خریدار می کنی

اشعار ریختہ

ای مرگ اگر میری بھی رہجائے آبرو
رکھا ہے اُسنے سوگ عدو کی وفات کا
ہاے اُس برق جہان سوز پہ آنا دل کا

سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا
نقش تسخیر غیر کو اُس نے
کام ہے جبھہ اُسی ستمگر کا
اُس سے مین شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا
شیفتہ خندیہ جو اسپے وہ ستمگر آیا
اسطرف کو بھی نگہ تا سر مژگان آئی
جواب نامہ بے مدعا کیا

شکل مانند پری اور یہ افسون وفا
خون لیا تو میرے کبوتر کا
خوبی بخت کہ پیمان عدو
کیا کرون تھامرے دلمین سو زبان آ پڑ آیا
کوئی بیجان جہا نمین نہین جیتا لیکن
بارے تجھہ کچھ اثر گریۂ پنہان دیکھا
کب طالع خفتہ نے دیا خواب مین آنے

آدمی کا نہین مقدور بچانا دل کا
میری ناکامی سے فلک کو حصول
اُسکو ہنگام قسم یاد آیا
آپ مرتے تو ہین پر جیتے ہی بن آئیگی
تیرے مجبور کو جیتے ہوے بیجا دیکھا
نہ گھٹنا تھا غم ناکامی عشق
وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہین سکتا

گو رمین یاد قد یار نے سونے ندیا
فتنۂ حشر کو رفتار نے سونے ندیا

جناب نواب محمد مصطفےٰ خان بہادر حسرتی و شیفتہ سلمہ اللہ تعالےٰ

مسند آرائے جاہ و جلال زیب سادہ مکنت و اقبال عمدہ اراکین دولت اسوۂ اساطین حشمت بانی ایوان رفیع البنیان ایوان خانی موسس اساس بلند پایۂ الامکانی چمن آرائے طالع بلند حدیقہ فراز داج ارجمند تراب زلال سرچشمۂ بلند اقبالی خدیو در جبر دالا و صاحب مرتبہ عالی مہبط انوار سعادت ازلی مورد انظار مراحم لم یزلی نبض شناس شخص سخن فہمی و سخندانی قانون دان پردہ نکتہ سنجی و نکتہ رانی حاتم کرم عطارد رقم رستم توان نواب محمد مصطفےٰ خان بہادر ریختہ مین شیفتہ اور فارسی مین حسرتی تخلص کرتے ہین اگر انکے جاہ و جلال و حشمت و اقبال کی مدح لکھون کرپاس بارگاہ کے اندیشہ کو مانع بارہے اور اگر انکی شجاعت ذاتی اور جرأت جبلی کے اوصاف ذکر کرون اس تہمتن کی ہیبت شیری سے فکر لرزہ دہشت مین بے اختیار اور اگر بالفرض ان سب چیزون سے ہاتھ اٹھا کر چاہون کہ مناسبت مقام سے ذکر سخنوری و معنی پروری کا کرون تاکہ بسبب فی الجملہ ممارست کے خامہ قاصر البیان کچھ طی لسان کرسکے جب اس جگہ قدم رکھا مضمون پست کو اُس درجہ بلند پر دیکھا کہ کنگرۂ عرش باین ہمہ سربلندی اُس ذروہ سے ہزار پایہ نیچے تھا اور طائر پرواز سدرہ سو برس کے پرواز کے بعد بھی وہان تک پہونچ نہ سکتا تھا اندیشہ ناکو اس بلند پروازی سے عاجز اور اس بالا روی سے زبون ہو کر ایک سیدھے رستہ پر پڑ لیا یعنی کچھ احوال سعادت اشتمال اس حضرت کا لکھکر چاہتا ہے کہ اپنے تئین روشناس اہل سخن کرے یہ زبدہ اراکین روزگار خلف الرشید ہین اعظم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضےٰ خان بہادر مظفر جنگ مرحوم کے اور باعتبار کمالات ظاہری اور جلالات باطنی کے فخر خاندان اور شرف دودمان ہین خاک اُنکے دروازہ کی معدن زر اور سنگ اُنکے آستان کان گہر اگر ابر نیسان کو اُنکے بحر کف سے ایک نم حاصل نہ ہوتی

گوہر بار نہوتا اور اگر آفتاب کو اُنکے چہرۂ شگفتہ کا فیض نہ ملتا عالم اُسکے اثر سے گلزار نہوتا بہار اُنکے خلق سے نکہت آمیز اور موج گوہر اِنکے بحرِ عطا سے طوفان خیز رہے شجاعت کہ اگر معرکہ طراحی کے وقت اُنکا نام لے تصویر رستم مین لرزہ پڑ جاوے اور عجب عدالت کہ اگر اِنکی مدح کے وقت نوشیروان کے نام لینے کا ارادہ کرین زبان کو اِس حرف سے ننگ آوے بلند پایگی حشمت وجاہ کا وہ عالم کہ عمائد روزگار اِنکے خاک آستان کو بہ از تاج دارا جانتے ہین اور ہزار سلام بیجواب کو بہتر خلعت دارائی سے سمجھتے ہین اور خلق وحلم کا وہ حال کہ احوال ہر خاکسار جبتک نظر شفقت سے نہ گذرے نسخہ مراحم کو ناتمام اور دفتر لطیف کو ابتر تصور کرتے ہین سبحان اللہ انک لعلی خلق عظیم کا مظہر اِس سے زیادہ ہونا محال ہے وتخلق باخلاق اللہ اِس سے بڑھکر ہونا وہم وخیال باوجود ناز ونعم ثروت کے مشق سخن کو اِس مرتبہ پہونچایا ہے کہ قلم تردد سے نہین آسودہ ہوتا اور فکر تلاش سے بلبل کی سجع خوانی اور قمری کی فصیح بیانی انھین کی نستعلیق گوئی سے مستفاد ہے الحق یہ پایہ فصاحت کا اور یہ سرمایہ بلاغت کا خداداد ہے اگر رنگینی مضامین کے گل کو رنگ اور عبارت کی لطافت گوہر کو آب ندے بلبل کا عشق کامل اور تاج سلاطین کی زیب تمام نہو مصرع غزل شعلہ آہ عشاق اور بیت مثنوی ابروے خوبان آفاق انتخاب اُنکے کلام بلاغت نظام کا اِس مقام پر سرمایہ فرحت ارباب نظر ہے اور مشغلہ اہل ہنر

رقعہ بنام جناب مرزا اسد اللہ خان غالب

ای از نفس خامۂ مشکین رقم تو نسرین کدہ در جیب وبغل باد صبا را ٭ بورود والا نامۂ لآلی آمود بانشر نثرہ شمارہ اشعار شعری شعار اندازہ اعتبار خویش برگرفتم حد مرتبہ نظم ونثر دانستم آن سینہ را بیک امین نور انباشت واین دل را بیک سحر فروغ شیدا آگین ساخت آن بنجو دشوق نمود واین مستی دانش افزود بران سرم کہ پارہ از وصف ہمایون نظم وخجستہ نثر رقم کنم کہ عرصہ سخن فراخ ست وطبع من چالاک یکدو سہ جولان شوخ را وقت ست ونی ترسم کہ بکیش اغراق گوید ودیگر ایش غلو خوانند ونداند کہ اگر مہر را مہر وماہ را ماہ گفتہ شود چہ غلو وکدام اغراق تواند بود گل را رنگینی وبوئی ہست ومل را اثری وذوقی اگر انچہ در انست برلب آید چرا شگفت نماید بالجملہ از طرز شاعرانہ میگذرم کہ چنین نیرنگی احتمال ہا با دست سخن سادہ وبیرنگ میگزارم کہ در بارنامہ راستان بدتخستین بنام او توشیح یافتہ دہان دہان طرفہ درج وجاہی در بارگاہ مبدء فیاض نصیب بخت بلند حضرت ست کہ نہ ہمین یکبرہ کہ صدرہ دیدہ ام تشریف تان دیگر ست وتشریف دیگران دیگر عرفی مطالب را درین زمین نظمی ست وہم شمار نظمی این دیگر ست وآن دیگر سیرابی معنی در سخن عرفی مسلم ست ولی نغز شگفتہ گو شادابی الفاظ در گفتار طالب بجاست اما معانی تازہ کجا ہمانا چنین نغز گوئی ونادرہ سنجی ودر بخشش صاحب افتادہ است وبس خوش گفتہ آنکہ گفتہ ٭ کم افتد چنین نکتہ پرداز کم ٭ کہ تاکہ ندا از دلفظ ومعنی بہسم ٭ نازم بدم

گیرا و نفس با اثر که افسردهٔ طبع مرا گرم گفتار ساخت تا این خورش انگیز سخن از دیده بدل رفت دل چنان لعل در آتش گشت که تا دیده هنگامه گریستن بلند آوازه نگردد قطره راه در رسم ابر بهاری تازه نگرد از بیقراری نشست و از بیتابی بر نخاست بیحزان چشمک میزنید میدانم در مجلس اعجاز دم از افسون باطل زدن نه روا ست اما چه کنم چکیدهٔ دل است و تراویده جگر نفعش نیز نوعی از جفا ست لاجرم عنان ادب را میکشم ولب به تکلم آشنا میکنم

رقعه دیگر

خورشید پایه صاحبا شمی اندیشه جهان پیمان فراز فلک خرامید تا نظری بر خوب و زشت گیتی تواند افگند از ذره تا مهر و از خار تا گل همه را سر بسر و رنگیست نه گستنی بی حضور بلکه بدیهی را در لباس نظری جلوه گر ساخته نظارگی آمد هر چند اگر بر عکس رفتنی هم به نیروی حدس خداداد پیرایه شتافتی دیجا و خرام نیفتادی اما پاس زبان بندی کوته نگاهان و بجا آوردن فرمان خرم با این طریق چالش فرمود خشکیده ورق درختی نماند که برنگ سبزه خرم مطرح صد نظر نشد و ذره در یا نهفته خزنی نبود که گوهر یکدانه نمط هوا سے دیدنش بدل و دربین نه پیچید چون آمیز خسایس این پایه دریافتی که دیو در هیکل بکرشمه شاهد نازنین و آتشیزه بلمعه اسپند ار بود چه پرسی از شرائف و جلائل که هریکی ازان بنگاه غنج و دلال یوسفی داشت هر کدام بنظر فریبی و دل آرای حوری بود از فردوس فرود آمده یا پری نقاب از رخ بر گرفته دلی ازینمیانه متاعی که با دوستی هم ارزش و کالای که با محبت هم بها باشد مشهود نشد گوهری باین تابانی و اختری باین رخشانی منظور نگشت خورشید پیش تو نور شب تیره شناس و از ماه کمتر بر س محیط در جنب بحر رود طغیانش شبنم گیر د از عمان کمتر گوئی گهر اگر پرتوی از فروغش در یابد هر شعله آذرگمان دود جهنم برد و بلبل اگر لمعه ازان تجلی کسب کند آتش گل را هم جلوه انگشت شناسد تا از این نافه شمیمی مشکین نه بانست اگر همه مجنونستی خود را در چشم لیلے نوفل شمارد تا ازان شکرستان ذوقی بکام تو نیست گو همه پرویزستی شیرین را از ان حریف پندارد قدر که سخن چون نگاه بخود افگند دریافت پیش ازان که روزنه از سیدستان آگهی گشاده گردد همینا این نورد مورد این تجلی بود به سجده افتاد و سپاس رفت و ترانه شادمانی بر گرد و زمزمه نشاط بلند آوازه گردانید و افزونی ورزش این فرخ شیوه از خدا سے درخواست و پیش آورد ضوابط و رسوم آنرا بجد سے تمامتر خواهنده آمد روشنی پذیرفت که علاوه علاقه معنوی مراسم صوری را در افزایش مدارج اتحاد دستگاهی دیگر ست لاجرم نگارش نامه گستاخ گشت میداند که مراتب عطوفت را سرمایهٔ والا ست حضرت مخدوم بانیگونه زلت نخواهد بخشود و دل از دردی طبع حریص ست که تحفه گله از درد دوری سر داده و دلی خالی کند اما سی لی نسبت ست چه آنجا که مجرد رقم سنجی در بیم و امید دارد این مایه جرات را نبرد از کجا خیزد بیت

حسرتی تو نامہ آرائی و من پاسخ طلب ÷ زود ہر بال کبوتر بند مکتوب مرا

والسلام

اشعار فارسی

خندہ چہ خوش شیوہ ایست از پس خشم و عتاب
مرغ بسمل شدہ ہم سر پروازی ہست
خواجہ را شوق نظربازی و من می ترسم
صور را گرمی ہنگامہ افغانم سوخت
آغاز محبت ست اے چشم
یا بخلدم ببر و یا بہ جہان حور بیار
آہ از تیغ در شک و تیزی او
جان دشمن در خانہ بود از خانہ بیرون کج دمش
از خدا خواری دشمن خواہم
نگنجدم بدل آشتی شعار نزع
عمر کوتاہ دادہ اند مرا
کہ پیش کعبہ ام از طوف از نماز خجل
عصمتم طعنہ بتقدیس ملایک میزد
امروز فکر کار من ای کارساز کن
جذبہ شوق الفتم یار مرا ببرتم
توبہ بر لب رفت باران آمدہ

لذت دیگر بود زخم نمک سود را
دم جان پرور تو ہر چہ کہ دارد دانیم
کہ درین جمع حریفی قدر اندازی ہست
بر طرہ پر شکن چہ نازد سبے
ہنگام نزاد وشش جگر نیست
جانم بہ لب رسیدہ و چشم براہ تست
آرزوے بریدہ ام کہ بپرس
یا فلک آدم نداند غیر را
داند از حسرت شد او چہ خط
مشتری کو مایہ بید اد کو
گو شب غم بود دراز چہ باک
مردم و مشکلش آسان کردم
بہ تمنائے قبولت ہمہ تقصیر شدم
گر پاے نازنین تو رنجد میا میا
میکشد و نجلتم جان زبے نثار کو
ای چشم چہ دیدی از نگاہش

کار ہمت نہ باندازہ طاقت باشد
از ادب گرچہ نگوئیم کہ اعجازی ہست
سخن آمد و آورد قضا دست دارد
آخر ز دلم شکستہ تر نیست
واعظ این گونہ صنم را نگذارد مومن
دارم ز عمر رفتہ امید وفا ہنوز
تو خوش کہ دل بردے ز من من خوش کہ ازل اندرو
یا حدیثے مردم آزارے غلط
اگر بہ پیش تو نالم ز جور معذورم
سر فروشم بر سر بازار عشق
بپاے آن صنم آخر چہ کردہ ام مومن
رحم بر بازوے جانان کردم
فردا خدا رز نالہ محشر گذار کن
او دور بر جنازہ مومن نماز کن
جوشش رحمت کار بر ما تنگ کرد
بپلے وعدہ در انتظار جو نے

اشعار ریختہ

خو ہو گئی ہجر امین ٹ نے کی شب وصل
کتنا ہی کرے ظلم وہ بدنام نہو گا
گلہ چرخ عبث شکوہ جانان بیجا

گو چین ہو دلکو مجھے آرام نہ ہو گا
عشق کیون دیے جان شوق ہی کیون سینہ شگاف
پاس حرمان کو مرے حاجت اسباب نہین

منقوش دل خلق ہے برہنر کی خوبی
دشمنی دلشکنی شیوہ احباب نہین
گذرے ہین میری خاک پہ غیرون کے ساتھ وہ

فتنہ اُٹھا ہے گرد بس کاروان نہین
اُس بت کی ابتدا ہے جوانی مراد ہے
بیچارگی سے جان پڑی کس عذاب مین
کہتے ہین تمکو ہوش نہین اضطراب مین
وہی خط اُسنے بھیجدیا کیون جواب مین
اے آہ آسمان مین عبث رخنہ گر نہو
نہ قرض دیتے ہو بوسہ نہ مستعار مجھے
کہا اُس بت سے مرتا ہون تو مومن
شیفتہ کو بھی دل زار نے سونے نہ دیا
تاب بوسہ کی کسے شیفتہ وہ دین بھی اگر
تھا دوست ہمارا بھی سنبھل جائے تو اچھا
نہ کیجیو غل اے خوشنوایان صبح
رہا ذکر گل اور ہر باب کا
کیا حال تمھارا ہے ہمین بھی تو بتاؤ
شب موم کر دیا سحر آہن بنا لیا
شکایت کو اُسنے سنا بھی نہین
ہوا اگر ٹکڑے ٹکڑے گریبان عبث
خیر جو گذری سو گذری پر یہی اچھا ہوا
اُس گل پہ غش ہین جسمین محبت کی بو نہین

لگجائے شاید آنکھ کوئی دم شب فراق
مومن کچھ اور فتنہ آخر زمان نہین
کھولا جو دفتر گلہ اپنا زیان کیا
سارے گلہ تمام ہوے ایک جواب مین
پیہم سجود پائے صنم پر دم وداع
ڈرتا ہون مین نزول بلا بیشتر نہو
اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی
بسکہ آغاز محبت مین ہوا کام اپنا
کر چکی کام یہان لذت دشنام اپنا
دل زار کا ماجرا کیا کہون
یہ ہے وقت اُنکے شکر خواب کا
بڑے صبر آرام کی جان پر
بیوجہ کوئی شیفتہ اُف اُف نہین کرتا
مشاطہ کا قصور سہی سب بناؤ مین
کھلا غیر پر راز پنہان عبث
جاتے ہین اور منع کی طاقت نہین مگر
خط دیا تھا نامہ بر نے اُسکو تنہا دیکھکر
دشمن کہین گیا نہو آنکھون سے شیفتہ

ناصح ہی کو ہے آؤ گر افسانہ خوان نہین
تاثیر صبر مین نہ اثر اضطراب مین
گذری شب وصال ستم کے حساب مین
دونون کا ایک حال ہے یہ مدعا ہو کاش
مومن خدا کو بھول گئے اضطراب مین
لبون پہ جان ہے ایسی بھی کیا ہے بیدردی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی
شب ہجران نے کہا قصہ گیسوے دراز
پوچھتے ہین ملک لوٹ سے انجام اپنا
سودا زدہ کہتے ہین ہوا شیفتہ افسوس
فسانہ ہے مشہور سیماب کا
محبت نہ ہرگز جتائی گئی
مری جان بے صبر و بے تاب کا
تم لوگ بھی غضب ہو کہ دلپر یہ اختیار
اُسنے ہی کیا آنکھ کو بھی پرفن بنا دیا
نہ سمجھا کسی نے مجھے گل نہ صبح
یہ بجا ہین آپ وہ مجھے ناچار دیکھکر
کیا ہو سکے کسی سے علاج اپنا شیفتہ
اُسکی گلی مین آج نشان قدم نہین

نواب محمد اکبر خان بہادر سلمہ اللہ تعالے

نخلبند حدیقہ بختمندی نونہال گلشن طالع بلندی عارج معارج اقبال صاعد مصاعد جاہ و جلال مہین نتیجہ دودان کار فرمای فلک و ملک یگانۂ دوران نواب محمد اکبر خان اکبر تخلص کہین برادر نواب محمد مصطفے خان بہادر کی طبیعت نہایت رسا اور ذہن نہایت جودت کے ساتھ رکھتے ہین ہر چند فکر سخن کیطرف کم متوجہ ہوتے ہین لیکن بہت خوش فکر ہین مشق

سخن محمد مومن خان مومن سے کی ہے ہر بیت اُنکی مضمون رنگین سے دکان گلفروش مصرع اُنکا نازکی کیفیت سے مینائے بادہ سرجوش لطف سخن سے خط خوبان خجل اور خوبی سطور سے سنبل جنت منفعل یہ چند شعر اُنکے بطریق یادگار نذر احباب ہوتے ہین

اشعار ریختہ

نہ تھا سارا جہان شمع عبث تونے جہان پھونکا	جہانکو تونے کیون ہے نالۂ آتش فشان پھونکا	اثر لیلی کو کیا ہو جب ہی فریاد نے مجنون
جلایا پاے ناقہ کو نہ دست ساربان پھونکا	جاکر فلک تو نالۂ شور آفرین کے ساتھ	سیر بہشت کرتے ہین ہم حور عین کے ساتھ
اثر ہے سوز سینہ کہ دامان چرخ مین	شعلہ لپٹ گیا نفس آتشین کے ساتھ	ہم مر گئے اور اُسنے نہ جانا کہ مر گئے
ہر زخم پر جو ہلتے تھے لب آفرین کے ساتھ	وان رسم اختلاط سے انکار و عذر تھا	یا جان ہی نکل گئی اپنی نہین کے ساتھ

طوفان نوح و گریہ اکبر مین فرق ہے | یعنی کہ آسمان کو ڈبویا زمین کے ساتھ

پنڈت نراین داس ضمیر

سخن شناس معنی اساس محو جلوۂ شاہد نکتہ دانی نظر باز عرائس معانی صاحب طبع روشن و افکار منیر پنڈت نراین داس متخلص بضمیر دقائق سخن سے کماہی آگاہ اور فنون شتی مین صاحب دستگاہ لوازم سخنوری مثل بیان معنی بدیع عروض و قوافی سے ماہر اور خفایای رموز ہنر تمامہ اس صاحب کمال کے سامنے ظاہر زبان فارسی مین ہم نظم متین و ہم نثر دلنشین اِنکے خامۂ معنی طراز سے جلوہ گر ہے مثل نظم جواہر کے مقبول طبائع اہل ہنر اور اکثر نثر ہے مانند نثر نثرہ کے منظور اہل نطقہ ہر مصرع افکار رشک مصرع زلف خوبان اور ہر بیت غیرت بیت ابروے محبوبان رنگینی عبارت کی رنگینی گل سے بالاتر اور صفائی الفاظ گوہر سے والاتر یہ چند شعر اُنکے بلندی فکر اور رسائی طبع پر دال ہین

اشعار فارسی

تو وہ شوخی و تبسم بہزار ناز کردن	من و عجز و جانفشانی ز سر نیاز کردن	شب تیرۂ فراقت چہ غم ار بسر نیاید
بیک آہ میتوانم در صبح باز کردن	چو خمار زور آرد چہ خوش ست سوی ساقی	پی جام بادہ دستی بہوس دراز کردن
بہ محبتش ندارم خبری ز کفر و ایمان	نہ خیال بت پرستی نہ سر نماز کردن	تو اگر بجور سوزی ز جفا کشان نیاید
بجز از دعاے جانت ز سر نیاز کردن	چہ دوا ضمیر جویم بکہ درد خویش گویم	کہ نمیتوان علاجی غم جان گداز کردن

میر نظام الدین مرحوم متخلص بہ ممنون

فرید عصر وحید آوان مصداق الشعرا تلامذ الرحمن جلوۂ طراز معانی بکر زنگ زداے آئینۂ فکر نخلبند حدائق افکار بلند بزم

افروز شبستان مضامین ارجمند محک امتحان طبائع موزون میر نظام الدین تخلص بہ ممنون خلف ملک الشعرا میر قمر الدین منت پیشگاہ خلافت و بارگاہ سلطنت داراے ہند سے مخاطب بخطاب فخر الشعرا سخن مین ایک طرز تازہ کو ایجاد اور ابیات بلند کو معانی ارجمند سے آباد کیا متانت کلام اور صفائی عبارت اور تازگی مضمون اور غرائب تشبیہ اور نوی استعارات جیسے اس سرگروہ اہل کمال کے سخن مین موجود ہے کسی اہل فن کے سخن مین متصور بھی ہے الحق ریختہ کو فارسی اور اردو کو دری کر دیا انکے قصیدہ کے سامنے قصائد قدما کو مرتبہ ہے اور نہ انکی غزل کے آگے غزلیات متاخرین کو مرتبہ ہر نقطہ انکے سخن کا گوہر آبدار اور ہر لفظ انکے کلام کا لولوی شاہوار طبع بلند انکی دریاے ذخار ہے اور خامہ معنی طراز ابر گوہر بار موہبت فیض حقیقی سے مرتبہ اس یگانہ روزگار کا مستغنی ہے اس سے کہ قلم انکی تعریف مین کچھ لکھے یا زبان انکی توصیف مین کچھ کہے بے تکلف تشریح بدن اشعار کے باب مین جالینوس اور نگہبانی چراغ معنی کے واسطے طبیعت انکی فانوس عرصہ تین برس کا ہوتا ہے کہ اس جہان ناپایدار سے رخت سفر کو باندھکر راہی جنت ہوے کسی شاعر نے یہ دو شعر انکی تاریخ وفات پائے تاریخ میر ممنون از جہان بگذشت دنز دعا لمے * زندگی را از ممات او بود حکم ممات * مرحبیب فکر بردم گفت ناگہ پیر عقل * شاعری شیرین زبان ہند تاریخ وفات * یہ چند شعر انسے بطریق یادگار لکھتا ہون تاکہ معلوم ہو متانت عبارت ایسی ہے جو ان اشعار مین ہے اور صفا وہی ہے جو ان لآلی آبدار مین ہے

اشعار

برا مانیے مت مرے دیکھنے سے
کیا تو نے غبار اے چرخ ہمکو کسکے دامان کا
ہاتھ مین جنبش محمل کے عنان ہے اپنے
دل گرفتہ نہین سینہ مین سمانے کا
لے لیا بوسہ تو اسنے دین کیا کیا گا ایمان
کچھ کم رگ بسمل سے نہین تار کفن کا
ممنون قضا نے ہمکو دیا کیا بغیر دل
غضب صورت ہون آیا دیکھکر آج
بس خنا زہد آزمائی ہو چکی
صلح کیجیے بس لڑائی ہو چکی

تمھین حق نے ایسا بنایا تو دیکھا
قربان نازنعش میرے دیکھکر کہا
ورنہ یان کسکو سر آبلہ فرسائی تھا
صبح تک کیا کیا نہ مجکو بھی سماجتہا شوق
یان گنہ سے بھی زیادہ ہے مزا تعزیر کا
بدگمانی سے ڈرا اور نہ لیا تیرا جو نام
سو وہ بھی نذر کاہش و تشویش ہو گیا
یون تو ہے وہ فرشتہ خو لیکن
دلبرون سے ہاتھا پائی ہو چکی
تفاوت قامت یار اور قیامت مین ہے کیا ممنون

اٹھی سے شور محشر گرد ہو یان لیک خیش مین
گردن یہ کسکے خون ہے اس بیگناہ کا
غمون کی گر یہی بالیدگی ہے تو آخر
رات رکھکر روبرو صفحہ تری تصویر کا
بیتابی دل تیرے شہیدونکی کہان جاے
دیکھنا بوسہ کی خاطر مین لب دلالہ تھا
نہین دیتی دکھائی صورت زیست
ہے ذرا آدمی کشتی کا شوق
رات تھوڑی ہی حسرتین دل مین بہت
وہی فتنہ ہے لیکن یان ذرا سانچہ مین ڈھلتا ہے

شاہ نصیر رحمۃ اللہ علیہ

یگانہ سخن سنجان روزگار فرید عصر وحید قرون واو دار پاک نہاد وصافی ضمیر میان شاہ نصیر رحمۃ اللہ علیہ شعراے قدیم شاہجہان آباد سے تھے شعر ریختہ کو بطرز صائب مثالیہ اکثر فرماتے تھے مشکل زمینون کیطرف جسمین سخن طرازون کو قدم رکھنا دشوار ہوتا بیشتر توجہ کرتے اور حق یہ ہے کہ اُن زمینون مین سیر غزل قریب بقصیدہ بلکہ دو غزلہ فکر کرتے اور اکثر ابیات غزل بیت الغزل ہوتی باوجود اسکے کہ علم شعر سے بہرہ کم تھا لیکن جن زمینون مین وہ قدم رکھتے اور اُنکو بزور طبع خدا داد سر انجام دیتے مدعیان کمال کو مجال نہوتی کہ اُسمین جرأت کرین اکثر ریختہ گویان شاہجہان نے کہ اپنے زعم مین کوس لمن الملکی کو بلند آوازہ کرتے ہین اوائل حال مین اُنہین سے تلمذ کیا تھا گو بعد مدت مشق کمال کو پہونچا کر کبھی مباحثہ اور کبھی طنز وتشنیع پر مستعد ہوے اشعار آبدار اس بشیر وسخنوران روزگار کے دو لاکھ سے زیادہ ہین اور یہ بے مبالغہ واغراق ہے صدہا آدمی جو کچھ کہ نہ جانتے تھے اور بتقریب مشاعرہ صرف اُنھین سے غزل کہوا لیتے تھے ہر ایک دیوان اپنے اپنے نام کا مرتب کہتا ہے اپنی زندگی مین ترتیب دیوان کیطرف توجہ نہ کی اُنکی وفات کے بعد مہاراج سنگھ نامی ایک شخص نے کہ اُنکا شاگرد ہے جسقدر ہاتھ لگا جمع کر کر ایک دیوان ترتیب دیا ہے اِسپر پچاس ساٹھ جزو سے کم نہین دوبار لکھنؤ مین تشریف لیگئے اور ساتھ مرزا قتیل کے مصحفی اور انشا اللہ خان کے ساتھ بساط مشاعرہ آراستہ کیا تین بار حیدر آباد کو گئے اور وہان کے رئیس نے نہایت قدر دانی سے ہر بار ہزار ہا روپیہ کا سلوک کیا خصوصاً راجہ چندو لال نے کہ اُس سرکار کا مختار کل اور مرد سخن فہم اور قدر شناس اہل کمال تھا اس بزرگ کو مالا مال کر دیا تیسری بار چونکہ خمیر اُنکا وہین کی خاک سے تھا شاہجہان آباد کو آنا نصیب نہوا اور اُسی سرزمین مین وفات پاکر مدفون ہوئے اُنکے انتقال کو آٹھ سات برس کا عرصہ ہوتا ہے ہر چند اسقدر ذخیرہ مین سے قدری کا لکھنا نہایت نازیبا ہے لیکن احترازاً عن الاطناب اُنھین چند اشعار پر کفایت کی جاتی ہے ۔

اشعار ریختہ

پشت لب پر ہے یہ تیرے خط ریحان ایسا
فرہاد سیہ دشمن ہے تری جان کا دہا
کمان وتیر نمط ربط تھا مجھے اُس سے
روح تھی کسکی یہ مینائے ناب مین بند
کبھو نہ اُس رخ روشن پہ چھائیان دیکھین
اِس دوستی کو اپنے بالائے طاق رکھو

منہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خان ایسا
قیامت آپکا قد اُسکے دلپذیر ہوا
جب آپ نے آپکو کھینچا مین گوشہ گیر ہوا
قدم نہ رکھ مرے چشم پر آب کے گھر مین
گھٹا مین چاند یہ سو بار چھائیان دیکھین
دیجیے لمین کیون جگہ اِس آہ بے تاثیر کو

نکلی تھی دم تیشہ زنی سنگ سے آواز
چھٹری لے سرو چمن ہنو انقیر ہوا
خود بخود طاق سے شیشہ جو گرا اے ساقی
بھرا ہے نوح کا طوفان حباب کے گھر مین
سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو
جسمین پیکان بھی نہو کھینچا ہی کیا اُس تیر کو

سیہ عالم اُسکے خط سبز نے دکھایا ہے
گرچہ تھی قیس کے پانون مین سلاسل بھاری
دل کا کیا مول بھلا زلف چلیپا ٹھہرے
آج اک بات مین تم رشک مسیحا ٹھہرے

کہ جسکو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہے
دیکھ لیتی جو اُٹھا کر ترے کیا ٹوٹتے ہاتھ
تیری کچھ گانٹھ گرہ مین ہو تو سودا ٹھہرے
دل یہ کہتا ہے کہ مت یاد بتان دلواؤ

شوق نظارہ ترا کھینچ کے لایا تھا اُسے
لیلی ایسا تو نہ تھا پردہ محمل بھاری
جنبش لب یہ قیامت ہے کہ جی اُٹھے ہم
چھیڑنے کا مرے پھر آپ مزا دیکھینگے

در پردہ انکو یار سے لڑتی ہی رات سے | تار نگہ کو رشتہ ہے چاک قنات سے

شیخ ابراہیم ذوق المخاطب بہ خاقانی ہند

شاہ کشور سخنوری مالک رقاب مملکت معنی پروری والی قلم رو تکمیل و اکمال موسس اساس فضل و افضال جامع دقائق فن حلال مشکلات سخن قادر الکلام زبدۂ کملاے انام مرجع ارباب شوق شیخ محمد ابراہیم ذوق عہدۂ استادی سلطان عصر محمد سراج الدین بہادر شاہ سے ممتاز اور پیشگاہ سلطنت سے خطاب خاقانی ہند سے سرفراز ہین مشق سخنوری اِس درجہ کو پہونچی ہے کہ کوئی بات اِس صاحب سخن کی غالب ہے کہ پیرایہ وزن سے معرا ہو گی پرگو اور خوشگو غزل ویسی ہی اور قصائد ویسے ہی غزل گوئی مین سعدی و حافظ و قصیدہ مین انوری و خاقانی و مثنوی مین نظامی گو اگر اِس سخن گو کی شاگردی سے فخر ہو تو کچھ عجب نہین شمار انکے اشعار گوہر نثار کا بجز عالم الغیب کے اور کوئی نہین کر سکتا دقیقہ سنجان روزگار پے لیجا سکتے ہین کہ جسکا کلام وحی نظام فخر متقدمین اور شرف متاخرین ہو اُسکی ذات فائض البرکات بنی نوع مین کسقدر فضل و شرف رکھتی ہوگی اِسقدر جامعیت کہ فصاحت عبارت اور متانت تراکیب اور تازگی طرز اور جدت معنی اور غرابت تشبیہ اور حسن استعارہ اور خوش اسلوبی کنایہ اور لطف تلمیح اور پاکی الفاظ اور تنکو رزی کلمات اور بست قافیہ اور نشست ردیف نظم و نسق کلام اور حسن آغاز و انجام ایک جاے مین جمع ہین متقدمین سے متاخرین تک کسی اور فرد بشر کو حاصل نہین ہوئی اگرچہ اصناف سخن خصوصاً غزلیات اور قصائد سے دفتر دفتر ہے اور ہر شعر نقطۂ انتخاب سے مزین لیکن اِس مختصر کا حوصلہ تاب نہین لاتا کہ اُنکو درج اوراق کر کر ارباب شوق و اہل فضل کی خدمت مین گذرانون اِسواسطے فقط نمونہ از خرمنی چند شعر ہدیۂ نظر شائقان کمال کے کرتا ہون

اشعار ریختہ

ہم ہین اور سایہ ترے کوچہ کی دیوارونکا
مجھسے کسقدر کے بدلے آسمان لینے لگا
کہے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا

کام جنت مین ہے کیا ہمسے گنہگارونکا
ندکور تیرے بزم مین کسکا نہین آتا
کمی جو مجھ سے کرے تو پیے لہو میرا

مجکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر
پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا
لبون پر جان عبث ہے منتظر وہ شوخ کب آیا

اگر جہلم کو بھی آیا تو ہم جانین کہ اب آیا
ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کے شمشیر کا
پر ضعف سے ہاتھون مین قلم اٹھ نہین سکتا
ٹھہری ہے آنکے آنیکی یان کل پہ جا صلاح
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کے پاس
مر گئے پھر بھی تغافل ہی رہا آنے مین
کیا جانے کیا لکھدیا اُسے کیا اضطراب مین
ہان تابل دم ناوک فگنی خوب نہین
پر دان رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین
عبث تم اپنا رکاوٹ سے منھ بناتے ہو
ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہم کو
رخصت زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہے
موت پڑتی ہے اجل کو یان تلک آتے ہوے
قطرہ قطرہ آنسو جسکے طوفان طوفان شدت سے
سو بھی اگر تا سر مژگان حیا سے پھر گئی
وہ اپنے سینہ مین ہے آہ آتشین اے ذوق
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
کہتے ہین موت تو سب جانے جاے ہے
کرکے مین ضبط ہنسی دیکھون ہو ناخن نے
جوش گریہ کا مرے تم کچھ نہ پوچھو ماجرا
دہن کا ذکر کیا یان سر ہی غائب ہے گریبان سے
یہانتک ناتوان ہین ہم گذر جائین اگر جان سے

تامل کیجیو ذوق نہ بیدن دیکھنے کیا ہو
زخم پر قسمت سے میرے کارگر اچھا ہوا
دل تو لگتے ہی لگیگا حوریان عدن سے
اے جان بر لب آمدہ تیری ہے کیا صلاح
نہین تدبیر کچھ بنتی پڑے سر کو پٹکتے ہین
بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے ہین
وہ جنازے پر مرے کسو وقت آئے دیکھنا
ابھی چھاتی مری تیر دوان سے چھنی خوب نہین
دیکھا دم نزع دل آرام کو
وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو
تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلانے ہے
وہ نہ آئے رات ہمکو صدمے سے بخت خفتہ کے
پارہ پارہ دل ہے جسمین تودہ تودہ حسرت سے
زخمی مین ہوا ہون تری دزدیدہ نظر سے
کہ برتن دیکھے توفی النار و بستر ہو جائے
الفت کا نشان جب کوئی مرجاے تو جانے
پر ترے پاس اُسے بھی کوئی کہاے جاتا ہے
زخم دلبر کیون مرے مرہم کا استعمال ہے
چادر آب دامن منھ پر مرے رومال ہے
فلک کیا فتنہ سازی مین ہو ہمسر چشم فتان سے
اُٹھائے مور لاشہ کو ہمارے دشت مژگان سے
دم شمشیر قاتل پر بھی خون جاتا ہے جم میرا

کہ اب تک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈھب آیا
اس خط مین مین لکھتا کہ ستم اُٹھ نہین سکتا
باغ ہستی سے چلا ہون ہاے پریان چھوڑ کر
مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھے ہے تو آنکے پاس نہین
نہ دل چھوڑے ہے اُسکو اور نہ ہم دل چھوڑ سکتے ہین
خط پڑھکے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
جبکہ اذن عام میرے اقربا کہنے کو تھے
اُس حور وش کا گھر مجھے جنت سے سوا ہے
عید ہوئی ذوق دلی شام کو
کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھ بن ہمنے
ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ
کون وقت آدا ہے گذرا دلکو گھبراتے ہوے
بچ گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتے ہوے
قسمت برگشتہ دیکھو ایک نگہ کی تھی ادھر
جانیکا نہین چور مرے زخم جگر سے
نگہ کا وار تھا دلبر پھڑکنے جان لگی
یہ درد سر ایسا ہے کہ سر جاے تو جانے
ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے
نمک اگر مہنگا ہے تو کیا لون کا بھی کال ہے
زبان پیدا کرے جون آستان زمین پیکان سے
گرا تھا یہ بھی اشک تر آلودہ کی مژگان سے
صراط عشق پر از بسکہ ہے ثابت قدم میرا

حافظ عبد الرحمن خان احسان

سخن سنج دقیقہ گزین معنی رس خوردہ بین یگانہ جہان فریدآوان حافظ عبد الرحمان خان احسان استعداد کتابی نہایت اور تحقیق مصطلحات بغایت ریختہ گوئی کو کمال اور زبان اُردو کو نہایت جمال بخشا ساٹھ ستر برس کی مشق سخن دلالت کرتی ہے کہ کیا ملکہ اصناف سخن مین بہم پہونچا ہوگا صنعت تجنیس و اشتقاق بیشتر اِنکے کلام بلاغت نظام مین مستعمل ہے اور حق یہ ہے کہ اِن صنعتون کو اپنے سخن مین اچھی طرح سے نباہا ہے قلعہ معلی مین بیشتر سلاطین انھین کے شاگرد ہین باوجود ضعف پیری کے سخن مین ہنوز شوخی جوانی کی موجود ہے چند شعر اُنکے بطریق یادگار لکھے جاتے ہین

اشعار ریختہ

دو دن سے مین جدا ہون اُس مہ کمر سے احسان	اک سو طرح کا صدمہ اس درمیان مین دیکھا	کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان بلب رہنا
کسی کا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا	گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے	وگرنہ یاد تھین مجکو شکایتین کیا کیا
مین تو اُس نوجوان پر غش ہون	ہاے عالم تری جوانی کا	سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون
بھید کہتا ہے کسو سے کوئی دانا دل کا	ہے وہ مرید آبلہ پاے عاشقان	پانی پہ ٹھہرے کیونکہ نہ بستر حباب کا
میرے آتے ہی بس نیند آئی تو اب	یہ اپنی چشم پوشی دیکھتا جا	یارو سمجھو نکو میرے گریبان کی فکر ہے
	ناصح کے منھ کو آن کے کوئی نہ سی گیا	

خوشنویسان

جناب سید محمد امیر سلمہ اللہ تعالی

یہ جناب سادات کبار سے ہین خط نستعلیق کو اِس خرد زمان مین آپکی قلم کی صلاے صریر نے مثل صور ثانی کے دوبارہ زندہ کیا ہر دائرہ حروف کا اِنکے اوصاف حمیدہ کے ذکر مین سراپا دہان اور مدات الفاظ کی اِنکی محامد حمید کے بیان مین سر تا سر زبان اِنکی خوشنویسی کے دور مین میر عماد کی خوش قلمی پر اعتماد نہین رہا اور اِنکی صانعی کے زمانہ مین آغا رشید بندہ ہوگیا باوجودیکہ ورزش پنجہ اور یکبیتی مین کوئی اِنکا نظیر نہین جسپر ہاتھ اِنکا ایسا سبک ہے کہ قلم کو ایک آن مین ہزار حرف لکھنا اور پھر اُس خوبی کے ساتھ کچھ گران نہین

جناب آغا صاحب

یہ صاحب کمال شاگرد رشید ہین سید امیر صاحب ممدوح کے اور اس فن مین ایسا کمال بہم پہونچایا کہ اُستاد کو اِنکی کمال پر کمال ناز ہے اور اِس فن کی تکمیل کے سبب سے اساتذہ سلف سے ممتاز ہین علاوہ اس کمال کے فن یکبیتی مین بھی اقران و ہمسران سے گوے سبقت لیگئے ہین اور اہلیت اور صلاحیت ایسی ہے کہ جسکا بیان نہین اور وہ اعتقاد کہ اپنے اوستاد کے حق مین رکھتی ہین خامہ دو زبان کی مجال نہین کہ لکھ سکے

مرزا عبد اللہ بیگ

شاگرد ذہین سید محمد امیر صاحب ممدوح کے اِنکے رتبہ کو نستعلیق نویسی مین بعد آغا صاحب کے کوئی نہین پہونچ سکتا سوا اِسکے اہلیت اور سعادت مندی جو اِنکے مزاج مین ہے قلم دو زبان کی طاقت نہین کہ اُسکا بیان کر سکے

امام الدین خان

فرزند ارجمند نواب دبیر الدولہ خواجہ زین العابدین خان بہادر مصلح جنگ اور نستعلیق نویسی مین شاگرد ذہین اخوند عبد الرسول قندھاری سلمہ اللہ تعالے اور سید محمد امیر صاحب موصوف کے ہاتھ اِنکا ایسا قابل ہے کہ تھوڑی سی محنت اور زمانہ قلیل مین اپنے اقران و امثال سے قصب السبق لیگئے

محمد جان صاحب مرحوم مغفور

شاگرد میر کلن خوشنویس بے بدل اور خوش قلم بے نظیر تھے جبتک یہ قید حیات مین تھے اِنکے سلمنے کسی خوشنویس کو یارا ے دم زدن نہ تھا عرصہ پندرہ بیس برس کا ہوتا ہے کہ روح پر فتوح کو عالم فانی سے رہا کیا اللھم اغفر لی ولہ

اخوند عبد الرسول قندھاری سلمہ اللہ تعالی

یہ زبدہ اہل کمال متوطن ہین قندھار کے اور عرصہ چند سال سے بود و باش شہر شاہجہان آباد کی اختیار کی ہے اور اِس خاک پاک سے ایسی وابستگی بہم پہونچائی کہ گویا یہین کے ساکن تھے اور حب وطن کو ایک قلم دِل سے بھولا دیا خط نستعلیق و شفیعہ مین بے نظیر ہین

حافظ کلو خان صاحب مغفور

خط نسخ مین اوستاد یگانہ اور مشہور زمانہ اِس خط کو شان یاقوت پر لکھتے ہین بلکہ یاقوت کو اِنکے سامنے یاقوت جرم دار کے مانند کچھ قدر نہ رہی تھی عرصہ چند سال سے عالم باقی کی طرف خرام کیا انا للہ و انا الیہ راجعون

میر امام الدین سلمہ اللہ تعالے

خط نسخ مین استاد ہین سلطان عصر حضرت ظل اللہ سراج الدین محمد بہادر شاہ کے اور خط نسخ کو قاضی کی شان پر لکھتے ہین اور باتفاق زبان خلائق پر ہے کہ اِس شان پر اِنسے بہتر کیا اس سے اُنیس بیس بھی لکھنا محال ہے

مولوی حیات علی صاحب مغفور

خط شکستہ مین وہ کمال بہم پہونچایا تھا کہ اُنکے ہر حرف کے خم و پیچ سے زلف خوبان شکستگی وام کرتی تھی اور خط نستعلیق مین ایک شان نئی اختراع کی تھی اور طرفہ یہ ہے کہ اُس شان کی صدہا کتابین مختصر اور مطول اُنکے قلم اعجاز رقم سے نکلی ہوئی ہین کہ ہر حرف اُن کتابون کا ایک قطعہ شمار مین آتا ہے قدرت خدا کی ہے کہ ایسے فرد

کامل کبھی صفحہ روزگار پر بہم پہونچے ان اللہ علی کل شئی قدیر مدت دراز ہوئی کہ اِس جہان فانی سے راہی ملک بقا ہوے

پنڈت شنکر ناتھ

خط شکستہ مین شاگرد رشید تھے مولوی صاحب ممدوح کے اور بعد اُن حضرت کے اِنسے بہتر شہر شاہجہان آباد مین کوئی
نہین ہوا اور نہ اب ہے چھ سات برس کا عرصہ ہوا کہ جہان فانی سے راہی ہوے

بدر الدین علی خان مہر کن

خط نستعلیق لکھنے مین شاگرد ہین سید امیر صاحب ممدوح کی اور مہر کنی کے فن مین تمام ہندوستان مین اس سرگروہ اہل کمال کا نظیر نہین مہر حکام وقت کی علی الخصوص نواب گورنر جنرل بہادر کی اسی یگانہ روزگار کے ہاتھ سے کھدا کرتی ہے جو دائرہ کہ اِنکے قلم سے نکلتا ہے ہزار حرف اِنکی یگانگی پر اپنی زبان سے ادا کرتا ہے،

مصوران

غلام علی خان

مصور بیمثیل و مانند و بیکر آرائے بے شبہہ و نظیر رنگینی ارژنگ مانی اِنکے نقش سادہ کے مقابل خجل اور آب و رنگ کارنامہ
بہزاد اُنکی سیاہ قلم کے سامنے منفعل نقاش بہار نے ہر چند تصویر چمن کی لعلی شقائق اور سفید آب نسترن سے بنائی
اِنکے گردہ بے نقش و نگار کے آگے رونق نہ پائی ایسا قادر اِس فن مین صفحہ روزگار پر نہین پیدا ہوا کہ دیدہ
نرگس کی تصویر بینا اور زبان سوسن کا نقش گویا بنا سکتا ہے غنچہ اُنکے چمن تصویر کا بویا اور مردم چشم
اِنکے مرقع نہ مین آشنا دیدہ مور کے پردہ پر کرہ عالم کی تصویر اِسطرح بنائی کہ منجمان رصد بند گردش افلاک
و اوضاع کواکب کو تفصیل اُسمین مشاہدہ کر سکتے ہین اور نقطہ موہوم پر نقشہ کون و فساد کا ایسا کھینچا ہے کہ فکر
حکیم استحالہ اجسام اور تکون موالید اور حصول ترکیب اور تغیر فصول کو کماہی اُس سے دریافت کر سکتا ہے گل
کی نرمی اور خار کی درشتی اِنکی تصویر سے مشہور حیوان کی حرکت اور نبات کا نمو اِنکے نقشہ مین موجود

فیض علی خان

کہین برادر حقیقی ہین غلام علیخان موصوف کے مانی اِنکا قلم بند و صدف دار اور بہزاد اِنکی طرح کا چربہ نگار شمع اِنکی تصویر
کی بزم افروز اور آتش اِنکے نقشہ کی عالم سوز از بسکہ مزاج صلاح و تقوی کیطرف بہت مائل ہے جاندار کی تصویر
سے تائب ہو کر نقشہ مکانات پر قناعت کی سبحان اللہ اِس کام کو اِسطرح سے سرانجام دیا اور اِس امر کو ایسا بالفرام
پہونچایا کہ بیان اُسکا احاطہ تحریر سے باہر ہے

مرزا شاہ رخ بیگ

فن تصویر مین نہایت کامل اور اقران و امثال سے اِس کام مین گوے سبقت لیگئے قرۂ چشم حور اگر اِنکا موقلم نبے بجا ہے اور بیاض گردن پری اگر اِنکا صفحہ ہو تو زیبا ہے کل نقشہ اِس کتاب کے فیض علی خان موصوف اور اِنکی استعانت سے مرتب ہوئے ہین کام اِن نقشون کا نمونہ انکی صنعت کا ہے

محمد عالم

اوستاد فن ہے اور اِس امر کے دقائق سے آگاہ وضع قدیم کی تصویر جیسی اِس سرگروہ اہل کمال کے قلم سے کھینچ سکتی ہے اور کی مجال نہین

ارباب موسیقی

ہمت خان

بار بد اِنکا شاگرد کہین اور نکیسا اِسکا تلمیذ کمترین یہ زبدہ کملاے روزگار اِس صناعت مین اپنے عہد مین کوس لمن الملکی مارتا تھا سب ارباب نغمہ اِسکے نام سے اپنا کان پکڑتے تھے دھرپد کے گانے مین اِسکا نظیر نہ تھا اگر تان سین زندہ ہوتا زانوے شاگردی تہ کرتا اور اگر برجو باورا قید حیات مین ہوتا خط غلامی لکھدیتا ہرچند اطراف عالم سے روسا ذوی الاقتدار اور راجہ ہاے عالی تبار نہایت آرزو سے بطمع زرخطیر خط لکھکر تمنا کرتے تھے کہ یہ صاحب کمال قصد اُنکی ملازمت کا کرے باستعانت استغناے خدا داد جو ارباب کمال کے لوازم ذاتیہ سے ہے تمام عمر اُنکی طرف مُنھ نہ کیا اور دلی سے قدم باہر نہ رکھا جو نغمہ سرا کہ ممالک دور دست سے مدعی اِس فن کا ہوکر وارد شاہجہان آباد ہوا اُسکی ایک تان کے سنتے ہی نہ تال کی خبر رہی نہ سُر کی اور اُسکے قدم کی خاک کو اپنی آنکھ کا کحل الجواہر بنایا حضرت بابرکت شاہ محمد نصیر صاحب مرحوم سجادہ نشین خلافت حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کے سامنے بنا بر رسم مستمرہ کے دوسری اور چوبیسوین ہر مہینے کو مجلس نغمہ گرم کیا کرتا تھا اور در و دیوار اسکے الحان داؤدی سے مست ہوجاتے تھے اور ازبسکہ درد باطن اور لذت فقر کی چاشنی اِس مستغنی الاوصاف کے گلوے حال مین پہونچی ہوئی تھی اُس نغمہ کو ایک اور ہی کیفیت بہم پہونچی تھی اور یہ کلام مولوی روم علیہ الرحمہ بشنو از نی چون حکایت میکند ✤ وز جدائی ہا شکایت میکند ✤ کز نیستان تا مرا ببریدہ اند ✤ از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند ✤ اسی ماہر کامل کے نامی گلو کی شان مین صادق آتا تھا عرصہ چند سال کا ہوتا ہے کہ اِس عالم عنصری سے انقطاع نام کیا اور بزم جنت مین خرامان ہوا

راگ رس خان

فن بین نوازی مین یکتاے روزگار اور یگانہ شہر و دیار اُسکی بین کا ہر تار شیرازہ کتاب معرفت تھا

جیسا ہمت خان فن نغمہ مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا یہ صاحب کمال بین نوازی مین اپنا نظیر نہ رکھتا تھا ہمت خان کے ساتھ دوسری اور چوبیسوین حضرت موصوف مرحوم کے روبروی صحبت بین نوازی سے گوش شوق کو ممنون اور سامعہ تمنا کو مرہون کرتا تھا چند سال گذرے کہ عالم فانی سے عالم باقی کو راہی ہوا

میر ناصر احمد

والد انکے سادات عظام سے تھے اور اتفاق زمانہ سے ہمت خان مرحوم موصوف کی دختر با اختر سے منسوب ہوے چونکہ اس صاحب کمال نے اپنے نانا سے مرحوم کی صحبت مین رشد و بلوغ بہم پہونچایا اُسکی فیض تربیت سے فن موسیقی مین یکتاے عہد ہوگیا وہ مغفور فن نغمہ سرائی مین مشہور روزگار تھا یہ یکتاے زمانہ نغمہ سرائی اور بین نوازی دونون مین معروف روزگار ہوا اور اِن دونون کامون کو ایسا کیا کہ گوش اہل روزگار نے کہن ترانہ ہاے سابقین کو فراموش کیا اور کملاے دہر کو یہ اعتقاد ہے کہ جیسا ان چیزون کو اُنھون نے برتا اساتذہ سلف کو مجال نہ تھی کہ اسکے عشر عشیر پر بھی قادر ہوسکتے اپنے نانا کی وفات کے بعد بدستور قدیم حضرت خواجہ محمد نصیر صاحب مرحوم کے سامنے یہ بھی نغمہ سرائی اور بین نوازی اُنھین دونون تاریخون مین کرتے رہے اور بعد اُنکی وفات کے حضرت سراسر افادت جانشین شاہ محمد نصیر غفر اللہ لہ شرف خلف یادگار سلف مولانا و بالفضل اولانا مولوی یوسف علی کے سامنے جو لائق سجادہ نشینی خاندان موصوف بل اِس امر کے واسطے الیق ہین وہ ہی مجلس اِس کامل کے وجود سے قرین ہوتی رہی اب گردش آسیاے گردون سے بہ تقریب تلاش رزق نواح صوبہ اودھ کی جانب روانہ ہوے ہین

بہادر خان ستار زن

فن ستار نوازی مین یگانہ روزگار اِسکے صدا سے در و دیوار تصویر کا عالم ہوجاتے تھے یہ فقرہ کہ مرغ از طیران اُفتاد و آب از جریان باز دارد اِسی ماہر کامل کی ذات پر صادق آتا تھا پانچ چھ برس کا عرصہ ہوا کہ عالم باقی کیطرف سفر آخرت اختیار کیا

رحیم سین ستار زن

یہ صاحب کمال اشرف ولد میان تان سین ہے وصداے تار اِسکے ستار کی الحان داؤدی سے خبر دیتی ہے چھ راگ اور چھتیس راگنی اِسکے تار ساز کے بال باندھے غلام و کنیز ہین نواب فیض محمد خان والی جھجر نے کمال قدر دانی سے اپنی ملازمت مین رکھا تھا اور بعد اُسکی وفات کے نواب فیض علیخان مرحوم نے کہ بذریعہ وراثت والی اُس ریاست کا ہوا بدستور قدر شناسی اِس زبدۂ کملاے عصر کی کرتا رہا اب جو وہ ریاست عبد الرحمن خان پسر نواب مرحوم تک منتقل ہوئی یہ رئیس بھی اُس صاحب کمال کی قدر دانی مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کرتا واقع مین ایسے

یکتاے روزگار عرصہ عالم مین کم جلوہ گر ہوتے ہین

نظام خان

دھرپد سرائی مین بمثیل و مانند اونا شاگردان کا تان سین دہر جو بادرے کو خیال مین نہین لاتا تھا عرصہ قلیل ہوا کہ شبستان عالم بغیر اُسکی وجود عشرت آمود کے ماتم سرا ہوگئی

قائم خان

دھرپد نوازی مین ایسا کامل تھا کہ مقامات دوازدہ گانہ راگ کو کہ کمال صعوبت سے ہفت خوان رستم کا حال رکھتے ہین اُسکے انفاس معجزہ اساس نے باسانی بے سپر کیا تھا عہد آدم سے اِس دم تک ایسا ماہر پیدا نہین ہوا اور اِس زمانہ سے نفخ صور تک اِسکے نظیر کا پیدا ہونا متصور نہین عرصہ چند سال سے عالم فانی سے کوچ کیا انا للہ و انا الیہ راجعون

گلاب سنگھ پکھاوجی

جامع تھا فنون شتی موسیقی کا ہاتھ اِس صاحب کمال کا پکھاوج کے بجانے مین ایسا طیار تھا کہ اُسکے ہاتھ کی ایک جنبش مین سو راگ آنکھون کے سامنے پھر جاتے تھے اور ستار نوازی کو گویا اِسی نے از سر نو زندہ کیا تھا سوا اِسکے جل ترنگ کے بجانے مین ید طولی رکھتا تھا عرصہ دراز ہوا کہ سفر آخرت کا اختیار کیا اور عین جوانی مین داغ مرگ سینہ پر لے لیا ؎ کار بسیار و اندک ست حیات ٭ عمر در خورد کار بایستی

لکھوا پکھاوجی

پکھاوج بجانے مین یکتاے عصر اور یگانہ دہر باتفاق کہتے ہین کہ جو صحت اِسکے ہاتھ مین ہے نہ سلف کو میسر ہوئی اور نہ خلف کو

الحمد للہ کہ یہ کتاب تمام ہوئی اور دست و قلم جو گردش دائمی اور تحریر بردام سے فارغ نہ تھے آسودہ ہوے فکر کو تسکین اور طبیعت کو اندیشہ سے آسودگی بہم پہونچی خدا کرے کہ مقبول طبع صاحب نظران بر ہنر ہو

صد شکر کہ این نگارخانہ ٭ بگرفت طراز جاودانہ ٭ بتخانہ ٔ ہند را دراست این ٭ ناقوس ہزار پیکر است این ٭

تقریظ کہ جناب مرزا اسد اللہ خان غالب نے اِس کتاب پر لکھی ہے

خواستاران گرمی ہنگامہ بینش را در نوروز نیرنگ گردش رنگ بہ نوی نوید کہ چین رونما نگارخانہ را پردہ از پیشگاہ بر داشتہ اند کہ دران شگرف آئین کارگاہ بشمار شگرفی آئین کار پیکر آرایان دیدہ در را آئینہ بیخودی روی آوردہ و انگوتہ درماندگی دست بہم دادہ کہ اگر رستخیز را ہمہ آن گیری کہ در پیکر کدہ ہا پیکرہای پایای پویہ نایای را بر رفتار آوردیوند

روی نیازمائی و پشت دست بهزاد از زمین نتواند گسست همانا از نگارخانهٔ آن کارنامه مینو بار نامه خواهم که شادروان
نشیمن ناز است و آرایش گاه پری پیکران را از سرگذشت شهریاران است و سرنوشت روزگاران ورنه این نی
بی نوا که مرغ دست آموز دبستان سراستی بر در و دیوار پیکرستان زمزمه سنج چراستی من که از تباهی دانش و ناسازی خوی
پیوند رامش و آرامش در اندیشه برنتافتی و ناخود را بدشت از سوهان تیزی گام آبله ساے و در بن کوه به پیاله
داغ پلنگ شور را بجای نبید چشیدمی از خویش هرگز خشنود نیافتمی سینه چون زنبورخانه رخنه ها بهم میان رانشانگاه
و دیده چون دلربائی پروانه خونابه های قطره در خسار و بهم سوز را فرود آمد بجای اینک در پرده گزارش این گزین نگارش
بخوابگاه بیدار بختان غنوده پیکر و شستن جای خداوندان اورنگ و افسر کرشمه سنج میگذرد و بدانسان که در گلگشت
چمن بر کنار خیابانها بشاخ گل دست سائی و گلچین گذرند نشانهای شاهان گذشته یک یک در اندیشه می شمرم دلاویز
پرچم نشانهای لشکرکشان که خورکشائی پیش کش ما را که بگفتار نشاط و کشوربند از زبان نکشائیم سخن در انست که درین
ستوده آئین راه سخن کشوده کسی ست که دل آزاده رزبند هوای ادبی ست خوشا دانا دل هنر دستگاه دفرخ کردار
گذار کار آگاه مهرورز کین فراموش اهرمن دشمن یزدان دوست فرزانه با فرو فرهنگ جواد الدوله سید احمد خان بهادر
عارف جنگ آن که خامه را در نگارش افسون زنده کردن نام بدان روش روانی داد که نام آوران روز فرو رفته را زندگی
جاودانی داد پیوند خویشی خجستگی با خویش از خویشی تری به آب نختی استوارتر و فرجام یگانگی فرخی با گوهرش از یگانگی
روشنی به مهر پاره اشکارتر با همگنانش ولیست از فرزانگی به آئین مردمی دانا و با منشش پیمان مهری ست از دلنشینی
به پیوند خون مانا سخن که پیوسته ابر فرسودگی تار و پود پرنیه کهنه خویشتن از گهرهای گسسته خندهٔ دندان نما داشت
بدستیاری این گرامی هنر در جامهٔ خسروی و پیرایهٔ نوی یافت آزاده مرد هنرور کارگزار را بمیر آفرین که تا در فراخنای
فرخنده گذارش که حق گزاردن کردار پیشینیان را فزودن آگاهی پسینان شیوه نداشت پاسے گذاشت از ان
دست سخن راند که هم برفتگان سپاس نهاد و هم آیندگان را آفرین گوی ساخت درین شگفت آورد گونه غالب
پلنگینه پوش پلاس نشین که بدین نمود بے بود که اکنون دارد هم اکنون هنر خویشتن از نیایدگان و در نیست و
آینده و پیدا است که خود از رفتگان خواهد بود هر آئینه از رهگذر این رسم که آورده شد و به نمود داری این نشان که انگیخته آمد
در کردار پسندی و سپاس پذیری با رفتگان هم اندیشه و در کردارستائی و آفرین خوانی با آیندگان هم نوا است
گوئی گفتار من در انجام این نامه نوش افزا رفتگان را بشنودن آوازه دیر پایست و رنه زیبای پاسخ
است و آیندگان را بسرودن زمزمه زود بیاید و دیر بپاید فرخ شادم که نگارش بفرخی انجام پذیرفت و خلاصه

از جنبش آرام یافته نے نے به فرخی آنگاه نازم و شادی و تیره اندران هنگام روا باشد که روان در شبگیر اندیشه
بر دشناسی روشنائی خرد که فروغ فره ایزدی ست گریوه دشوار گذار پندار پیدائی را از میانه بر کرانه ره سپرد و مرا ازین
شاهراه بهالا دوی بر در میخانه نیستی فرود آورد بو که ازین مردافگن آن خمستان پاره به سفالم ریزند تا به سیه مستی
آن باده رد شستن انبوهی نمایش آزد آرزو از هم پاشد و نمودهای بی بود از پیش نگاه برخیزد نه از فرخی رنگی باید
و نه از شادی بوی نه از مستی نامی ماند و نه از هستی نشانی + غالب بریدم از همه خواهم گزین سپس + گنجی
گزینم و بپرستم خدا است را

تقریظ کہ جناب مولانا مولوی امام بخش صہبائی نے اس کتاب پر لکھی ہے

رنگینی معنیم صفحه را رشک نگارستان چین کرده و شادابی الفاظم کاغذ را بتازگی پرند گل پرورده دل تا دیده دکان رنگ
معانی چیده ام و سینه تا زبان خوان الوان سخن کشیده ام نه فکر را از ترتیب مقدمات شعری یک نفس فارغ نشستن
و نه اندیشه را از گرد آوری سازش ترکیب دم زنسته سعی گسستن نفس تار ساز لیست حرف نغمه طراز بهای بیان و دهن حلقه نرمی
است و تعب ترانه زبان رشته انفاس در گلدسته بندی ریاحین افکار مصروف و عنان توجه در صید وحشیان معانی
معطوف هانا خیال ستایش نگارین نامه بلاغت نظام آثار الصنادید نام که نتیجه سخن طرازی خامه گوهر بار معنی
آفرینی ست که حسن گلوسوز معانی پرورده مشاطه طبع ارجمند اوست و جلوه شهسوار معارف در پرده گرد انگیز بهای
افکار بلند او یعنی رنگ چهره کمال آب گوهر جلال ته نشین گوهر محیط وقار رسا نشه صهبای اعتبار آبیار گلشن قبول اقبال
نخلبند حدائق فضل و افضال دوده سیادت را از بلند پایگی نسبش فرق بکنگره عرش سودن خانواده نجابت را از والای دانش
رفعت فلک افتخار نمودن رنگ بهار بریده معنیهای رنگین اوست و نکهت گل وا کشیده اخلاق دلنشین او عروج مراتب
همت اولین پایه سلم کمالش و بلندی مدارج حشمت نازکترین درجه ایوان جلالش انجمن پیرائی عدلش صبا از پیش گل
بیصرفه نتواند دوید تا تیزی نوک خار دامن نزاکتش نه برود هنگام افروزی انصافش شعله از بالای شمع بی اختیار سر
نتواند کشید تا شوخی وضع بی احتیاطش با بال پروانه برنخورد خم کمند فکرش طوق گردن وحشی غزالان حقائق در
سامی بالهنگ اندیشه اش مسلسله گلوی دقائق فروغ معانی پرتو شمعی ست از فانوس صفای سینه اش بیرون دیده
و شوخی نکات برق تبسمی ست از پرده لبهای اخلاقش درخشیده تار و پود انفاسش حرف قصب بافیهای کارگاه
سخن و رنگ آمیزی خیالش در کار شفق سازی رنگینی های چمن گاهی ادای شوخی ناز و رکسوت جنبش خامه اش
جلوه فروش و گاهی بیقراری ناله نیازه از پرده صریر قلمش در خروش ترانه سنجش با دعوی فصاحت بیانیهای بلبل

حرفی ست گلوگیر و زمزمه بیانش بالاف سنجی نوای قمری جوابی ست ولیدیر خرده کاری طراح خامه اش طول و عرض ہزار صفحه را از پرده یک نقطه جلوه تواند داد و وسعت حوصلهٔ دستگاہش تنگی ظرف حباب را باکشاد جبهه ہزار محیط مقابل تواند نهاد نشو و نمای ریاحین بهار با سنبل رسانی زبان قلمش بر طبع ارباب نظر خورده وطراوت اوراق نسرین با تازگے عبارت نامه اش از نم شبنم عرق کرده گنجینهٔ ضمیرش چون لوح تقدیر مخزن جواهر اسرار و خامهٔ اندیشه اش چون اوامر قضا متصدی ظهور آثار ہم کثرت را از فیض صحبتش گرمی ہنگامه چهره کشاد ہم وحدت را از اثر تجریدش

جامه ساز تعلق قبا

بر خاتم جم خط نگینش — بام در کبریا زمینش
بر بارگهش ز مهر پرنور — صد سجده و یک نظاره از دور
بر فرق مراتب کمالش — گردنده سپهر از جلالش
ماییده برخ غبارش از راه — تا گشت چراغ هفت خرگاه
سر سوده بر آستانهٔ او — تا شد فلک آشیانهٔ او
طبعش که بهار داد سخن را — گل کرده بهار صد چمن را
کوک از نفسش چو بانگ بلبل — هر حرف به پردها صد گل

جاهش که به بخت کام داده — رفعت به سپهر دام داده
برگیر و سرای دولت او — بینند فلک به حشمت او
عقلی که چراغ دل فروزد — وین خلوت آب و گل فروزد
خورشید که فرهٔ بلندیش — بار است بشان ارجمندیش
رفعت که بفرق چرخ زد گام — جست از در بارگاه او کام
آید به نوا ز خامهٔ او — چون پردهٔ ساز نامهٔ او
بسپرده برنگ چشم عشاق — گلدستهٔ صد چمن باوراق

سپهر کمال را اوج و محیط افضال را موج کوکبه آرای عزایم بلند مرحله پیمای مدارج ارجمند طراز مسند تفاخر جواد الدوله سید احمد علی خان بهادر که امروز چار بالش منصب منصفی این سواد بطراز وجودش بر سریر سلیمان نازش دارد و باغ اندیشه میخارد و فکر افسرده را بجوش می آرد اگر گرد تعصب بزنگ آئینهٔ انصاف نباشد و رنگ آمیزی اعتسافات نقش بی ایمانی نتراشد راه این تحقیق تواند شگافت و سراغ این منزل تواند یافت که سایه پروردگان گلشن قدس تا به تردد جادهٔ خیال خو کرده اند جای نفس راست کردن به ازین سر منزل آسایش بکف نیاورده اند قدرت وہم در ایجاد قطریش و امانده تر از سعی مایوس و جرأت تصور در سراغ مثلش نارساتر از پای محبوس نسرین را با شگفتگی عبارتش برگ برگ بی دست از شبنم در زیر دندان حسرت و لاله را با رنگینی معانیش بر داغ اخگری است افروخته دامن زمینهای غیرت طرهٔ سنبل بر آتش رشک سطورش چون موی در پیچ و تاب و تموج سبزه زار از باد غیرت رقومش چون موجهٔ آب در اضطراب رشتهٔ خطوطش از طراوت الفاظ رگ ابری است طوفان خیز و ریشه حروفش از بر تو معنی تابش برقی ست آتش انگیز صفای اوراقش از صباحت مضامین آئینه

یوسف نما و بیاض صفحاتش از فروغ معنی صبحی از چهرهٔ خورشید نقاب کشا این السطورش چون فرق سر نیکوان گیسوی حرف از دو طرف فرو هشتن ساز و نیرنگی نظارگیان و سادگی کاغذش را چون چهرهٔ دلبران بخط و خال رقم آراستن تکلیف ناشکیبی تماشائیان اثر پروردگان کلماتش در ذکر خامش نقسان مکتب عدم خون بالای پردهٔ چشم عبرت نگاهان و نشتر فرو شان حروفش در نوحه خاک بر سر گردگان زیر زمین جگر کاو حوصله تمکین دستگاهان اثر رنگ نگاران گرده تصویر از رنگ چهره شاهدان دست بطرح گل برده اند و بلعلی خون عاشقان رنگی ببا قلم داغ لاله سپرده نگاه در تماشاگاه مقابرش از گسستگیهای تار و پود کفن عبرت گیر و نظر در سیر خطابرش از حسرت سیری خاک گهر بندپذیر مثنوی

گر ذره او بکن شماره	از رنگ پریدهٔ نظاره	هر ذرهٔ او که تابد از دور	از داغ دلی گرفته نور
زان نقطه که از جگر کشادند	صد نقطه بهر ورق نهادند	تا حرفی ازین کتاب خیزد	دل خون شود و بخاک ریزد
تا یک رقمش بخون نگارند	بر صفحهٔ دل جنون نگارند	هر کس بکتابتش نظر داشت	در خامه چکنده جگر داشت
چندین دل تشنه بر شکستند	تا طرح سراب نفس بستند	رنگ از رخ شاهدان پریدند	تا نقش چمن بر و کشیدند
خمیازهٔ حسرت شکر خواب	در تعبیر باش حرف محراب	باشد بکف خرد پسندان	چون ساغر می بدست رندان
سطر است که نقش بر ورق بست	یا زلف نگار در کف مست	صد لطف بهر کشودن اوست	چون بند قبا کشودن دوست

عجز تمنائی آئینه احوال صهبائی از التفات شفقت نگاهان بی بهره نخواهد بود که بهار آرای این حدیقه از خنده تازگیهای نگاه لطف رنگ پریدهٔ عجز نالی را نه آنهمه باز گردانیده که پر طاوس از غیرت رنگ بست آن داغ بر دل نه سوزد و بال تدرو از شرم بهار بیخزانش چهره نیفروزد و تعداد مراتب الطافش رخش محاسبه بر رشحات سحاب راندن و حصر مدارج اشفاقش متاع محیط در ظرف حباب گنجاندن تا باده در ساغر انگور از خم آفتاب ریزد و پرتو خورشید آتش از پردهٔ آئینه انگیزد گرمی نگاه مهرش بزم افروز اهل وفاق و شعلهٔ سورت قهرش جانسوز ارباب نفاق باد

تقریظ که جناب مولانا محمد صدر الدین خان بهادر نے اس کتاب پر لکھی ہے

خدایا ازان گنج یابم نشان	که گم گشته آثار او از جهان	کنم باد دستی ازان گنج بار
بعالم دهم بحساب و شمار	زر و گوهر آن فروزنده گنج	کنم وقف پیران دینار سنج
بزرین کلیدی توانم شکست	طلسمی که هر گنج پرویز بست	کنم پر چنان دامن اهل فن
که از دولت دیده دامان من	الا بخت نظم از گران خواب خیز	کنون خاک دهلی ست گنجینه ریز
سوی گنج آباد دهلی شتاب	که گنجینه ست چون کان گوهر خراب	کجائی کجا معجزهٔ عیسوی

که آزرده دارد سر مثنوی
بیا ساقی ای مایهٔ حسن و ناز
می ساغر افروز مینا گداز
بمن ده که آتش زند در دلم
بجوشد محیط شرر از گلم
نویسم دران نشئه ابیات چند
که پرخون شود زان دل شهد و قند
مے تاب در جام جامی کنم
چمن زار گور نظامی کنم
ازان بادهٔ خام جامی کشم
ز گردون دون انتقامی کشم
کزین شست پیمان نیلی سلب
که نامش بود چرخ کجرو لقب
چگویم که بر من چها رفته است
صد آمد اگر یک بلا رفته است
درون دارم از چرخ پرکینه ریش
جگر ریش و دل ریش و هم سینه ریش
ز نجستم رود بر زبان با سخن
سرشکم برو رشک بر بخت من
همین ست آئین این تیره کار
تو امید صلح از مدارش مدار
همین ست آئین باغ جهان
که اول بهارست و آخر خزان
همین ست آئین چرخ کبود
در آغاز بود و در آخر نبود
بحالش کنی گر بعبرت نظر
نظر کن دران نامهٔ نامور
که آن را رقم کرد بحر کمال
فروهیده فرهنگ فرخ خصال
نکرده فزون رتبه اش منصفی
که بودست دون رتبه اش منصفی
نویسد اگر خامه از رای او
شود نخل ایمن سراپای او
رسا فهمش اندیشهٔ او سلیم
خیالش مداوای طبع سقیم
شده انس او در دلم جای گیر
بد اندیش را گو ز حسرت بمیر
همین میوهٔ باغ هستی دلش
پرستندهٔ حق پرستی دلش
تو آئین او بهر ارباب فن
طرب بخش همچون شراب کهن
بجیب صبا خلق او نافه بار
کهین حلقه در گوشش آید بها
دل او ز آئینه شفاف تر
بصافی ز آب گهر صاف تر
صفا خیز و از جوهر سینه اش
ز مه رو نما خواهد آئینه اش
ضمیرش بدرک درسائے علم
ذکا زا ز لمعان فکرش قسم
مجالست کان را کسے رو کند
قبولش اگر سید احمد کند
رقم زد کتابے باردو زبان
در آثار و احوال پیشینیان
فشانهای رسم کهن ریخته
بگیتی طراز تو انگیخته
شد آثار دهلی ز نابود بود
نگر ساخت تمثال دهرے وجود
دمیده به نقش عمارات جان
ز اعجاز او شهر دهلی روان
نقوشش که شکلش نه آنی کشید
خطے رو بر از رنگ مانی کشید
ازو سرو هنگامهٔ نوبهار
سراپای او چون سراپای یار
همانا است دودان ابکام بهشت
دهد گر جواب سلام بهشت
نظر سوی او سوز دل را علاج
ستاند ز لعل نکویان خراج
نوازندهٔ جان چو زلف دراز
چه تقریر آزاده معجز طراز

ندارد مبانند آن یادگار
بعبرت درین نامۂ نامور
کنون خفته در زیر کوه غمے
بجان حزین و دل دردناک
وگر آنگه هر کس دران بنگرد
ز پروانه جان دادن و سوختن

رقم کهنه تاریخچه روزگار
که آنان که بودند مالک رقاب
که بنخفت در سایه اش عالمی
و تالیف آن قصدش این است و بس
ز مصنوع ره سوے صانع برد
خدایا تو این شمع پاینده دار

نظر کن چو دانشوران خوبتر
بباید کنون نام شان در حساب
خبر ده که چونند در زیر خاک
که الله بس هست و دیگر هوس
بود تا که از شمع افسر و ختن
جهان را چو پروانه گردنده دار

اگرچہ نظر بکمالات صوری و معنوی و تقدم رتبۂ حضرت مولانا محمد صدر الدین خان بہادر لازم تھا کہ یہ تقریظ سب تقریظون سے پہلے لکھی جاتی لیکن چونکہ حضرت ممدوح کو بسبب انعدام فرصت کے اُسکی تصنیف مین توقف واقع ہوا اور زمانہ تصنیف تک کتاب کی طبع مین تاخیر کرنی باعث ہرج کار تھی اِسواسطے اسقدر سہو ادب واقع ہوا اور میرے نزدیک یہ تاخیر بہی کتاب کے خاتمہ بالخیر ہونے کا باعث ہوئی

تمت بعون الملک الوہاب

تاریخ تصنیف کتاب از نتایج طبع جناب مولانا مولوی امام بخش صہبائی سلمہ اللہ تعالے

صنفہ سید احمد خان منصف

سنہ ۱۲۶۳

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

حمد اُس پروردگار عالم کو سزاوار ہے کہ جو دو حرف کن سے اٹھارہ ہزار عالم کو عدم سے ہستی مین لایا اور رنگہاے گوناگون اور ہزاران ہزار جلوہ ہاے بوقلمون کے بعد پھر وہ عدم مین لیجائیگا اور نعت اُسکے حبیب رسول الثقلین سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنہون نے جن وانس کو وادی ضلالت سے نکالا اور روز جزا کو گنہگارون کے شفاعت خواہ ہونگے اور بعد سزاے کردار کے بہشت مین لیجائینگے امابعد درین زمان خجستہ عنوان نسخہ عجیب و غریب نادرۂ روزگار دہلی کے حالات مین کہ جسکی دید ہے نہ شنید نام ہے آثار الصنادید مقبول انام ہے ہر ناظر اِسکے ملاحظہ سے شادکام ہے اِس مختصر رسالہ مین ایسا مضمون وسیع قلمبند ہوا ہے گویا دریا کوزہ مین بند ہوا ہے چار باب مین اِس کتاب کو بیان کیا ہے آئینہ سکندر یا جام جمشید اسکو سمجھنا روا ہے بلکہ چار باغ یا چار گلزار کہنا بجا ہے پہلے باب مین شہر کے باہر کی عمارتون کا بیان ہے دوسرے

باب سے قلعہ معلا کی عمارتون کا حال عیان ہے تیسرا باب خاص شہر شاہجہان آباد کی کیفیت مین مرقوم ہے اور چوتھے باب سے دہلی اور اہل دہلی کی حقیقت مفہوم ہے چارون باب ایک مجلد مین مثل عناصر اربعہ کے مرکب ہین لیکن ہندسہ کے اختلاف سے چارون حصہ الگ الگ ہین اکثر مقامات مشہور کے نقشہ موقع پر لگائے ہین اور بعض جا پر کتبہ کے مضامین من وعن تسطیر فرمائے ہین حقیقت تو یہ ہے کہ مصنف نے اسکی تالیف مین کمال فکر کی ہے اور عجیب ترکیب اور ترتیب سے اسکو مرتب کیا ہے ہان ہان کیون نہو جبکہ مولف اسکے جناب فضیلت مآب عالی خاندان فخر دوران امیر الامرا والا دودمان سرفراز کملائے جہان جواد الدولہ سید احمد خانصاحب بہادر عارف جنگ سی ایس آئی جج ماتحت شہر بنارس ہون یہ کتاب پہلے سنہ ۱۸۴۷ء عیسوی مطبع سید الاخبار مین طبع ہوئی تھی اب شائقین کی استدعا اور فضل ایزدی سے بحسن اہتمام کارپردازان مطبع نامی گرامی مشہور نزدیک و دور مطبع منشی نولکشور واقع شہر لکھنو مین بہ سرپرستی مالک مطبع اودھ اخبار جناب منشی پراگ نراین صاحب ذی وقار خلف الرشید جناب منشی نولکشور صاحب سی - آئی - ای - مرحوم و مغفور بماہ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۸ھ بار سوم حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر زیب دہ محفل عشاقان ہوئی امید ہے کہ ناظرین اسکی دید سے حظ وافر اٹھاوین اور ہاتھون ہاتھ نقد دل سے خریدار ہوکر لیجائین فضل رب ودود سے صد بارہ طبع کی نوبت آئی پروردگار عالم مالک مطبع اور اہالی مطبع کو نظر بد سے بچائے بحق محمد و آلہ الامجاد

نام کتاب	قیمت
تاریخ بغاوت ہند۔ مسمی بمحاربۂ عظیم یعنی تاریخ غدر مترجمۂ پنڈت کنھیا لال۔	عصہ/ پ
ترجمۂ سیر المتاخرین۔ مسمی بمرآۃ السلاطین تا شاہ عالم ہر سہ جلد یکجائی۔	عہ/ پ
تواریخ راجگان اودھ۔ مع تصاویر فوٹوگراف کاغذ سفید گندہ مجلد نقش و نگار نقرئی عمدہ۔	سعہ پ
سوانح عمری لارڈ لارنس مرحوم۔ سابق ویسرائے گورنر جنرل ہند مع پولیٹکل کارروائیان سکھون کی لڑائی ایام غدر مین پنجاب کی حفاظت مرتبۂ مسٹر مارسورتھ صاحب بہادر اور حسب ایمائے جناب اے جی لارنس صاحب بہادر کمشنر الہ آباد مطبع نے اسکا ترجمہ شائع کیا کاغذ سفید دو قسم (قسم اول) مجلد چرمی۔	ے/ پ
(قسم دوم) بلا جلد۔	صہ/ پ
تاریخ گلشن پنجاب۔ مع نقشہ جات از پنڈت دیبی پرشاد۔	عہ/ پ
ترجمۂ تاریخ مصر ملقب بہ تحفۂ مصریہ۔ پوری تاریخ مصر تا زمانۂ بغاوت عربی پاشا مصنفۂ سر ڈی میکنزی والس صاحب بہادر مصنف تاریخ روسیہ مترجمۂ سید ابو الحسن صاحب منجانب مطبع اودھ اخبار کاغذ سفید مجلد۔	عہ/ پ
ایضاً۔ غیر مجلد حسب مراتب بالا۔	عہ/ پ

نام کتاب	قیمت
مصائب غدر۔ سرگذشت ولیم ایڈوارڈس مجسٹریٹ بدایون بزمانۂ غدر ۱۸۵۷ء مترجمۂ مولوی نذیر احمد کاغذ سفید۔	۸/ر پ
تواریخ سلاطین اودھ وقیصر التواریخ۔ دو جلد مین کامل مع تصاویر شاہان و ارکین سلطنت اودھ مولفۂ سید کمال الدین حیدر کاغذ حنائی۔	عکا/ پ
کچھ حال۔ جناب سر ہنری کارنگر صاحب بہادر سی بی کا جو سابق مین کمشنر بنارس و ایجنٹ گورنر جنرل تھے مصنفۂ راجہ شیو پرشاد۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ فیلو یونیورسٹی کلکتہ و الہ آباد۔ کاغذ سفید۔	ا/ر
ترجمۂ منتخب التواریخ مترجمۂ مولوی احتشام الدین صاحب مراد آبادی۔	عہ/ پ
واقعات پنجہزار سالہ۔ با نقشہ جدولی سنہ عیسوی و ہجری و سمبت بکرمی از منشی راد ھے لال صاحب	۵/ر
تاریخ جدولیہ حضرت آدم علیہ السلام سے تا ایندم جملہ انبیا و ائمہ و صحابہ و تمام سلاطین منتخب از تواریخ بطور جدول مولفۂ منشی خادم حسین اکبر آبادی۔	عمہ/
سیر پنجاب۔ تاریخ پنجاب از راے کالی راے۔	عصہ/ ۱۲ر
تاریخ راج پرستی۔ کارنامہاے رانٹھے راجپوتانہ جسکو بحکم ایس بروس صاحب بہادر بندت جادو راے نے ترجمہ کیا کاغذ سفید و حنائی۔	۲ر و ۲

نام کتاب	قیمت
سوانح عمری - راؤ کلیان مل جی والیہ ریاست بیکانیر اُردو و ناگری مصنفۂ منشی دیبی پرشاد صاحب منصف جودھپور مطبوعۂ غیر -	۲ر
ایضاً - راؤ سری جی سی اُردو ناگری -	۲ر ب
ایضاً - راؤ سری بیکاجی راؤ -	۴ر ب
ایضاً - مہاراجہ اودے سنگھ جی -	۴ر ب
ایضاً - شیرشاہ بادشاہ -	۲ر پ
ایضاً - مہارانا رتن سنگھ جی وبکرماجیت -	۴ر پ
ایضاً - مہارانا پرتاب سنگھ جی -	۴ر ب
ایضاً - راؤ مالدیوجی -	۱ر پ
ایضاً - مہاراجہ مان سنگھ جی -	۲ر ب
جغرافیہ مارواڑ - مع مختصر تاریخی حالات مترجمۂ منشی دیبی پرشاد صاحب -	۵ر پ
اکبر نامہ اُردو ناگری - مترجمۂ منشی دیبی پرشاد صاحب مورخ راجپوتانہ و منصف راج جودھپور جسمین اکبرشاہ کی ۵۱ سالہ سلطنت کا پورا حال درج ہی جو کہ اکبر نامہ و اقبال نامہ جہانگیری و منتخب التواریخ و طبقات اکبری و آئین اکبری وغیرہ سے اخذ کیا گیا ہی -	عہ پ
شاہجہان نامہ - اُردو ناگری باتصویر مترجمۂ منشی دیبی پرشاد صاحب در سہ جلد -	ےر پ
تاریخ تزک ہند - یعنی مہابھارت کے بعد سے	

نام کتاب	قیمت
ایک مختصر تاریخ مصنفۂ منشی دیبی پرشاد صاحب -	۲ر ب
سوانح عمری - اُردو ناگری راجہ بیربل عرف مصاحب دانشور راجہ بیربل مولفۂ منشی دیبی پرشاد صاحب -	۲ر ب
سوانح عمری اُردو و ناگری - نوشیروان عادل بادشاہ ایران مولفۂ منشی دیبی پرشاد -	۴ر ب
میزان عدالت - راجاؤن اور بادشاہون کے تواریخی انصاف مترجمۂ منشی دیبی پرشاد صاحب -	۵ر پ
نفائس التواریخ - یعنی تذکرہ حکماے قدیم یونان فارس عرب و مصر وغیرہ جسکو منشی دیبی پرشاد صاحب مورخ راجپوتانہ نے کتاب ناسخ التواریخ ایران سے منتخب کر کے اُردو مین ترجمہ کیا -	۶ر ب
خانخانان نامہ - یعنی سوانح عمری خانخانان جو اکبر بادشاہ کے نورتنون مین سے تھے مولفۂ منشی دیبی پرشاد صاحب -	۴ر پ
سوانح عمری راجہ شیوپرشاد صاحب ستارۂ ہند بنارسی مصنف آئینہ تاریخ نما وغیرہ -	عصہ پ
تاریخ عالم حصۂ اول - مصنفۂ ولسن صاحب -	۴ر پ
سیر المتقدمین حصۂ اول - مطبوعۂ غیر -	۱۱ر ب
ایضاً - حصۂ دوم - مطبوعۂ غیر -	۱۱ر ب
تاریخ پورٹ بلیر انڈمان مسمیٰ بتاریخ عجیب -	۸ر